غلبہ حیدری
مسیب نامہ

مجلس پہلا راویان شیرین گفتار و معرکہ آرایان عرصہ کارزار اخبار نقل
حکایات دل افگار کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جب یزید بن معاویہ
فرزند احمد مختار یعنی جناب امام حسین علیہ السلام سے طالب بیعت ہوا تو جناب
امام حسین علیہ السلام بناچاری مدینہ منورہ سے کوچ کر کے مکہ معظمہ کو تشریف لیگئے
اور اہل کوفہ نے اس حال سے آگاہ ہو کر متواتر خطوط حضرت کی طلب میں بھیجے
جناب امام حسین علیہ السلام نے لاچار ہو کر جناب مسلم علیہ السلام کو مع فرزندان و
فرمان واجب الاذعان جانب کوفہ روانہ کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے اہل عراق
و کوفہ تمہارے نامے پے در پے متضمن اس عبارت کے ہمارے پاس پہنچے
کہ کوئی امام و رہنما ہمارے لئے یہاں نہیں ہے یا حسین ابن علی آپ جلد ہماری
طرف تشریف لاویں کہ ہم آپکی سبب سے ہدایت پذیر ہوں
میں اپنے بھائی مسلم ابن عقیل کو تمہارے واسطے روانہ کیا ہے جسوقت میرا
بھائی تمہارے اعتقاد سے مجھکو آگاہ کریگا اسوقت میں بھی آؤنگا والسلام
القصہ جبکہ مسلم ابن عقیل علیہ السلام شہر کوفہ میں داخل ہو مختار کے گھر میں اترے
ایک راوی کہتا ہے کہ سالم ابن شبیب کے مکان میں نزول اجلال فرمایا تو اہل
کوفہ یہ خبر سنکے حضرت مسلم کے پاس مجتمع ہو گئے اور اسوقت جناب مسلم
علیہ السلام نے فرمان واجب الاذعان حضرت امام حسین علیہ السلام کا
پڑھکر سنایا تمام رؤسائے کوفہ مانند مختار و سلیمان وغیرہ اٹھارہ ہزار
نے بیعت کی جبکہ حاکم کوفہ نعمان بن بشیر اس حال سے آگاہ ہوا تو
بالفعل حکم فرمایا کہ شہر میں جا کر ندا کریں کہ آج مسجد جامع میں سب جمع ہوں

آکر صبح ہوئی الغرض جب ابن زیاد کو صبح ہوئی تو اوسنے جا منبر پر خطبہ پڑھنے
کے بعد اہل کوفہ سے خطاب کیا کہ اے گروہ مردم حاکم شام کے غضب سے
اپنے حال پر رحم کرو اور فتنہ انگیزی پر آمادہ نہو اور مسلم بن عقیل کیطرف رجوع
کرنا فتنہ و فساد ہے پانچ روز دے اہل کوفہ جان لو کہ فتنہ انگیزی کا شیوہ اختیار
کرنا موجب نزول بلا کا ہے راوی کہتا ہے کہ یہ خبر وحشت اثر جاسوسان یزید
نے اوسیوقت تحریر کر کے جانب شام روانہ کی اور یہ مضمون بھی لکھ بھیجا کہ اے یزید
ابن معاویہ اگر تجھے ملک عراق کی حکومت پر قابض رہنا ہے تو کوئی اور حاکم اونکو روانہ
کر جب یہ نامہ یزید کے پاس پہنچا اور اوسنے پڑھا تو بہت گھبرایا اور اوسی وقت
مسمی سرجون رومی مدبر سلطنت سے مشورہ کیا اور بہ مشورہ سرجون غلام آزاد معاویہ کی
کہنے سے ابن زیاد کو حکومت کوفہ کا نامہ لکھ کر یہ مضمون بھیجا کہ مسلم بن عقیل
کوفہ میں آیا ہے اور اہل کوفہ نے اوس سے بیعت کی ہے تو جا کے مسلم کا سر
میرے پاس بھیجدے ابن زیاد بعد نزول نامہ یزید آمادہ جانب کوفہ ہوا
اوسیوقت ایک شخص نے اوس سے آکر کہا کہ سلمان غلام امام حسین علیہ السلام کا
بہت سے خط شرفای بصرہ کے لئے لایا ہے اوس خط کا مضمون یہ ہے کہ ایہا الناس
میں تمکو راہ حق پر بلاتا ہوں لازم ہے کہ سعادت دارین سمجھ کے گوش ہوش
سے میرے کلام کو سنو اور عمل میں لاؤ میرا ارادہ کوفہ کی طرف جانے کا ہے تم
سب احباب غلام میرے پاس اگر جمع ہو تو میں شہر کوفہ کی جانب روانہ ہوں
القصہ ابن زیاد نے جب یہ سنا تو اپنے لوگوں کو حکم دیا کہ جلد جاکر سلمان کو پکڑ لاؤ
جب سلمان کو ابن زیاد کے پاس لائے تو اوسنے سلمان کو دم دلاسے

حال بیعت اہل کوفہ کا مشرح حضرت کو لکھ بھیجا تھا کہ سب نے باعتقاد تمام آپکی طرف
رجوع کر کی بیعت کی ہی یا حضرت ضرور بالضرور بے توقف و بے تامل آپ
تشریف لاویں کہ محل تامل و تساہل اب زنہار نہین ہی جبکہ اس نامی کو حضرت
نے پڑھا تو شادمان ہو کر بے اختیار ارادہ سفر کوفہ و عراق کا دل مین کیا
راوی کہتا ہی جب ابن زیاد قریب کوفے کے پہنچا تو اوس نے تیر و ترکش پشت
پر لگایا نیزہ ہاتھ مین لے اونٹ پر سوار ہو چار پانچ گھڑی رات جب گذری تو جنگل
کی راہ سے با جاہ و حشم کوفے مین آیا مگر اہل کوفہ سمجھی کہ جناب امام حسین علیہ السلام
آپہونچی کیونکہ حضرت کی آمد کی خبر شہر کوفے مین منتشر ہو چکی تھی لوگ ہر طرف
سے درود و سلام بخیال حضرت امام حسین علیہ السلام بھیجنے لگے لیکن ابن زیاد
جب تک قلعہ کوفہ کے دروازے پر نہ پہونچا کسی کو جواب سلام نہ دیا
کہتے ہین نعمان بن بشیر نے یہ غل سن کے دروازہ قلعے کا بند کر لیا اور کوٹھے
پر چڑھ کے کہنے لگا کہ یا حسین ابن علی آج کی شب کہین اور مقام کرو کل جیسا
موقع دیکھونگا مین وہ کام کرونگا اس بات سے اہل کوفہ اوسے برا بھلا کہنے
لگے اور کہا کہ ای شخص فرزند فاطمہ زہرا آیا ہی اور تو نے دروازہ بند کر لیا
دروازہ جلدی سے کہولدے ورنہ تو مارا جائیگا اہل کوفہ اسی حیص بیص مین
تھے کہ ناگاہ کسو اہل نے ابن زیاد کو پہچانا اور اوس نے پکار کے کہا کہ اے
لوگو یہ امام حسین علیہ السلام نہین ہین یہ عبداللہ ابن زیاد ہی یہ سنتے ہی لوگ
اوسکے پاس سے بھاگ گئے اور نعمان نے دروازہ کہولدیا اور ابن زیاد
داخل دارالامارہ ہوا علی الصباح اوس نے اشراف کوفہ کو طلب کر کے

[illegible] یزید کو اوسکی حکومت کا پروانہ لکھا [illegible]
[illegible] کرے کہ جو کوئی مسلم سے [illegible]
راوی کہتا ہی کہ حضرت مسلم یہ خبر سنکی مختار
کی گھر مین آئے حسب اتفاق مختار اپنی گاؤن کی طرف گیا ہوا تھا جس وقت
کہ ابن زیاد کو حضرت مسلم علیہ السلام کا کہین پتا نہ معلوم ہوا تو اوس نی معقل
اپنی غلام کو ہزار درہم دیئی اور مخفی اوس سے کہا کہ تو محبان علی ابن ابیطالب
سی مل اور مسلم ابن عقیل کا حال دریافت کر کہ وہ حضرت کہان پوشیدہ ہین
غرض معقل نے محبان علی کو فریب مین لا کر کہا کہ مین بھی محب اہلبیت علیہم السلام
ہون اور مسلم ابن عوسجہ کی ہمراہ جناب مسلم ابن عقیل کی خدمت مین آکر حاضر ہوا
اور حضرت سی بیعت کی اور پھر یہ سب حال پسر مرجانہ سے جا کر کہدیا جب
ابن زیاد کو معقل اپنے غلام کی زبانی معلوم ہوا کہ مسلم ابن عقیل ہانی کی گھر
مین ہین تب اوس نے محمد اشعث اور اسما بن خارجہ و عمرو ابن الحجاج کو کہ یہ
ہانی کا خسر تھا بھیج کے ہانی کو فریب سے بلوایا اور کہا کہ مسلم تیری گھر مین
کیا سبب ہی کہ تو نے مجھ سے نہ کہا اور میرا حکم نہ مانا اور دشمن حاکم شام
کو اپنے گھر مین جگہ دی جب یہ سخن اس بد فن سے ہانی نے سنا تو اوس نے
انکار کیا اور کہا کہ مسلم ابن عقیل میرے گھر مین نہین ہی اوس نی معقل کا سامنا
کرا کی ہانی سے کہا کہ دیکھ تجھے بہت رنج دونگا نہین تو مسلم کو میری حوالے
کر دی ہانی نی کہا اری ابن زیاد مسلم علیہ السلام میری گھر مین آئی سے تھے
مینی ایک شب اونکی مہمانی کی تھی کیونکہ ایسی شخص سے مونھ موڑنا مروت سی بعید تھا

لیکن اگر تو نکال آتا تو مجھے بہت غنیمت معلوم ہوتا کہ وہ اولاد پاک بنی ہاشم سے تھے ابن زیاد
نے کہا اے ہانی اگر مسلم کو نہ دیگا تو تیری جان نہ بچیگی واللہ تیری گردن مار کر تیرے
گھر کو لوٹ لونگا یہ سنکے جناب ہانی کو غصہ آیا اور دست بقبضہ ہو کے
بولے کہ اے ابن زیاد تو مجھے شمشیر کے مارے جانے سے ڈراتا ہے
واللہ ایسی تلواریں مارونگا کہ تیرا پتا بھی نہ لگیگا تو اپنے اس خیال سے
درگذر کہ تیرے حق میں یہ بات بہتر نہیں ہے راوی کہتا ہے کہ یہ کلمہ سنکر
ابن زیاد کو غصہ آیا اور اس نے ہانی کے چہرے کو چوب دستی کی ضربوں
سے مجروح کیا اور ہاتھ سے نیزہ ان سے چھین لیا جبکہ قبیلہ ہانی کی لوگوں نے
سنا کہ ہانی مارا گیا تو وہ سب دوڑ پڑے اور دارالامارہ ابن زیاد کو گھیر لیا
ابن زیاد نے گھبرا کر شریح قاضی کو بلایا اور کہا کہ تو جا اپنی آنکھ سے ہانی کو
دیکھ لے اور ان لوگوں کو سمجھا کے پھیر دے جب قاضی نے ہانی کو اپنی
آنکھوں سے زندہ دیکھا تو ان لوگوں سے جا کر کہا کہ ہانی زندہ ہے تم گھبراؤ
نہیں کیا ہوا قید ہے چھوٹ جاویگا یہ سنکر ہانی کے لوگ پھر گئے بعد اس کے
ابن زیاد نے ہانی کو بلوا کے پانچ سو کوڑے لگوائے کہ مرد مسن اس ضربت
کے صدمہ سے نیم جان ہو گیا اور پھر ابن زیاد نے سر اوس مومن کا تن
سے جدا کیا القصہ جب حضرت مسلم نے خبر شہادت ہانی کی سنی تو بہت سا رنجیدہ
ہو کر سب لوگوں کو کہ جو بیعت کر چکے تھے طلب فرما کے ہمراہ لیا اور
دارالامارہ ابن زیاد کے قریب آئے راوی کہتا ہے کہ ابن زیاد بھی مع کثیر
فوج کسی کی سبب حضرت مسلم علیہ السلام طرح دیگئے نماز پڑھنے لگے

مگر وہ گروہ خاموش کر کے جسوقت گروہ مسلم علیہ السلام کے برابر آیا اور ابھی
ان فوجون مین لڑائی ہونے لگی اوسوقت گروہ حضرت مسلم نے ایسی
تیغ چلائی کی کہ فوج ابن زیاد کا لڑنے سے جی چھوٹ گیا اور ابن زیاد نے ہزیمت کھا کر
دار الامارہ مین لوٹ گیا اور جلد جا کر دروازہ قلعہ کا اوس نے بند کر لیا اوس
وقت فوج مسلم علیہ السلام نے دروازے کو توڑنے کا ارادہ کیا کہ یکبارگی
ابن زیاد سے کثیر ابن شہاب و محمد ابن اشعث [illegible] اور شبث ابن
ربعی بام قصر پر چڑھ کر اہل کوفہ سے کہنے لگے کہ [illegible]
یزید کے قہر سے ڈرو کہ وہ جب یہ حال سنیگا [illegible] تم مین سے کسی کو جیتا
نہ چھوڑے گا اور قریب ہے کہ فوج شام یہاں آ پہونچے پھر اسوقت کیا
کروگے ایک راوی کہتا ہے کہ ابن زیاد نے خود بام قصر سے لوگون کو کہا کہ
ابھی پھر جاؤ اور اپنے اس کلام سے باز آ کے خیمہ مان [illegible]
[illegible] امان بھی تمکو دیا ہے نہین تو فوج شام کی تیغ سے امان نہ پاؤ گے یہ
اہل کوفہ اس کلام کے سننے سے خوف مین آئے اور یہانتک پھرے ہوئے کہ حضرت
مسلم کے پاس کچھ لوگ گنتی کے رہ گئے تو مسلم ابن عقیل یہ حال دیکھ کر
وہان سے پھرے اور ایک مسجد مین آ کر نماز [illegible] پڑھنے لگے جب نماز
سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ وہ [illegible] بارہ آدمی بھی چھوڑ کر چلے
گئے تھے غرض وہ جناب شب بھر ایک مسجد مین رہے صبح کو ارادہ کیا
کہ شہر کوفہ سے باہر نکلیں ناگاہ سعید ابن حنف سے ملاقات ہوئی
اوس نے پوچھا کہ آپ کہان جاتے ہین حضرت مسلم نے فرمایا ارادہ ہے کہ [illegible]

دو ہزار آدمی مسلح آمادہ جنگ ہو کر چلے اور ابن زیاد کے مکان کو اس خیال سے گھیر لیا کہ اُس نے ابن کثیر کو مع پسر مار ڈالا ہے راوی کہتا ہے از بسکہ بلوہ عام باشندگان کوفہ کا انکے ساتھ تھا اس خبر کے سنتے ہی ابن زیاد گھبرایا اور محمد ابن کثیر سے کہنے لگا کہ تو جا اور ان لوگوں کو خود سمجھا کے پھیر دے اور تو بھی اپنے گھر چلا جا مگر اپنے بیٹے کو میرے پاس چھوڑ جا کہ جبتک اس فتنے سے مجھے دلجمعی ہووے اور فتنہ برپا کرنا اچھی بات نہیں ہے بیٹے مسلم بن عقیل کا حال دریافت کرنے کو تجھے بلوایا تھا ورنہ مجھے تجھ سے کیا کام تھا القصہ ابن کثیر اُسیوقت مکان سے باہر آیا اور اپنی قوم کو سمجھا بجھا ہمراہ لیکر اپنے گھر پھر گیا اور حضرت مسلم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا انکی دلجمعی اور خاطر داری میں معروف ہوا تھوڑی دیر بعد روساے قوم بعد صلاح و مشورہ ابن کثیر سے کہنے لگے کہ اے بزرگ دین بہتر یہ ہے کہ کل سب مجتمع ہو کے تیرے بیٹے کو ابن زیاد کے پاس سے لی آویں اور مسلم بن عقیل کو ساتھ لیکے کوفے سے باہر نکل قبائل عرب میں پھر کر لشکر عظیم جمع کر کے فرزند رسول مختار کی خدمت میں جا انکے شریک ہونگے اور دشمنان دین سے لڑینگے پس یہ اسی تدبیر میں تھے کہ ناگاہ مرید ابن طفیل دس ہزار آدمی کی جمعیت لیکر شام سے ابن زیاد کے پاس آیا اور اُس نے اُسیوقت آدمی بھیج کے پھر ابن کثیر کو بلوایا اور اُس نے اپنے لوگوں کو حکم دیا کہ مسلح ہو کے میرے ساتھ آویں الغرض جب ابن کثیر اُس شریر کے روبرو آیا تو وہ کہنے لگا اے ابن کثیر اگر تجھے اپنی جان عزیز ہے تو مسلم کو میرے حوالے کر دے ابن کثیر نے کہا

ای ابن زیاد تو پھر وہی بات کرتا ہی مسلم کی جان کی سامنے تو میرے جی جان سے
ای ابن زیاد اسوقت چالیس ہزار شمشیر زن کی لشکر مین تو اور تیرے جیسے
مین بھلا مجھکو کیا ڈراتا ہی یہ سنتی ہی ابن زیاد کہنی لگا قسم ہی مجھے جان و سر یزید
کی اگر مسلم کو مجھے نہ دیگا تو ابھی تیرا سر کاٹنے کا حکم دونگا پس یہ سنکر ابن کثیر نہایت
رنجیدہ ہوا اور کہا کہ ای پسر مرجانہ اس فوج شام کے بھروسے پر بھول کر
مجھسی یہ بات تو کہتا ہی بھلا تیرا کیا مونھ ہی کہ میری سر کی ایک بال کو بھی اذیت
پہونچا سکے اس بات کی سنتی ہی ابن زیاد خجل ہوکی غصی مین آیا اور دوات
جو سامنی رکھی ہوئی تھی اوٹھاکی ابن کثیر پر پھینک ماری کہ وہ اوسکی پیشانی پر
لگی اور خون ماتھی سے بہنی لگا غرض ابن کثیر نی اسوقت تلوار کھینچ کی حملہ کیا
اور چاہا کہ ابن زیاد کو ماری کہ لوگ بیچ مین حائل ہوگئے پس ناچار ابن کثیر نی ان
لوگون پر حملہ کیا جبکہ دس آدمی ابن زیاد کی نوکرون مین سی دم بھر مین مار ڈالی
گئی تو غلام ابن زیاد یہ دیکھکر دوڑے اور ابن کثیر کو چھین کر کی تلوارون سے
نیچی دبا لیا اور زخمہای بیشمار سے مجروح کیا اور اوس مومن پاک کو بی خطا
و بی جرم شہید کیا جسوقت پسر ابن کثیر نی یہ حال سنا اور احوال پدر بھی معلوم کیا
تو مانند شیر مست تلوار کھینچ کی اوسطرف دوڑا اور جو سامنے آیا اوسکو مار کی گرادیا
یہانتک کہ اوس مکان کی قریب بیس آدمیون کو مار کی پہونچا کہ ناگاہ اوسے
غفلت مین پاکر ایک غلام ابن زیاد کا پیچھی سے آیا اور ایک نیزہ ایسا اوسنے ان
کی پشت پر مارا کہ نوک نیزی کی اوسکی پیٹ سی پار ہوگئی اور وہ نوجوان اس
زخم و سنان جانکاہ سی جانبر نہوا اور زمین پر گرکی مالک علی علیین کا ملازم ہوگیا

پہنچا اور وہاں سے فوراً اپنے بیان میں ایک شور و غل پڑ گیا اور لشکر ابن زیاد
شہر سے باہر نکلا محمد کثیر نے لوگوں پر حملہ آور ہوا۔ یہ سب جوان بھی ان سے
مقابل ہوکے آمادہ قتال ہوئے اور مردانگی دکھا کر ان مخالفین سے
بہت سے مقتول کئے۔ راوی کہتا ہے کہ قوم ابن کثیر کی کوشش دیکھ کے دل
لشکر شام کا ہمت محاربہ جوئی سے تقصیر کرنے لگا اور قریب اس میدان خالی
کر آئی کہ وہ سپاہ سے کنارہ کر کے سرحد گریز کا ہو جا کر استقامت اختیار
کریں لیکن ابن زیاد نے اس حال سے مطلع ہوکر جلدی سے حکم دیا کہ سر ابن کثیر
اور اس کے بیٹے کا کاٹ کے اونکی فوج کی طرف پھینک دو کہ دل ہمت جانباز
اور چارہ سازی سے ان لوگوں کا ٹوٹ جائے غرض ان دونوں مومنوں کا
سر کاٹ کے بیرون قصر لا کر ان غازیوں کے سامنے پھینک دیا اور وہ لوگ
اپنے سرداروں کے سر دیکھ کر ہاتھ لڑائی سے کوتاہ کر کے پست پا ہوئے
اور جب رات ہوئی تو جا بجا متفرق ہو گئے جب جناب مسلم علیہ السلام نے
یہ حال سنا تو اوسی شب کو اس کے گھر سے نکل در دروازہ شہر کی طرف اس
خیال سے کہ بیرون شہر ہو جائیں راہی ہوئے مگر مرگ ہر جا پر سد راہ ہوئے
تا آنکہ وہ جناب خانہ طوعہ میں پہونچے اور بلال ابن طوعہ نے محمد اشعث کے
معرفت ابن زیاد سے حال اوس جناب کا کہا کہ اوس نے ابن اشعث و عمر
بن حجاج کے ہمراہ تین سو آدمی حضرت مسلم کی گرفتار کرنے کے لئے بھیجے
جاننا چاہیے کہ اس لڑائی کا حال اور مجروح ہو کر گرفتار ہو جانا حضرت مسلم کا اور
ابن زیاد کی روبرو بے خوف و خطر گفتگو کرنے کا حال اور جفا ہائے ابن زیاد سے

شہید ہونے کا احوال اور سر کی دمشق جانی کا مذکور چونکہ کتاب بحر المصائب
وغیرہ میں بھی مذکور تھا لہٰذا یہاں بیان کرنی کے ضرورت نہ دیکھی اور بسبب
خوف طوالت کتاب وہ ذکر شریف معرض تحریر کتاب ہٰذا میں نہ آیا ایک
راوی بیان کرتا ہی کہ بعد شہادت حضرت مسلم ہانی کو شہید کیا اور اُس دن
تک ہانی زندان میں موجود تھا بعد شہادت حضرت مسلم ابن زیاد کی غلاموں
نے اُسی روز سر بازار ہانی کو لا کر شہید کیا اور لاش اسکی معہ لاش جناب مسلم
کوچہ و بازار میں پہرائی معاذ اللہ اس ظلم و ستم کا کیا بیان کیا جاوے کہ جو
جناب آل عبا پر اور دوستان آل عبا پر ہوا کہتی ہیں کہ ابن زیاد نی پہلی سے
راستوں پر اپنی لوگ بیٹھا دی تھے کہ کوئی باہر سے امداد مسلم کو نہ آنی
پاوی اور نہ حضرت مسلم شہر سی باہر جانی پاویں اِنَّ اللّٰہَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّہَادَۃِ

معرکہ دوم

راوی روایات پر غم و حاکی حکایات درد و الم راست بی کم و کاست یوں
بیان کرتا ہی کہ جب مختار با وقار نی سنا کہ ابن زیاد حاکم کوفہ ہو کر آیا ہی اور جناب
مسلم علیہ السلام کی اسقدر دربے آزار ہی کہ اُس سرور عالی وقار کی ہلاکی کا
خواہشمند رہتا ہی تب وہ دلاور اپنی چچیرے بھائیوں اور غلاموں کو مسلح و
مکمل ہمراہ لیکے شہر کوفے کی جانب آتے تہی اتفاقاً راہ میں ایک شخص بیک
چشم کو دیکھا کہ وہ چلا آتا ہی اس سے پوچھا کہ تو کون ہی اُس نی کہا میں
بیزید یوں کا غلام ہوں مختار نی کہا تو نی راہ میں کسی کو دیکھا ہی اُس نے

ہیبت شعلۂ آتش تیغ آبدار مومنین سی فرار ہوی لیکن روایت صحیح یہ ہے
کہ انہین سی کوئی نہ بچا پس جب مختار وہان سی چلکر در کوفہ پر پہونچا تو
نجر غلام سی کہا کہ دیکھ تو سامنی سے کون آتا ہی اوسکو گرا اور نجر کو ساتھ لی
آگی بڑھکر دیکھا کہ کئی آدمی ایک جا بیٹھی ہوی ہین مگر ایک شخص کچھ شعر
پڑھتا ہی مختار نی اوس سی پوچھا کس کی شعر ہین اوسنی کہا عبید اللہ
فرار کی تصنیف سی ہین مختار یہ سن اندوہناک ہوکر اوس سی کہنی لگا اور
پڑھ کیونکہ جب پڑھ رہا پس جب وہ پھر پڑھنی لگا تو اوسکی شعر اول کا یہ مضمون
تھا کہ مارے جاوینگی یا کچھ اور فریب کر نکلینگی مختار نی یہ مضمون جب سنا تو کہا
خدا خیر کری ایسا نہو کہ مسلم ابن عقیل مارا جاوی یہ کہکر جب اور تھوڑی دور
آگی چلا تو ایک شخص سی جو قبیلہ بنی ذہل ہین سے تھا ملاقات ہوی اوس سے
احوال مسلم پوچھا تو اوس نی کہا ای مختار حضرت مسلم کو شہید کیا اور سر اون کا
کاٹ کر مکان ابن زیاد کی دروازی پر لٹکایا ہی مختار یہ خبر سنتی ہی گھوڑی سے
سی گرا اور ایک نعرہ مارکر بیہوش ہوگیا مگر جب ہوش میں آیا تو اوس شخص نے
کہا ای مختار خوف ابن زیاد سی حذر کر اور اپنی جان کو غنیمت سمجھ پس مختار نی
اوسیوقت ہتھیار کھول ایک عمامہ باندھا اور ایک خزاعہ پہن اسپ سی
پیادون کو کہا کہ تم سب گھر کو پھر جاؤ مین شہر کی اندر جاتا ہون پس یہ مرد
شہسوار میدان بہادری و شیر بیشہ دلاوری شہر کوفہ مین آپ اکیلا گیا تاکہ
حال مسلم بن عقیل علیہ السلام کا بخوبی معلوم کری مگر افسوس صد افسوس کہ
حقیقت مین حضرت مسلم کو ابن زیاد شہید کر چکا تھا القصہ جبکہ مختار نی مفصل

خبر شہادت جناب مسلم سنی تو بہت رنجیدہ خاطر ہوا اور از بس افسوس کر کی
چاہا کہ اپنی گاؤن کی طرف پھر جاوی مگر اتفاقاً راہ مین عمرو ابن حریث سی
ملاقات ہوگئی اور وہ مختار کا بڑا دوستدار تھا اوس نی مختار کو دیکھکر خیر و عافیت
پوچھی اور کہا ای مختار پناہ مانگ خدای برتر سی کہ شہر کوفی مین ایسا
اندھیر اور فتنہ و فساد برپا ہی کہ لوگ چار طرف لوٹ مار مین معروف ہین
اور سب طرف کی راستی گھیرے ہوئے ہین ایسا نہو کہ تمہی بھی پہنچاوین اور
بہتر یہی بس مناسب ہی کہ تو میری ساتھ چل کی خیمہ امان مین بیٹھ اور
مین وہان سی عبید اللہ ابن زیاد کی پاس جا کر تیرا ذکر کرونگا اور انشاء اللہ
تعالی بہر صورت تیری مقدمے کو فیصل کرونگا تو پھر کسی بات کا تجھی
کچھ اندیشہ نہین ہی شاید وہ بھی دوست غلام شاہ ولایت تھا کیا وجود
اطلاع حال مختار اس طرح کا اوسکا غمخوار ہوا اور ایک روایت مین ہی کہ مختار
نی حسب بازار صیت خیمہ امان کھڑا دیکھا تو آپ ہی خیمہ مین چلا گیا اور وہان عمرو بن حریث
سی ملاقات ہوئی کہ وہ خلیفہ ابن زیاد کا تھا اوس نی مختار کو گلی لگا کر
بڑی خاطرداری کی مختار نی اوس سی کہا ای ابا جعفر مین بیعان قصبہ
دور اس لڑائی کی خبر بھی مجھے نہین ہی ولیکن احتیاطاً تیری علم کی نیچی
آیا ہون کہ بدگو میری طرف سی بدگوئی نہ کرین یہ سنکر عمرو ابن الحریث
نی کہا یہ خوب کیا تم نی کہ اپنے گھر مین بیٹھی رہی اور مسلم کی اعانت
کو نہ آئی اب تم پناہ امیر مین ہو اور تمہین کچھ اندیشہ نہین ہی غرض مختار
نی جب یہ بات خلاف طبع قبول کی اور اپنی دل کی بلا سے خیمہ امان مین بیٹھا

تو وہ عبداللہ ابن زیاد کی پاس جاکر کہنی لگا کہ امیر کوفہ مختار ابن ابی عبیدہ ثقفی تیری پاس آیا ہی بلکہ وہ خیمہ امان مین بیٹھا ہوا ہی ابن زیاد سنکے یہ شنکر کہا کہ اسکو میری پاس بلا لاؤ پس عمر بن حریث مختار کو اپنے ہمراہ اوسکی روبرو لی گیا راوی کہتا ہی کہ ابن زیاد مختار کو دیکھ کی تعظیم کے لئے کہڑا ہوا اور گلی لگا کی موافق رسم عرب کی اسکی پیشانی کا بوسہ لیکے اپنی قریب بٹھایا اور ہر طرح کی باتین مختار سی کرنے لگا اور ایک روایت مین اسطرح ہی کہ مختار کی پہونچنی سے پہلی عمارہ ابن عقبہ نام ایک شخص نی ابن زیاد سی کہا کہ ای امیر خدا تجہی ہمیشہ ہر جنگ مین اور خصوصاً جنگ فرزند علی ابن ابیطالب مین فتحیاب کری مختار سی حذر کرتا رہو کہ وہ تیرا سخت دشمن ہے اور تمام اہل کوفہ اسکی دوست ہین بلکہ مسلم سی بہی اس نی بیعت کی تہی خبردار اس سے غافل نرہنا پس جب مختار عالی وقار ابن زیاد کی روبرو گیا تو اوس نی بدستور اہل اسلام چار و نا چار اسے سلام کیا اس نی مختار کی جانب سی مونہہ پہیر لیا مختار نے تقاضا ئے بشریت یہ سمجہا کہ شاید اسنی مجہی نہین دیکہا یا میری آواز نہین سنی ہی پس دوسری مرتبہ مختار نی پکار کی اس سے کہا ایہا الامیر السلام علیک لیکن اس نے پہیر مونہہ پہیر لیا اور سلام کا کچہہ جواب ندیا مختار از بسکہ صاحب عزت و عالی ہمت و جرات اور شجاعت مین یکتا تہا کچہہ خجل سا ہو گیا اور اس سبب سی کہ روسای کوفہ وہان بہت سی بیٹہی ہوی تہی اسی خجالت زیادہ ہوی اور وہ بلی خوف و خطر مانند شیر مست

صدر میں سب رئیسوں سے بالاتر اس خیال سے جا بیٹھا کہ بہادران عراق اور روسائی کوفہ کی نظر میں حقیر نہو جاوے پس قدامہ کہتا ہے کہ اسوقت مینے مختار کے چہرے کا یہ حال دیکھا کہ غیرت اور غصہ سے مونہہ پر ایک رنگ آتا تھا اور ایک رنگ جاتا تھا القصہ اسوقت ابن زیاد نے مختار کی طرف دیکھکر کہا کہ ای ابن ابی عبیدہ تو اپنی تئیں بڑا بہادر اور عزت دار جانتا ہی جو اپنے مرتبہ سے بڑھ چلا اور شاید تو اپنے تئیں یہ سمجھا ہے کہ عبید اللہ زیاد میری حرکتوں سے بیخبر ہی بخدا مجھے سب حال تیرا معلوم ہے کہ مسلم بن عقیل سے تو نے بیعت کی تھی اور اسی سبب سے تو اسکی مدد کو آیا تھا ای مختار دیکھا تو نے کہ خدا نے میرے تئیں تجھ پر اور مسلم پر کیسا فتحیاب کیا اور یہ حال بھی مین سنا ہوں کہ اپنی رفیقوں کو تو نے کہیں بھیجدیا اور آپ اکیلا یہان آیا ہی مختار نے جواب دیا کہ اے امیر نہ اپنے درجے سے مینے تجاوز کیا ہی اور نہ اپنے تئیں دلیر سمجھکر تجھ سے لڑنے کے ارادے پر آیا ہوں تو میرے حال کو پہلی مفصل مین سے پھر جو تیرا جی چاہے وہ کہنا اے ابن زیاد مینے مسلم بن عقیل کا حال بعد انکی شہادت کے سنا تھا شاید میرے کسی دشمن نے تیرے روبرو یہ حال بیان کیا ہوگا کیا ہوا دنیا میں ہر ایک شخص کے دوست و دشمن بہت سی ہوتی مین بس یہ گفتگو سنکر عمرو ابن حریث مخزومی کہ مختار کا دوست اور عبید اللہ ابن زیاد کا نائب تھا اپنی جگہ سے اٹھکر ابن زیاد کی روبرو جا بیٹھا اور مختار کی کلام

کی تائید میں کہنے لگا کہ ای امیر مین اس بات کا گواہ ہون کہ مختار
اس مقدمے مین اس سبب سے بیگناہ ہی کہ کل سے یہ میرے
پاس خیمے مین تھا اور جسوقت تو مسلم سی لڑ رہا تھا مختار میری علم کی
نیچے اسوقت پناہ اور امان مین آیا تھا غرض اسی طرح کی دو چار باتین
خوشامد آمیز اُس نے کہین اور بہت سی اہل دربار نی بفضل خدا
کلمۂ نیک مختار کی حق مین کہا جس سے ابن زیاد کی دل مین مختار کے
طرف سی برائی کا گمان رفع ہوا اور بہت سی ظاہری مہربانی کرکے
خلعت دیا اور مختار کو دس تھیلیان درہم کی اور دو دینار کی معہ پانچ سو بھیجے
گھوڑون کی دیکر فلان گھوڑا میرا معہ اسباب اسکی سواری کے لیئے لا دو
پھر راوی اول اسوقت تک ابن زیاد مین آیا تھا جس نی حسن سلوک
ابن زیاد کا مختار سے بیان کیا ہی راوی کہتا ہی کہ اسی اثنا مین یکایک
قصر ابن زیاد کے نیچے کچھ عورتون کی نیل و شور اور رونی کے آواز
معلوم ہوئی ابن زیاد نے کان کھڑے کر کے کہا دیکھو تو یہ کیسا غل ہی
کوئی جلدی خبر لاوے اس بات کی سنتے ہی لوگ دوڑے اور ایک
حاجب نے آ کر کہا کہ قریب سو عورتون کی دروازہ شہر کے محافظون
کی ناموس مین سے آئی ہین اور کپڑے اُنکے خون آلودہ اور خاک
سر اون پر پڑی ہوئی ہے اور غل مچا رو رو کی یہ بیان کرتی ہین کہ مختار
نے ہمارے شوہرون اور بھائیون کو مار ڈالا ہی اور اُس کی ظلم سی
لڑکی ہمارے یتیم ہو گئی ہین ہم امیر سے فریاد کرنے آئے ہین

تو مسلم ابن زیاد سے خائف ہو کر بہت سی تسلی دیکی اُن سی کہا اگر تم راضی
ہو تو مین تمہین کسی کے ساتھ مدینے کو بھیجدون بیٹون کی ابراہیم نے
محمد سی کہا اے بھائی ہماری لئے کوفی مین رہنا مصلحت نہین ا
ہی یہین بہتر ہی کہ اس شہر سے ہم چلی جائین کیونکہ اگر ابن زیاد ہماری
خبر سن لیگا تو ہم سے بھی وہی سلوک کریگا جو ہمارے پدر بزرگوار سے
کیا ہی الغرض جب شام ہوئی تو بعد فراغ نماز عشا وہ گھر سے نکل کر
راہی ہوی مگر جب سرحد شہر سے گذر کر حد ترخص پر پہنچی تو ہیر فلک
کجرفتار نے ابن زیاد کی جاسوسون سی دوچار کر دیا اور وہ ابن زیاد
کی روبرو ان دونون یتیمون کو لے آئے اور بیان کیا کہ یہ دونون
مسلم بن عقیل کے فرزند ہین اُس نے حکم دیا کہ انکو بھی شہید کرو اور
ایک راوی کہتا ہی کہ اُن کے حال پر رحم کیا اور قتل سے باز رہکر انکو
زندان مین بھجوا دیا اور انکا حال یزید کو بدین مضمون لکھ بھیجا کہ جو کچھ
انکی مقدمے مین منظور ہو ویسا حکم صادر ہو کہ مین منتظر فرمان ہون
اسی اثنا مین مشکور زندان بان نے اس حال سے مطلع ہو کے
رات کی وقت دونو صاحبزادون کو زندان سے نکال کے قادسیہ
کی راہ پر لگا دیا ابن زیاد نی اس خبر کے استماع سی مشکو کو بعذاب
شدید قتل کیا اور حکم دیا کہ جو پسران مسلم کو لاونگا اُسکے مال و زر سے
بی نیاز کر دونگا یہ حکم سنکر بہی اہل کوفہ اُن مظلومون کو ہر طرف ڈھونڈنے
لگی القصہ قضا ربنہا سے اجل نے اُن دونون یتیمون کو منزل مقصود

حارث ابن عروہ کی گھر مین پہنچا کہ مہمان تھا کیا تو اوس نے … لیے
سیدھا ساحل دریا پر پہنچا کے امید حیات سے ہاتھ دہو کر شہادت
کی میسر کردیا اور سر ان دونون معصومون کا ابن زیاد کی روبرو لاکر رکھدیا
اوس نے پوچھا کہ یہ کیا ہی تو کہنے لگا کہ ای امیر پسران مسلم کے
سر اس امید پر لایا ہون کہ تو مجھے خلعت و زر سے مالا مال کرے
اپنے … کو … مستحق ہوئے کہ ابن زیاد نے جب ان دونون
سرون کو خوب دیکھا تو آنکھون مین آنسو بھر لایا اور سب
حضار مجلس سب آبدیدہ ہوی ابن زیاد نے پوچھا ای حارث
ابن عروہ یہ تیری ہاتھ کیونکر آئے تو کہنے لگا کہ ای امیر جب یہ
میری گھر مین پہونچے تو میری زوجہ نے انکو مجھسے پوشیدہ کیا لیکن
جب مین مطلع ہوا تو انکو کنارے فرات پر لیجا کر شہید کیا اور تن
انکی دریا مین پھینکدے اور سر تیرے پاس لی آیا ہون راوی
کہتا ہی کہ ابن زیاد نے یہ بات سنکر اوس سے کہا کہ ای … تجھے
ان پر کچھ رحم بھی نہ آیا اور تو انکو میری پاس زندہ کیون نہ لایا حارث
نے کہا کہ ای امیر مجھکو خوف ہوا اسکے عامہ … ایسا نہو کہ لوگ
مجھسے انکو چھین لیں اور مین حصول مال و زر سے محروم رہ جاؤن
بیان حارث کا سنکر ابن زیاد نے کہا ای حارث … انکا حال
لکھ بھیجا ہوتا اگر اوس نے انکو مجھسے زندہ طلب کیا تو مین کیا کرونگا
ای حارث تو نے مجھے اطلاع کیون نہ دی تھی مین تیرے ساتھ لوگ بھیجتے

انکو منگوا لیتا پس یہ کہکر ایک شامی کو حکم دیا کہ تو حارث کو قتل کر اُس نے
یہ کلام ابن مرجانہ سنتی ہی فی الفور ضرب تیغ سی اسکا کام تمام کیا
ایک اور راوی کہتا ہی کہ مقاتل نامی ایک مصاحب ابن زیاد کا محبت
اہلبیت مست رہتا اور ابن زیاد بسبب قابلیت علم مجلس کے اُس سے
کبھی متعرض نہوتا تھا ابن زیاد نے اُسے حکم دیا کہ تو اسکو جس طرح سے
چاہے قتل کر دینے بھی اختیار دیا مگر اسی جا پہ جہان اس نی ان یتیمون
کو مارا ہی اور سران لڑکون کی سے لیجا کے دریا مین ڈال دیا مقاتل
نی حارث کی مشکین باندھین اور بہزار خواری و زاری سے بازار کو سنے
مین تشہیر کرتا ہوا یتیمون سکے مقتل پر لے گیا اور جب وہان پہونچے
تو ہر چند حارث نے التماس نجات کر کے طمع مال و زر کی دی لیکن
مقاتل نے کچھ نہ مانا اور پہلی اون معصومون سکے سر دریا مین ڈال
دی اور دونون جسد منظر اُن یتیمون سکے سرون کی گرتے ہی
پانی سی باہر نکل آسے اور آپس مین سر و تن پیوند ہو کے پھر پانی
مین ڈوب گیی راوی کہتا ہی مقاتل یہ حال دیکھ کے بہت ستارویا
اور پھر حارث کی قتل مین مصروف ہوا اور اسنے غلامون سی
کہنی لگا کہ پہلی اسکی ہاتھ اور زبان اور کان کاٹو پھر اسکی آنکھین نکالکر
اور ناک کاٹ کے اسکا پیٹ پھاڑ ڈالو اس عذاب سی ابھی یہ اسکا
تڑپنا تھا کہ جب مار چکی تو ایک بھاری سی پتھر مین اسی باندھ کے
دریا مین ڈالدیا راوی کہتا ہی کہ موج دریا نے جسم اسکا کنارے پہ

پھینکدیا پھر دوبارا لوگون نے اسکو دریا مین ڈالا اور پھر یہی اتفاق
ہوا القصہ جب تین بار یہی حال گذرا تو ایک گڑھا کھودکے اسمین ڈالکی
کوڑی کرکٹ سے دبا دیا مگر زمین نے بھی اُس کی جسم کو تین مرتبہ
گڑہے سے باہر پھینک دیا آخر لاچار ہو کی اُسکی جسم کو لکڑیون کی
طرح آگ مین جلاکر خاک کر ڈالا اور ہوا نے اُسکو چار سو ی عالم مین
پراگندہ کر دیا اس طرح پر حارث مقاتل کی ہاتھ سی فنا ہوا اور مختار نیک
شعار نے جب خبر شہادت پسران مسلم کی سنی تو فریاد و آہ و نالہ
جانکاہ سی آثار شور محشر نمودار کیے اور بیان مصیبت اور ماتم تو
اوس محبوس خانے کو ہم مرتبہ تعزیت سرا کر دیا واللہ عز شانہٗ ذو انتقام

معرکہ سوم

مجاہدان معرکہ حکایات و سربازان مقتل روایات نی اپنے سمند تیز رفتار
قلم و قایع نگار کو سطے عرصہ اخبار حال سبط رسول مختار مین مصروف کرکی
اس طرح اظہار کیا ہی کہ جب جناب امام حسین علیہ السلام نامہ مسلم ابن
عقیل کی مضمون سے احوال اعتقاد اہل کوفہ پر مطلع ہوکر سفر کوفہ ورواق
پر مستعد ہوی تو عبداللہ ابن عباس نے حضرت کی خدمت مین حاضر
ہوکر عرض کیا یا ابن رسول اللہ آپ سفر کوفہ سے پھر آئیے وہ لوگ
شیوۂ وفا سے معرا ہین اس سے بہتر یہ ہے کہ آپ یمن کو یا عمان
کو جاوین کہ وہان آپکی محب بہت ہین حضرت نی فرمایا کہ مین خدا

کی حکم سے انحراف نہین کرسکتا اور جب عبداللہ عباس حضرت کا کلام
شنکر لاجواب ہوا تو خاموش ہو رہا اور اسی طرح برادر جناب نے محمد حنفیہ
کو بھی جواب دیا کہ انہون نے بھی بہت سا اصرار ممانعت سفر عراق
مین کیا تھا غرض حضرت نے کچھ نہ مانا اور معروف درستی سامان سفر
کوفہ ہوئے مگر چونکہ ایام حج قریب تھے تو آن جناب نے چاہا کہ حج
سے فراغت کر کے روانہ کوفہ ہون حتی کہ اس ارادے سے امام
معصوم نے احرام حج باندھا تھا لیکن جب اسی حال مین آپکو خبر دارون
کی جناب سے معلوم ہوا کہ یزید نے کچھ لوگ حج کے بہانے سے
کعبہ مین اسی لیے روانہ کیے ہین کہ امام علیہ السلام کو زندہ گرفتار کر لاوین
اور نہین تو سر مبارک اس معصوم کا وہین تن سے جدا کرین یہ سنتے
ہی اس امام عالی مقام نے یہ خیال کر کے خونریزی خانہ خدا مین ہوگی
وہ باعث ہتک حرمت کعبہ ہے کیونکہ خداوند عالم نے اس
زمین کو بلد الامین یاد فرمایا ہے حضرت احرام حج کو عمرہ سے بدل کر کے
مصروف افعال عمرہ ہوئے اور عمرہ سے فراغت کر کے ہشتم ماہ
ذی الحجہ کو کعبہ سے کوچ کر کے روانہ ہوئے اور ایک راوی کہتا ہے کہ جناب
امام حسین علیہ السلام جس روز بیت اللہ سے نکل کے تشریف لے چلے تھے
… کہ لوگون … عبداللہ جعفر طیار اسی منزل مین
آپہنچے … جناب کی خدمت … راوی
کہتا ہے … کا … یہ تھا کہ … صلی اللہ علیہ وآلہ

ہو سناکہ ہم اتفاقت و شیام ہوئے ۔ یہ سفر تو اقسامین زیادہ بیچیال نظر مانا کسی سے

ان کوفیوں کے عدم المصیر اختیار نہیں ہے اور یہ لوگ اپنے قول پہ ثابت

نہیں رہتے ہیں بلکہ اپنی وفات جانے سے اہل بیت رسول

تباہ ہو جاوینگے پس مناسب ہی کہ حضرت اس سفر کی عزم سے کنارہ

فرماوین اور بیٹے اپنے بیٹوں کو اسلئے خدمت جناب مین بھیجا ہی

کہ حضرت انکو اپنے ساتھ عنایت مین خدمت گذاری کے لیے ہمراہ

رکھیں اور انشاءاللہ مین بھی بعد تحلیل مین آکر شرف اندوز ملازمت

ہوتا ہون کہ امید وار الطاف و عنایات خادم آواز ہی نگاہ ہوں کہ جب

شرف ملازمت حضرت سے مین مشرف ہوون وہ مولائی دو جہان

میرے منتظر رہین غرض حضرت کیا بچوں سے صورت دیکھ کے اور

مضمون نامہ پڑھ آب دیدہ ہوکر ایک آہ سرد کھینچی ہو رہے اور جب

عبداللہ جعفر بمع برادر عمر ابن سعد و ابن عباس والی مدینے کا نامہ ہمراہ

لیکر مع نامہ عمر وابن سعد خدمت فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین

حاضر ہوئے تو والی مدینے کا نامہ نظر رحمت اثر حضرت مین گذرا تا اور

کہا کہ یا حضرت اسے ملاحظہ فرمانا لازم ہے کہ کچھ عذر نہ فرمائیگا لیکن اس

واقف اسرار کبریا نے حبیب نامی کو پڑھنا شروع کیا تو کہا کہ وہ اسلئے

مدینہ میں بعد القاب و آداب جیسا یہ مضمون لکھا تھا کہ یا ابن رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ آپ نہ جا جائیں تو وہ متوجہ ہوں اور یہاں تشریف لا کر روضہ

احمد مختار میں استقامت پذیر ہوں کہ ہرگز کسی صورت میں آپ سے

باہم بھتیجے اور ان دونون کے کشتن پاک بھی [illegible]
مین پھروایا عبداللہ اور رشد دونون کا بیان ہی کہ اس [illegible]
یہ حال سنکر اور منزل ثعلبیہ مین پہونچ کر شب [illegible]
ہوئی اور جو کچہ اس شخص سے سنا تھا مفصل حضرت [illegible]
حضرت نے اولاد عقیل کو اپنی پاس بلایا اور [illegible]
کہ تم سب لوگ اب وطن کو پھر جاو کیونکہ میرے ساتھ رہنے [illegible]
لیئے جان ومال کا ضرر ہی حضرت کا یہ کلام سنکر انہون نے [illegible]
اور عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ہم [illegible]
مسلم غریب کا اس زیادہ سے ذلیل [illegible] اب وطن پھر کر جا [illegible]
والا ہم لوگ بھی مسلم کی مانند آپکی رکاب سعادت مین [illegible]
درجہ شہادت سے فایز ہونگے راوی کہتا ہی کہ جب جناب امام [illegible]
منزل خزیمیہ مین کہ وہ اجفر اور ثعلبیہ کے بیچ مین ہی منزل کی [illegible]
تو صبح کو جناب زینب خاتون نے اس [illegible] کی خدمت مین آکر عرض کیا
کہ اے برادر عالی قدر شب کو مین نے ایک آواز غیب سے سنی جیسی کوئی کہتا ہی
کہ اے چشم بینا اشکبار ہو ان شہیدون کی حال پر کہ اجل انکو سب سمت
تمام اپنی مقام شہادت پر سے لئے جاتی ہی حضرت نے یہ سنکر فرمایا کہ اے
بہن جو کچہ مقدر مین لکہا ہی وہ ہوگا اسمین کسی کو کیا چارہ ہی راوی کہتا
ہی کہ جب مقام آب عذیب پر لشکر [illegible] جناب کا پہونچا تو حضرت
نے ایک ساعت بھر برسم قیلولہ استراحت فرمائی [illegible] حضرت کی

لگ گئی مگر بعد تھوڑی سے عرصے کی حبیب و جناب وقتی ہوئے
نیند سے بیدار ہوئی اور جناب علی اکبر نی سبب اشکبار دیکھ کر پوچھا تو حضرت
نی فرمایا کہ ای نور دیدہ یہ ایسی ساعت ہی کہ اسمین جو خواب دیکھی
وہ جھوٹا نہین ہوتا ہی اور مینے اسوقت خواب مین دیکھا کہ ہاتف
کہتا ہی یا حسین ابن علی تم سفر عراق کی طرف کرتی ہو ... لیکن
کرتی ہوکر ... راہ ... مین بسرعت ... جاتی ہی یہ سنکر جناب
نی فرمایا کہ ای بابا ... اس سفر مین یہ لوگ ہمارے ... ہو
... حق پر ہین یا نہین حضرت نی فرمایا کہ ای نور دیدہ ...
پاک کی راہ حق پر ہم ہین اور ہمارے ... راہ باطل ہین ...
علی اکبر یہ سنکر متبسم ہوئی اور عرض کی کہ یا مولا پھر ہمکو ... کیا اندیشہ
ہی راوی کہتا ہی منزل اجیاشہ مین عبداللہ بن مطیع نی ... یا تھا اس
تمام حضرت سے یہ کہا کہ ای فرزند رسول اکرم آپ عزم ... کرتی
کہ زنہار آپکے لئے یہ سفر عراق مناسب نہین ہی حضرت نی اسکو
بھی یہی جواب دیا کہ مین تابع فرمان ایزدی ہوں جو بھی اسکی اختیار
کرنی مین کیا تامل ہی غرض جب منزل ذہیمہ مین وہ امام کونین پہنچی
اور وہان ابو ہرہ کوفی سے ملاقات ہوئی تو اسنی بھی حضرت کی
خدمت مین یہ عرض کیا کہ یا ابن رسول السلام خدا و رسول سی آپ کیون
نکلی حضرت نی فرمایا بنی امیہ کی سبب سے مدینے یعنی وطن مقام چھوڑ دینے
بخدا ای ابو ہرہ جبتک میری ہتک آبرو اور درپی تلف مال رہی ہیں

جبر کیا مگر اب وہ لوگ حرم خدا و رسول میں میری خونریزی پر آمادہ ہوئے
تھے پس مدینے پاس مناسب حرمت خانہ خدا و روضہ رسول اکرم سے
لاچار ہو کر وہاں سے کنارہ کیا از بسکہ یقین ہے کہ یہ لوگ مجھے شہید کرینگے
لیکن خداوند قہار انکو بھی انہیں دنوں ذلت اور خواری میں گرفتار کریگا
اور ایک شخص انپر ایسا مسلط ہوگا کہ وہ قوم سبا سے بھی زیادہ تر ذلیل
ہونگے جیسے کہ وہ لوگ حکومت عورت سے ذلیل و حقیر تھے اور جب شقوق
میں وہ حضرت پہونچے تو فرزدق شاعر سے ملاقات ہوئی اور اس نے
بھی احوال کوفی کا بشیر ابن غالب کی مانند بیان کیا بعد ازاں ذات العرق
میں بشیر ابن غالب نے بھی حضرت سے کہا اے نور دیدہ احمد مختار آپنے کیوں
عزم سفر عراق و کوفہ فرمایا حضرت آپ حدیث الکوفی لا یوفی کو دھیان
میں لا کر ترک سفر فرماویں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تیرا کلام درست ہے مگر
حکم خدا سے مجھکو منحرف ہونا منظور نہیں ہے القصہ تب راحت جان رسول الثقلین
حضرت جناب امام حسین علیہ السلام لکن رہیمہ میں داخل ہوئے تو وہاں
سے اس خلف شاہ ولایت نے اہل کوفہ کو مثل مسیب خزاعی و مسیب
ابن نجبہ و رفاعہ ابن شداد و حبیب ابن مظاہر و محمد ابن کثیر و مقلاد ابن عاتب
و سلیمان ابن صرد خزاعی و محمد ابن اشعث و عبدالرحمن ابن خلف و عبداللہ
عفیف و طارق ابن اعمش و اعمش ابن طارق و مختار ابن ابی عبیدہ
ثقفی و عمر ابن سعد و عمر ابن حمیر و شبث ابن ربعی و عروہ ابن قیس و
عمر ابن حجاج و حجار ابن ابجر و یزید ابن الحرث و محمد ابن عمرو تمیمی کو نامی اس

مضمون کی نامہ لکھی کہ ای اہل کوفہ بعد مسلم ابن عقیل نے مجھے تمھارے حسن
اعتقاد اور اطاعت کا حال معلوم ہوا تو مین تمھاری خواہشون کے
موافق عازم کوفہ ہوا ہون پس تمکو بھی لازم ہی کہ جو اعتقاد تمھارا میری اطاعت
اور نیز میرے دشمنون کی تباہ کرنی پر تھا ابھی درست رکھنا آگاہ ہو ای
گروہ مسلمین فقط تمھاری اسی حقیقت کے باعث سے مین آمادہ ہوا ہون کہ
تمھاری بہتری کے لیے تنہا تنہا آپ ادھر آنی مین تامل نفرمائی تا ہم
رعیت کی بہتی حاضر ہین اور ہمارے پاس کوئی راہ حق کا بتانے
والا نہین ہے ایسا نہو کہ ہم گمراہ ہو جائین پس حضور خدا و رسول ہم پر
گناہ ہمارا سب آپکی گردن پر رہیگا ہم پہلے سے آپ کو مطلع کرتے ہین ای
اہل کوفہ مین حج کو اتمام نصیبہ عمرہ سے بدل کر کی ہشتم ماہ ذیحجہ کو کعبہ
سے اس طرف چلا آتا ہم بھی خداوند عالم سے اپنی قول پر ثابت رہنے
کا توفیق طلب کرتا کہ وہ تمکو نیک کرداری پر ثابت و قایم رکھے پھر حضرت
نے عبداللہ بن یقطر اپنے برادر رضاعی یعنی اپنے کوکہ کو یہ نامہ دیکر
روانہ کیا راوی لکھتا ہی ابن زیاد حضرت کی جانب کوفہ روانہ ہونے
کی حال سے بذریعہ نامہ ولید والی مدینہ آگاہ ہو چکا تھا کیونکہ ولید نے
ابن زیاد کے لیے بطور نصیحت اس مضمون کا نامہ لکھا تھا کہ ای ابن زیاد
فرزند خیر الانام جناب امام حسین علیہ السلام کوفی کی طرف آتے ہین خبردار
او دشمنی پر مستعد ہو کر اپنی تئین گناہ خدا و بزرگی خلایق مین گرفتار نہ کرنا
ولیکن ابن زیاد نے اس حال سے مطلع ہو کی اسکی کہنی کی برعکس کیا

یعنی حصین ابن نمیر کو فوج لیکر سے منزل قادسیہ پر روانہ کر دی راستے
کو گھیر لینے کی ایسی تاکید کی کہ اُس نے تا قطقطانیہ لوگوں کو بھیجکر راستہ گھیر لیا
اور جب عبداللہ ابن یقطر منزل قادسیہ میں پہنچا تو حصین ابن نمیر نے
اسکو گرفتار کرنے کے ارادہ کیا کہ نامہ اس سے چھین لیوے مگر اس سعید نے
مسلم کی نامی کو جلدی سے پھاڑ کر پرزے پرزے کر ڈالا حصین نے
اسکو قید کر کے اپنے لوگوں کے ہمراہ ابن زیاد کے پاس بھیجدیا اور
عبارت نامہ کے پھاڑ ڈالنے کی بھی تمام و کمال اُس بانی فساد کو
کہلا بھیجی راوی کہتا ہے کہ جب عبداللہ ابن زیاد نے عبداللہ یقطر سے یہ پوچھا
کہ تو کون ہے اور کہاں سے آتا ہے اس نیک بخت نے کہا کہ اے ابن زیاد
میں عبداللہ یقطر سبط رسول کا برادر رضاعی ہوں اہل کوفہ کی سے لئے نامہ
اس جناب کا لایا تھا ابن زیاد نے کہا کہ پھر نامہ تو نے کیوں پھاڑ ڈالا
اس نے جواب دیا کہ اے ابن زیاد میں نے اس لیے اسکو پھاڑا کہ تو اسکے
مضمون سے مطلع نہو پھر عبداللہ ابن زیاد نے کہا کہ اے عبداللہ یقطر مجھکو
نام تو ان لوگوں کا معلوم ہوگا جن کی سے لئے تو نامہ لایا تھا اس نے
کہا کہ مجھے نام بھی اُن لوگوں کے معلوم نہیں ہیں راوی کہتا ہے کہ
ابن زیاد نے خفا ہو کر کہا کہ جب تک تو مجھکو اُن لوگوں کے نام
نہ بتا دیگا یا منبر پر جا کے مذمت علی و آل علی نہ کریگا تجھے زندہ نہ چھوڑونگا
عبداللہ یقطر نے کہا نام تو نہ بتلاؤنگا مگر ہاں منبر پر تیرے دوسری بات کا
سر انجام کر دوں کا جو مستحق ہے ابن زیاد نے ایک منبر نصب کروا دیا اور

شہادت عبداللہ یقطر

اور عبداللہ یقطر منبر پر جاکر بعد حمد و ثنای جناب الہی و نعت و مدح آل عبا
ابن زیاد اور تمام بنی امیہ کی مذمت کرنے لگے کہ ایہا الناس پسر دختر
رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام کو منے بطن رحمہ میں چھوڑا تھا
اور اب وہ حضرت اور بھی قریب آگئے ہیں جسکو جانا ہو جاوے اُن حضرت
کی خدمت میں پہونچکر حق وفای عہد ادا کرے جب ابن زیاد نے
اُسکی زبان سے یہ کلمات سنے تو خفا ہوکر حکم دیا کہ انکو بام قصر پر
لیجا کے نیچی گرا دو پس اُس قاصد شہید راہ خدا کو بام قصر سے نیچے گرایا
تو ایک رمق جان اُس کی تن میں باقی رہی تھی کہ عبدالملک ابن عمیر نے
اُسکا سر تن سے جدا کیا الغرض جب حضرت منزل زبالہ میں پہونچے
اور خبر شہادت عبداللہ یقطر کی سُنی تو آنجناب نے لشکر کے لوگوں کو بلایا
اور کہا سُنو کہ ابن یقطر اور مسلم اور ہانی کو کوفیوں نے شہید کیا اور اپنی
عہد پر وہ لوگ قایم نہیں رہے پس یہ سنکر اکثر لوگ جو بطمع مال و زر
آپکی ہمراہ آئی تھی وہ حضرت کی رفاقت سی کنارہ کش ہوکر چلے گئے
اور منزل شقوق میں جب امام حسین علیہ السلام پہونچے تو آپ نے دیکھا
کہ ایک شخص کوفہ کی طرف سے آتا ہی آپ نے اوسکو اپنے پاس بلاکے
پوچھا کہ کچھ حال کوفہ کا بھی مفصل معلوم ہے اُسنے کہا کہ میں کوفہ ہی
میں تھا جب ابن زیاد نے مسلم و ہانی کو شہید کروا کے سر اونکے دمشق کو روانہ
کیے اور جسم مطہر اونکے دار پر کھینچوائی حضرت نے یہ سنکر فرمایا انا للہ و انا الیہ
راجعون اور اُسی منزل شقوق میں ابن سعد کا خط بھی متضمن خبر

شہادت مسلم و ہانی وبیوفائی اہل کوفہ حضرت کی پاس پوہنچا تو اُس روز امام مظلوم کو خط کے مطالعے سے نہایت غم ہوا لیکن با وجود ان سب صدموں کی وہ جناب راہ رضا مین چلی گئے اور جب فرزند خیر البشر مقام بنی سکین مین پہونچے تو جاسوس ابن زیاد نے اُسکو آکر خبر دی کہ امام حسین کو کعبے سے نکلے ہوے آج ستو دن ہوی ہین چنانچہ قبیلہ بنی سکین مین او نہین چھوڑکر مین ادہر آیا ہون راوی کہتا ہی کہ ابن زیاد نے یہ خبر سنکر حر ابن یزید ریاحی کو ہزار سوار ہمراہ کرکی پسر خدا کو گرفتار کرکر کوفی مین لانے کے لیئے بتاکید روانہ کیا جب حضرت وہان سی آگی چلے تو عمرو ابن نودان نامے ایک شخص بنی عکرمہ مین سی حضرت کو ملا اور راوی دوم کہتا ہی کہ بطن عقبہ مین اس سے ملاقات ہوئی تہی حضرت نے اُس سے احوال کوفی کا پوچھا تو اُسنے کہا یا ابن رسول اللہ کوفی کا کیا حال پوچھتی ہو تمھاری تلاش مین فوج ابن زیاد فساد سیہ سی آپ غضبناک پہلے ہوئی ہی یا حضرت زنہار آپ کوفی کی طرف نجاوین بلکہ کسی اور سمت کو تشریف لیجائی اور کوفیون کی کلام پر اعتماد نفرمائی کہ لشکر شام سی یہ لوگ متفق ہو گئی ہین نجدا وہان بغیر از شمشیر و سنان تیر کی آپکا کوئی رفیق نہوگا حضرت نی جواب مین فرمایا کہ ای برادر خداوند عالم تجھکو جزای خیر دی کہ جو حق نصیحت تھا وہ تو نی ادا کیا — راوی کہتا ہی جب شہر کوفی مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ جناب امام حسین علیہ السلام مع اہل حرم با فوج و حشم کوفی مین تشریف لاتی ہین اور اُسکی خبر سے

مختار رحمۃ اللہ علیہ زندان میں مطلع ہوا تو پہلی بہت سا رو دیا اور پھر کہنے لگا کہ
انشاء اللہ تعالی جب امام حسین علیہ السلام فوج شام کو قتل کر کے کوفہ میں
تشریف لاوینگے اسوقت تو زندان سے مجھے خلاصی ہوگی اگر خدا نے چاہا
تو اس حال میں فرزند نبی کی خدمت میں مشرف ہو کر بزور تیغ آبدار
دشمنان آل نبی کو قتل کرونگا ایک کو بھی ان لوگوں میں سے زندہ نہ چھوڑونگا
اور شب و روز وہ اسی دھیان میں رہتا تھا اور خداوند عالم سے حصول مدعا کی
دعا مانگا کرتا تھا القصہ جب منزل شراف سے جناب امام حسین علیہ السلام
کوچ فرمانے لگے تو حضرت نے فرمایا کہ سب احباب و اصحاب و غلام آج
کی دن ضرورت سے زیادہ پانی بھر لیوین غرض جب اس سامان سے
حضرت روانہ ہوئے اور دوپہر کا وقت ہوا تو لشکر حر ابن یزید سے ملاقات
ہوگئی اور اس حال میں حر ابن یزید ریاحی سد راہ ہوکر جو کچھ گفتگو حضرت سے
سوال آب وغیرہ کی درمیان میں لایا وہ تمام عالم پر روشن ہے اور حال
کربلا کی میدان میں پہونچنے کا مشہور ہے راوی کہتا ہے کہ حر نے ابن زیاد
کی پاس وہاں سے بایں مضمون نامہ لکھکر بھیجا کہ اے ابن زیاد
آگاہ ہو کہ امام حسین صحرائے کربلا میں وارد ہوئے ہیں اور
میں تیرے حکم کے موافق عمل میں لایا ہوں لہذا تجھکو اطلاع دیتا
ہوں والسلام اور ایک راوی کہتا ہے کربلا میں پہونچکر جناب امام حسین نے
ایک نامہ اس مضمون کا محمد حنفیہ کی لیے بھیجا کہ یہ نامہ ہے حسین ابن
علی کی جانب سے حضرت محمد حنفیہ برادر غمگسار کی لیے اور جو کہ فرزندان نبی

وارد ہونا جناب امام حسین علیہ السلام کا کربلا میں

ہاشم سی اونکی پاس مین آگاہ ہوون اس حال سی که مین صحرای کربلا مین پہنچکر
دل مرگ پر رکھا ہی اور رشتہ زندگی سی اپنی قطع نظر کی آخرت کو مین نے اختیار
کیا ہی کس لیی که کوفیون نے اپنے عہد و قسم سے پہلو تہی کی
وفا نہ کی اور ایک خط سلیمان ابن صرد خزاعی کی اپنے اوپر ... تھا تمہیں
کو دیکر قیس ابن مسہر کو روانه کیا کہ اسی سلسلے سے مین تمہارے نزدیک
ادہر آیا ہون اور یہان پر دشمنون نے مجھ پر راسته بند کیا ہی اب لوگ حضور
میری آگی بڑھنے کی نہین ہی سبب آنی کا ... فائدہ نہین ہی اب
تم سب اگر میری رفیق ہو والا اپنی مروت کا ... کو ... مشہور ہی
والسلام - جب قیس یه نامه لیکے راہی کوفه ہوا اور ابن زیاد کے
لوگ اسی گرفتار کرکے ابن زیاد کی پاس لی گئی تو وہ جناب امام
حسین کی کربلا مین پہونچنی کی حال سے مطلع ہوا اور قیس کو بھی
عبدالله یقطر کی طرح بام قصر سی گرا کی اس نے شہید کیا اور حضرت کی طرف اسنے
ایک نامه اس عبارت کا لکھا که یا ابن رسول الله یزید نے مجھے نامه لکھا ہی
کہ اگر امام حسین تیری ما تحت آوین یا کہین اس جناب کی خبر ملی جبتک
میری بیعت ان سی نه لینا آرام سی نه سونا اور اگر انکار بیعت کرین تو سر
انکا میری پاس روانه کرنا اب یا حسین مین تمہین نصیحت کرتا ہون که یا تو
اگر بیعت یزید ابن معاویہ کی اختیار کرو اور اگر یه تمہین منظور نہین ہے
تو لڑائی پر مستعد ہو والقصه جب حضرت کی پاس یه نامه پہونچا تو آپنی پڑہکی
زمین پر پھینک دیا اور فرمایا افسوس ہی اس قوم کو ... خلق ... صنعت ...

خلق کی لئی غضب خالق کو اختیار کرے قاصد ابن زیاد نے جب
کہا کہ جواب نامے کا رقم کیجے حضرت نے فرمایا اوسکے نامے کا جواب
میرے پاس کچھ نہین ہے بغیر از کلمۂ عذاب کی غرض قاصد نے ابن
مرجانہ سے وہان جاکر یہ سب حال بیان کیا اور وہ غضبناک ہو اہل مجلس کی
طرف دیکھ کہنے لگا کہ تم مین سے کونسا شخص قتل حسین فرزند رسول الثقلین
پر آمادہ ہوتا ہے کہ مین اسکو ملک و مال موافق اسکی خواہش کی عطا کرون
راوی کہتا ہے کہ یہ کلمہ سنکر سب نے سر جھکا لیا اور جواب نہ دیا
حتی کہ اس نے تین مرتبہ یہی کلمہ کہا اور کسی نے جواب نہ دیا آخر ابن زیاد
نے ابن سعد کو بطمع مال و زر و حکومت ری و طبرستان قتل فرزند زہرا پر
راضی کر کے فوج بیشمار سے روانہ کربلا کیا - جب مختار جان نثار خاندان
سید ابرار کو قید خانے مین یہ حال معلوم ہوا کہ امام حسین علیہ السلام وارد
صحرای کربلا ہوے ہین اور ابن زیاد نے عمر سعد کو فوج بے حد ہمراہ دیکے
انکی طرف بھیجا ہے پس فرط غم سے مارے روتا تھا اور اپنے تئین زمین
پر [illegible] مارتا تھا کہ افسوس مین زندان مین پنہان ہون کاش
قید سے نکلا ہوتا تو امام حسین علیہ السلام کی خدمت مین جا کے حق
غلامی ادا کرکے انکے ساتھ دشمنون کو تیغ آبدار سے فرق [illegible] یا مرگ
گوارا کرتا اپنی جان حضرت کے قدمون پر نثار کرکے روح مطہر کو اپنی جان نثاری
سے شاد کرتا اور اسی طرح کے کلمے بیان کرکے شب و روز روتا تھا
پس جب ابن سعد وارد صحرای کربلا ہوا تو اسنے پہلے [illegible]

مشتبہ کیا اور پھر مقتاو جنگ ڈال کی وہ وہ ستم کئی کہ اس حال پر ملال
معرکہ کربلا سے سب مومنین آگاہ ہین کہ اصحاب واحباب امام حسین نے
کیا کیا شجاعت اور بہادری سے اس بھوک پیاس مین کہ تین دن سے
دانہ اور پانی نہ ملا تھا فوج سعد کو قتل کیا اور ایک بہادر نے سو سو دو دو
سو آدمی لشکر ابن سعد کی قتل کئے باوجودیکہ یہ لوگ ایک ایک
ہزارون پر ٹوٹ پڑتے تھے ۔ راوی کہتا ہی کہ لشکر امام علیہ السلام مین حضرت
بتیس ۳۲ آدمی سوار اور چالیس پیادے تھی اور ایک راوی نے فقط
اٹھائیس اسم بیان کئی ہین اور لشکر یزید کا کچھ حساب نہ تھا غرض جب
لشکر ابن زیاد نے امام مظلوم کو شہید کیا تو ابن سعد نی سر جناب سید الشہدا
کا اسی وقت خولی ابن اصبحی کے ہاتھ ابن زیاد کی پاس بھیجا اور وہ
خود اپنی لشکر کی مقتولون کے دفن و کفن مین مشغول ہوا اور بعد اسکے تمام
اہلبیت نبوت کی غارت کے لئے حکم دیکر شب ہمراہی گروہ کی ساتھ
شغل عیش و عشرت مین مصروف رہا اور صبح کو اس نے شہدا کی سر
قبائل عرب مین اسطرح تقسیم کئے کہ بائیس ۲۲ سر شہدائی تشنہ کام کے قبیلہ
ہوازن کو دی اور چودہ ۱۴ سر بنی تمیم کو سپرد کئے کی سرداری انکی حصین ابن
شمر کو دی اور تیرہ ۱۳ سر قبیلہ بنی کندہ کو دی اور امیر انکا قیس ابن اشعث
کو کیا اور چھ سر بنی اسد کی حوالی کئے اور ہلال ابن اعور انکا سردار ہوا
اور پانچ سر بنی ازد اور بارہ سر بنی ثقیف کی سپرد کئے بعد مخدرات
عصمت وطہارت کو بی چادر و مقنع کئے ناقون پر سوار کرکے

بیان تعداد اصحاب امام حسین

نام تیاسکے کہنی لگا کہ دیکھہ لی آل علی کی ناموس کو بہی کہ وہ رسّی مین
بندہی ہوی کہڑی ہین اور کوئی انکی داد کو نہین پہونچتا اُس سید ہم
مختار رونیدار اس رنج لی انتہا اور مصیبت اور بیتابی حسرت اہل بیت
کو دیکھہ سکے فریاد مین مارا اور رو رو کی سر زمین پر دی دی مارتا تھا اور
کبہی ماہی بی آب کی مانند زمین پر تڑپتا تھا ابن زیاد مختار کا یہ حال
دیکھہ کی کہنی لگا ای مختار جلتا تیرا جی جاہی رو کوئی منع نہ کریگا یہ سن کی
مختار نی غصی مین آکی کہا کہ ای ابن زیاد جس دن موافق حکم رسول خدا
کی تین لاکہ اسی ہزار بنی امیہ کو اس خون کی عوض مین قتل کرونگا
اس روز مین تم سے ان باتونکا جواب پوچہونگا اور سوا ای اسکی جو کچہ
مختار کی جی مین آیا وہ بہی سب ناملائم کہا کہ ابن زیاد کی غصہ
ہو کر دوات اٹہا اسی زور سے مختار کی پہینک ماری کہ چہرہ مختار کا مجروح
ہو گیا غرض مختار جب ابن زیاد اور تمام بنی امیہ پر خوب سخت کلمات کہنی
لگا تو ابن زیاد غیظ مین آکی اس ارادے سے اٹہا کہ مختار کو خود جا کی
ہلاک کری کہ ایکبار پسر ابن زیاد نے اپنی باپ کو سمجہا کی اس بات سی
باز رکہا۔ مختار کہتا ہی کہ اُس روز کی مصیبت مجہی قیامت تک نہ بہولیگی
اور یہ رنج و قلق میری دل سی کبہی دور نہوگا کیونکہ ایسا رنج مجہپر کبہی نگذرا
تہا کہ جناب ام کلثوم کو دیکہا جنہی کہ امیر المومنین علی ابن ابیطالب کی
دختر کو سامنے کہڑی ہوی دربار عام ابن زیاد مین کہڑی ہی فریاد وا
محمداہ واعلیاہ وااخاہ وا حسناہ وا حسیناہ کر رہی تہین اور دختران امام حسین

تھا کہ کوئی آتا کہ مار ڈالیں لیکن اوس سب کو یہ سنتی تھی ایک مرتبہ زہیر پر سب کی
نظر پڑی اور تیغ و خنجر سے اس مومن کو وہ لوگ مجروح کرنے لگے یہاں تک زہیر
اور تماشائی بھی اینٹ اور پتھر زہیر پر مارنے لگے حتی کہ زہیر کی طاقت
طاق ہوئی زمین پر گر پڑا مگر اون لوگوں نے جب یہ معلوم کیا کہ اب جان اسمین
باقی نہیں ہے تو اوسکی ایذا رسانی سے ہاتھ اٹھا کی اپنی اپنی راہ لی
راوی کہتا ہی کہ زہیر بیچارہ اوسی جا پر پڑا رہا جب قریب آدھی رات کی گذری
زہیر کو کچھ ہوش آیا اور اوس نے آنکھیں کھولیں دیکھا تو کوئی اوسکی
پیش نہیں تھا پس اٹھ کی گرتا پڑتا گلیوں بیچ کی نکل اور روتا ہوا
ایک قبرستان کی طرف گیا جہاں مزار انبیا بہت سے تھے اور اسمیں ایک
مسجد حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام کی تعمیر کی ہوئی تھی چنانچہ لوگ
اوسکو مسجد سلیمان نبی کہتے ہیں غرض جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ کچھ لوگ
سر برہنہ گریبان چاک جامے پھاڑے ہوئے بیٹھے رو رہے ہیں پس
یہ حال دیکھ کے زہیر نے اون لوگوں سے کہا کہ ای لوگو کیا سبب ہے
کہ اس شہر کی تمام خلقت تو خوش و خندان ہی اور تم زار و نالان ہو
اون لوگوں نے جواب دیا کہ وہ دشمن آل رسول ہیں یہ جو خوشی کی ہی
رسمی بندۂ خدا محبان آل بیت کے لئے آجکا دن رونی پیٹنی کی ہی
اور اگر تو بھی دشمن آل رسول خدا ہی تو ہمارے پاس سے چلا جا کیونکہ ہم
لوگ دلسوختہ آتش مصیبت فرزند فاطمہ زہرا علیہا السلام حسین علیہ السلام ہیں
شادمانی و طرب سے کیا کام ہے راوی کہتا ہی کہ زہیر نے اپنا گریبان چاک کیا

پس یہ کلمہ سنکے اُس رکابدار نی عمامہ سر سی پھینک دی کہا کہ اے یارو
اوس نور چشم رسول خدا کو شامیون اور کوفیون نی صحرای کربلا مین بھوکا پیاسا
شہید کیا اور بعد اُس بزرگوار کا مع بہتر سرون کے اور اہلبیت عصمت و
طہارت کی شامی و کوفی جانب کوفہ و شام سے لے گئے اور یہ خط اس جناب کا
میری پاس موجود ہے کہ اس جناب نی روز عاشورہ جناب محمد حنفیہ کی
لیے لکھکر مجھی دیکی فرمایا تھا کہ جسوقت مین شہید ہو جاؤن گا یہ خط میرا میری
بھائی کو پہونچا دیجیو اور یہ کہکر وہ نامہ اُسی محمد حنفیہ علیہ السلام کی ہاتھ مین دیا
اور وہ حضرت اس بیان کو سنکی ایک آہ سرد دل پر درد سی کھینچکر منبر سے
گر پڑی جب اس نامی کو کھول کی دیکھا تو یہ مضمون جگر سوز اسمین لکھا تھا
بسم اللہ الرحمن الرحیم بعد حمد خدای کریم معلوم ہو کہ ای برادر عالی وقار
شامیون اور کوفیون نی مجھی بعد جور و جفا مع خویش و اقربا بھوکا پیاسا
گوسفند قربانی کی مانند صحرای کربلا مین شہید کیا ای قوت بازوے
محمد ابن علی ابن ابیطالب میرا سلام میری تمام عزیزون اور دوستون
اور شیعون کو پہونچا کر میری جانب سے کہدینا کہ مین پیاسا شہید ہوا ہون
تم لوگ جب پیو ٹھنڈا پانی تو میری پیاس کو ضرور یاد کرنا اور اگر کوئی عزیز زندہ
بیٹا وہ تمھارا دنیا سی گذر جاوی تو میری علی اکبر اور عباس کو یاد کر کی رونا
اور علاوہ اسکی ای محمد حنفیہ تم میری [illegible]
[illegible]
محمد حنفیہ علیہ السلام نی یہ مضمون نامہ پڑہا تو تمام حسرت [illegible] بیان

پٹک کر کی بیہوش ہوگئے اور یہ خبر جب شہر انبار مین منتشر ہوئی تو تمام خورد
و بزرگ شہر نے نالۂ واحسینا بلند کیا القصہ بعد عزاداری بی حد و پایان
اہل انبار نے محمد حنفیہ علیہ السلام سے بمنت و زاری کہا کہ یا حضرت آپ اشک
باری سے باز رہین اور انتقام خون مظلوم کربلا پر آمادہ ہون کہ ہم لوگ آپکی
والد مہربان جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے محب ہین بخدا ہم سب
آپکی ساتھ ہین آپ تشریف لی چلیے اور اہلبیت اطہار علیہم السلام کو کوفیون
سی چھین لیجیے اور چار ہزار آدمیون نے اسیدم حضرت کے بیعت کی
اور حضرت محمد حنفیہ ؑ با سر و پاے برہنہ پیادہ پا وہان سے جانب کوفہ چلی
راوی کہتا ہی کہ ہر چند لوگون نے اس خلف شیر خدا سی عرض کیا کہ حضرت
آپ ہتیار لگا کے گہوڑی پر سوار ہون مگر اس جناب نی سواے
اسکی اور کچھ جواب نہ دیا کہ اسے یارو وہ شخص کیا ہتیار باندہ کی گھوڑی
پر سوار ہو جسکا ایسا بھائی اس مظلومی سے مارا جاوی ای یارو مین اب
سلاح باندہ کے کبھی گہوڑی پر سوار ہونگا جبتک قاتل میری بھائی کی
روی زمین سے نابود نہونگے کہتا ہی کہ جب قادسیہ مین وہ حضرت
پہونچی تو دیکھا اسنے کہ ایک قاصد کوفے کی طرف سی چلا آتا ہی حضرت
نے اسکو اپنے پاس بلا کے پوچھا کہ ای شخص تو کون ہی اور کہان جائیگا
حالانکہ وہ قاصد آپسے آگاہ نتھا لیکن آپکی فصیح زبانی اور شیرین کلامی دیکھ
کر سمجھ گیا اور جب اسی معلوم ہوا کہ یہ جناب محمد حنفیہ علیہ السلام ہین وہ
حضرت کو سلام کر کے کہنے لگا کہ ای نور چشم حیدر صفدر مین ایک مرد غریب تہی

بیگانہ کی کہا اُس نے اے ابن قیس میں نے ہوں اعیان ابن رافع ہم مکتب تیرا اور
دوست قدیم طلائیہ دار لشکر جناب محمد حنفیہ نامدار کا اے ابن قیس بسبب قدیم
محبت کی میں تجھے نصیحت کرنے آیا ہوں تاکہ تو محبت بنی امیہ سے دست
بردار ہووے کہ یہ لوگ دین خدا اور رسول سے پھر گئے ہیں اور ان لوگوں نے
ولای یزید میں ہتک حرمت اولاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روا
رکھکر اپنے تئیں کافروں میں محسوب کیا ہے پس تو انکی ہمراہی سے ایمان
واسلام کو برباد نہ کر بلکہ محبت اولاد رسول کو اختیار کر کہ تجھے حدیقہ دو جہان
میں تیرے لئے پھل نیکی کا ہووے راوی لکھتا ہے کہ رقیم نے یہ تقریر اسکی
یا تو قیس کی سنکر جواب دیا کہ اے شقی میں ہمیشہ تجھ سے بسبب بغض
بنی امیہ و ولای علی ابن ابیطالب علیہ السلام بیزار رہا لیکن تجھ کو تیرے
تیرے قتل سے باز رہوں لیکن امیر کو منع سے اس بات پہ جواب ہوں
لیکن اعیان نا ہو اس کلام کے سنانے سے غضبناک تو اسپ سوار ان
دنبیداران بیہ نکلا اور ہوا اور آپس میں شمشیر زنی ہونے لگی تو کئی سوار لشکر یزید
سے مارے گئے اور اعیان صاحب ایمان نے گھوڑے کو ڈپٹ کر برابر
قیس کے جا ایک نیزہ اس حریف کی سینے پر ایسا مارا کہ سنان نیزہ اسکی پشت
سے پار ہو گئی اور اسکو گھوڑے سے گرا کر جلدی سے سر اسکا کاٹا اور پا
دو رسیت باندھکر زین کی نیچے لٹکا دیا اور نعرہ تکبیر بلند کر کے مع اہل طلایہ
کے لشکر جدا ہوا اور اپنی حد میں آ کر کھڑا ہو رہا اور وہ لوگ آپس میں ایک
دوسرے کو حریف پہچان کر دھوکے سے اس شب تاریک میں دیر تک کرتے

یہی کہتی ہین کہ اعیان نی سر قمیر کا لاکر پیش پاے جناب محمد حنفیہ
زمین پر ڈالدیا اور کہا کہ یا مولا یہ سر قمیر ابن قیس سالار اہل طایہ لشکر ابن
سعد کا ہی حضرت نے مسرور ہوکر فرمایا کہ خداوند عالم اسکی جزای خیر تجکو
عطا کری کہ بڑا کام تو نی کیا اور عمر سعد جب قتل قمیر سے آگاہ ہوا تو
اُس نی غضبناک ہوکر دوسرے دن اپنے لشکر کو آراستہ کرکی میمنہ
او میسرہ اسکا درست کیا پس یہ حال دیکھکر جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نی
بہی صفین لشکر کی آراستہ کین اور نقیب لشکر جانبین کی یہ پکار پکار کہنی
لگی کہ ای جوانمردو کونسا نامور ہی جو قصد میدان کا کرکی سرفرازی لشکر
داوری کی اختیار کرنی کا طالب ہی کہ وہ جلدی جنگ گاہ مین جاکر
مبارز طلب ہووے راوی کہتا ہی کہ لشکر جناب محمد حنفیہ مین سی اعیان
ابن رافع میمنہ لشکر کے پرے سے نکلکر جناب محمد حنفیہ علیہ السلام کی
خدمت مین جاکر طالب اجازت میدان رزم ہوا اور اُس جناب نی اُسکی
سپر دعا کرکے فرمایا کہ جا تجھ کو [illegible] صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
[illegible] حاصل ہو [illegible] اعیان ابن رافع حضرت
[illegible] اسکی رجز پڑہتا
[illegible] رزم مین آکر کہنی لگا کہ ای لوگو تم مین [illegible] زیادہ حرمت
[illegible] اور [illegible] علی کو
[illegible]
[illegible]

اعیان ابن رافع [illegible]

لشکر اسلام میں کشتوں کا حساب ہوا تو دو ہزار دینداروں درجہ شہادت سے
کامیاب ہوئے تھے غرض جب ابن سعد نے دیکھا کہ بیشتر یزدان لشکر
روباہ اثر کوفیوں کو قتل کرکے میدان کارزار میں ہر طرف انبار کر رہا ہے
تو اس نے طبل بازگشت بجوا کے اپنے لشکر کو جنگ سے باز رکھ کر جانب
لشکرگاہ روانہ ہوا اور یہ حال دیکھ کر فوج محمد حنفیہ سے بھی جنگ و جدال سے
دست کوشش کوتاہ کرکے پھری اور جناب محمد حنفیہ علیہ السلام آکر اپنے خیمہ
سیاہ میں کہ ماتم سرای فرزند پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ تھا داخل ہوئے جب
ابن سعد اپنے خیمے میں پہنچا تو خبر صحیح اپنی فوج کی کشتوں کی سنکر کہنے
لگا کہ اگر محبان علی دو تین دن مہلت پاوینگے تو ہماری فوج کی سب
لوگ انکی ہاتھوں سے ماری جاوینگے پس بہتر یہ ہی کہ آج ہم ان سب
پر شبخون کریں اور ماریں راوی کہتا ہے فرقی نامی ایک جاسوس
جناب محمد حنفیہ کا وہاں پر موجود تھا جب اسکو یہ خبر معلوم ہوئی تو اس نے
وہاں سے آکر جناب محمد حنفیہ کو ابن سعد کے ارادے سے آگاہ کیا اور
ان حضرت نے یہ خبر سنکی اپنے لوگوں کو بلا کر کہا کہ ای یارو میں خوب
جانتا ہوں کہ تم سب لوگ دوستان حیدر کرار میں سے ہو مگر کیا کیوں کہ
کوتاہی طالع سے جام شربت شہادت جناب امام حسین علیہ السلام کے
ساتھ دشت کربلا میں تمکو پینا نصیب نہوا لیکن ای لوگو آج کی جنگ کو
بھی جدال و قتال معرکہ کربلا کی طرح ہمراہی جناب امام حسین مظلوم میں
سمجھکے ان لوگوں سے لڑائی میں کوشش کرو کہ شہید ہو کر مرتبہ شہادت

مگر پچاس آدمی لشکر اسلام کی بھی زخمی ہوگئے اور مومنین مع حصول
غنیمت فراوان شادان و فرحان اپنی خیموں مین آکر بیٹھے راوی کہتا
ہی کہ جب صبح کو ابن سعد اپنی فوج کے مقتولون کی حال سے آگاہ ہوا
تو بہر حساب ہو کے کہنے لگا کہ محبان علی سے رات کو لڑنا محض نادانی
ہی اور اس روز رنج کے مارے لڑائی کو موقوف رکھکر دوسری روز
پھر میدان مین آکر صف آرا ہوا اور جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے بھی اپنے
لشکر قلیل کو سامان حرب سی درست فرماکی لوگون سی کہا کہ اے
لوگو خبردار فوج کثیر دشمن سے ہراساں ہو کر لڑنے سے باز نہ رہنا پس
وہ حضرت یہ فرما کے ترتیب صفوف لشکر مین مصروف ہوئے تو ارشد
ابن رشید نامے ایک سوار لشکر عمر سعد مین سے ایک مرکب پر سوار ہو
تلوار مین باندھے رجز کہتا ہوا میدان کارزار مین آیا اور مبارز طلب کر کر
کہنے لگا کہ ای محبان علی تم مین سے جو آرزومند مرگ ہو وہی وہ میری
مقابلے کی لئے میدان رزم مین آئی تا کہ مین جام شربت قضا
اسکی مونہ سے لگا دون راوی کہتا ہی کہ یہ کلام اسکا سن کے اسد
ابن زید غضبناک ہو محمد حنفیہ علیہ السلام سے اجازت لی رزمگاہ مین
اسکی برابر آکر کہنے لگا کہ ای شخص آگاہ ہو کہ مین اسد ابن زید تمیمی تیرے
قتل کی لیے کافی ہون تو اسقدر لاف و گزاف اپنی مونہ سے کیون
نکالتا ہی یہ جوان اسی طرح کی کلمات کہنے مین مصروف تھا کہ ایک بار
اسنے بسرعت تمام ایک وار تلوار کا اس شہسوار پر کیا کہ اسکی ضرب سی

ششاہ اُس نوجوان کا زخمی ہوگیا ناچار اُس دلاور نے اپنے زخم کو چھپایا
کہ ناگاہ دوسری ضرب گھوڑے کی گردن پر ایسی پڑی کہ وہ بیجان ہوکر
زمین پر گر پڑا اور اسد بھی گھوڑے سے جدا ہوکر پشت زمین سے رو
زمین پر آرہا یہ حال دیکھکر ارشد نے ارادہ کیا کہ ایک اور ضرب مارکے اسد
کو تمام کرے کہ اُسکا یہ عزم دیکھکر ایکبار جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے پیادہ پا
دوڑ کے اُس شخص کو للکار کر کہا کہ خبردار اے شخص میں آپہنچا ہوں اب
اپنے ہاتھ کو روک ورنہ والا تجھے بھی اسد کے برابر خاک ہلاکت کا
بستر نشین کرونگا یہ کلمہ سنتے ہی وہ شخص تلوار علم کیے ہوے اُس جناب
کے پاس آکر کہنے لگا کہ ای پسر ابو تراب تو بھی میری تیغ کی ضربت کے
ذائقے سے آگاہ ہوا اور یہ کہکے حضرت پر اُسنے تیغ لگانے کا ارادہ کیا
تو اُس پسر شیر یزدان نے پنجۂ غضنفری کو دراز کرکے اور دو انگلی سے تلوار
اوسکی ہاتھ سے چھین کر پھینک دی اور ساق پا اُسکی پکڑ کے گھوڑے سے
کھینچ کر زمین پر دے مارا کہ پشت اُسکی زمین پر منقش ہو گئی اور حضرت نے
اُسکی چھاتی پر چڑھ کے سر اُسکا جدا کر کے اُسکی جسم نحس سے مثل گیند
اُٹھاکر لشکر ابن سعد کی طرف پھینکدیا کہ ابن سعد زور بازوے اُس جناب کا
دیکھکر خوف سے مانند بید کانپنے لگا اپنی فوج سے کہنے لگا کہ اے یارو
خبردار اب پسر حیدر کرار میدان سے زندہ نجانے پاوے بس یہ کلام اُسکا
سنکے تمام لوگ ایکبار حملہ کر کے اُس جناب پر چلے حضرت نے میدان سے
ارشد کی تلوار اٹھاکر مثل شیر ان پر حملہ کیا اور ادھر ابن رافع بھی بجلی کی طرح

اُن دو ہزار سواروں کو ہمراہ لیکر ایسا ایک ابن سعد پر آ پڑا اور ایسی لڑائی
ہونے لگی کہ صورت حیات دوست و دشمن چشم فلک کو نظر آتی تھی اور
صدای تکبیر نعرۂ یا ثارات الحسین مومنین نے گوش ہوش ساکنان عالم کی
کو پراگندہ کر دیا تھا اور بارش ابر ضربت تیر و سنان شمشیر سے پانی
خون اوس میدان میں ہر سمت مثل سیلاب بہار رواں ہو گیا تھا اور
سر مخالفین کی اس صحرا میں ہر طرف تو کشتی پھرتی تھی۔ راوی کہتا ہے
کہ اس دن مومنین نے بہت کچھ علمدار لشکر ابن سعد کو مارکر نشان
اسکا گرا دیا اور جناب محمد حنفیہ علیہ السلام ابن سعد کی برابر پہنچے مگر
ابن سعد حضرت کو دیکھکر بھاگا پس حضرت اوسکی تعاقب سے باز رہے
اسی وقت اوسکی فوج بھی بھاگ کی آوازہ دشت او بادیہ تھی اور عمر سعد
وہاں سے بھاگ کر دو فرسخ پر جا کی شاہراہ کوفہ میں ٹھہرا اور تمام لشکر
بھی اسکا وہیں پر آ کے جمع ہوا اور اسکی خجالت کی مارے وہیں پر
اوسکے ابن زیاد کو سب حال لکھ بھیجا اور جناب محمد حنفیہ ان لوگوں کا
خیمہ و اسباب لوٹ کر اپنی خیمہ سیاہ میں آ پہنچے اور اسباب نقد و جنس
غنیمت کو اپنی لشکر کے لوگوں میں بانٹنے لگے چار ہزار آدمیوں میں
سے اس دن سیزدہ سو آدمی ان حضرت کی لشکر میں باقی رہ گئے تھے
اسی وجہ سے ہر ایک آدمی کی حصہ میں مال و زر غنیمت بہت سا آیا
چنانچہ کئی آدمیوں کو دس دس ہزار دینار ملے حضرت محمد حنفیہ نے فرمایا
کہ اے وفادارو اب توقف کرو اور کچھ دیر کے ساتھ ان لوگوں کو قبائل

تلاش رہائی اہلبیت میں پھرتا ہے اہل موصل سے مشورہ کرکے ہزار سوار
کی جمعیت سے مسیب کی خدمت میں آکر کہنے لگا کہ اے امیر نیک خصال
ہم لوگ دوستدار خاندان نبوت و امامت ہیں چنانچہ ہمنے اہل شام کو بہ
سبب رنج شہادت جناب امام حسین علیہ السلام اپنے قلعہ و شہر میں آنے
نہیں دیا لہذا ہم لوگ تیری رفیق ہیں جو چیز تجھکو سامان وغیرہ سے
درکار ہو ہم سے لے ہم اپنی جان و مال کو تجھ سے عزیز نہ کرینگے یہ
سنکے مسیب نے اسکی التماس کو قبول کیا اور سامان حرب سے درست
ہو ہزار سوار عماد الدولہ کے لیکے جوالی نصیبین کی طرف راہی ہوا مگر جب
یہ خبر منصور ابن الیاس حاکم نصیبین کو پہنچی کہ امیر مسیب بن محمد قعقاع
خزاعی تعاقب لشکر ابن زیاد و رہائی اہلبیت اطہر کو چین لینے کے لیے جاتا ہے
اور وہ دوستدار یزید تھا اسپر اسنے پیش بندی کی اور اسیوقت دروازہ
قلعہ کا بند کرکے سامان لڑائی کا کیا جبکہ مسیب دلیر کو یہ خبر پہونچی
کہ منصور نے دروازہ حصار کا بند کرلیا اور ہم سے برسر فساد ہے تو سمجھے
کہ یہ دشمن اہلبیت و دوستی یزید میں جان دیتا ہے تو اسنے نامور
اپنے لوگوں سے کہا کہ پہلے اسکو مارلو پھر اور طرف جانا چاہیے یہ کہکے
طبل جنگ بجوا کر وہ وقت درمقابل حصار آکھڑا ہوا راوی کہتا ہے کہ
جب منصور کو یہ معلوم ہوا کہ ان چار یا پانچ ہزار آدمیوں کی جمعیت سے
مسیب کا ارادہ مجھ سے لڑنے کا ہے تو اسنے پندرہ ہزار سوار و
پیدل سے بیرون حصار نکلکے خیمہ استادہ کرایا اور حبیب ابن حازب

نامی ایک پہلوان کو کہ وہ بڑا شجاع و زبردست تھا بلا کے کہنے لگا کہ اے تو
جب تک ہے جتنے اسدان سکے لیئے تجکو بہرسون اپنے مال و دولت سے دیا
ہے وہ و کیا اسی لیس آجکی دن مجھہ سی رفاقت کر کی اس رنج کو دور کر دی یا
دلا اور تو پانچ ہزار آدمیون کی جمعیت سی آج شب کو شبخون کر اور ان بھیان
شقی کی خیمے آگ سے جلا دے راوی کہتا ہی کہ کنام اس فتنہ انجام
کا سن کے سبب نیکنام کہ دوستدار آل اطہر حسیب کردار تھا ظاہر مین اسکے
فرمان کو مقبول کر کے باطن مین اسکی دریپی آزار ہوا اسلئے کہ مقدمہ
شہادت جناب امام حسین علیہ السلام کے باعث سی ان لوگون کی محبت
سی متنفر تھا اور ہر وقت اسی کوشش مین رہا کرتا تھا کہ کسی طرح ان لوگون
کو روے زمین سے ناپید کرون القصہ اسدان اپنی دل مین کہنے
لگا کہ اے دل نادان آج کی روز سے بہتر کوئی دن ان لوگون سے
انتقام لینے کا نہوگا پس مسیب کو کسی کی ہاتھ پیغام بھیجکر بلوا کر وہ بھیان
اگر ان لوگون پر شبخون مارے اور مین بھی ان لوگون کی خیمے آگ لگا اور جلا
کی خاک سیاہ کرون یہ سوچ کی اوسیدم طاہر نامی ایک جاسوس کو
بلا کی اس مضمون کا نامہ لکھکر مسیب کی پاس بھیجا ای سید برادر ان
سو مین آگاہ ہو کہ ابن الیاس نے مجھی یہ حکم دیا ہے کہ پانچ ہزار آدمیونکے
جمعیت سے مین تم پر شبخون کرون لیکن مین برادران دینی سی امیدوار
ہون کہ تم لوگ آج شبکو انپر شبخون کرو کہ مین بھی تمہاری خدمت مین حاضر
رہکر انتقام خون امام شہید کربلا مین ان لوگون کی خیمے جلا کی قتل و تیغ

میں مددگار تم لوگوں کا رہوں حبیب یہ نامہ مسیب پاس لایا تو اُنکی آنکھ
تو وہ دیندار مطالعہ مضمون سے مسرور ہو کر رات کو وقت پیادہ اور پانچ ہزار
سوار ہمراہ لیکے ایک سمت لشکر منصور بن بابا کی مخالفین کو قتل کرنے
لگا اور خیموں میں اُن لوگوں کی آگ لگا دی تو عجب غوغا سی غلغلہ اُس
گروہ میں برپا ہوا الغرض ایک طرف تو مسیب یہ کام کر رہا تھا اور دوسری
جانب سی حبیب ابن عازب نے اُن لوگوں کو قتل کرنا اور اُنکی خیموں میں آگ
لگانا شروع کیا حتی کہ سراپرچہ اور خیمہ خاص منصور کا اُسنے جلا دیا منصور نے
یہ حال دیکھا تو گھبراہٹ میں اُسکو مرکب پر سوار ہونی کی بھی نوبت نہ آئی
اور ایکبار دیوانوں کے مانند پیادہ پا بدحواس وہاں سی بھاگ کی چلا
اتفاقاً مسیب نے اُسکو لباس زرد کی باعث سی پہچانا کہ وہ ہمیشہ زرد لباس
پہنا کرتا تھا اور ایکبار گھوڑے کو دوڑا کے ایک نیزہ اس زور سے
اُسکی پشت پر مارا کہ وہ نیزہ گزر کر اُسکی سینہ پر کینہ سے باہر نکل گیا اور
نعرۂ تکبیر بلند کرکے پھر مخالفوں کو قتل کرنے لگا تو مخالفین غول کے
غول سوار و پیدل کی بیہوش و حواس بھاگنے لگے اور مومنین نے
تعاقب اُنکا کیا قتل کیا کہ قریب سات ہزار آدمیوں کی مخالفین کے
مارے گئے اور سلیک ابن منصور کو مع تین سو مخالفین کے زندہ
دستگیر کر لیا اور مسیب نے سوری مال و اسباب اُنکا لوٹ کر بخشش تحفہ
ساتھ حبیب ابن عازب کو سرفراز کیا اور آپ دوسری دن نصیبین میں
پایۂ تخت و حشم جا کر داخل ہوا اور سلیک ابن منصور کو مع ان تین سو لوگوں

علیہ الصلوۃ والسلام مبعوث بمرتبہ نبوت ہو کر ہر ایک بندہ خدا کو دعوت اسلام
سی سرفراز فرمانی لگے تو اس بات کا تمام کافرون مین جابجا چرچا ہونی
لگا کہ محمد ابن عبد اللہ ہاشمی دعوای مرتبہ رسالت سی لوگون کو ملت قدیمہ
سی منحرف کر کے اپنی مذہب و طریقہ اسلام مین شامل کرتا ہے پس
محمد قعقاع خزاعی والد مسیب نامدار اپنی قوم و قبائل مین اس بات کو بہت
حد سی زیادہ دیکھکر اپنے ہم صحبتون سے کہنے لگا کہ ای یارو میرا جی
چاہتا ہے کہ محمد ابن عبد اللہ علیہ السلام سی جا کر کسی طرح ملاقات کر کے
دیکھون تو اس شخص کا کیا طریقہ اور آئین ہے سب نے کہا ای محمد بہتر
تو ہی کہ اس شخص سے جا کر ملاقات کر تا کہ کچھ ماہیت اسکی معلوم ہو وے
غرض محمد قعقاع مع رفقا عازم ملاقات سرور موجودات ہو کر تب ...
مین ہمراہ بردہ فروش لے جناب خاتم الانبیا سرور دوسرا کے پہونچا تو ... مسیب
یعنی مدد مسیب ارجمند اپنی رفیقون سے کہنے لگا کہ نہار محمد ابن عبد اللہ
کی روبرو مجھکو محمد کہکر کوئی شخص نہ پکارے کس لیے کہ اونکی بادشاہ یا
سردار قوم کے سامنی ہمنام رئیس کا نام نہین لیتی ہین پس یہ شخص تو
اوعای نبوت و رسالت کرتا ہے اگر درحقیقت یہ شخص اس فضیلت سی بارگاہ
خداوند لایزال مین سرفراز ہے تو اسکے ہمنام کا نام روبرو لینا عین بے
ادبی ہے سبحان اللہ اس پاس و لحاظ کا بھی کیا مرتبہ عالی ہوتا ہے کہ یہ کلام
اس نیک انجام کا جناب کبریا کو نہایت پسند آیا اور اکبار جبرئیل امین کو یہ
پیغام دیکر اپنی حبیب عالی قدر کی پاس بھیجا کہ یا نبی اللہ محمد قعقاع خزاعی تمہارے

ملاقات کا مشتاق ہو کر آیا ہے اور اس نے پاس ادب سے تمہارے
روبرو اپنا نام لینے سے اپنے رفیقون کو منع کیا ہے پس ہمکو اوسکی
یہ بات نہایت پسند آئی کہ تم سے ازروی تعظیم پیش آنی کا قصد دل
مین کرکے اپنے دوستون کو مزاحمت ہجو اسکی مرتبہ کی لازم ہے کہ
تم بھی اس سے باعزاز و اکرام پیش آؤ تا کہ ہماری بارگاہ عظمت و جلال مین
اسکا بھی مرتبہ بلند ہوا ہے اور ہوا ہی اس بات کی اور بھی کچھ اسرار
حقی جبرئیل امین نے حضرت سے بیان کر دیئے کہ جناب رسالت مآب
اس مقبول بارگاہ رب الارباب کی آمد کے منتظر رہے جس وقت وہ نیک
سیرت حضرت کی خدمت مین آکر حاضر ہوا تو جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم اسکی تعظیم کو اپنی جگہ سے ہوئی اور اپنی ردای مبارک ازروی
الطاف اسکے دوش پر ڈالدی اور محمد قعقاع خزاعی ردای مبارک
کو اپنی آنکھون سے لگا کر بشوق تمام چومنی لگا اور لبسلطاب بجا لا کے
مؤدب حضرت کی روبرو بیٹھا اور ادہر ادہر کے باتین کرنی لگا راوی
کہتا ہی کہ جناب ختمی مآب نے بعد آمد کے اسکے اس سے پوچھا کہ تو اپنا
نام و نسب اظہار کر تا کہ مین تیری قوم قبیلے سی آگاہ ہون وہ نیک
طینت حجاب سے سر جھکا کے کہنے لگا کہ یا حضرت مین بنی خزاع میں سے
ہون بعد اسکے حضرت نے اس سے ملاقات کی لیئے آنی کے کیفیت
پوچھی تو وہ عرض کرنے لگا کہ یا حضرت مین مشتاق زیارت ہو کر آیا ہون
یہ سنکے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حد سے زیادہ اسکی خاطر داری

مین مصروف ہوئی اور وہ سعادتمند سلطان انبیا سے ملاقات
اسلام ہوا غرض جناب فخر انبیا نے اسکو طریقہ اسلام سے آگاہ کرکے
دولت ایمان سے سرفراز فرمایا اور اسکی ہمراہی بھی حصول دین کے
طالب ہوکے مطالب دلی سے کامیاب ہوئے پھر اسوقت جناب خاتم الانبیا
نے سلطان اوصیا حضرت شاہ ولایت سے فرمایا کہ اے شیر خدا تم آج
محمد خزاعی کی دعوت کرنے کے لیئے سامان مہیا کرو کہ اسکی طفیل سے
سے تمکو آگاہ کرتا ہون یا علی اسکی گھر مین ایک لڑکا مسیب نامی متولد ہوگا
سے ایسا سعادتمند ہوویگا کہ وہ میری نور عین حسین کی خون ناحق
کا انتقام یزید سے لیکر اہل بیت کو میرے اسکی قید سے چھڑائیگا اور یہ
شخص جنگ صفین مین تمہاری جانب سے میدان وغا مین مرتبہ شہادت
سے مستفید ہوگا القصہ جناب امیر علیہ السلام نے جبکہ اس و نیدز کے
دعوت سے فراغت پائی تو محمد قعقاع خزاعی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے رخصت ہوکر اپنے وطن مین آیا اور تمام بنی خزاعہ کو جہاز
تک دست رس علیا نیک وبد سے سمجھاکر دائرہ دولت اسلام مین
لایا راوی کہتا ہے کہ خدا کی فضل وکرم سے جب لڑکا اسکی گھر مین پیدا
ہوا تو اس نیک بخت نے حسب الارشاد جناب خاتم الانبیا اسکا نام مسیب
رکھا مگر جب مسیب کا سات برس کا سن ہوا تو خواہش ایزدی سے
محمد خزاعی ۳۶ ہجری ابتدا ماہ صفر جنگ صفین مین ارالیا جناب علی
ابن ابیطالب علیہ السلام نے حالت نزع مین محمد قعقاع خزاعی سے کہا

پوچھا کہ اے برادر کچھ وصیت ہو تو مجھ سے بیان کر تا کہ میں اسکی سر انجام
مین بدل مصروف ہون وہ نیک اعتقاد ہاتھ باندہ کی عرض کرنے
لگا کہ ای مونس بیکسان امیدوار ہون کہ آپ میری فرزند یتیم کو اپنے
خدمت مین بلا کر خود بنفس نفیس اسکی پرداخت و دلنوازی فرماوین جب
یہ وصیت کر کے وہ دیندار دار فنا سے راہی ملک بقا ہوا تو جناب شاہ
ولایت اسکے ماتم مین بہت اشکبار ہوی الغرض جب جناب امیر المومنین
وصی مطلق ختم المرسلین نے جنگ صفین سے فراغت پائی تو مسیب
نامور کو اپنے پاس بلا کی اسکی تربیت مین مصروف ہوی اور اسی
فنون سپاہگری سے آگاہ کیے حضرت اسد اللہ الغالب علی ابن
ابیطالب علیہ السلام نی ایک نامہ کہ وہ مضمون شہادت جناب امام حسین
علیہ السلام و اسیری اہل حرم و اجازت جہاد سی تمام و کمال بھرا ہوا تھا
رقم کر کے اُس دیندار کے حوالی کیا راوی کہتا ہی مسیب نامدار کو
اُس زمانی مین فرزند فاطمہ زہرا سے نہایت اُنس تھا کہ وہ اکثر خدمت
جناب امام حسین علیہ السلام مین حاضر رہا کرتا تھا اور وجہ مسیب ابن
قعقاع مشہور ہونے کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ شاید محمد قعقاع خزاعی کے
بیرون کی نعرون سی راہ چلنی مین آواز نکلتی تھی اس سبب سی لقب
اُنکا قعقاع ہو گیا اور اگر قعقاع گاون ہی اور محمد خزاع وہان کا رہنی
والا تھا تو پھر بھی مسیب ابن محمد قعقاع خزاعی اُنسی کہنا درست معلوم
ہوتا ہے العلم عند اللہ

معرکہ ہفتم

راوی راویات صحیح بیان کرتا ہے کہ جب زر بن نیک تعدیہ خروج کا مشورہ کر کی اپنی اس جمعیت قلیل سے جمعہ کی روز مسجد میں آ کے نماز کی حیلی سے موجود ہوا تو دیکھا کہ ابو یعقوب عمر سعد معہ بزرگان شہر مسجد مین بی سلاح بیٹھا ہوا ہے زر بن نے یہ حال دیکھ بیس آدمی مسجد کے دروازہ پر معین کر کے سب سی کہدیا کہ تم وقت جنگ کسی کو مسجد مین پھر آنی دینا اور جو باہر بھاگنے لگے انہے بھی زندہ نہ چھوڑنا اور دس آدمیوں کو کہا کہ تم منبر کے پاس جا کر کھڑے ہو جب مین تمکو اشارہ کرونگا تلوارین میان سے لے کے خطیب کو مار ڈالنا اور اسی نو آدمیوں کو اپنی ہمراہ لیکر ابو یعقوب کی برابر آ بیٹھا جب خطیب منبر پر جا کی خطبہ پڑھنی لگا اور مدح آل ابو سفیان و مذمت علی و آل علی علیہ السلام کرنی مین مصروف ہوا تو زر بن کھڑا ہو کے خطیب سے کہنی لگا کہ ای شخص لعنت احمد مختار کی بعد یہی سزاوار ہے جو تو کہتا ہے کہ مقبولان بارگاہ خدا کی مذمت اور انکے مخالفین کی تعریف کرتا ہے ای شخص دین خدا نی جنکی کوشش سی رواج پایا انکی حق مین تو ایسی کلمی ناسزا بیان کرتا ہے بس اپنی زبان کو روک و الا تجھی سزا کو پہونچا دونگا ابو یعقوب نی زر بن کا یہ کلام سن کے کہا تو کون ہے جو خطیب سی مزاحم ہو کی حضرت عثمان اور معاویہ کی شان مین زبان سی نکالتا ہے ای بیخبر کیا تجھی معلوم نہیں ہے

کہ آل ابو سفیان یزید ابن معاویہ خلیفۂ زمان ہے زبیر نے کہا اے
ابو یعقوب یہ سب مخالف آل رسول ہے کہ جنہون نے آل رسول کو اذیت
پہنچایا کئے اور پیشوائے مومنین جناب امام حسین علیہ السلام کو شہید کر کے
انکی اہلبیت کو اسیر کیا پس معلوم ہوتا ہے کہ تم بھی انہین لوگون کے
پیرو ہو دیکھو تمہین بھی مین اون سب پاس بھیجے دیتا ہون یہ
کہہ کے اپنے لوگون کو اشارہ کیا کہ خطیب کو مار ڈالو ان دیندارون نے
زبیر کا اشارہ دیکھ کے خطیب کو منبر سے جدا کیا اور ضرب تیغ آبدار
سے اسکا کام تمام کیا اور جب حاکم شہر ابو یعقوب عسقلانی نے خطیب کا یہ
حال دیکھا تو بھاگنے کا ارادہ کیا لیکن لوگون نے اسکو پکڑ کے اپنے قبضے
مین کر لیا مگر زبیر نے دوڑ کے ایک تلوار اس بدکار کی گردن پر ایسی
لگا دی کہ اسکا سر ناپاک تن سے جدا ہو کے صحن مسجد مین جا پڑا اور
اہل عسقلان جو کہ وہان حاضر تھے بہت سراسیمہ ہو کے بھاگنے کی
تدبیر کرنے لگے پس محبان علی نے ان لوگون کو شمشیر آبدار کی نیچے
دھر لیا اور سب کو قتل کرنے لگے راوی کہتا ہے اسوقت ان لوگون
مین ایک تہلکۂ عظیم پڑ گیا اور بدحواس ہو کے مسجد مین سے بھاگنے لگے
مگر دروازۂ مسجد پر جو مومنین کھڑے تھے انہون نے مخالفون مین
سے جسکو دروازے پر آتے دیکھا ضرب تیغ سے بیجان کیا یہ حال
دیکھ کے وہ لوگ ایسے بدحواس ہوئے کہ مسجد کے دیوارون پر سے
کودنے لگے اور جو بلند دیوار سے کود کے نیچے گرا [illegible] ہو گیا

راوی کہتا ہے کہ قتل مخالفین سے اتنا خون زمین پر گرا کہ مثل نہر عظیم
ہر طرف رواں تھا اور تمام شہر عسقلان میں اجل کا غل پڑ گیا اور
ہر ایک بدحواس ہو کے اپنے جان بچانی کی فکر میں پڑا کہ زربیر خبیث کے
مخالفوں کے قتل سے فارغ ہو کے ابو یعقوب کی خانہ خرابی اور مخالفین
کی قتل کے لئے روانہ ہوا اور اثنا سے راہ میں دشمنان آل نبی کو
قتل کرتا ہوا اسکے گھر پہنچا اور اسکی تمام اہل و عیال کو قتل کر کے ایسی
خانہ بربادی کی کہ تمام اہل شہر اس قہر ناگہان کو دیکھ کے الامان الامان
پکارنے لگے راوی کہتا ہے اسدن زربیر باتدبیر نے اہل شہر کو قتل سے
امان دیکے اپنے گھر آ بارگاہ صمد میں سجدۂ شکر بجا لایا اور جمعیت لشکر کی فکر
بخیال قتل اعداے دین کرنے لگا چنانچہ عرصہ قلیل میں حوالی و جوانب
شہر عسقلان سے دس ہزار مرد جرار زربیر کے پاس مجتمع ہو گئے اور اکثر
مخالفین عسقلان سے بھاگ کر یزید کے پاس گئے اور تمام سرگذشت
شہر عسقلان کی اس سے بیان کی راوی کہتا ہے کہ جب یزید ابن
معاویہ خبر جہاد زربیر نیک تدبیر اور قتل ابو یعقوب عسقلانی سے مطلع ہوا
تو از بس محزون ہو کے ذوالکلاع حمیری کو چودہ ہزار سوار و پیادہ دو دین
کی جمعیت سے شہر عسقلان کی طرف زربیر بلند توقیر سے محاربہ اور مقاتلہ
کرنے کے لئے روانہ کیا اور بوقت رخصت اسکو تاکید اکید کیا کہ سر زربیر کا
معہ اسکی رفقا کی ہمارے پاس جلد لیکے حاضر ہونا تاکہ عوض وہ
اگر ایسا ہوا تو یزید ابن معاویہ سے سرفرازی حاصل کریگا سپاہ مانند

دو منزلہ طے کرتا ہوا قریب شہر عسقلان کی پونہچا اور زبیر بھی اس حال سی مطلع ہو کر ذوالکلاع حمیری وزبیر بیدچو نو ہزار نامیوں کی جمعیت سی لڑائی کو آتا سے آمادہ و درستی سامان جنگ ہو گیا اور راس نہوش قصد نیک تدبیر نے اپنی لوگون کو مجتمع کر کے کہا کہ ای مومنون قوم مخالفین سے آمادہ جدال وقتال ہو کے آج سے کمر زیبا بنا زی پر ایسی مستعد ہو کر عوض خون شہداے دشت کربلا کا اس قوم سے لیا جاوے اے لوگو اگر اس کام مین باری بجا لاؤ گے تو روح رسول خدا تم سے راضی ہوگی اور قیامت مین آل رسول کے ساتھ تم لوگون کا حشر ہوگا اور فضل خدا و مدد ائمہ اطہار سے اگر ہم لوگ ضحاب ہوا جائینگی تو یزید اہل بیت کو آزار نہ پونہچاویگا اور تعدی کرنے سے باز رہیگا اور اسوقت بیشک و شبہ فرزند رسول مختار کی ذریت تمہارے حق مین دعاے خیر کریگی یارو تم اپنے دل مین یہ سمجھو کہ ہم لوگ اسے کربلا مین امام حسین علیہ السلام کے شریک ہو کے انکے مخالفون سے لڑتے مین پہنکی سب نے کہا کہ اے امیر قسم ہے خدا کے ہم جان سے کہ ہم لوگ اس گروہ سے لڑنے مین کچھ تقصیر نہ کرینگے اور اگر ہزار مرتبہ ہماری جان ہمارے تن مین آویگی تو مظلوم کربلا کی نام پر فدا کرینگی ای زبیر ابھی یہ گروہ کیا ہے اگر جو وہ لاکہہ ہو وین تو بھی ہم انسے لڑنے مین مستعد رہینگے اور انشاء اللہ تعالے تمام صفحہ میدان خون گروہ مخالفان سے تختہ لالہ فام کردینگے القصہ زبیر ان کے

اس کلام سے خوش ہو کے سب کے حق مین دعای خیر کرنے لگا اور
لشکر ظفر اثر کو لئے ہوئے رات بھر بہوشیاری تمام دروازہ شہر کے برابر
کھڑا رہا اور بعد نماز صبح فوج کو آراستہ کر کے مقابل جمعیت مخالفین مواصحرا
نبرد جانبین کے لشکر سے آدمیون کا جنگل بن گیا راوی کہتا ہے زبیر
نی اسوقت اپنی فوج کے مجاہدون سے کہدیا کہ تم یا آل ثارات الحسین
یاد رکھنا اور جب مخالف سے لڑنے کو جاؤ یہ کلمہ زبان پر جاری رہے
تا اپنی پرایے مین تمکو تمیز حاصل ہو غرض مومنین زبیر کے کہنے کو قبول
کر کے تلوارین کھینچ گھوڑون کو ڈپٹا کر یا آل ثارات الحسین کہتی ہوی
لشکر مخالفین پر جا پڑے ذوالکلاع نے یہ حال دیکھکر اپنی فوج کو حکم دیا
کہ اس جمعیت قلیل محبان علی کو سبہ تامل زیر تیغ کر کے پیوند خاک کر دو
یہ سنتے ہی شامی تلوارین علم کر کے فوج مومنین سے مشغول کارزار ہوی
اسدن صبح سے شام تک بازار پیکار رستگر دنیا رہا اور فوج شام کی درمیان
ایسا گرم رہا کہ نحریر ار قضا کو سودا سے حیات ہر فرد ی حیات کا بھی محنت
خالہ خواہ ناستہ آیا انجام کار ہزار مرد دیدار کہ آپس مین ایک دوسرے
کا مثل بھائی شفیق تھا میدان وغا مین درجہ شہادت سے کامیاب
ہوی اور چھ ہزار شامی بصد ناکامی ضرب تیغ آبدار مجاہدین زائل دین
جام مرگ پیکر راہی ملک عدم ہوی مگر جب قریب شام دونون
لشکر اپنے اپنے مقام پر پھر ے اور ذوالکلاع نے سنا کہ چھ ہزار آدمی
ایک مرتبہ ایکدن مین قتل ہو گئے تو بہت غضبناک اور ملول ہوئے

کہنے لگا اگر لڑائی کا یہی حال ہے تو دیکھیے کیا ہوتا ہے دوسرے
دن صبح کو جب میدان میں دونون لشکر آکر مقابل ہوئے تو ہر طرف
سے صداے طبل جنگ نے جنگگاہ کو عرصہ محشر کر دیا اور لشکر طرفین
آپس میں مصروف ضرب و حرب ہو گئے زبیر یہ حال دیکھ اپنے لوگون
کو پکار کر کہنے لگا کہ یا آل ثارات الحسین اے محبان فرزند رسول الثقلین
آج کوشش کر کے مخالفان آل نبی کو قتل کرو کہ بازار قضا گرم ہے اے
یارو خریداری جنس شہادت پر مستعد ہو کی دوستی جگر بند فاطمہ میں نقد
جان کو صرف کرو دو چیزیں اس بازار میں بیش بہا ہیں جو ہاتھ آوے
مول لے لو بخدا مارے جانے میں تو درجہ شہادت حاصل ہے اور فتح
و ظفر سے غازی کہلاؤ گے بس زبیر اس گفتگو سے مومنون کو آمادہ
جدال و قتال کر رہا تھا کہ ایکبارگی نوشتہ تھا اسے ایک گرد معلوم ہوئی جب
دامن غبار شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ ایک فوج کثیر چلی آتی ہے کہ سردار لشکر
فوج ظفر موج کی عمر ابن علی و محمد ابن جعفر طیار تھے یہ لوگ کہتے ہیں
یہ دونون خبر شہادت امام حسین علیہ السلام سنکر زمین مغرب سے کربلا کی طرف
جاتی تھے لیکن جب عسقلان میں پہنچے تو وہان کے لوگون سے
انکو معلوم ہوا کہ زبیر نے خروج کر کے ابو یعقوب عسقلانی کو مار ڈالا اور
اب فوج یزید سے لڑ رہا ہے یہ سنتے ہی وہ اپنی جمعیت کو لے امداد
زبیر کے واسطے آئے اور تیغ زن مرد و جرار ان کے ساتھ پہاڑ دوست
کے ساتھ تھے بس وہ بھی نعرہ یا آل ثارات الحسین کہتے ہوئے

آنا عمر ابن علی و محمد ابن جعفر کا امداد زبیر کو

فوج یزید کی امداد کو پہونچکے مانند برق جہندہ جمعیت اعدا پر جا گرے
اور شمشیر برق تاثیر سے خرمن حیات مخالفین کو جلا کے بارش تیر اجل
سے ہوش و حواس انکے مانند دانہ خوشہ پراگندہ کر دیے قریب ہزار
مخالفین کے برش تیغ ابرار مومنین سے تہ تیغ ہوئے باقی مسعود ہو کے بہی عرصہ کارزار
سے مثل طائر تیز پرواز کے بہاگ گئے ذوالکلاع حمیری نے جب یہ
حال دیکہا کہ سب رفقا پہلو تہی کر کے چلے گئے اور محبان علی کے ہاتہ
سے اب میری جان کو اب نجات نہو گی بس ایک بارہ میدان پیکار
سے مونہہ موڑ راہی اہل فرار ہوا اور مومنین بافتح و ظفر تمام غارت
اسباب لشکر یزید سے فارغ ہو کے بازار شہر عسقلان کے لوٹنے پر
آمادہ ہوے جب غنیمت بحساب ہر ایک محب ابو تراب کے ہاتہ آئے
تو پسر خزاعی عمر ابن علی و فضل ابن جعفر طیار کو مع فوج ہمراہ لیکے
اپنے گہر پر آیا اور تین روز مہمانداری میں مصروف رہا بعد اسکے
پہر لشکر ظفر پیکر کو درست کرا اور علقمہ اپنے بہتیجے کو دو ہزار آدمی کی جمعیت
سے شہر عسقلان میں چہوڑ تین ہزار مرد جرار لیکے تلاش ذوالکلاع میں
دمشق کی جانب روانہ ہوا راوی کہتا ہے جب ذوالکلاع حواسے
حلب میں عثمان ابن یوسف کے پاس پہونچا کہ وہ یزید کے طرف سے
حاکم اس دیار و حصار کا تہا تو عثمان ابن یوسف نے ذوالکلاع کو
با آبروے تمام اپنے قلعے میں اتارا اور بہت سے تواضع و مدارات کر کے
اسکے قتیلے اور شکستے کی ذوالکلاع زبان سے اس مضمون کا نامہ

یزید کے لیے رقم کرکے روانہ دمشق کیا کہ اے ابن معاویہ سوائے شامت و ملامت کے تیرا رفیق اس جہان میں کوئی نہیں معلوم ہوتا ہے اور خواہ شاہ کہ سپاہ معرکہ کربلا کے روز بروز تفرقی پکڑتے جاتے ہیں اور خون ناحق مظلوم کربلا کا عوض لینے پر جان وہاں اپنا نثار کرتے ہیں اسکے یزید اس نامے کو دیکھ کر کچھ تدبیر کامل کرکے سپاہ جنگ آزمودہ اس طرف کو بھیج کہ میں محبان علی سے انتقام لوں کیونکہ ایک فرزند علی زبیر تیرا ہی کا رفیق ہوکے میری تجسس اور تعاقب میں ہے اے یزید اس فوج کثیرہ میں سے جو تونے میری ہمراہ بھیجی تھی صرف ایک ہزار آدمی میدان وغا سے بھاگ کر زندہ بچی ہیں اور اگر میں بے قلعہ عثمان ابن یوسف میں آکر پناہ نہ لیتا تو کسی صورت سے میری جان نہ بچتی اے پسر معاویہ اطلاعاً یہ سب حال میں نے تجھی لکھ بھیجا ہے آیندہ اپنی عقل کا تو مختار ہے الغرض جبکہ یزید عبارت نامی سے آگاہ ہوا تو مثل مار پیچ و تاب کہا کے مانند شعلہ آتش بیقرار ہوکے عمر عاص سی کہنی لگا کہ اے ابن عاص شہر عسقلان میں محبان علی مجتمع ہوکر باعث فتنہ و فساد ہوے ہیں لازم ہے کہ تو بہا کچھ فوج ہمراہ لیکے جلدی سے وہاں جا اور انکا تدارک کر اور یہ کہکر شش ہزار سپاہ اوسکی ہمراہ کی اور وہ روانہ شہر عسقلان ہو الغرض طی منازل بسیار ابن عاص جو شہر عسقلان کی پہونچا تو اوس نے ایک قاصد کو یہ پیغام دیکے امیر علقمہ کے پاس بھیجا کہ اے علقمہ شیر ازیں بعد سلام سنتہ الاسلام آگاہ ہو کہ تونی

خلیفہ وقت یزید ابن معاویہ سے جو مخالفت اختیار کی ہے یہ بات
تیری حق مین مناسب نہین ہے لازم ہے کہ اس کام سے توبہ کر
کی عذر تقصیر درمیان مین لاکر مین یزید سے تیری صلح کرا دون گا لیکن
یہ پیغام عمر عاص کا قاصد نے امیر علقمہ سے جا کر بیان کیا تو اس نے عمر عاص
کو اسی قاصد کے ہمراہ یہ جواب لکھ کے دیا کہ اے عمر عاص آگاہ ہو کہ خلیفہ اور
امام برحق جناب امام حسین فرزند صادق اور جد و پدر و مادر و برادر
پاک و مطہر آپکی تھے یزید نے ان بزرگوار کو ظلم و ستم ناحق شہید کیا
اور اب تو اسکے حکم سے ناحق مجھ سے لڑنے آیا ہے لیکن محض انتقام
خون امام حسین علیہ السلام کے خیال سے یزید سے لڑتا ہون اے
ابن عاص اگر تو مسلمان و دانا ہے تو ہماری رفاقت کر کے خون
فرزند رسول علیہ الصلوۃ والسلام کا اس سے بدلا لے تا روز
قیامت رسول اکرم تیری شفاعت کرین اور اگر یہ امر تجکو منظور نہین ہے
تو لڑائی کا سامان کر کہ مین لڑنے مین تجھ سے باہر نہین ہون
راوی کہتا ہے کہ یہ نامہ قاصد نے لا کر جلد عمر عاص کو دیا تو وہ
مضمون نامے سے مطلع ہو کر اپنے دل مین کہنے لگا کہ اب کچھ تدبیر
کرنی لازم ہے اور وہ تدبیر یہ ہے کہ پانچ ہزار آدمی لیکر کمین گاہ مین
بٹھلا دون جسدم مین علقمہ سے لڑنے لگون تو وہ لوگ وہان سے
دوڑ کر قلعے مین گھس کے زن و فرزند اہل قلعہ کو اسیر کر لین اور انکا
مال و اسباب لوٹ لیوین جب یہ خبر انکی مرد سنینگے پریشان خاطر

بیرون قلعہ رہ گیا تھا وہ اُن لوگون نے لوٹ کر قلعہ لے لینے کی تدبیر کرنی
شروع کی راوی کہتا ہے اسوقت شہر عسقلان مین سوا ے اطفال
صغیر اور عورات کے مردون مین سے ایک بھی پیر وجوان نہ تھا پس ناچار
وہ عورتین لڑکون کو گودیون مین لے کے اس قلعے مین ایک مکان
بلند پر کہ اسکو ایازین کہتے تھے اور اسپر حصار محکم تھا چلی گئین اور اُسکے
برجون پر چڑھ کے وہ نیک بختین اُن لوگون پر پتھر پھینکنے لگین اُسدن
وہ عورتین عجب تہلکۂ عظیم مین گرفتار رہین اور جو عورتین کہ انمین حاملہ
تھین وہ حالت یاس و ہراس مین ہاتھ اٹھا کر بارگاہ کبریا مین با دیدۂ اشکبار
مشغول مناجات ہو کر کہنے لگین کہ ای بار خدایا بواسطے حرمت بی بی
خیر النسا کی لئے جفاے اعدا سے ہمین ہمکو نجات دے ای پروردگار
واسطے ختم المرسلین کے قوم مخالفین کو ہمپر مسلط نہ کر الغرض وہ پاک طینت
عورتین دوپہر ان لوگون سے مصروف حرب رہین جب نماز عصر کا وقت
قریب آیا تو انکو یقین ہو گیا کہ اب یہ گروہ قلعہ پر متصرف ہو جاویگی زینب
ایک مومنہ صالحہ عابدہ فاطمہ نامے علقمہ کے مان کنیز زینب رسول بتول تھی
کہ ہمیشہ روزہ داری اور شب بیداری سے اطاعت کردگار مین عمر عزیز
کو بسر کرتے تھی دو رکعت نماز حاجت ادا کر کے باچشم گریان دونون ہاتھ
سوی آسمان اٹھا کے بارگاہ قاضی الحاجات مین رب انی مغلوب
فانتصر کہنا شروع کیا یعنی ای پروردگار ہم سب عورتین ناچار ہے
بس اپنے فرزندون اور شوہرون سے دور ہین اور وہ لشکر یزید سے

عوض خون ناحق امام حسین مظلوم مین مخالفین سے لڑتی ہین ای
مولنس بیکسان ہمارا سوای بشر کے کوئی مددگار نہین ہی یا غیر
الناصرین اپنی قدرت کاملہ کے تصدق سے ہماری لئی صورت
امداد ظاہر کر اور شر اعدا سے ہمکو محفوظ رکہہ غرض وہ مومنہ صالحہ ابھی
صرف مناجات تھی کہ بتائید عنایت مجیب الدعوات غیب سے سامان
نصرت کا انکی لیے ظاہر ہوا راوی کہتا ہے مسیب ابن محمد قعقاع
خزاعی حوالی نصیبین مین ایک صحرای عظیم کے درمیان معروف بظفر موج
لشکار کھیل رہا تھا ہر چند کہ فکر جمعیت لشکر اکی اس دیندار نی بنجیال
عوض لینے خون ناحق جناب امام حسین علیہ السلام کی کی تھی اور ان روزون
مین مخالفون پر شبخون مارنے کا ارادہ کیا تھا کہ جن دنو نمین مخالفین
نی مظلوم کربلا کو شہید کر کے سرہای شہدا اور اہل بیت اطہار جانب
دمشق لیچلے تھے مگر ایسا موقع نہ ہوا کہ مطلب دلے سے محب
آل عبا کامیاب ہوتا ابو سعید دمشقی کہتا ہے کہ جب اہل حرم کو اسیر
کر کے مع سرہای شہدا اہل کوفہ و شام لیکر قریب دمشق سے پہنچے
تو ایک خبردار نی شہر سے آکر کہا کہ ای لوگو مسیب ابن محمد قعقاع
خزاعی نی لوگون کو مجتمع کر کے تمپر شبخون کرنی کا عزم کیا ہے اور راہکو
رہائی اہلبیت امام مظلوم اور عوض خون شہدا اسیا مقصود ہے پس
شمر نے یہ حال سنکی اس شب کو سرہای شہدا اور اہل بیت کو ایک
دیر مین لیجا کر محفوظ کیا اور اسی شب کو وہ دیر جو مالک دیر تھا سر مطہر

[illegible] ہماری تمام [illegible] میں راوی کہتا ہے کہ مسیب
[illegible] اپنا [illegible] اسقدر بیقرار ہو کر رویا کہ بیہوش ہو کر زمین
پر گرا [illegible] حال [illegible] مسیب بھی وہان آپہونچے اور مسیب نامور
سب سے حال واقعۂ دشت کربلا و شکایات اسیری اہل بیت سب مجھسے
بیان کرنے لگا اور تمام مومنین بھی یہ حال سنکے با آہ و نالہ رونے
لگے اسدم شخص کلب سے کہا کہ اے مسیب ایک اور ظلم تازہ
مین تجھ سے بیان کرون کہ زبیر خزاعی نے بعد شہادت جناب امام
مظلوم اسکے خون ناحق کا عوض لینے کے خیال سے خروج کر کے جب
ابو یعقوب عسقلانی کو مارا تو یزید نے ذوالکلاع حمیری کو جمعیت بجد
ہمراہ کر کے انسے لڑنے کو بھیجا جسوقت فضل خداوند دو جہان
اور مدد عمر ابن علی و فضل ابن جعفر طیار سے زبیر خزاعی نے اسکی
فوج کو قتل کر کے ہزیمت دی اور دو ہزار آدمیون کی جمعیت سے
علقمہ اپنے بیٹے کو عسقلان مین چھوڑ کر ذوالکلاع کا تعاقب کیا تو
یزید نے یہ سنکے عمر عاص کو فوج بیقیاس سے شہر عسقلان مین بھیجا اور
نامور علقمہ دلاور نے تو اسی فوج قلیل سے ابن عاص سے مقابلہ کیا
مگر فوج عمر عاص نے ہر طرف سے آکے قلعہ شہر عسقلان کو گھیر لیا ہے
اور قلعے مین سوا ہی عورتون کے کسی مرد دیندار کا نام نشان بھی نہین
ہی ہر چند وہ عورتین قلعے پر سے پتھرون کا مینہ ان لوگون پر
برساتی ہین مگر کیا ہوتا ہے پس مجکو یقین ہے کہ وہ لوگ قلعے

کو لیکی ناموس اور اطفال مومنین کو گرفتار کر کے تہ تیغ کرینگے اور مسیب [illegible]
کو اس حال سے کچھ آگاہی نہیں ہے کیونکہ وہ خود [illegible]
مشغول بیکار و کارزار ہیں اور اگر انکے مرد [illegible]
کیا کرینگے کہ وہ بیچاری آپ ستمگاروں سے [illegible]
کسی طرح شر اعدا سے محفوظ کر اے امیر حسد ہم سے [illegible]
عورتون کا یہ حال معلوم کیا ہے میں بقرار سیماب ہر طرف [illegible]
پھرتا ہوں کہ کہیں قبایل محبان علی میں پہونچکر ان کے حال سے
آگاہی کرون کہ وہ ان کو اس شدید بلا سے نجات دیوین [illegible]
اگر تجھ سے ہو سکے تو لله انکی اعانت کرکے روح [illegible]
سی خوشنود کر غرض مسیب یہ حال پر ملال سنکے [illegible]
اور ایک مشت خاک اوٹھا کے اپنے [illegible]
ہی میرے ہتیار باندھنے پر کہ لوگ تجھ [illegible]
علیہ السلام میں جان لڑا دیں اور میں بخبر رہون ای خاک [illegible]
میری خاک لحد ہوجا اور اسے ذرہ تو بجای کفن ہو یہ کہہ اور مرکب
پر سوار ہو مع لشکر شجیر کی ہمراہ جانب عسقلان روانہ ہوا راوی کہتا ہے
کہ اس دم وہ رشک رستم وہاں جا کی پہونچا کہ جب وہ لوگ قلعہ پر متصرف
ہوکی عورات و اطفال مومنین کے گرفتار کرنے پر آمادہ تھی کہ مسیب
نامور بارہ ہزار دلاوروں کے جمعیت سے ایکبارگی ان لوگوں پر جا
پڑا اور انکو چاروں طرف سے گھیر کے ضرب شمشیر و تیر و سنان سے

کو دونون کی پہچان نہ تھی اجل ان لوگون کے پیچھے پڑا اور تیغ و سنان
سے مار کی لاشون پر لاشہ اونچا کر دیا اور انکی خیمون میں آگ لگا
دی کہ ایک مرتبہ عمر سعد جناب خرگوش سے بیدار ہو گھبرا کر اپنی
خیمے سے باہر نکلا اور نالہ و فریاد پکار پکار کہنے لگا کہ اے سپاہ دشمن
خواب غفلت سے بیدار ہو کہ محبان علی خیمون مارنے کو آئے
ہیں الغرض جب اسکی سپاہ نیند سے ہشیار ہوئی تو سپاہ مومنین سے
آمادہ جدال و قتال ہوئی اور فوج مومنین تھی یا امیر المومنین
علی ابن ابی طالب علیہ السلام ورد زبان کرتے تھے مخالفین کو زیر تیغ
و سنان دھر لیا اور اسقدر گرد طرفین میں ایسی تیغ زنی ہوئی کہ
صحرا سے گرد میں زلزلہ ایسا نمودار ہو گیا اور ہر فرد کی حیات نے کلمہ
الامان الحفیظ ورد زبان کیا اسوقت کوئی ذی ہوش ایسا
نہ تھا کہ دہشت ضرب تیغ مومنین سے ہراسان نہوا ہو ہر چہار طرف
اس صحرا کی مومنین کی نشان میں صدای احسنت و آفرین
بلند تھے اور لشکر مخالفین کے لوگون میں یہ ورد زبان تھا اندھیر
اسی سبب سے وہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کو نہیں پہچانتی
تھی اور باہم رد و بدل کرنے کے ہلاک ہوتی تھے چنانچہ اسی طرح سے
بہت سے اشقیا العین ہلاک ہوئی اور لشکر اسلام کی لوگ نعرہ
یا لثارات الحسین کہتے اپنے بیگانی کو تکبیر کی و دشمنان دین کو
قتل کرتے تھے راوی کہتا ہی اسوقت صحرا سے گرد میں گویا

غبار گرد ابر چھایا ہوا تھا اور تلواروں کی چمک مانند برق اور نعرہ مردان
کی صدا مثل رعد نمایان تھی غرض تا صبح معاملہ کارزار درمیان ہر دو
لشکروں کی جاری رہا وقت طلوع آفتاب عمر عاص اپنے لشکر
کی لوگوں کو میدان وغا میں مانند ہزیمت گوسفند بوجہ مرا ہوا دیکھ کے
بدحواس ہوا اور جو ہنوز سے لوگ زندہ بچی تھے انکو اپنے
ہمراہ لیجان بچا میدان وغا سے بھاگ گیا اور لشکر مومنین نے
ان لوگوں کا تمام خیمہ وخرگاہ اور بازار لشکر جا کے لوٹ لیا امیر مسیب
اسوقت علقمہ کے پاس آئے اور ایک دوسری کی ملاقات سے
محظوظ ہو کے دونو شکر خدا بجالائے پھر علقمہ مسیب کو بصد اعزاز و اکرام
ہمراہ لیکر شہر میں آیا اور انکی مہمانی میں مصروف رہا جب تین روز
گذر گئے تو مسیب علقمہ سے کہنے لگا کہ اب تم قلعہ میں ہوشیاری تمام
رہو اور میں حصار عثمان ابن یوسف کی طرف جاتا ہوں ایسا نہ ہو
کہ وہ زیر حصار ہے اور مقابلے میں اسکے مصروف رہے اور وہ لوگ
غالب ہوں کہ اسکو قتل یا گرفتار کریں علقمہ اس کلام کے سننے سے
غمگین ہو کر کہنے لگا کہ ابھی چند روز اور میری دعوت قبول کیجیے مسیب نے
اقبال نکیا اور وہاں سے مع فوج و لشکر کوچ کر کے چلا اور علقمہ
اُس سے رخصت ہوا اور کہنے لگا کہ اچھا جاتے خدا آپ کا حافظ
ونگہبان اور ناصر ومعین رہے واللہ اعلم۔ تمام شد

معرکہ ہشتم

صاحب اخبار ابو مخنف لوط ابن یحیی الازدی نے اس طرح لکھا ہے کہ جب زبیر کو حال ذو الکلاع کا معلوم ہوا کہ وہ عثمان ابن یوسف کی قلعے مین جا کے چھپا ہے تو وہ طے مراحل و منازل کر کے قریب اس حصار کے پہونچا جہان عثمان ابن یوسف مرد جرار و شجاعان عرب بہادر و نامدار ستر ہزار آدمیون کی جمعیت سے بیٹھا ہوا قلعے مین حکومت کرتا تھا اور اکثر تاجرون کی قافلے اور بادشاہون کی لشکر لوٹ لیا کرتا تھا جب آمد زبیر خزاعی سے آگاہ ہوا کہ زبیر قریب حصار آپہونچا ہی تو وہ معہ لشکر قلعے سے نکلا اور سر راہ اشکر آمد و رفت مسافرون کی بند کر کے طبل جنگ بجوانی لگا جب وقت زبیر معہ فوج ظفر موج اس لشکر کے مقابلی مین پونہچا تو فوج کو صف بصف آراستہ کیا اور میدان مین اپنی فوج کی سامنے کہڑا ہو نعرہ اللہ اکبر بلند کر کی کہنی لگا کہ اے لوگو تم جان نثار و محب ابن علی ابیطالب بعوض خون شہید اسکے دشت کربلا لڑتے ہو پس زنہار کثرت فوج مخالف سے غبار خرد و کو اپنے دل مین راہ نہ دینا کیونکہ تم غلام شاہ تشنہ کام امام حسین علیہ السلام کے ہو اور تمہاری آقا ہی کا مد نظر حیدر کرار اکل بہتر آدمیون سے صحرای کربلا مین لاکہون مخالفین سے مقابل ہو کے مصروف غزا ہوے سے تھے اے یارو تم بھی آج میدان مین داد مردانگی دیکے

بھر دستیے القصہ اسوقت شوق شہادت میں زریر خزاعی ایک مرکب
چالاک پر سوار ہوا اور نیزہ و شمشیر لے خاک پر تیمم کر گھوڑی کو مانند برق
چمکاتا ہوا فوج عدو کی طرف چلا تو فوج اسلام نے کہا کہ ای دنیدار فوج
کی ہوتی سردار کو سزاوار نہیں ہے کہ میدان کارزار میں جاوے
بھلا ہم لوگ کس دن کے لیے تیرے سامنے آئی ہیں یہ کلام لشکریوں
کا فوج نے سنا تو کہا کہ مرحبا تمہارے مروت و وفا کو حق دوستی ہی
ہی جو تم ادا کرتے ہو لیکن اسوقت تم سب ٹہری رہو آج اس جنگ جو
سی میں خود مصروف پیکار ہوں گا یہ کہکے گھوڑا دوڑایا اور عثمان ابن
یوسف کے مقابلے پر جا کی کھڑا ہوا عثمان نے پوچھا کہ ای جوان
تیرا کیا نام و نشان ہے جو مجھ سے آمادہ پیکار ہوا ہے زریر نے کہا
مجھی کشندۂ دشمنان آل سیفے زریر خزاعی کہتے ہیں عثمان بن یوسف
یہ سنکے کہنے لگا کہ سبحان اللہ میں تو تیرے فکر میں ہوں اب تو
میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاتا ہے یہ سنتی ہے زریر نے ایک وار
نیزے کا اسپر کیا چونکہ وہ فن سپاہ گری میں از بس عیار تھا ضرب
نیزے کو خالی دیکھ نیزہ اس تکان سے زریر پر لگایا کہ اگر پہاڑ پر وہ
نیزہ پڑتا تو یقین تھا کہ نصف نیزہ بطن کوہ میں غرق ہو جاتا مگر زریر
نے اسکا وار خالی دیکھ پھر نیزہ مارا تو آپس میں نیزہ پار ہے ہو گئے
اور کوئی زخمی نہ ہوا ایسا تنگ کہ گھوڑے سے بھی دونوں کی شکل ہو
تھی اسوقت دونوں جنگجو گھوڑی سے کودپڑی اور تلوارین کھینچ

آپس مین مقابل ہوگیے اور اس بہادری سی دونون مین شمشیر زنی ہوتی تہی کہ فوج طرفین سے صدای احسنت بلند ہتی اسی جنگ و جدال مین عثمان ابن یوسف کی تلوار کا وار زہیر کے داہنی شانے پر اس زور سے پڑا کہ وہ مجروح ہوکی بیکار ہوگیا اور اسی حال مین زہیر کا گہوڑا بہی مرگیا تو زہیر نے دوسرے ہاتہ مین تلوار لیکر اس سی مقابلہ کیا پس فوج مومنین نے جب یہ حال دیکہا کہ زہیر زخمی ہوگیا ہے ایک مرتبہ تلوارین کہینچ کہینچ کی سب دوڑ پڑے اور عثمان نے بہی اپنی فوج کو اشارہ کیا تو وہ بہی تعقیب علم کرکے حملاآور ہوی غرض فوجین طرفین کی ایک دوسری پر حملہ کرکی مصروف کارزار ہوگئین تو جنگاہ مین دلیرون کے خون سے دریای محیط موج زن تہا اور لاشے مانند کشتیون کے خون مین پڑے بہہ رہے تہی کہ ناگاہ اسی حال مین گوشہ دامن صحرا سی ایک غبار عظیم ایسا اٹہا کہ لوگون کو گمان آندہی کا ہوگیا مگر جب دامن گرد شگافتہ ہوا تو دیکہا کہ محمد حنفیہ فوج ظفر موج ہمراہ لی ہوے مرکب پہینکتے چلی آتی ہین اور جب میدان وغا مین پہونچے تو حال زہیر سے آگاہ ہو تلوار نیام سے علم کرکے مرکب کو ڈپٹ عثمان ابن یوسف کی برابر گئے اور اس نے آپکو پہچان کر کہا کہ ای فرزند علی تم کہان سے آئے اور زہیر کو آپ نے پیچھے اور گہوڑے ہی کو تکا وہ دیکے ایک وار تلوار کا جناب محمد حنفیہ پر کیا آن جناب نے انکا وار رد کرکے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور تیغ لی ودریغ ما نند

حصار بستہ نکل سوتی دمشق نہ پہونچ سکا مگر حبیب خستہ و حیران افتان و خیزان قطع مراحل کر کے منزل یزید میں پہونچا تو سرگذشت اپنی اور عثمان بن یوسف کی لشکر کی برو بر بیان کی اور یزید نے مضطرب ہو کے اپنے وزیروں اور امیروں کو بلایا اور تمام ماجرا جو کچہ ذوالکلاع سی سنا تہا بیان کر کے کہنی لگا اے یارو کچہ تدبیر ایسی کرو کہ عسقلان سے جو فتنہ اٹہا ہے کسی طرح برطرف ہو وہ لوگ اس بات کی سننی سے زیادہ پریشان ہوئی مگر مروان حکم جو اسوقت وہان موجود تہا کہنی لگا کہ اے یزید اندیشہ ناک نہو مین اسکی تدبیر بتلا دونگا بس یہ کہہ کے وہ بحر فکر مین غوطہ زن ہوا اور ایک نہنگ تدبیر دریائی عمیق فکر سے دست خیال مین لیکر نکلا اور متبسم ہو کر یزید سے کہنی لگا کہ اے امیر ابن معاویہ مکر و فریب عورتون کا مشہور ہے کسی عورت کو جسطرح ہو اس کام پر متعین کر کہ وہ بخوبی تمام اس امر دشوار کو انصرام پہونچاویگی اے ابن معاویہ ایک علقمہ کیا ہے اگر سو ہونگی تو سب کو مع لشکر تباہ کر کے زنگ تردد کو تیرے آئینہ دل سے دور کریگی یزید کو یہ رای مروان حکم کی پسند آئی اور کہنی لگا پہر تو ہی کسی عورت کو تجویز کر کہ یہ کام اسکی سپرد کریں سنتی ہی مروان نے آدمی بہیجکر اپنی خالہ سلمہ ہندی کو بلایا اور اس سے تمام و کمال جو کچہ حال گذرا تہا بیان کیا اسنے یہ حال سن کے کہا کہ کیا مشکل ہے اس کام کو مین انجام دونگی لیکن جو کچہ مین کہون اسکے موافق تم درستی سامان کرو اے یزید کچہ نشان سیاہ طیار کر کہ ان کی علمون پر نام حسین کندہ کرواکے مع پانچہزار مرد جرار کہ وہ بہی سیاہ پوش ہوا کرین

میری ہمراہ کر دو اور سب خیمی بھی سیاہ ہوں اور جب ہیبت بیابان کی روز
ہوات تو بعد چند روز کی کچھ اور سپاہ میرے پیچھے راہی کرنا جسمیں تمہاری
فوج کی علامت پائی جاوی قسم ہے قبر ساویہ کی شہر عسقلان تو لیا ہی
روی زمین پر جہانتک مومنین کی بستی ہوگی سب کو خراب و برباد کر دونگی
راوی کہتا ہے کہ یزید نے اسکی رای کو مستحسن سمجھ کے اسکے کہنے کے
موافق سب سامان درست کر اسکو جانب عسقلان روانہ کیا اور خود
خود بھی لباس سیاہ پہن کے اور اپنے رفقا کو ہمراہ لی کی ایک منزل
پر اتری اور وہاں پر پہلی اسنے مجلس ماتم آراستہ کرا کے از روی مکر
شور و واویلا بلند کرایا پھر تدبیر اکل و شرب مین مصروف ہوئی کی سبکو
اجازت دی اور اسی طرح ہر روز عورت جابجا ماتم کا حیلہ درپیش کرتی
ہوئی اور ان علموں کو اپنے چپ و راست لیے ہوئی راہ منزل مقصود طے
کرتی تھی اور کتنی غلام اور بہت سی لونڈیاں خوبصورت وہ بھی کالی
کپڑے پہنے ہوئے اسکے ہمراہ تھیں القصہ یزید نے بعد چند روز کے
کچھ اور بھی فوج عسقلان کی طرف روانہ کی اور اسنے کہا کہ سلیمہ کو اس
حال سے قریب عسقلان پہونچکر اطلاع کرنا جسطرح پر وہ تمہیں کہے گی
اسکے موافق عمل کرنا راوی کہتا ہے کہ جب سلیمہ نے بعد طی مراحل و منازل
کے قریب شہر عسقلان خیمہ استادہ کرایا تو موافق عادت کے ہر ایک سے زیادہ
سے زیادہ شور و غوغا ماتم و زاری اور شور و نوحہ و زاری بلند کرایا الغرض اہل عسقلان
جب اسکی حال سے مطلع ہوئی تو ہر جا پر اسکا چرچا ہونے لگا کہ ایک عورت

ماتم دار جناب سید الشہدا علیہ السلام کی لباس سیاہ پہنی ہوئی فوج کثیر سے
خلالی میدان مین وارد ہوئی ہے اور شب و روز ماتم مظلوم کربلا مین مع
فوج مصروف رہتی ہے اور سوای ذکر انتقام خون ناحق شہدا اسکے کربلا
کوئی بات نہین کرتی ہے یہ بات سنتی ہی تمام شہر کی لوگ جو مومنین تہی
اسکی اس عمل نیک پر تحسین و آفرین کرکے استقبال کو آئی اور باعزاز
و اکرام شہر عسقلان مین لیجاکر ایک مکان عالیشان مین اتارا اور وہ
وہان پہونچ کی مجلس ماتم کو خوب آراستہ و پیراستہ کرکی مکر سے ایسا بکا مین مصروف
ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت وہ اپنی دوستداروں کو یاد کرکے
روتی ہوگی اور جب روز جمعہ ہوا تو وہ مسجد جامع مین آئی اور بعد الفراغ
نماز تمام روسا و اکابر شہر کو پیغام دعوت دیا اور مساکین اور محتاجین کو بہت
سا مال و زر نذر کیا القصہ اس نے تمام اہل شہر کو مہمان کرکے خلعت و زر دیکر
مکر و فریب کی باتون سے اپنا مطیع و فرمانبردار مثل ابن مرجانہ کر لیا کہ اسنی
بہی اسی طرح سے اہل کوفہ کو فریب سے اپنا تابعدار کر لیا تہا القصہ بیس گروہ
لوگ جو یزید کی اسکی بعد روانہ عسقلان کئے تہی جب قریب شہر عسقلان
کی پہنچی تو ان لوگون نے اس عورت کو اپنے آنے سے خفیہ
مخفی طور پر مطلع کیا اور اسنے پوشیدہ اپنے ہمراہیوں کو کہا کہ تم لوگ شباب
مین قلعہ مین جا داخل ہو اور ترتیب پانچ سو سوار و پیادون کی لیکر رکاب مین
حصار کے پیچھے رہنا اور باقی لوگ مقابل مین صف آرا رہنا اور جب وقت
مین قلعہ مین جا کی اہل قلعہ کو قتل کرنی لگون تو شور و غل مچا کے پہنچنا ہم

میرا شن سکے تم سب دروازے شہر و قلعے کو محاصرہ کر لینا الغرض اسنے یہ
پیغام ان لوگون کو بھیجا کہ اپنے دونون غلامون سے کہا کہ تم تمام شہر
مین آمد فوج یزید کی خبر کر دو راوی کہتا ہے کہ ایک کا نام ان دونون
غلامون مین سے خالد ابن مرہ اور دوسرے کا نام ولید تھا ان دونون
نے شہر مین ہر ایک جا پر جا کے یہ کہنا شروع کیا کہ یزید نے فوج تا ہر و گرد شام
کے اہل عسقلان سے لڑنے کے واسطے بھیجی ہے اور وہ فلانے مقام پر اتری
ہے یقین ہے کہ آجکل مین وہ لوگ شبخون کے لیے آوینگے دیکھیے کیا
ہوتا ہے پس مومنین شہر یہ سنکے اس عورت کے پاس آئے اور کہنے لگے
کہ اسکی کیا تدبیر کرنی لازم ہے اسنے یہ جواب دیا کہ جو مصلحت سمجھو اسپر عمل کرو
سب نے کہا کہ تمہارا کسی کا رہنا یہان پر صلاح نہین ہے تم یہان سے فوج چلکے
قلعے مین استقامت اختیار کرو کہ جاے امن ہے اور عورتون کا وہان کچھ
اندیشہ نہین اور ہم ان لوگون سے مقابلہ کرینگے القصہ جب اس عورت
نے یہ بات علقمہ اور اہل شہر سے بالاتفاق سنی تو اس مژدہ جان بخش سے
نہایت نہایت محظوظ ہوئی اور ظاہر مین کہنے لگی کہ یہ کبھی نہوگا مین
[illegible] ری ساتھ جدال و قتال مین شریک رہونگی راوی کہتا ہے کہ
[illegible] عورت نے یہ جواب سنکر مومنین نے بہت سا اصرار کیا اور اسکو قلعے
[illegible] لے گئے اور اسنے مخفی ایک جاسوس کو اس فوج کے پاس جو کمینگاہ
[illegible] تھی یہ پیغام دیکے روانہ کیا کہ خبردار سب لوگ ہوشیار رہنا
[illegible] مین قلعے مین جاتی ہون اور علقمہ لشکر بھیجی لڑنے کو باہر نکلے تو تم سب

کمین گاہ سے نکل کر اسکو پکڑ لینا اور یہ
دو گی لیس یہ تدبیر کرکے وہ عورت قلعی مین گئی اور باقی لشکر
پیغام سی مطلع ہو چکا تہا شہر پر متفق ہو کی چلا اور علقمہ جو کہ ان باتون
سی بیخبر تہا یہ جیا ان لوگون کا دیکھ تیہون فرزندون کو اپنے ہمراہ لے
قلعی سے باہر نکلا اسکا نکلنا تہا کہ وہ پانچسو سوار جو کمین گاہ مین بیٹھی تہے
دوڑ پڑی اور علقمہ کو گہیر کے پکڑ لیا اور تمام زن و مرد اہل قلعہ کو اس عورت
کی لوگون نی گرفتار کر لیا اور دروازہ قلعہ کا بہی کہولدیا فوج یزید نی شہر مین
گہس کی تمام شہر کی چہوٹی بڑون کو قتل کرنا شروع کیا اور جو ساتہ شہر مین
سی جو ہاتہ آیا اُسی بہی مقید کر لیا راوی کہتا ہی کہ جب وہ لوگ اہل
شہر کے قتل و غارت سی فارغ ہوی تو علقمہ کو معہ بزرگان شہر پا بستہ
قید ستم کر کی رسی گلی مین ڈال کی اس عورت کی روبرو لائے اور وہ
عورت یہ حال ان سب کا دیکھ کی خوش ہوئی اور کہنی لگی کہ ان سبکو
گدہون پر سوار کر کے میری محافی کی آگی لی چلو القصہ وہ عورت
لوٹ کا تمام مال و متاع اور اسیرون کو ہمراہ لی کے روانہ دمشق ہوئی
راوی کہتا ہی کہ لشکر علقمہ مین ایک رکابدار تہا وہ مخالفین کی ہاتہ سی
اپنی جان بچا کی مسیب کی پاس پہونچا اور کہنی لگا کہ ای امیر مسیب
شہر عسقلان مین تمہین کیا کہون کہ کیا فتنہ برپا ہوا ہے سچ تو یون ہے
کہ گروہ مخالفین نے نام و نشان مومنین کا زمین شہر عسقلان سے
مٹا دیا اور بی کم و کاست سب حال ابتدا سی انتہا تک اس رکابدار نے

امیر مسیب سے بیان کیا امیر موصوف کا دل یہ حال سنتے ہی سے آتش غضب
سے جلنے لگا اور کمال غیض میں ان پانچسو آدمیوں کی ہمراہ ہوکر وہاں
طیار کھڑے تھے سوار ہوکر قتل وغارت اس زن مذکورہ پر مستعد ہوکر وہاں
سے چلا جب اسکی فوج کو بھی اس حال کی اطلاع ہوئی تو جھٹ پٹ سب
طیار ہوکے روانہ ہوئے راوی کہتا ہے کہ راستے میں جب وہ سب کے
تمام سپاہی امیر مسیب کے پاس آکر پہونچے تو امیر نے آگے بڑھ کی راہ اس
عورت کی روک کر ایک پہاڑ کی نیچے لوگوں کو کمین گاہ میں اسکی فوج
کی تاک میں بٹھایا اور جب وہ عورت مع لشکر دوپہر کی بعد پہونچی تو
اسکی لوگ مقام کرکے گھوڑوں کو چراگاہ میں چھوڑ کر تدبیر اکل و شرب میں
مشغول ہوئی اور علقمہ کو مع خویش و قوم بغیر از حرف پڑھنے کے اور کچھ
سامان خورش نہ دیتے تھے جب سب لوگ کہا پی کر کھانے سے فراغت
کرکی بستر راحت پر خواب و آرام کے لیے جا کے لیٹتے تو علقمہ نے
حالت فاقہ و یاس میں بارگاہ قاضی الحاجات میں دست دعا بلند
کرکی کہنا شروع کیا کہ یا ارحم الراحمین بتصدق اپنی قدرت کاملہ کا میری مدد کو
اسوقت کسی کو بھیج دی اے پروردگار عالم مسیب ابن محمد قعقاع خزاعی کو
کسی سمت سے میری امداد کی لیئے روانہ کرکی مجھی اس مصیبت جانکاہ
سے نجات دلوا دے غرض علقمہ یہ دعا باخضوع و خشوع اپنی مانگتے
رہا تھا کہ قدرت باری تعالی سے مسیب ان لوگوں کو غافل پا کی تیغ
آبدار بر سر جنگ کی حقیقت سے کمین گاہ سے دوڑ کر تکبیر کہتی ہوئی اہل دین

مخالفین پر آکر ضرب تیغ و سنان سے بہت سے کفاروں کو مار کے
مسیب علقمہ کے پاس پہونچا اور دیکھا کہ علقمہ مع خویش و قوم عجیب بند بلا میں
مقید ہے مسیب نے علقمہ کو بند مصیبت سے رہا کیا اور کہنے لگا کہ اب کچھ
اندیشہ مکر بفضل خدا سے تیری مشکل آسان ہو گئی اور یہ کہہ کے پھر قتل فوج
ستم پر آمادہ ہوا اور جو سامنے آیا اُسکو مانند خیار تر کے دو ٹکڑے کیا
اور فوج مومنین نے بھی اُن مخالفوں کو مار کے تلواروں کی دم لینے
کی باڑ ندی بہتا سے مخالفوں کو قتل کیا اور جو زندہ بچے انکو گرفتار
کر لیا اسوقت مسیب نے اُس عورت کو لباس عصمت سے عریان کروا کے
اسکی یاروں سمیت گرفتار بند گران کیا اور مومنین انکی مدت اور خواری
کرنے لگے القصہ مسیب نے اسوقت تمام اسباب غنیمت علقمہ کو دیکے مع
محبوسان قوم و اقارب با عزاز و اکرام روانہ عسقلان کیا اور آپ محفل آراستہ
کر کے اسیران لشکر یزید کو بلا کر ہر ایک سے فضائل اولاد نبی پوچھنے لگا جب کسی
کی زبان سے مدح اہلبیت رسول میں ایک کلمہ بھی نہ نکلا تو مسیب سمجھا کہ
ان میں سوای مخالفوں کے کوئی موافق نہیں ہے پس حکم دیا کہ ان سب
کو قتل کرو اور اہل موافق کو جو سو منافقوں کی [illegible] بات پہ ملکی دو [illegible]
ہی کہ جب مسیب ان لوگوں کی قتل سے فارغ ہوا تو ساتھ لے کے مع باقی
ماندہ قوم مقتول کے شہر عسقلان میں [illegible] ہوا اور جب حکم
یزید کو اِن [illegible] کی سوای اہل [illegible] کی [illegible] کان کاٹ
ڈالو غرض انکی ناک اور کان کٹ چکی تو حکم دیا کہ سردار کی [illegible]

یہ سنکر اُس نے اپنی کوٹھری میں بند کرکے دروازہ اسکا چن دو پس لوگون نی
اُسی پیام امیر ہشام کی مواقق حکم اُس عورت کو ایک کوٹھری میں معطوق و
زنجیر کر دیا اور وہ اپنی سزا کو پہونچ کی اُسی مجبوری مین رہی مقام جزا ہونی بعد
امیر ہشام نی امیر موقق کو معہ اُن سو ہنی بریدہ کی روبرو بلا کی
کہا کہ اے منافق ہمیشہ سو یہ سب تیری رای کی موافق تھے پس لازم
ہی کہ اب یہ تیرے ہمراہ رہیں اے شخص تو انکو ہمراہ لی کے یزید کے
پاس جا اور جو کچھ ان سے بیان کرکے میری طرف سی کہدینا کہ ای
یزید جو سلوک تیری مروان نی خالہ سی کیا ہی انشاء اللہ تعالی وہی تجھ سے
بھی کرونگا بس یہ سنکے اُن لوگوں کو بخواری و زاری اپنی محفل سے نکلوادیا
اور وہ سب اس حالت کذائی سے یزید کی روبرو گئی اور امیر موقق نے
سب ماجرا و اُن کا معہ حال سلمہ کی بیان کیا یزید اس حال کی سننی سے
خوف سے تھرتھرایا اور کچھ غشی مین آکر اپنی ڈاڑھی نوچ حال سلمہ پر رونی
لگا اور عمر عاص سی مخاطب ہوکی بعد رنج و ملال کہنی لگا کہ دیکھا تو نے
مروان نی اپنی خالہ کو بھوا کی مجھی کیسا ذلیل و رسوا کیا عمر عاص نے
جواب دیا کہ ای یزید عورتوں سے مردوں کا کام لینی مین ایسی ہے
سامان پیش آیا کرتی ہیں القصہ یزید نے اُسوقت مروان کو بلوایا
اور بغیظ تمام اس سے کہنی لگا کہ ای مروان دیکھا تو نے اپنی تدبیر کا
انجام کیسی ذلت و خواری مین سب گرفتار ہوگئے مروان نی عرض کی
کہ امیر ہشام فقط یہ برگشتگی طالع کا انجام ہے کہ سلمہ سے تیری کام نی

انجام نہ پایا ای یزید قرآن مین دیکھہ لی کہ خدائے تعالی عورتون کی
شان مین ان کیدکن عظیم فرماتا ہی ای پسر معاویہ بہت سے
مطلب اکثر عورتون کے ہاتھ سے ایسے ہین مینے جانا تہا کہ یہ مہم بہی اونکی
سبب سے تمام ہوگی غرض یزید یہ سن کی کچہہ منفعل سا ہوا اور عمر عاص سے
مخاطب ہوکر کہنی لگا کہ ای عمرو اب کیا تدبیر کرون کہ اس رنج سی نجات
پاؤن عمر عاص نی کہا میرے نزدیک اب یہ صلاح ہے کہ اسوقت تو
شیعان علی سے پیغام صلح کر اور بعد کچہہ دنون کے جب یہ لوگ بیخوف ہوکر
اپنی جد و جہد سے باز رہینگی اسوقت غفلت مین انپر لشکر بہیج کی سبکو
قتل کروانا راوی کہتا ہی کہ عمر عاص کا یہ کلام سن کی یزید خاموش ہو رہا

معرکہ نہم ۹

راوی روایات صادقہ و حاکی حکایات صحیحہ یون بیان کرتا ہے کہ جب
امیر نیک تدبیر مسیب ابن محمد قعقاع خزاعی نی امیر موفق کو معہ اس کے
گروہ کی روانہ دمشق کیا تو اسکی بعد یزید کو ایک نامہ اس مضمون کا لکہکے
بہیجا کہ ای یزید ابن معاویہ معلوم کر کہ یہ تمام فتنہ و فساد تیری ذات سے
برپا ہوا کہ جناب امام حسین علیہ السلام کو تو نی صحرائے کربلا مین تشنہ کام
شہید کروایا اور جو کچہہ ظلم و ستم اہلبیت رسالت پر ہوا سب آزار تیری ہی
باعث سے انکو پہونچا اور سوا ای اسکی اب مین سنتا ہون کہ جناب امام زین العابدین
علیہ السلام کو معہ اہلبیت اطہر تو نی زندان مین گرفتار بلا و محنت کر رکہا ہی

تجھی دشوار ہوجاویگا پس ای یزید لازم ہی کہ مجبوری سے پہلے ان کے
رنج و خفت کو دلون سے دور کر یہ جو تیرے دل میں آتی وہ کہیو اور کیا
تجھی معلوم نہیں ہے کہ تیری بادشاہی نے جسقدر کہ یزید ... ہاتھ سے امام حسین
علیہ السلام کی سنی تو سات شب و روز تعزیت کی مجلس آراستہ رکھی زنان
بیت حاضر تھی تو سب برخلاف ہوگی بانون کہا کہ یزید ... امام حسین
علیہ السلام سی آگاہ ہو کر محفل سرور و سامان جشن مہیا کیا اور امام زین العابدین
علیہ السلام کو معہ اہلبیت اطہار قید رکھا تو مجلس ماتم حسین علیہ السلام کی خوشی کی
بیس ہی خبرین کی تو شب شنبہ نجف سے آیا غرض ہوئی مصیبت اور سبکو
یقین ہوگیا کہ یزید نے عمداً امام حسین کو قتل کرایا انکی اہل و عیال کے
ہتک حرمت کی واللہ ای یزید یہ امر آسان نہیں ہے اور یہی بات باعث
زوال تیری نعمت و حشمت کی ہوا چاہتی ہے اسلئے اے یزید مقام میرے
دانست میں تو مصلحت یہی ہی کہ امام زین العابدین علیہ السلام کو مع انکی
باعزاز و تکریم ان سے پیش آ کر خلعت فاخرہ انکو پہنا اور ریحان خود مختار
کردے تا لوگ انکی ملاقات کو آیا کریں اور حصول مسائل دین سے مستفید
ہوا کریں تمہارے جب یہ خبر اطراف و جوانب ملک عرب میں مشتہر ہوگی تو یقین
ہے کہ دوستداران جناب امام حسین علیہ السلام تجھ سے خوشنود ہونگے اور پھر
پھر فساد نہ ہووےگی و نصیحت عمر عاص کی یزید کو نہایت پسند آئی اور
دوسری ہی وقت اپنے سامان جشن مہیا کرکے آئینہ بندی کروائی اور نہایت
شادمانی سی تخت پر جلوہ افروز ہو جناب امام زین العابدین کو بلوا بالعزاز ...

تو حضرت نے تشریف لانے کی تو وہ بعزت و تکریم ان حضرت سے پیش آیا اور
خلعت فاخرہ شاہانہ منگوا کے حضرت کو پہنایا اور مرکب پر سوار کر کے اپنی
ساتھ لیکے تمام بازار دمشق سے عبور کیا راوی کہتا ہے کہ جب جناب
سید الساجدین کو اس حشمت و عزت سے مومنین نے دیکھا تو سرور
آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ اور آل محمد پر درود بھیجنے لگے اور ہر ایک
زر و سیم و جواہر الماس [illegible] دین پر نثار کرنے لگے غرض جب یزید
اس محترم کو باجلال و حشمت تمام شہر میں مومنوں کو دکھا لاکے اپنے گھر پر لایا
تو اپنے ہمراہ حضرت کو بٹھایا بہت سی باتیں مسرت انگیز حضرت کی خدمت
میں عرض کرنے لگا اور بعد دو گھڑی کے اس آقای دنیا و دین کو
با عزاز و تکریم اس نے رخصت کیا جبکہ وہ شاہنشاہ کونین نور چشم فرزند رسول
الثقلین اپنے دولت سرا میں تشریف لائے تو اپنی پھوپھی جناب زینب خاتون
سے جو کچھ حال گذرا تھا بیان کر کے فرمانے لگے کہ آج یزید نے کس سبب
میری بڑی تعظیم و تکریم کی اور ظاہر میں کوئی بات ایسی نہیں معلوم ہوتی
کہ جس سے وہ اندیشناک ہوا ہو دیکھیں اسکا مآل کار کیا ہوتا ہے جناب
زینب خاتون نے یہ سب حال سن کے فرمایا کہ اے نور دیدہ اگر آل نبی
و علی کی توقیر اسکو منظور ہوتی تو وہ تمہارے پدر عالی وقار کو شہید نہ کرتا
اور یہ عمل جو آج تمہیں ظاہراً عمل میں لایا ہے ہرگز فتنہ و فریب سے خالی
نہ ہوگا راوی کہتا ہے کہ جب یزید جناب علی ابن الحسین کو رخصت کر چکا
تو اسنے اپنے منشی کو بلا کے امیر مسیب کے نامے کا جواب بایں مضمون رقم کر لیا

کہ ای امیر مسیب ابن محمد معقل خزاعی بعد اظہار سلام کہ تحفہ اسلام سے
آگاہ ہو مجکو قتل امام حسین علیہ السلام ہرگز کسی طرح منظور نہ تہا لیکن ابن زیاد نے
اپنی عمد و کینہ سے یہ فعل ناشایستہ کرکی مجکو خلق خدا مین رسوا کیا ای
مسیب خدا جانتا ہے کہ مین اس امر سے از بس نادم و پشیمان ہون
اور اس حال سے ہر ایک اہل دمشق آگاہ ہے کہ مینے جناب علی ابن الحسین
کو بعزت و آرام اپنی شہر مین استقامت پذیر کیا ہی اور مروان کی خالہ
سلمہ بتہدی جو عسقلان کی طرف گئی تہی اسکی حال سے ہی مجہی مطلق اطلاع
نہین ہے مگر اب مجہی اسکے فساد کا حال معلوم ہوا خبر جب اکام اسنی
کیا ویسی اسکی سزا پائی اے مومنو مجکو اولاد علی اور شیعان علی سے
سی کچہ کینہ نہین ہے تم لوگ کس لیے میری در پی آزار ہوتی ہو
لازم ہی کہ گذشتہ را صلوات پر خیال کرکے اس تحریر کو پاس کذب
و فریب سے معرا جانو اور فتنہ سے ہاتہ اٹہا کر تم بہی اپنی گہرین آرام
سی جا کی بیٹہو اور منافقون کے کہنی سے میری جانب سے دل
مین واہمہ کو راہ نہ دو والسلام یہ تمام عبارت لکہوا اور نامے پر مہر کر
اسکو ملفوف کیا اور اُس قاصد کی ہاتہ جو مسیب نامدار کا نامہ لایا تہا روانہ
کیا جب قاصد مذکور نامے یزید کا نامہ مسیب نامور کی پاس پہنچایا تو
امیر مسیب نے بعد معلوم ہونے حال مرقومہ خط یزید کی قاصد سی جناب
سید الساجدین کا حال زبانی پوچہا اور اس نی جو کچہ دیکہا تہا مفصل
بیان کیا کہ یزید بڑی مروت و عزت سی اس جناب سی پیش آیا ہے

یہ حال حسن کی شعلہ آتش غضب مسیب کچھ فرو ہوا اور وہ فکر خروج
غافل ہو کے بیٹھ رہا راوی کہتا ہے کہ جب یزید مسیب ابن محمد قعقاع
رشیدار کے فتنہ خروج سے باہر مکر و حیلہ مطمئن ہوا تو پھر دری آزار بیمار
کربلا ہو کر اوس جناب کی حال کی خبر منگوانی لگا کہ علی ابن الحسین
کس شغل میں مصروف رہتے ہیں اور کون کون لوگ اونکی پاس آتی
اور کیونکر رہنمای دین سے ہدایت پذیر ہوتے ہیں جب اوسکو معلوم ہوا
کہ اکثر علما و فضلا صبح و شام خدمت امام میں مجتمع ہو کے تحصیل علم دین
و مسائل میں مشغول رہتے ہیں تو یہ بات اوسکو نہایت ناگوار ہوئی اور
عمر عاص کو بلا کے کہنے لگا میں سنتا ہوں کہ اہل شہر شام وسیع خدمت نور
دیدہ فرزند خیر البشر میں حاضر ہو کے تحصیل علوم دین کرتے ہیں اور میں
اس بات سے اندیشناک ہوں ایسا نہو کہ وہ اہل شہر سے متفق ہو
کر میرے سلطنت میں کچھ رخنہ انداز ہوں پھر اوس وقت مجھ سے بجز اسکی
کچھ نہ بن پڑیگا سوا اسکی کہ کف افسوس مل کے رہ جا بیٹھے
لہذا اب میرا ارادہ یہ ہے کہ میں سید السجاد کو منع کر دوں
کہ تنہا کسی کو اپنے پاس نہ آنے دو ورنہ باعث ملال طرفین
ہوگا عمر عاص نے یزید کا یہ کلام سن کے جواب دیا کہ اے یزید ابھی
چند روز گذری ہیں کہ تو بغرض دفع فتنہ امام کبیر سے پیش آکے معرض
عدم تعرض حال ہوا اب جو تو پھر ان سے بدی کریگا تو سب
لوگ آمادہ فتنہ و فساد ہو جائینگے اور اگر پھر ایک مستعد خروج ہوا تو اوسکا تدارک

تجہسی ہوتا وشوار معلوم ہوتا ہے القصہ یزید گفتار عمر عاص سُن کی
خاموش ہوگیا مگر عمر عاص کو گفتگو سے یزید سے ثابت ہوا کہ قتل نورچشم
شہید کربلا اسی منظور ہے اپس وہ یزید سے پوشیدہ ہوکے خدمت
امام زین العابدین مین آیا اور عرض کرنی لگا کہ ای ابن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر مین یزید سے آپکو محفوظ رکہون تو روز قیامت
مین اپنی جد شفیع المذنبین سے میری سفارش اور شفاعت کیجی گا
حضرت نی فرمایا کہ اگر تو یہ بات سچ کہتا ہی تو البتہ مین تیرے شفاعت
کرونگا یہ سن کی عمر عاص کہنی لگا کہ یا ابن رسول اللہ اس بات پر سے ہے
ایک سند بطور اقرار نامی کی لکہہ دیجی تاکہ تشفی خاطر مجہکو حاصل ہووی
حضرت نی اوسیدم ایک نوشتہ اس عبارت کا اوسکو لکہدیا تو عمر عاص نے
حضرت سی کہا یا ابن رسول اللہ آپ میری گہر مین پوشیدہ ہوسکے
بیٹہی اور حضرت کو اپنی گہر مین لیجا کی سب سی پوشیدہ کرکے عرض
کرنی لگا کہ یا حضرت یزید آپکی شہادت کی تدبیر مین ہی اگر مین آپکو
وہان سی نہ لی آتا تو وہ ضرور آپکو زحمت مین پہنچاتا راوی کہتا ہی
جب عمر عاص نی امام زین العابدین علیہ السلام کو اپنی گہر مین لاکے
چہپایا اور یزید کو خبر ہوپہنچی کہ امام علیہ السلام اپنی مقام سی کہین تشریف
لی گئی ہین اور ان جناب کی جانی کا حال نہین معلوم ہوتا ہے
کہ کہان اور کس جا پر ہین یہ حال سُن کی یزید عمر عاص سے پوچہنی لگا
کہ امام زین العابدین علیہ السلام کا کچہ حال معلوم ہے تا ہی کہ کچ کل

کہان رہتی ہین مین سنتا ہون کہ اپنی مکان مین نہین ہین اور بہت
عرصہ گذرا ہے کہ میری پاس سے نہین آی عمر عاص نی جواب دیا
کہ ای یزید وہ کہان جاوینگے وہین اپنی گہر مین ہونگے شاید باہر تشریف
نہ لاتی ہون اور مجہے تو اسکا حال کچہہ معلوم نہین ہے یہ کہہ کی وہ
اپنی گہر چلا گیا اور مروان نی یزید سے کہا کہ ای ابن معاویہ مجہے
معلوم ہے کہ عمر عاص نی انکا پاس کر کے انہین اپنی گہر مین بیجا کر
پوشیدہ کیا ہے راوی کہتا ہے کہ یزید گفتگو سے مروان کی رنجیدہ
ہوکر کہنے لگا کہ تجکو سوای منافقت کے اور کچہہ نہین آتا ہے بہلا اسکو
کیا مطلب کہ میرا دوست ہوکی آل علی وحسین کا پاس کرے اور اپنی
گہر مین علی ابن الحسین کو بیجا کے چہپا رکہی یہ سنکر مروان نی کہا
ای یزید ابن معاویہ اگر میری اس بات مین کچہہ بہی لغو نکلے تو تینے
اپنا خون تجپر حلال کیا لیکن جسطرح مین کہون عمر عاص کی زبان سے
اس بات کو تو ثابت کر لی جسوقت عمر عاص تیرے پاس آوی
اس سے کہنا ای عمر عاص بتلا تو اب کتنی دن میری سلطنت کی
تمام ہونی مین باقی ہین اگر اس نی بتلا دیا تو یقین جاننا کہ جناب
سید الساجدین اسکی گہر مین ہین کس لئے کہ حال غیب کا سوای
پیغمبر اور امام کی اور کوئی نہین جانتا ہے مجہکو بہی یقین ہے کہ وہ
ان سے سب احوال غیب وبد دریافت کرتا ہوگا غرض یزید مروان
کی یہ بات سنکی چپ ہو رہا اور جب عمر عاص اسکی پاس آیا تو یزید

اُس سے پوچھنے لگا کہ ای عمر عاص بتا یہ جو میرے بیچ والا شاہزادہ کتنی برس کا ہے تب
عمر عاص نے جواب دیا کہ ای یزید یہ لڑکا شاہ یہ جو امام زادہ ہے کہ غیب سے
آگاہ کرتا ہے میں کیوں کہوں کہ تو بھی پوچھتا ہے یہ پیغمبر زادہ ہے یا
نہ امام زادہ ہے جب یزید اس معاویہ نے سنکر کہا ای عمر عاص اسوقت کی
بات کو کہتے ہے جان کہ اگر اسکا درست جواب تو نے نہ دیا تو تجھے قسم ہے
روح معاویہ کی کہ تیری گردن مار دینگا اسوقت عمر عاص بہت اندوہناک
اور پریشان ہو کی وہاں سے اٹھا اور اپنی گھر میں آیا اور تمام ماجرا
جناب سیدالساجدین کی خدمت میں آکر عرض کیا جناب امام زین العابدین
علیہ السلام نے فرمایا کہ ای عمر عاص آگاہ ہو کہ دو برس اور دو مہینے اور
یزید خلافت کریگا پس عمر عاص یہ سنکر دوسرے روز جب یزید کی دربار
میں گیا تو یزید نے کہا کہ ای عمر عاص میری بات کا تو نے جواب نہ دیا
قسم ہے گور معاویہ کی کہ اب تجھے میں بات تک کرنے نہ دینگا یہ کہہ کی تلوار ہاتھ
میں اٹھالی تب عمر عاص نے ہراسان ہو کی کہا کہ ای یزید تو دنیا
کی کس بہروسے پر نازاں ہو کر ہر بات میں آشفتہ ہوتا ہے پس تلوار
ہاتھ سے رکھدے تو میں تیری بات کا جواب دوں یزید نے کہا کہ اگر
سچ نہ بتاویگا تو پھر یہ شمشیر ہے اور تیری جان کی گردن ماری بھی
نہ چھوڑونگا عمر عاص نے کہا ای یزید دو سال اور دو مہینے سے زیادہ
اب تیری سلطنت نہ رہیگی پس اسوقت یزید کہنے لگا کہ کل تو تو کہتا تھا
کہ میں پیغمبر زادہ یا امام زادہ نہیں ہوں کہ خبر غیب سے مجھے آگاہ کروں

اور یزید عنید کی اطاعت نہ کرینگے یا اُس سے تو یہ بہتر ہے کہ لو اور کسی کو بھیجکر اُن
جناب کو بلوا لے غرض یزید نے یہ سنکر دو شامی زبردست ابن عباس کے
گہر مطلب امام کو بلانے کو بہیجا جب اُن دونون نے جا کے حضرت سے کہا
کہ آپ کو یزید نے بلایا ہے ہماری ہمراہ چلیے حضرت نے فرمایا کہ یزید کو
مجہسے کیا کام ہے تم پہر جاؤ میں نہین جاونگا پس تب اُن دونون نے
یزید کے پاس جا کے جو کچہ حضرت نے فرمایا تہا بیان کیا تو یزید غضبناک ہو کے
کہنے لگا کہ اب تم دونو پہر جاؤ اور جسطرح ہو سکے بجبر و قہر حضرت کو میری پاس
لے آؤ جب وہ دونون دوبارہ حضرت کی پاس گئے تو اُن جناب سے
عرض کرنے لگے کہ بہتر یہی ہے کہ آپ خوشی سے ہماری ہمراہ چلیے والا
ہم بجبر آپکو لے جاوینگے القصہ جب وہ حضرت پر آمادہ تعدی ہوتے
لگے تو اُن مولائی دوجہان نے ہاتہ آسمان کی طرف بلند کر کے زبان
معجز بیان سے فرمانے لگے اللّٰہم اکفنی شرہما اے پروردگار تو نگاہ رکہ
مجہے بدکارون کی جفا کو راوی کہتا ہے کہ یہی دعا حضرت نے تمام
نہکی تہی کہ ناگاہ اُن دونون حبشیون کی ہاتہ خشک ہو گئے پس یہ حال اُنہون نے
دونون دیکہ کے روتے پیٹتے یزید کی پاس گئے اور کیفیت حال سے
اوسے آگاہ کیا تو یزید نے نہایت متعجب ہو کے اور کئی لوگون کو اُس مظلوم کے
لے آنے کے لیے روانہ کیا جب وہ لوگ وہان پہنچے اُس سرور عالم کی
بجد تمام کہنے لگے کہ یا ابن رسول اللہ بہتر ہے کہ ہمارے ساتھ یزید کے
پاس چلیے واسطے خدا کے نہیں تو والا موافق حکم یزید ہم تمہاری ... اٹہا

نہیں دیکھتا کہ مجھ سے تو قتل کریں یہیں جب حضرت سید سجاد
یزید میں حد سے زیادہ گفتگو ہونے لگی تو عمر عاص خط میں آکے یزید
کہنے لگا کہ ابن معاویہ تو امام کو مجھ سے ہوا کی کس درشتی سے کلام کرتا
ہے اب زیادہ کلمہ درست مونہہ سے نکالتا واللہ اسکا نتیجہ بہت
برا ہوگا یزید نے جواب دیا کہ ای عمر عاص تو امام کا پاس کر کے
مجھ سے مقابلہ کرتا ہے دیکھوں تو میرا کیا کریگا میں ابھی انکو قتل کرتا ہوں
عاص نے کہا کہ ای یزید اس خیال خام کو دل سے دور کر کے ہوش
میں آکر یا نتین کر بیلا میں کس لئے امام علیہ السلام کا پاس خاطر کرنے لگا
مجھی ان سے کیا کام ہے یہ کہکے عمر عاص حضرت سے مخاطب ہو کر
کہنے لگا کہ آپنی قرآن میں آیہ اَطِیعُوا اللّٰہَ وَاَطِیعُوا الرَّسُولَ وَاُولِی
الامر منکم تلاوت نہیں فرمائی کیا اطاعت حکم خدا و رسول و صاحبان
حکم کی ہر شخص پر واجب نہیں ہے حضرت نے فرمایا کہ یزید خوب جانتا ہے
کہ یہ آیت ہماری جد و پدر کے شان میں نازل ہوئی ہے کچھ یزید اور
اُسکی ابا و اجداد کی شان میں نہیں اُتری ہے راوی کہتا ہے کہ اس
بات کی سننے سے یزید از بس خفا ہوکے عمر عاص سے کہنے لگا کہ اب
کسی طرح قتل علی ابن الحسین سے میں باز نہیں رہونگا اسوقت عمر عاص
نے کہا کہ ای یزید تو اپنے فعل کا مختار ہے مگر تیرے باپ نے کبھی میری
کلام سے انحراف نہیں کیا معلوم نہیں تجھے کیا ہوگیا ہے کہ میری
نصیحت کو تو خیال میں نہیں لاتا ہے ای نادان ایک لحظہ بھی باز نگی

قتل امام مین توقف کر اور کسی شخص کو میری کہنی سی کہ میں
کہتا ہون اسکی خبر منگوالی کہ زیر قصر دار الامارہ کیا حال ہے آیا
تو وہان مجتمع نہین ہین یہ سنکی یزید کچھ سوچا اور ایک شخص
کو ہی پہر سے جا کی دیکہہ تو کہ دار الامارہ کی زیر دیوار کچھ مجمع
ہی یا نہیں اُس نے جسوقت جا کی دیکھا کہ ازدحام خلائق دار الامارہ
کی نیچے حد سے زیادہ ہی اور سب مسلح و مکمل گویا آمادہ جنگ ہو کر
ہین تو وہ یہ حال دیکہکر کو ہی سے نیچے آیا اور یزید سے مفصل حال
بیان کیا لیکن یزید کو اُسکے کہنی کا یقین نہ آیا اور وہ آپ بام قصر پر جا کی
دیکہنی لگا اور جب اُسنے دیکھا کہ دو ہزار فرزند سید مختار مسلح و مکمل
ہو کر کہ گویا منتظر اس بات کی کہڑی ہین کہ اگر کچھ بھی آسیب حضرت کو ہو
تو دار الامارہ مین گہس کے آمادہ خونریزی ہون القصہ یہ حال دیکہکر
یزید بام قصر سے اُتر عمر عاص سے کہنی لگا کہ اب کیا تدبیر کرنی لازم ہے
اُسنی کہا کہ ای یزید اب یہی بہتر ہی کہ تمام ان لی میری نزدیک مناسب ہے
کہ اسوقت امام علیہ السلام سے عذرخواہی کر کی بیش قیمت کا خلعت امام
موصوف کو دیکی اپنی گہر سی رخصت کر تاکہ باہر تشریف لیجا ئین اور لوگ
اُنکو دیکہہ کے مطمئن ہون اور اپنی اپنی گہر جاوین والا فساد عظیم برپا ہوا چاہتا
ہی یزید کو یہ رای عمر عاص کی پسند آئی اور حضرت امام علیہ السلام کو
بعد تمام خلعت ہای فاخرہ دیکی اسنی رخصت کیا اور جب وہ جناب
تمام باہر تشریف لائی تو مومنین اس جانشین فرزند فاطمہ زہرا کو دیکہہ کر

جناب جہان تاب کو بیچ صندوق مین بند کرکی قفل لگا دیا دو شخص
روانہ ہوئی تب آپ نی حضرت کو یزید پلید کی کچہری مین لیگیا تو یزید بولا
کہ یا ابن رسول اللہ تمہاری ہمیشہ سی حاجت روائی خلق اور اطفای تشنگی
خالق اکبر ہوا ہر کسی کا سوال رد نہین کرتے ہر چند کیسا ہی ضرر
تمہارے لیے کیون نہ ہو وہی چنانچہ تمہاری دادی نے عین کارزار
مین پر اپنی دشمن کو جیسے ہی سوال کیا حوالے کی پس مین بہی تم سی
اسوقت اپنی حاجت کا سوال کرتا ہون لازم ہی کہ میری حاجت روائی
مین کوئی عذر و پیش نہ لاتا یہ کلمہ سنکی حضرت نی فرمایا کہ ہم اہلبیت
معصومین ہر بلا مین صابر و شاکر رہتی ہین اور مظلومیت کی خلعت سے
رب العزت نی ہمکو سرفراز کیا ہی تو اپنی ضرورت کو اظہار کر مین تیری مطلب
روائی کو حاضر ہون پس یزید حضرت سی یہ جواب پاکر کہنے لگا کہ آپ اس صندوق
مین اگر تشریف لیجائین تو میرا مطلب حاصل ہو کہ آپ کو اسمین قید کرکی
لوگون کی ملاقات سے باز رکہکر مطمئن خاطر ہو جاون راوی کہتا ہے
کہ حضرت کلمہ شہادت پڑہتے ہوئی اس صندوق مین اتری تو اسنے
جلدی سے صندوق بند کرکی مقفل کیا اور مردان کو ہمراہ لیکے
صندوق اٹہوا ایک باغ مین لایا اور وہان ایک گڑہا کہدوا کی اس صندوق
کو دفن کردیا اور زمین کو ہموار کرا کی اوپر اسکی ایک نہر پانی کی جاری کرادی
الغرض جب اس گل ریاض آل عبا کو وہ لوگ اپنی دانست مین چہپا کی مٹی مین ملا
چکی تو یزید ہنستا ہوا اپنے گہر کی طرف راہی ہوا اور اللہ عزیز ذو انتقام

معرکہ دہم

راوی حکایات غم والم صحیفہ بیان پر نگارش کرتا ہے کہ قرطاس پر رقم بحر ہشتم بطرح سلطان
لکھتا ہے کہ جب جناب سیدہ نے حضرت سیدالشہدا کو صندوق میں بند کرکے باغ میں
دفن کردیا اپنے گہر چلا آیا تو باغبان نے یہ حال دیکہکی گمان کیا کہ شاید یہ زیور
کہ جواہر نفیس اہلبیت یا زر و زیور ناعاقبت اندیشی سے اس صندوق میں
دہر کی دفن کیا ہے کہ بہر روز فتنہ و فساد بر پا رہتا ہی اتفاقاً اگر خلافت
سی معزول ہو جاوین تو یہ مایہ میری کام آویگا پس باغبان نی اس
گمان سے اپنی گہر میں آ اپنی زوجہ سے سب حال بیان کیا اور کہنی لگا
کہ چلیے تم اس صندوق کو وہان سے کہود کی نکالین اور دیکہین کہ
بیبیہ نی کیا چیز اسمین چہپائی ہے غرض شب کو اسیوقت ان دونون
نی باغمین آ صندوق نکال قفل توڑ کی دیکہا کہ جناب سید الساجدین
علیہ السلام اسمین بیہوش لیٹی ہوی ہین اور یہ حالت ہی کہ اگر ایکساعت
اور صندوق میں مشتاق مرغ روح ان حضرت کا قفس تن سی تنگ
ہوکی طالب سیر باغ بہشت ہو جاتا پس یہ حال اس جناب کا دیکہکی
اوس باغبان کی زوجہ نی کہا کہ ای مرد اگر قیامت مین باغ بہشت کی
اور سیر و تماشے کا طالب ہی تو اس گل باغ مراد اہلبیت رسول کو اپنی گہر
لی چل اور اسکی جد کی شفاعت کا امیدوار ہو کر اس کی توجہ اسکی تندرستی
مین سعی کر راوی کہتا ہے کہ سنتی ہی وہ باغبان طالب باغ جنان

ہوکر اُس امام زمان کو صندوق سے باہر نکال لایا اور اُس آنحضرت کو
باہر کی حضرت کو اپنی گہر مین لایا اور سعی بلیغ اُس جناب کے صحت کی
واسطی کرنی لگا جب حضرت ہوش مین آئی اور آنکہین کہولین شکر
بی انتہا بارگاہ کبریا مین ادا فرمانی لگی تو یہ حال اُس فرزند رسول ذوالجلال
کا دیکہکر وہ باغبان اور اُسکی زوجہ حضرت کی قدموں سے آنکہین ملکر
کہنی لگی کہ یا حضرت ہمنے بطمع مال دنیا نہین کہودی صندوق نکال کر
کہولا تہا لیکن جب تمکو کہ مایہ راحت روح رسول مختار وجگر بند علی و زہرا
وحسنین علیہم السلام ہو دیکہا تو حصول دولت آنحضرت سے خدا پر توکل کرکے
آپکو وہان سے نکال لائی کس لیے کہ خوف وغضب اینہوی عبدا پہونچتی
کرنی مین ہمپر طاری ہوا تہا یا نور عین ابا عبداللہ الحسین ہم جتنی بھی یا مقدور
آپکی خدمت گذاری مین تا مقدور نہین کی اور جو تساہل عمل مین لائی مگر حالت
اضطرار مین لائی ہین جو زحمت حضرت کو پہونچی ہو تقصیر ہماری معاف
فرمانا ایک راوی کہتا ہے کہ وہ باغبان محبان اہلبیت مین سے تہا
اسکو اسی حال کی سب خبر ہوئی کہ یزید نے صندوق مین علی ابن الحسین
علیہ السلام کو شہید کرکی یہان دفن کیا ہے اُس نی اپنی زوجہ کو اطلاع
کی اور پہر اون دونون نی آکر حضرت کو نکالا تہا غرض وہ امام زمان
عذرخواہی باغبان سے بہت راضی ہوئی اُسکے حق مین دعائے
خیر فرمانی لگے اور فرمایا کہ بالفرض اگر اس صندوق مین مال و زر ہوتا
تو تو کس قدر لیتا وہ عرض کرنی لگا کہ یا حضرت پانچ ہزار درہم اور دو

دینار نے بھی خواہش ہاتھ آنے کی ظاہر کی حضرت نے تبسم کیا کی فرمایا کہ یہ حق تیرا
ہے کہ تو دیگا سو ہے میں اسقدر تجھے دونگا کہ تیرے مطلب سے تجھے
کامیاب کرونگا یہ فرماکر حضرت نے دو رکعت نماز ادا کی اور باغبان سے
قلمدوات اور کاغذ مانگا جب اس نے قلمدوات لاکر حضرت کی روبرو حاضر
کیا تو حضرت نے ایک خط رقم کرکے اسکو دیا اور فرمایا کہ یہ خط شہر دمشق
کی فلانی کاروان سرا میں لیجا اور مقاتل نامے تاجر کو ڈھونڈھ کے
اسکے ہاتھ میں دینا راوی کہتا ہے کہ جب اس باغبان نے حسب فرمان
امام انس وجان مقاتل کو وہ فرمان امام جہان پہونچایا تو مقاتل نے
بوسہ دیکے آنکھوں سے لگایا اور پھر اس خط کو کھولکے پڑھا اور پانچ
ہزار درہم اور دو ہزار دینار اس باغبان کو دی اور کہنی لگا کہ یہ زر
میں تجھے اس شرط سے دیتا ہوں کہ مجھکو اس جناب کی خدمت میں لیچل
باغبان نے کہا بہت بہتر ہے لیکن دن کو تیرا چلنا مصلحت نہیں ہے
رات کو میں تجھکو لیکے پہونچونگا پھر باغبان دن بھر اسی کی مکان میں ٹھہر
رہا اور جب شب ہوئی تو اپنے ہمراہ مقاتل کو لیکر حضرت کی خدمت
میں آکر حاضر ہوا اور مقاتل جمال باکمال نور دیدۂ فرزند رسول ذوالجلال کو
دیکھکر بہت سا عذر خدمت حضور میں کرنے لگا اور عرض کی کہ یا حضرت
آپ میری گھر میں تشریف لے چلیے تاکہ میں بھی مرتبۂ خدمتگذاری سے
مشرف ہوں غرض وہ حضرت کو اپنے گھر میں لاکر اس تجویز میں مصروف
ہوا کہ ایک عماری مثل محافہ طیار کرکے حضرت کو دمشق سے نکال لیوم

ہمراہ ہونا مقاتل کا حضرت سے

کی طرف لیجاوے اسی اثنا میں باغبان کی اپنی [illegible]
زوجہ سے کہا کہ اگر یزید اس زمین کو مجھسے [illegible]
صندوق میں کچھ بھی نشان حضرت کا نہ پاوینگی اور [illegible]
تو میں اسوقت کیا جواب دونگا یہ سنکر اسکی زوجہ [illegible]
جاکی اس بات کو بیان کرو دیکھو تو آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں راوی
کہتا ہی جب باغبان خدمت امام میں آکی اپنا مطلب اظہار کر [illegible]
تو حضرت نی فرمایا کہ خدا کی فضل سے تیری پاس پانچ ہزار [illegible]
اور دو ہزار دینار ہیں اب تجھکو یزید کی نوکری کرنی کیا ضرور [illegible]
جاوینگے تو بھی ہماری ساتھ چل اور پیشہ تجارت اختیار کر [illegible]
بسر کر کہ رزاق عالم بہت سا فایدہ دکھلاوینگا القصہ باغبان [illegible]
سنکر بہت خوش ہوا اور اپنی گہر آکر اپنی زوجہ سی جو کچھ حضرت نی فرمایا
بیان کیا تو اسکی زوجہ بھی اس بات سی نہایت مسرور ہوئی اور کہا کہ بہتر
جس طرح حضرت نی فرمایا ہے وہی کرنا مناسب ہی جب رات ہوئی تو وہ
باغبان اپنی زوجہ کو ہمراہ لیکر جناب سید الساجدین کی خدمت میں آیا
راوی کہتا ہے کہ مقاتل اسوقت سب سامان سفر درست کر کی حضرت
کو سوار کیا چاہتا تہا کہ باغبان جا پہنچا اور جب حضرت نی اس باغبان
کو دیکھا تو فرمایا کہ تو نی بہت خوب کیا کہ اسوقت آیا [illegible] فرماکے اسکو
بھی ہمراہ لیا اور حضرت سوار ہو کر روم کی طرف [illegible]
پر پہونچی تو دیکھا کہ پانچسو آدمی وہاں [illegible]

لگتی ہین کہ یزید نے ایک مدت سے یہ لوگ وہان پر اس خیال سے
معین کئی تھے کہ امام علیہ السلام کسی حیلے سے اس شہر سے کسی اور
طرف نہ چلی جاوین اور اگر کوئی حضرت کو یہان سے لی جانی کا ارادہ
کری تو یہ مانع ہوکی جانی نہ دین راوی کہتا ہی کہ ان لوگون کو یزید نے
حضرت کے مقدمہ مین بہت تاکید کے ستے اور اسی وجہ سی وہ
لوگ موافق حکم یزید کے لی تلاشے لی کسیکو شہر دمشق سے جانے
نہین دیتے تھے غرض کہ جب ان لوگون نی مقاتل کو روکا اور کہا کہ اپنی
اسباب کی ہمکو تلاشی دیتی جاو کہ یزید ابن امیر معاویہ نی ہمکو اس بات پر
تاکید شدید کر کی معین کیا ہی مقاتل تاجر نے کہا کہ اچھا ہم یہان سفر کی ضروریات
سی فراغت حاصل کر لین پہر تمکو تلاشی دیونگی وہ لوگ مقاتل کا یہ کلام سنکی
خاموش ہورہے اور مقاتل پا پیادہ اترا اور کسیکا ساتھ ہوگیا اور سب لوگ مشغول
سامانات اکل و شرب ہوئی بعد فراغت سرانجام ضروری سے اسباب حرب
ضرب سی مسلح او مکمل ہوے اور مقاتل بہی اسلحہ حرب و ضرب سی
آراستہ و پیراستہ ہو جناب سید السجاد کو مسلح مرکب باد رفتار پر سوار کرا کر اپنی
پہلو دار قصد جنگ کا کرنے لگا جب نگہبان اسکی سد راہ ہوے اور جناب
امام زین العابدین کو دیکھا تو کہنی لگی کہ سبحان اللہ جس شخص کی حفاظت
کی واسطی ہمکو تاکید ہے وہی نکلا جاتا ہے اور یہ کہکے یکمرتبہ سب اکٹھا
ہوکی سد راہ اس امام زمان کی ہوگئے تو اسوقت حضرت غیظ مین آکے
مرکب کو میدان مین لا جولان کر تیغ آبدار کو نیام سے نکال مانند شیر غران

اُن لوگون پر جا پڑے اور وہ بھی آمادہ قتال ہوے اور حضرت امام بہت
سی مخالفین کو راہی ملک عدم فرمانی لگی یہ حال دیکھتے ہی مقاتل معہ فرقہ
اور وہ باغبان بھی تلوار نیام سے لی ان لوگون کی قتل پر مستعد ہوے
اور جو جنگی جو ہر بیٹھا اُسے لی اسی قتل کیا جب بہت سی لوگ مخالفین
مین سے معرکہ قتال مین جا بجا زخمین بننی لگی تو جو لوگ باقی رہی
تھی اپنے ہمراہیون کو اس بلا مین مبتلا دیکھکر بھاگے اور آوارہ و دشت
ادبار ہوے اور حضرت با فتح و فیروزی معہ رفقا و ہمراہ ہو کے روانہ
ملک روم ہوے راوی کہتا ہے کہ یہ فراری بہزار خواری و زاری جب
یزید کی پاس پہونچی مفصل حال بیان کرنے لگے تو وہ کبھی غصی سے
انکو یہ جواب دیتا تھا کہ تم کیسی بیہودہ باتین کرتی ہو کہ میری سمجھ مین کچھ
نہین آتا ہے بھلا سید السجاد کہان چلی گئی آخرکار بصد اضطراب باغ مین
آیا اور جہان پہ صندوق دفن کیا ہوا تھا زمین کھدوانی لگا اور جب صندوق
نکلا اور اسمین حضرت کو نہ پایا تو حکم دیا کہ اس باغ کی باغبان کو میری روبرو
لاؤ لوگون نی اُسکی حکم سے باغبان کو تلاش کیا تو اسکا کہین پتہ نہ
ملا آخرکار یزید سے آکر کہا الہی یزید اس باغ کی جڑ اور پیڑ کا بھی کہین
نشان نہین ہی یزید یہ بات سن دست تاسف ملنے اور زاری فرمانے
لگا اور عمر عاص کو بلوا کے اس سے کہا کیا تیری ذہن مین بھی کچھ
آتا ہے کہ سید السجاد یہان سے کیونکر نکل گئے عمر عاص نے کہا کہ اے
ابن معاویہ اب یہ فکر محض بے فائدہ ہی جو کچھ ہونا تھا ہو چکا یکو خوف

قیصر روم نی کہا کہ اگر تم یہ بات سچ کہتی ہو کہ امام برحق ہین تو پہلے علم و کمال
کا انکی امتحان کرون تو پہر انکی پیشوائی کو مین جاؤنگا اگر انکی جد بزرگ کا علم انمین
ہی ہے تو بیشک وہی ربیب وہ امام عالی مقام ہے سب نی جواب دیا کہ
اس سی بہتر کیا ہے یہ امر توبہت مناسب بلاریب ہی پس اسیوقت قیصر
روم نی اکابر علماء ترسا کو بلوا کی کہا کہ ایک شخص امام زادہ عالی تبار
نسل پیغمبر آخر الزمان سے ہماری دیار مین وارد ہوا ہے تم اسکی خدمت
مین جاؤ اور جو امور تمہاری نزدیک مشکل ہون اس امام سی دریافت
کرو اگر وہ ان سوالون کا جواب باصواب دیوین تو ہم بھی اقرار اظہار کرتی کہ وہ
امام برحق ہی پہر ہمکو اُسکی استقبال کی لیی جانا ضرور ہے اور اس امام ہمام
کو باعزاز و اکرام ہمراہ لاکے اپنے شہر مین مقیم کرینگی اور خبردار تا مقدور سوالات
ایسی کرنی مین قصور نکرنا کہ اسی دن کی لیئے ہم تم کو اپنے مال و زر سے
رعایت کرتے ہین یہ سنکی تمام علماء ترسا نی جواب دیا کہ ہم مطیع فرمان
سلطان ہین ارشاد عالی کو بسر و چشم بجا لاوینگی پہلا ہمین انکا امتحان لینی
مین کیا دریغ ہے اور ہمارا ہم مذہب بہی تو نہین ہی کہ اسکا پاس کرینگی
یہ کہکر سب علماء رخصت ہوکر حضرت کی پاس چلے اور ادہر اقرباء مقاتل نی
پہلی سے سوداگر مقاتل کو یہ کہلا بھیجا کہ سلطان روم نی امتحان امام حسین
کی واسطی علماء ترسا کو تاکید تمام بیان سے روانہ کیا ہے اور یہ وزرا ایسی
اور جو کچھ گفتگو سلطان روم سے ہوئی تہی اس سے بہی اقرباء مقاتل
نی مقاتل کو اطلاع دی مقاتل اس حال کے معلوم کرنے سے متردد

سنا ہوا اور حضرت کی خدمت میں آکر عرض کرنے لگا کہ یا حضرت قیصر روم
نے آپکی استقبال کو اس بات پر منحصر کیا ہے کہ جو علماے نصاریٰ کے پیشوا اور مقتدا
آپ سے کریں اور حضرت انکا جواب باصواب ارشاد فرماویں اور وہ علما
جواب معقول پاکر پسند فرماویں اور اس حال سے مطلع کریں تب قیصر حضرت سے ملاقات
حضرت کی پیشوائی کو آوینگے چنانچہ وہ مجمع علماے نصاریٰ اب آتے ہیں حضرت
نے تبسم ہوکے فرمایا کہ کچھ اسمیں کیا تردد و اضطراب ہے انشاء اللہ تعالیٰ
سوالوں کے جواب میں ہمین ہماری ہونگا مقاتل نے حضرت کی
اس کلام سے شادمان ہوکے ایک خیمہ زرنگاری استادہ کروایا اور فرش
زیبا مناسب شان ملوک وامرا اسمیں بچھوایا اور حضرت کو وہاں پہنچاکر
ایک کرسی زرنگار پر رونق افروز کیا جب وہ گروہ علما وہاں آکر پہونچی
تو مقاتل آگے جاکر با عزاز و اکرام اس عالی مقام کی روبرو لے آیا جب علماے نصاریٰ
کی نظر اس امام نیک فرجام کی جمال با کمال پر پڑی تو حضرت کی رعب و داب
سے سب کی سب حضرت کی تسلیم کو خم ہوگئی اور بعد ادای سلام ان سبکی
دل اولی سوال و جواب حضرت کی امامت کا یقین کامل ہوگیا کیونکہ شان و
شوکت ظہور نور پیغمبر آخر الزمان تمام چہرۂ نورانی اس امام دو جہان سے
ہویدا تھی غرض جب حضرت نے ان سب کو بیٹھنے کی اجازت دی تو وہ
سب عالم آداب بجالا کے حضرت کی روبرو بیٹھے اور بعد ایک لمحہ کی عرض
کرنے لگے کہ یا امام عالی مقام ہمکو حضرت کی خدمت میں کچھ عرض کرنا ہے
حضرت نے فرمایا کہ جو تمہارا جی چاہے شوق سے مجھ سے کہو یہ سنکی

اُسوقت ایک عالم جو کہ اُنکے علماء میں سے تہا ہاتہ باندہ کی عرض کرنے
لگا کہ یا حضرت وہ کونسی دو چیزیں ہیں کہ جو ہمیشہ ایک دوسری
کی مقابل رہتا ہے اور کبھی دونوں میں سے کوئی کسی کی طرف پشت
نہیں کرتا ہے حضرت نے فرمایا کہ وہ دونوں آسمان اور زمین ہیں نہ
آسمان زمین کی طرف اپنا پشت کرتا ہے نہ زمین آسمان کی طرف پشت
کرتی ہی یہ جواب سنکے وہ عالم زرد رو ہوکے خاموش ہوگیا تو پھر دوسرا عالم
عرض کرنے لگا کہ یا امام وہ کونسی دو چیزیں ہیں کہ ایک ایک کے پیچھے دوڑتا ہے
اور کبھی ایک کو دوسرا نہیں پاتا حضرت نے فرمایا کہ وہ دونوں ماہ و خورشید
ہیں کہ ہمیشہ ایک دوسری کی پیچھے دوڑتی ہیں اور کبھی ایک کی پاس ایک
نہیں پہونچتا وہ عالم بھی شرمندہ ہوکے چپ ہو رہا تو پھر ایک اور عالم نے
پوچھا کہ یا حضرت انتظام دنیا کا کس چیز سے ہے حضرت نے فرمایا کہ علم اور کار
انتظام دنیا کا پانی پر ہے پھر ایک اور عالم کہنے لگا کہ اے امام وہ کیا چیز
ہی جو نہ آسمان میں سے نہ زمین میں اور سب چیزیں اسمیں ہیں حضرت
نے ارشاد کیا کہ وہ چشم نورانی ہے کہ یہ سب اسمیں سماجاتی ہیں پھر ایک
اور عالم نے پوچھا کہ یا حضرت وہ دو چیزیں کون سی ہیں کہ آگے پیچھے دوڑا
کرتی ہیں حضرت نے فرمایا کہ وہ رات اور دن ہیں پھر ایک اور عالم عرض
کرنے لگا کہ یا حضرت وہ کونسا رسول تہا کہ جو نہ جن تہا نہ انس سے
نہ وحوش نہ پری سے حضرت نے فرمایا وہ ہدہد سلیمانی کہ جو خبر بلقیس
اور اسکے مملکت کی لایا تہا پھر ایک اور عالم پوچھا کہ یا امام وہ کیا چیز ہے

چو بیکلی الی ہے حضرت کی فرمایا وہ روز شنبہ ہے کہ آیا یہ یعنی بہت سے
آگئے تہے پہر ایک اور عالم عرض کرنی لگا کہ یا حضرت وہ کون تہا جسنے
اپنی قوم کو نصیحت کی تہی اور جن و انس و دیو پری مین سے تہا حضرت
نے فرمایا کہ وہ چونٹی تہی جس نے وادی نمل مین اپنی قوم کو نصیحت کی تہی
کہ میان سے ہٹ جاو لشکر سلیمان علی نبینا و علیہ السلام آتا ہے ایسا نہو کہ
تم سب ہلاک ہوجاو پس جب سب عالمون نے جواب باصواب حضرت امام
زین العابدین علیہ السلام کی زبان معجز بیان سے سنا تو ایک زبان ہوکی
سب حضرت کی ثنا کرنے لگی اور حضرت سے بعد انکسار رخصت ہوکی قیصر
روم کی پاس گئے اور اُس سے سب حال بیان کرکی کہنے لگی کہ برحق
وہ بیشک وہ امام عالی مقام اولاد حضرت خیر الانام مین سے ہین اے بادشاہ
جس بات کا سوال ہمنے انسے کیا بے غور و تامل حضرت نے جواب باصواب
دیا جیسا کہ توریت اور زبور اور انجیل اور فرقان مین لکہا ہے جب قیصر
روم نے علماء کی زبانی یہ معلوم کیا تو اشتیاق اٹہا اور با خیل و حشم حضرت کے
استقبال کی لیے روانہ ہوا اور وہان پہونچکے بعزت تمام اُن نور دیدہ خیر الانام
کو اپنی محفل مین لایا اور کرسی زرنگار پر حضرت کو بٹہلایا اور خلعت شاہانہ
حضرت کی زیب بدن کرکے بہت سی تحائف مع اسپ بساز و یراق حضرت
کی پیشکش کیے راوی کہتا ہے کہ اس روز سے قیصر روم اپنی محفل مین سوای
اس معصوم کی اور کسی طرف متوجہ نہوتا تہا جب یزید کو معلوم ہوا کہ
جناب امام زین العابدین علیہ السلام ملک روم مین پہونچے ہین تو متعجب ہوکی

کہنی لگا کہ امام علیہ السلام کو آیا کون شخص ملک روم تک لیگیا اور کس تقریب
سی لیگیا لوگون نے کہا مقاتل نامی ایک سوداگر رومی اُن خدا ۔۔۔ کا
دوست انکو یہان سے لیگیا ہے یہ سنتی ہی یزید نی ایک جاسوس
ملک روم کی طرف روانہ کیا تا دریافت کر آوی کہ امام علیہ السلام وہان کس
طور سے بسر کرتی ہین جب وہ جاسوس روم مین پہونچا تو اسنی اپنی آنکہون
سی محفل سلطان روم مین جا کر دیکہا کہ جناب سید الساجدین علیہ السلام قیصر
روم کی پاس تشریف رکہتی ہین اور سلطان روم بعزت و حرمت تمام اُس
امام عالی مقام سی پیش آتا ہے الغرض جاسوس نی دمشق مین پہونچکر
یزید سے تمام حال مفصل بیان کیا اور وہ اس بات کی سنتی ہی آتش
حسد سی جلکر عمر عاص سی کہنی لگا کہ اب اس امر مین تو کیا مشورہ دیتا
ہی کس طرح امام حسین ع کی فرزند کو وہان سی بلواؤن کس لئی کہ انکا
میری قلمرو سے نکل جانا موجب فساد اور خرابی کا ہے عمر عاص نی
کہا کہ کچہ تحفہ و ہدیہ کسی مرد عاقل کی ہمراہ سلطان روم کی لئی روانہ کرتا
عہد صلح اور عداوت کا تجہی مفصل معلوم ہو جاوی اور پہر اسکی موافق کچہ
تدبیر کی جاوی یہ بات سنکی اسیوقت یزید نی بہت سا اسباب بطریق
تحفہ اور ایک نامہ کہ جسمین کچہ کر امام علیہ السلام کا تہا اس اسباب کی
ہمراہ ایک شخص کی سپرد کرکی قیصر روم کی پاس روانہ کیا اور وہ شخص روم
مین پہونچکی نامہ اور تحفہ یزید کا بادشاہ روم کی روبرو لی گیا تو قیصر روم
نی تحفہ یزید کا لیا اور نہ جواب نامی کا رقم کیا بلکہ اپنی لوگون سی کہنی لگا

کسی قاصد یزید کو ہماری شہر سے نکالدو جب اُس قاصد نے دمشق مین
پہونچکے تمام کیفیت رد تحایف وعدم جواب نامہ اور اپنے نکالی جانی کا
حال یزید سے بیان کیا تو یزید نے یہ سمجھکے کہ سلطان روم مجھسی برسر
تشنیع ہی تمام سرآمد روساے شام مین سے بلاکر مجتمع کئی اور عمائد خاص
کو انکا مشورہ لیکر منشی کو حکم دیا کہ قیصر روم کے لئے میری طرف سی
اس مضمون کا نامہ رقم کر کہ بعد ابداے ہدیہ سلام اے سلطان روم تمکو
معلوم ہو کہ حق سبحانہ تعالے جب اپنی بندہ کمینی کو سرفراز فرماتا ہے
تو اُسکو توفیق امور نیک دیتا ہے خوشا حال تمہارا کہ تم خدمت گذاری
اور جانثاری جناب سید الساجدین علی ابن الحسین پر آمادہ ہوئی ہو
اے نامور بیشک یہ امام ذریت خیر الانام پیغمبر آخر الزمان مین سے
ہین تمہاری نصیب اسکی ہوا کہ خدمت گذاری مین مفتخر رہی اور وای
اُسکی حال پر جو اُنکی خدمتگذاری سی سرتابی کرکی اُنکو ناراض کرے
اے بادشاہ مملکت روم متوقع تمہاری جناب معالی القاب سی یہ ہون
کہ میری التماس قبول کرکے میری کام مین بدل مصروف ہو اور میری
مطلب براری کرو کہ امام ذوی الاحترام بسبب اکثر امور کی مجھسی
ناخوش ہو یہان سی تشریف لی گئی ہین بخدا در حقیقت میری جانب سی
اون حضرت کی خدمت مین بہت سی قصور واقع ہوئی ہین پس مناسب و
لازم ہی کہ تم اس امام امم سی کسی صورت سی میرا قصور معاف کرواکی
اُن جناب کو میری طرف روانہ کرو کہ مین حق خدمت گذاری جو کہ لازم ہی

شتران بی کجاوہ پر پابرہنہ سر برہنہ سوار کیا اور اس امام عالیمقام کو کہ نور دیدۂ و سرور سینۂ امام حسین ابن علی علیہ السلام ہے سر برہنہ پیادہ پا با وجود شدت تپ مثل ساربان مہار اونٹون کی ہاتھ مین دیکر صحرائی تفادار مین تا بہ شام بجفای تمام لیگئی اور اُس خرابے مین کہ جہان آبادی بالنسبت بہری زمین برابر نہتی اُن کو لیجا کے محبوس کیا ای لوگو ان اولاد رسول مختار جو کہ صدر نشین ایوان امامت ہین آیا ایسی تنگ مکان مین رہنے کی سزاوار ہے جسمین سایہ بجز آسمان کی اور بچھونا سوا زمین کے نہتا اور جا بجا مسکن مار و عقرب کی وہان موجود تھے خدا سمجہی تمہاری قوم اور قبیلے اور سردارون سے یہ کہکر سلطان روم نے لوگون سے کہا کہ جلد بے تامل ان سب کی کان اور ناکین کاٹ لو ملا زمین شاہ نے بمجرد حکم ان سب کو نکلتا اور لوچا کرنا شروع کیا اور یہی لکہا ہی کہ جب عمر عاص کی نوبت آئی تو بدحواس ہو ہر ایک کی آگے ہاتھ جوڑ کہنے لگا واسطے خدا کی اور رسم خیر عیسی کی اتنی مہلت مجہی دو کہ جناب سید الساجدین سے کچہ عرض کرلون غرض عمر عاص اُن جناب کے سامنے آیا اور پکار کر حضرت سے کہنے لگا کہ یا ابن رسول اللہ عذر خواہ ہون مین تقصیر اُس خدمتگذاری کے عوض مین جو آپنی اقرار فرمایا تہا کہ محشر کی دن اپنی جد امجد رسول مختار سے تیری شفاعت کرونگا اُسکی بدلے عند اللہ آج سلطان روم سے میری سفارش کرکے مجہی اس بلا سے نجات دلوائی حضرت امام زین العابدین علیہ السلام یہ سنکے متبسم ہوئی و لیکن سلطان روم

نے جب حضرت کو متبسم دیکھا تو آپ سے پوچھنے لگے کہ یا ابن رسول اللہ
آپ کس بات پر مسکرائے تب حضرت نے فرمایا کہ اس قوم کا حال
ہنستا ہوں اس بات پر [illegible] کو [illegible] اسکے
قیصر روم جب میری [illegible] دمشق میں بھیجا تو اس نے مجھ سے [illegible] کا وعدہ
لیا تھا کہ محشر میں [illegible] مجھ سے میری آمرزش کی لیے شفیع ہوئیگا
اور آج کہتا ہے کہ [illegible] بادشاہ روم سے میری شفیع ہو کے
اس بلا سے نجات دلوائیگا ای سلطان روم میں فقط اس بات پہ
ہنستا ہوں کہ اسوقت دنیا کی راحت کی لیے یہ بدبخت اپنی کار آخرت
کو خراب کرتا ہی لکہا ہے کہ قیصر روم بھی متبسم ہوئے اور فرمانے لگے
کہ خدا اسے اس عذاب شدید میں مبتلا کروائے عمر عاص سے فرمایا کہ اس
قوم کو تو اپنے ہمراہ لیکے دمشق میں جا اور یزید پلید کو دکھلا کر کہنا کہ
ای ابن معاویہ تیرے ناحق کا جواب آیا ہے فقط باقی حصہ دوم

الحمد للہ والمنہ کہ اندنوں الفضا [illegible] بہار حصہ اول
مصیبت نامہ اردو موسوم بہ [illegible] باہتمام خاکسار عابد علی
بحسن انتظام و تصحیح تمام ریورنڈ [illegible] حسینی اثنا عشری
لکھنو میں منطبع ہو کے مقبول دل ہر خاص و عام ہوا
بتاریخ ۱۲ ماہ رجب سنہ [illegible] ہجری
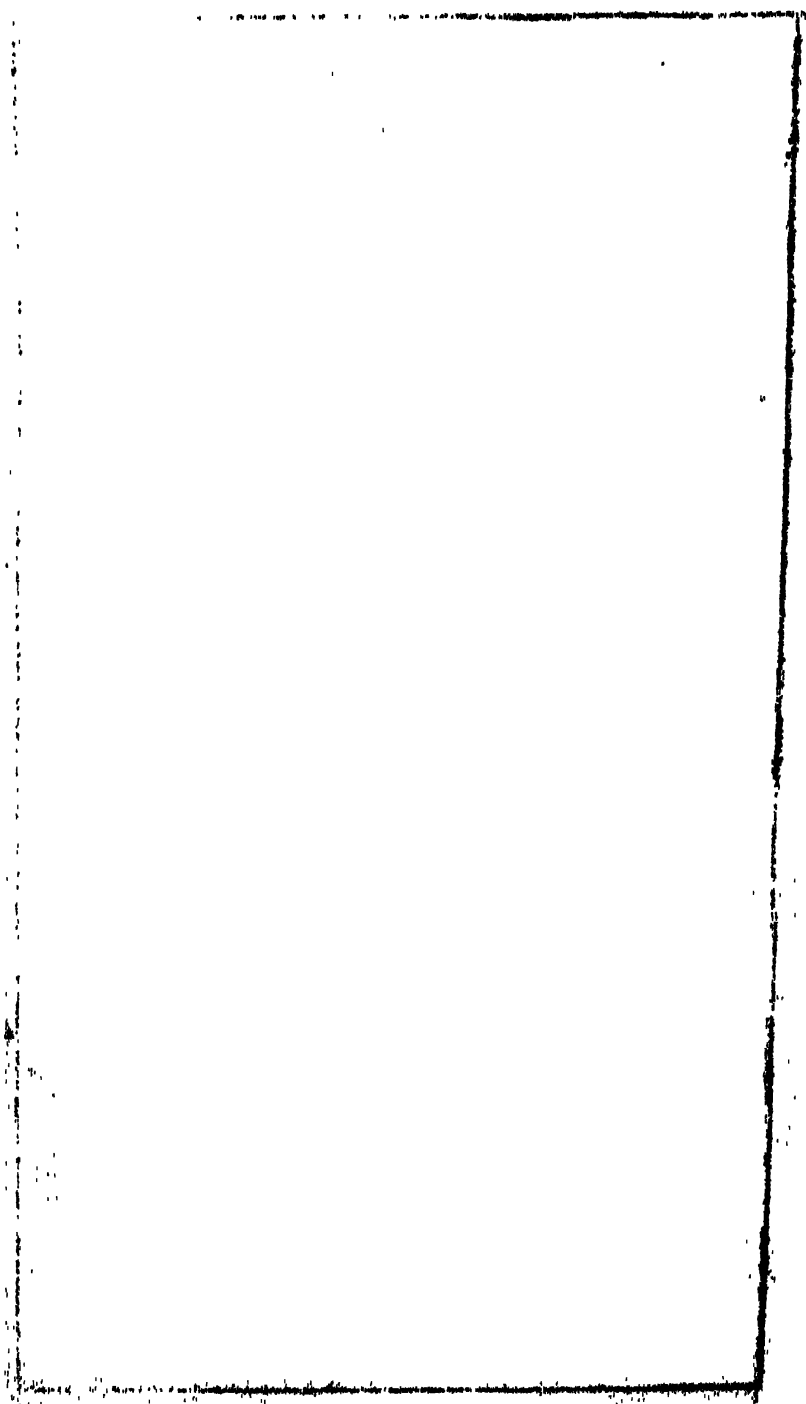
بعون معین مطلق و فضل خدای بر حق

الحمد للہ والمنة کہ درین ایام نیک انجام حصہ دوم کتاب

غلبہ حیدری

معروف بہ

سیف نامہ

مطابق ۱۵ ماہ فروری ۱۸۹۸ عیسوی

بتاریخ ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۱۵ ہجری

باہتمام خاکسار سید عابد علی بشہر لکھنؤ محلہ وزیر گنج

در مطبع حسینی اثنا عشری طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر
خلقہ سیدنا محمد و آلہ الطاہرین و اصحابہ
وعلیٰ جمیع ائمۃ الہدیٰ سلام اللہ علیہم اجمعین

بعد حمد و صلوٰۃ کے خاکسار ذرہ بے مقدار امیدوار بخشش رب [illegible] سید
سجاد علی ناظرین پر تملیح شائقان کتب دین کی خدمت عالی درجت میں گذارش
کرتا ہے کہ قبل ازیں ایک حصہ اس کتاب متبرک یعنی مصیبت نامہ فارسی کا
جس میں بیس معرکہ بیان ہوئے ہیں اس عاجز نے زبان فارسی سے
اردو عام فہم میں ترجمہ کرکے پیشکش احباب ناظرین کیا ہے اب یہ دوسرا
حصہ بھی ترجمہ و طبع سے مرتب ہو کر ناظرین انصاف بین کی خدمت میں
حاضر ہے امید کہ بوقت ملاحظہ خطا و سہو کو قلم عفو سے محو کرکے کاتب کے
حق میں دعائے خیر فرماویں اور ایسے تذکرہ شہدا کے دیکھنے اور سننے سے

ثواب بے حساب حاصل کرین اور اس تذکرۂ مصیبت زدۂ شہدا و غازیان کو
جو کہ پڑھنا اور سننا باعث ثواب ہے جلد تر حاصل کرین ورنہ بباعث قلت
نسخ پھر اسکا ہاتھ آنا دشوار ہوگا فقط اور یقین ہے کہ حصہ سوم بھی ترتیب
اور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر شائقین کی نذر ہوگا اس حصہ میں جنگ بارہ
جنگ ... معرکہ ... حصہ اول مین بیان ہو چکا ہے لہذا معرکہ یازدہم سے تحریر کیا جاتا ہے
وباللہ التوفیق وھو خیر رفیق والیہ التکلان وھو المستعان

معرکۂ یازدہم

راویان اخبار بیان تحریر کرتا ہے کہ جب وہ سب نکلے ہوئے روم سے
عمر عاص کے ہمراہ شہر دمشق مین یزید کے روبرو پہونچے اور اس نے
انکی سرگذشت ان سے دریافت کی تو عمر عاص تو خاموش رہا مگر اور سب
کہنے لگے کہ اے یزید تیری نمکخواری مین یہ مزا حاصل ہوا کہ حشر تک ہم سب
کشتون مین شمار ہونگے اور تمام کیفیت جو انپر گذری تھی مفصل بیان کی
جب یزید نے یہ سب حال سنا تو غصے سے تاؤ پیچ کھا کے اپنے اہلکارون سے
کہنے لگا کہ اسی وقت فوج کو طیاری سامان حرب سے آراستہ کرو
غرض اسی وقت سے لوگ جمع ہونے لگے اور کئی روز کے بعد
تین لاکھ سپاہ کی جمعیت سے آپ جانب روم روانہ ہوا جب قیصر روم
اس حال سے آگاہ ہوا تو اسنے فوج کی درستی کا حکم دیا راوی کہتا ہے کہ
جناب سید الساجدین علیہ السلام نے اسی عرصہ مین اپنے جد امجد کو

خواب میں دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں یزید فوج لیکر جانب روم آتا ہے تم فلان سر
زمین پر جاکے دیکھو وہان ایک پہاڑ ہے اور اُسکے غار مین سبزہ زار اور ایک چشمہ
آب جاری کا ہے اور ایک گھوڑا اور سب ہتھیار تمہارے پدر عالی وقار کے
وہان موجود ہین اُن ہتھیارون کو زیب کمر کرکے گھوڑے پر سوار ہو
یزید سے آمادہ کارزار ہونا خداوند عالم تمہارا مددگار ہوکر اُسپر فتحیاب
کریگا جب آپ یہ خواب دیکھکر بیدار ہوئے تو سلطان روم سے
بیان کیا اور اُسے اپنے ہمراہ لے اُس پہاڑ پر تشریف لے گئے
دیکھا کہ مرکب بادرفتار اور اسلحہ شاہ تشنہ کام جناب امام حسین
علیہ السلام وہان موجود ہین پس اپنے اسلحہ کو زیب کمر کیا اور گھوڑے پر
سوار ہو وہان سے تشریف لے گئے اسی اثنا مین دوسرے دن
یزید مع تین لاکھ فوج کے سرحد پر آپہونچا اور فوج طرفین صف آرا ہو
طبل جنگ کی صدا بلند کرنے لگے اور طرفین کے علمدارون نے
پھریرے نشانون کے کھولدیے قیصر روم نے دو لاکھ سپاہ کی
جمعیت سے میمنہ لشکر اور دو لاکھ سے میسرہ آراستہ کیا اور باقی
فوج ظفر موج ہمراہ لے قلب لشکر مین مقابلہ یزید پر آکھڑا ہوا جب
فوج جانبین کو حکم دعا ملا تو سوار و پیادے دونون طرف سے آمادہ
کارزار ہوئے اور دل وجان سے ایک دوسرے کی ہلاکت کے
درپے ہوا ایسا جنگ صداے غل و شور دلاوران معرکۂ ہیجا سے
شور محشر برپا ہوگیا ردا ہی کہتا ہے اس عرصۂ کارزار مین کشتون کے

پہنچتے لشکر روم کے لیئے مثل حصار ہو گئے تھے اور جناب سید الساجدین
علیہ السلام نے بھی عرصہ جنگ گاہ مین اُس دن ایسی تیغ زنی کی کہ لشکر مخالف کو
غرق محیط فنا کر دیا اور جب انکو پناہ کی صورت کہین نظر نہ آئی تو بھاگنے لگے
۔ راوی کہتا ہی برش تیغ بے دریغ امام انام علیہ السلام اور اہل روم سے
شامیون کا مونہ جب میدان وغا سے پھرا تو یزید پلید بس حراسان ہو کر عمر
عاص سے کہنے لگا کہ اب کیا تدبیر کرون سب کیا کرایا خراب ہو گیا اُس نے
سنکے کہا کہ اپنی جان بچانے کی فکر کر ورنہ تو بھی راہی ملک فنا ہو گا اور
لوگ تو بھاگ کے بھی بچ جائینگے مگر ہمارے تمہارے لیئے
سب طرح کی مشکل ہی اسے پسر معاویہ مین تجھسے اگر پہلے کہتا کہ فوج روم سے
تیرا سر نہو گا تو ہرگز تیرے خیال مین نہ آتا اور اب دیکھا تو نے کیا حال
تیرے لشکر کا ہو گیا ہی پس اب یہی مناسب ہی کہ طرح دیکے یہان سے چلو
اور دمشق مین کسی طرح پہونچو ہر چند وہان بھی محبان علی کے
ہاتھ سے تجکو نجات نہ ملیگی مگر پھر بھی ایک صورت بچاؤ کی متصور ہی
غرض یزید کو یہ راے عمر عاص کی بہت پسند آئی اور شکست ہی کو
غنیمت جان کے بھاگا رومیون نے سب مال اور خیمہ خرگاہ لشکر
لوٹ لیا اور قیصر روم بڑی دھوم سے جناب سید السجاد علیہ السلام
با فتح و ظفر ہمراہ لیکر اپنے شہر مین آیا اور مجلس جشن ترتیب دی
خوشی و خرمی کرنے لگا۔ مگر جناب سید السجاد علیہ السلام خیال بیکسی
اہلبیت مین مشوش تھے کسی طرح مسرور نہوتے تھے راوی کہتا ہی

ہو کر میری تعریف کیون کرتا ہی اُسنے عرض کی کہ ای امیر ہرچند میں ملازم ابن زیاد ہون لیکن خدای عزوجل نے بسبب خاکپای محبان خاندان رسول خدا و علی مرتضی علیہ الصلوۃ والسلام مین سے کیا ہی مسیب نے کہا کہ فضائل و مناقب جناب امیر علیہ السلام کچھ تجھکو یاد ہون تو بیان کر جب عوف نے بہت سے مناقب و فضائل شاہ اولیا جناب علی مرتضی علیہ السلام کے پڑھے تو مسیب نے بخوشی تمام وہ لباس فاخرہ جو پہنے بیٹھا تھا اُسکو دیا اور دو ہزار دینار اور دو غلام اور دو گھوڑے تازی اُسکو عنایت کیے اور کہا اہل عراق کا کچھ حال بیان کر اُسنے کہا کہ اے امیر اہل عراق کا کیا حال پوچھتا ہی مین تجھسے وہ خبر بیان کرتا ہون کہ جسکے سننے سے تجھکو خوشی حاصل ہوگی اے امیر جناب سید الساجدین علیہ السلام روم مین تشریف لے گئے ہین اور یزید انکی طلب مین شہر روم سے لڑنے کو گیا تھا مگر فضل خدا سے شکست کھا کے وہان سے بھاگا اور ابن زیاد کو ایک نامہ اس مضمون کا اُس نے لکھا ہے کہ اے ابن زیاد امیر مسیب حوالی صفین مین مع فوج اُترا ہوا ہی تو اُس سے آمادہ کارزار ہو کے میری خوشنودی کا طالب ہو اے امیر مسیب وہ لعین حکم یزید کے ابن زیاد تم سے لڑنے کو آیا ہی یہ سنتے ہی امیر مسیب نے عوف سے کہا کہ اے بھائی یہ خبر تونے مجھکو خوب سنائی لیکن اب میری خاطر سے تو پھر جا اور لشکر ابن زیاد کے آنے کی جو خبر ہو اُس سے مجھے مطلع کرتا کہ مین بھی ویسی تدبیر کرے

اُس ستمگار سے عوف یہ سن کے مسیب سے رخصت ہوا اور ابن
زیاد کے پاس چلا آیا اسوقت امیر مسیب نے اپنے رفیقوں سے کہا
کہ ای دوستداران آل رسول محبان جگر گوشہ علی و بتول آب اس جنگ کی
کیا تدبیر کرنی لازم ہو۔ تمام افسران فوج کہنے لگے کہ ای امیر نیک تدبیر
ہم سب سے زیادہ عاقل اور دانا تم ہو جو صلاح تمہاری ہو اُسمین ہمکو کیا
عذر ہو بخدا آپکے انصرام میں ہم بجان و دل حاضر ہین۔ جب امیر مسیب نے
یہ کلام انکا سنا تو بجز تمام فرمانے لگے کہ اسے یارو مقام صفین جا بجا دلکش
اور چشمہ آب بھی وہان پر جاری ہو جانورون کے لیے گھاس اور دانا بھی
میسر ہو اس وجہ سے میرے نزدیک بہتر یہ ہو کہ اُس مقام کو اپنے
تصرف مین کرکے ابن زیاد سے محاربہ کرو سب دینداروں نے کہا
ای امیر کیا خوب تدبیر ہو بخدا بہت مناسب ہو بسم اللہ یہان سے
کوچ کیجیے کہ ہم رکاب سعادت مین آپکی جان نثاری کے لیے حاضر ہین
غرض امیر مسیب سب مومنین کو اس بات پر راضی دیکھ کے سامان جنگ
درست کر کے مع فوج روانہ صفین ہوے تین روز کے عرصے مین
باستراحت تمام مقام صفین پر پہونچ کے قیام کیا اور منتظر آمد ابن
زیاد رہے۔ راوی کہتا ہو کہ جب عوف ابن زیاد کے پاس پہونچا
تو دیکھا کہ وہ اسی فکر و ذکر مین تھا کہ دیکھیے مسیب کا کیا حال سننے میں
آتا ہی پس عوف کو دیکھتے ہی اُس نے پوچھا کہ مسیب کہان اترا ہوا ہی
عوف نے جواب دیا کہ حوالی صفین قحطان مین مع فوج اُسکو دیکھے

روانہ کیا اور وہ مرد اعرابی اسپ چالاک پر سوار ہوا اور راہ چھوڑ کر راہ پیچیدہ سے امیر مسیب کے لشکر کی طرف چلا اور وہاں پہنچ کے مسیب سے آس نے تمام حال ابن زیاد کے آنے کا بیان کیا امیر مسیب نے اس سے پوچھا کہ فوج کے لوگ کتنے ہین اس نے کہا کہ اے امیر ساٹھہ ہزار آدمی مسلح جنگی اس کے ہمراہ ہین مسیب نے کہا خیر کیا مضائقہ ہو فضل خدا شامل حال ہونا چاہیے اور یہ کہہ کے ہزار دینار اور خلعت اس اعرابی کو دیکر رخصت کیا پھر امیر مسیب نے اپنے لشکر کے لوگوں سے مخاطب ہو کے کہا کہ ای لوگون تم آگاہ ہو یا نہین کہ ابن زیاد نے کیسے کلمات ناسزا اہل بیت رسالت کی شان مین کیے ہین اے یارو ہر چند وہ اس قدر فوج سے آتا ہے مگر مجھے منظور ہے کہ مین تنہا اس سے لڑنے کو جاؤن اور اپنی جان جناب سید الشہدا کی راہ مین فدا کرون اور تم لوگون مین سے کسی کو اپنے ہمراہ نہ لے جاؤن کیونکہ جب مین نہ ہونگا تو وہ تم سے کچھ خصومت نہ کریگا یہ سنتے ہی سب نے بے قرار ہو کر کہا کہ اے امیر یہ کیا بات تو نے منہ سے نکالی تو ہماری عادت سے خوب واقف ہے کہ ہم جس سے بیعت کرتے ہین پھر اس سے منحرف نہین ہوتے ہین پس یہ کیونکر ہوگا کہ ہم تجکو تنہا چھوڑ دین امیر مسیب نے اس کلمہ پر تحسین و آفرین کر کے فرمایا کہ اگر تم لوگ اس بات پر دل سے مستعد ہو تو سب آ کے میرے روبرو قسم کھاؤ کہ ہم کسی حال مین فرار نہ کرینگے

اُن دینداروں نے قسم کھا کے کہا کہ اے امیر مسیب بن نجبہ فقط ساٹھ ہزار آدمی سے آتا ہو اگر ساٹھ لاکھ بھی آئے ہمراہ ہون تو بھی ہم غلامان حیدر کرار اُس سے لڑائی مین مونہہ نہ موڑین گے کیونکہ ہم اپنی نقد جان نثار راہ فرزند احمد مختار کر چکے ہین۔ راوی کہتا ہے کہ مسیب اس بات کے سُننے سے نہایت خوش ہوا اور اپنے غلام خزانہ دار کو بلا کر کہنے لگا کہ فلانا صندوق اُٹھا لاؤ جب وہ صندوق لایا تو قفل کھول کے ایک خلعت اور علم اور ایک قبضہ کہ جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا صندوق سے نکالا اور اُسے بوسہ دے کے اپنی آنکھوں سے لگا کہنے لگا کہ اے دینداروں آگاہ ہو کہ مین بطمع مال و زر دنیا یہ جنگ جدال نہین کرتا بلکہ فقط خوشنودی خاطر ائمہ اطہار علیہ السلام کے لیے اس جد و جہد مین مصروف ہون اور یہ فرمان دستخطی جناب امیر علیہ السلام کا میرے پاس موجود ہی میں اُسکے موافق عمل کرتا ہون بلکہ جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی میرے باب مین ارشاد فرمایا ہے کہ مسیب عوض خون ناحق شہید کربلا یزید سے لے گا اور یہ لکھکر اُس نامے کو لیے لشکر کے لوگوں کے ہاتھ مین دیا اور تمام فوج مومنین نے پہلے اُس خط کو اپنی آنکھوں سے لگایا اور پھر کھول کے پڑھنے لگے اُس خط مین یہ لکھا تھا کہ اے مسیب میری شہادت کے بعد اہل عناد پہلے میرے راحت جان حسن کو شہید کرین گے اور پھر میرے نور عین حسین کو صحرائی کربلا مین

باب تشنہ و گرسنہ مع خویش و فرزند و برادر با ہزاران جور و جفا
شہید کر کے اُنکے خیام حرم محترم کو لوٹ لینگے اور اُس مظلوم کے
اہلبیت کو اسیر کر کے بذلت و خواری شہر شام مین یزید کے پاس
بھیجینگے لازم ہے کہ تو انتقام خون میرے فرزند کا یزید سے لیجیو
غرض جسوقت کہ اس مضمون کو اہل لشکر اور عبداللہ بن ظفر اور عبداللہ بن علی
اور حسن بن علی اور تمام سردارون نے دیکھا اور پڑھا تو اشکبار ہو کر
ایکبار مانند گلنار سب کے چہرے سرخ ہو گئے اور کہنے لگے کہ اے امیر
زہے نصیب ہمارے کہ ہم اس کام مین جانبازی کرین واللہ ہزار جانین
ہماری اگر ہوتین تو ہم سب مظلوم کربلا کے نام پر فدا کرتے اے امیر
ہم تو اس مکتوب کے بغیر دیکھے موجود تھے اور اب بجان و دل حاضر ہین
خوشا حال اُسکا جو کہ اس جنگ مین شریک ہو۔ جب مسیب نے یہ
حال دیکھا تو لوگون سے کہا کہ اے شیعان علی علم گروہ حیدر کرار کو آراستہ کر کے
برپا کرو۔ جب اُس علم کے پھریرے پر نقش من اللہ و فتح قریب لکھکر
برپا کیا گیا تو مسیب نامدار نے تمام مومنین کی دعوت کی دوسرے
دن شمار جمعیت مین مصروف ہوا اور جب دیکھا کہ چالیس ہزار مرد
جرار اہل دین سے موجود ہین تو اُنمین سے بارہ ہزار چیدہ انتخاب
کر کے کہا کہ تم سب یہان سے آگے بڑھ جاؤ مگر جب لشکر ابن زیاد کو
آتے دیکھنا تو موقع مناسب دیکھ کے کہین کمین گاہ مین ٹھہر جانا اور
جب مین ابن زیاد سے حرب شروع کر دون تو اُسدم تم بھی نکلنا۔

دوست کے لوگوں کو قتل کرنا ہے جو منویات بھی تمہارے عہد و پیمان
کو فسخ کر کے آگے بڑھتا ہوں انشاء اللہ تعالی سے لیے آپ لوگوں کو بے
قتل کیے ہم نہ چھوڑیں گے یہ کہہ کے انکو روانہ کیا اور انکے بعد
آپ بھی سامان جنگ سے درست ہو فوج لے کر روانہ ہوا راوی
کہتا ہے جب ابن زیاد کو شکست ہوئی لشکر روانہ ہوا تو ایک شخص
عامر نامے سردار لشکر تھا اس نے کہا کہ جب لشکر کے آنے کا
کچھ نشان معلوم ہو تو آمادہ رہیو کر اس لشکر پر حملہ کر بیٹھنا اور
میں بھی اسیوقت تیرے پاس آ پہونچوں گا اور دو ہزار
عبدالمجید کے ہمراہ دو ہزار شتر آب رواں اور گھاس کے اپنے
لشکر کے خورد و نوش کے لیے روانہ کیے یہ سب لوگ ایک چشمہ
آب کے قریب صبح صادق کے وقت پہونچے تھے کہ اتنے میں
مسیب دیندار بھی وہاں جا پہونچا اور اسیوقت مسیب نے
چاروں طرف سے اس چشمہ کی راہ گھیر کے اُسے اپنی فوج کے
تصرف میں کر لیا اور جب لشکر مخالف کی آمد کے آثار نمودار
ہوئے تو امیر مسیب نے اپنی فوج کے غازیوں سے کہا کہ اے
دینداروں دیکھو لشکر مخالف آ پہونچا جسکو جو سامان درست کرنا ہو
جلدی سے فراغت کر لے اور جب ابن زیاد کو معلوم ہوا کہ
لشکر مسیب اس چشمے کو گھیرے کھڑا ہے تو اُسنے اپنی فوج کو صف
آرا کیا لیکن فوج امیر دیندار کو دیکھکر سب سرداران قوم مخالف

اپنے دل میں بہت ہراسان ہوئے اور ابن زیاد بھی بہت خائف اور ترسان ہوا آگ بگولا ہو اپنی فوج کو علم جنگ و جدال دینے لگا سیب نامدار نے بھی اپنی فوج کے علم کا پھریرا کھلوا کے بلند کیا اور کوس حربی اور نقارۂ رزمی سے صدائے مبارز طلبی آنے لگی اور ایک بار سیب دیندار مع جمعیت مومنین بصدائے بلند دروید پڑھتا ہوا برابر سیاہ مخالف کے آیا اور اُس گروہ کو ضربت شمشیر آبدار سے خاک میں ملانے لگا اور جمعیت مومنین اُن لوگوں پر مانند قہر خدا ایسی ٹوٹ پڑی تھی کہ انھیں صحرائے کارزار میں سوا فریاد کے کچھ نہ بن پڑتا تھا ہر سمت عرصۂ نبرد میں لاشوں کے انبار دکھائی دیتے تھے اور معرکہ جنگ گاہ مقتولوں کے خون سے بحر محیط کے مانند ہو گیا تھا ناگاہ سیب نامدار نے دیکھا کہ ایک سوار خونخوار مسلح و مکمل زرہ زریں اور کمربند مرصع سے آراستہ خود آہنی سر پر دھرے ہوئے فوج مخالف کو جنگجوئی پر دلیر کرتا ہوا قلب لشکر مومنین پر آیا اور حملہ کرنے لگا اور محبان حیدر کرار کو ضرب تیغ و سنان سے خاک پر گرانے لگا ہر چند مومنین اُس سرگروہ مخالفین سے رد و بدل میں مصروف ہوتے تھے لیکن وہ اُن دلیروں پر غالب ہوجاتا تھا یہاں تک کہ بہت سے غازی اور بہادر زخم تیغ و سنان کھا کر تشنۂ سلسبیل عدم ہوئے۔ راوی کہتا ہے کہ جس وقت سیب عالی وقار نے اُس سوار کا یہ حال کارزار دیکھا تو مرکب کو ڈپٹ مثل باد اجل

اُس سوار پر جا پڑا اور نیزے سے خود آہنی اُسکے سر کا گرا چہرہ اُس کا کھول دیا۔ اُسوقت مسیب کو معلوم ہوا کہ یہ ابن زیاد ہے اور یہ دیکھتے ہی مسیب نہایت خوش ہوا اور تلوار علم کر اُسکو للکار کے پکارا کہ اسے ابن زیاد مین تیرا اشتیاق تھا پس اب تو کہان جاتا ہی شکر ہی خدا کا تو مجھ تک بے طلب تو آپ ہی پہونچا اور یہ کہتے ہی ایک وار تلوار کا اُس پر کیا تھا کہ تلوار مسیب کی تلوار قبضے کے پاس سے ٹوٹ گئی اور اُسوقت مسیب ابن محمد قعقاع نے قبضہ شمشیر پھینک بسرعت تمام عمود آہنی اُٹھایا مگر ابن زیاد مہلت پا مثل تیر مسیب کے سامنے سے بھاگ گیا اور پھر کہتا ہی امیر مسیب نے اُسکے پیچھے گھوڑا دوڑایا لیکن وہ ہاتھ نہ آیا۔ راوی کہتا ہی کہ پھر اُسکے بعد مومنین قوم مخالفین پر مانند ابر بہار تیغ آبدار سے وار کرنے لگے اور سب کو بیجان کر اسفل السافلین مین پہونچایا۔ جب اُن لوگون کو تاب مقاومت نہ رہی تو سب میدان کارزار سے ایکبار سب کے سب بھاگ گیے اور اکثر پیاس کی شدت سے راہی ملک عدم ہوئے جب سپاہ مخالف مع ابن زیاد بے پا ہو کر عرصہ وغا سے دور نکل گئی اور کہی کا اثر اُس صحرا مین نہ پایا گیا تو مسیب نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ سب مال و منال و خیمہ و خرگاہ اُن لوگون کا لوٹ لو۔ راوی کہتا ہی کہ فوج مومنین جب غنیمت سے مخالفین سے خوب مالا مال ہو چکے تو مسیب نے کہا کہ اُن کشتون کو گنو تو کہ کتنے راہی عدم ہوئے اور کسقدر لوگ بھاگ گیے جب

غلام کی تعظیم کو تخت سے نیچے اوتر کر کھڑا ہوا اور ہاتھ اُس حبشی کے
اپنی آنکھون سے لگا کر تخت پر لیجا کے اپنے مقام پر بیٹھایا اور سخاطر
داری تمام اُس حبشی سے کہا کہ تو میرے آقا کا غلام ہو تقصیر اقصور
معاف کر اور پھر اُسکا حال تمام و کمال ظاہر کر کہ مین اُسکے حال سے
آگاہ ہو کر اُسکو سزا دون آسنے کہا کہ اے امیر با توقیر کربلا مین حضرت
جناب امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ رکاب تھا جسوقت میرے آقای نامور
لب تشنہ جگر زخمی ہو کر خانہ زین سے روی زمین گرا اور مین دوڑ کے
اپنے آقا کے پاؤن سے لپٹ کر رونے لگا ناگاہ شمر ذی الجوشن و سنان
بن انس مجھے پکڑ کر اپنی اپنی طرف کھینچنے لگے اور مین کشاکش میں اُن
دو نو نکی مبتلا ہو گیا تو اُسی حال مین اگر اون دونون پر از سپہر
خفا ہوا اور کہنے لگا کہ تمکو شرم نہین آتی ہو کہ ایک غلام حبشی کے لیے
ایسے لڑے ہو جاؤ گے امام حسین کا جلد کام تمام کرو کہ مال و منال اور
سیکڑون غلامون سے بے نیاز ہو جاؤ گے غرض اون دونون نے
اُس امر کے کہنے سے مجھے چھوڑ کے فرزند پیغمبر کو شہید کیا اور میں اوسوقت
لاچار ایک سمت کھڑا ہو کے زار زار کر خداوند جبار سے دعا مانگنے لگا
کہ پروردگار مجکو مرگ سے اتنی مہلت دیجیو کہ اس سے عوض خون
اپنے آقای نامدار کا لون الحمد للہ کہ اسوقت میری مراد بر آئی کہ اسکو بیٹے
سامنے دیکھا اور یہ کہکے وہ حبشی بال اُسکے کھینچتا ہوا اُس تخت سے باہر
لایا اور خنجر سے پہلے اوسکے دونون ہات کاٹ ڈالے اور پھر دونون

پھر ہرون کے نیچے سے بیدار کیا اور دونوں آنکھیں نوک خنجر سے نکال لیں اور بخت
عذاب سے اسکو ہلاک کیا کذالک جزاء الظالمین مرکہ دوازدہم
راوی اسطرح لکھتا ہے کہ جب ملا ابن زیاد کو ہلاک کر چکے تو مسیب نے کہا
کہ لشکر ہمارا طیار ہو کر تعاقب ابن زیاد کو چلے کس لیئے کہ اگر ایکی مرتبہ بھی
یہ فوج منافقین ہمارے ہاتھ سے بچ گیا تو پھر اسکا ہاتھ آنا بہت مشکل ہے
اور سوای اسکے ہاتھ سے ہلکو بہت سے رنج پہونچینگے یہ کہکے تیس ہزار سوار
جرار اور سیو فت طیار کرکے روانہ ہوگئے اور دس ہزار مرد جرار اپنے ہمراہ
لیکے اور ان لوگوں کے بعد آپ بھی کوفے کی سمت راہی ہوا اور مطلب
ابن یوسف جانہ کا صاحب سرون ہے جو کہ سردار لشکر ابن زیاد کے مارے
گئے تھے نیزہ پر نصب کرکے پانچ سو سوار جنگ آزمودہ ان سرونکے
ہمراہ کرکے لیئے تھے سنئے آگے کچھ فاصلے سے روانہ کوفہ کیئے کہتے ہیں
ایک دن پچھلے وقت ان پانچ سو سواروں نے جو ان سرون کے
ہمراہ تھے دیکھا کہ پانچ سو اونٹ خزانے کے لدے ہوئے چلے
آتے ہیں پس غلامان علی بن ابی طالب علیہ السلام نے یہ دیکھکے گھوڑوں کو
دوڑا کر جاتے اون ملعونوں کا روک لیا اور ان سے پوچھنے لگے کہ تم کون ہو
اور کہاں جاؤگے اور کیا لیئے جلتے ہو ان لوگوں نے کہا کہ ہم ملازم
ابن زیاد کے ہیں اور یہ خزانہ اسنے یزید کے پاس بھیجا ہے تو ہم
شام کو لیئے جاتے ہیں جب سنا ان دینداروں نے کہ ابن زیاد نے
یہ خزانہ یزید کے پاس بھیجا ہے تو ترت نیچے سے ان ملعونوں کے ساتھ قدم

جنگ و جدال ہو گئے اسی حال مین مسیب بھی مع فوج وہانپر آ پہونچے پہر تو سب
دینداروں نے مل کفار حق مومنین سمجھ کے چار طرف سے نرغہ کرکے اون
بے دینون کو کتون کی طرح مار کے تمام اسباب اونکا اور وہ خزانہ لے کے
مسیب کے روبرو حاضر کیا مسیب نے وہانپر شہر کے تمام خزانہ اپنی ساری
فوج مین تقسیم کردیا یہ دیکھکر مومنین مسیب کے حق مین دعای خیر کرنے لگے
اور پھر دوسرے دن وہان سے کوچ کرکے سب مومنین منزل بمنزل قصد کوفہ کے
راوی کہتا ہے جب ابن زیاد بد بنیاد بھاگ کر شہر کوفہ مین آیا تو اوس ولد الزنا نے
قلعہ مین جاکے حکم دیا کہ خندق مین قلعہ کے پانی بھروا دو اور تختہ بھی پل خندق کا
اوٹھالے دروازہ قلعہ کا بند کرلو اور برجون پر کہدو کہ تیرانداز ہوشیاری تمام
بیٹھے رہین جبکہ وہ ملعون بندوبست قلعہ کا کرچکا تو اپنے لوگون سے کہنے لگا
کہ شہر کے دروازے پر بھی لوگ مستعد رہین جب شیعیان علی یا مسیب فوج کو
لیکے اوین تو شہر کے دروازے بھی بند کرلینا غرض جب امیر مسیب مع فوج
شہر کوفہ کے برابر پہونچ گئے تو سر طاہر ابن پسر زیاد کا مع سب سرون کے
سامنے قلعہ کے جن نیزون پر کہ نصب تھے برابر صف باندھ کے زمین پر
گڑوا دیا اور فوج کو حکم قلعہ گیری کرکے آپ خوابگاہ مین داخل ہوا لشکر نے
موافق حکم امیر مسیب کے جنگ و جدال کی بنیاد ڈالدی دوسرے دن
امیر مسیب نے حکم دیا کہ جسطرح ہوسکے جلد اہل کوفہ کو تہ تیغ کرو کہ انکے
قتل سے مطلب برآری ہماری ہوگی یہ سنکے جانبازان اہل دین تدبیر
کرنے لگے راوی کہتا ہے اوسطرف سے ابن زیاد بھی سامان جنگ ...

اس بد شعار نے کہا کہ خبردار تم شیعیان علی سے نہ ہو ورنہ کچھ
کچھ اندیشہ کرنا قریب ہے کہ یہ مشکل آسان ہو جائے جب یہ ارادے ہو سکے
تو ابن زیاد لعین نے حجام کو بلوا کے اپنی داڑھی مونچھ سب منڈوا
ڈالیں اور عورتوں کے کپڑے پہن کے شب کو قلعہ سے نکل شہر کے باہر
بھاگ گیا اتفاقاً اثناء راہ میں مسیب کے لشکریوں میں سے ایک جوان اُس
سے بھاگتے ہوئے اسیران کو پکڑ لاکر لوٹ کا بوجھا اُسکے سر پر رکھکے اپنے ساتھ لیچلا
تو ملعون اس ناگہانی کو دیکھکر مضطرب ہوا اُس جوان دیندار سے
کہنے لگا اے جوانمرد مجھ پریشان حال کو اگر اپنے لطف و کرم سے
تو چھوڑ دے تو ایک بازوبند قیمتی میرے پاس ہے تیرے حوالہ
کروں یہ سنکے وہ صفا باطن اُس مکار کے فریب سے طمع میں آکے
اُسکی بات پر راضی ہو گیا بازوبند اُس لعین سے لیکے اُس مردود کو چھوڑ
دیا وہ مکار اس ملک سے جان بچا کے وہاں سے ہشیار ہو کر مصر
بندرگاہ کی طرف بھاگ گیا جب صبح ہوئی تو دروازہ قلعہ پر لوگ آکے
وقت آنے تک دوپہر تک کھڑے رہے کہ شاید ابن زیاد قلعہ سے
باہر نکلے لیکن جب اُس ملعون کا کچھ آثار باہر نکلنے کا نہ معلوم
ہوا تو لاچار ہو کے ایک غلام نے قلعہ میں جاکر زنانہ محل میں
پوچھا کہ امیر آج کس تدبیر میں ہیں جو باہر نہیں آتا لوگ صبح سے انتظار
میں کھڑے ہیں نکلے تو لڑائی کا کچھ بندوبست ہو عورتوں نے
کہلا بھیجا کہ وہ بد اندیش داڑھی اور مونچھیں منڈوا کے چار گھڑی

مات سنکے لعین یہانسے چلا گیا ہے تو کیا معلوم کہ وہ کہان بھاگ گیا ہے القصہ
غلام منے یہ حال سنکے قلعہ سے باہر آکر تمام روساے کوفہ سے بیان کیا
یہ خبر سنکے اکثر دوست اُس شقی کے پریشان ہو کے جابجا ڈھونڈنے لگے
جب وہ لعین کہین ہاتھ نہ آیا اور یہ خبر شہر کوفہ مین منتشر ہو گئی تو اہل کوفہ نے
دروازے شہر کے کھول دیئے اور اسلحہ اپنا ہاتھون مین لیکر
الامان الامان کہتے ہوئے باہر نکل کے لشکر امیر مسیب مین آئے اور
امان جان طلب کرتے ہوئے مسیب دیندار کے پیرون پر گر کر بہت سا
عذر کر کے حال اُس بدمال کے بھاگ جانے کا بیان کیا امیر نیک سیرت
یہ خبر سنکے مسرور ہوئے اور اہل کوفہ سے کہنے لگے بخدا یہ کام تمنے اپنی
حق مین بہت خوب کیا کہ شہر سے باہر نکل آئے والا کل مین حملہ کر کے
تمام اہل شہر کو قتل کرتا الحمد للہ کہ مین باقی ظلم نہوا نہین تو غفلت مین اکثر
مومنین بھی قتل ہو جاتے انشاء اللہ تعالی ابن زیاد لعین میرے ہاتھ سے
بھاگ کے کہان جائیگا جبتک مین جیتا ہون تا مقدور زندہ نرکھونگا
یہ کہہ کے مسیب نامور معہ لشکر ظفر اثر شہر کوفہ مین آ کے قصر دار الامارۃ مین
جا بیٹھا اور بعد اطمینان و انتظام تمام حکم کیا کہ اہل و عیال ابن زیاد کی
میرے پاس پکڑ لاؤ اور جتنے قیدی زندان مین ہون سبکو چھوڑ دو —
کہتے ہین مختار بھی اُس روز قید سے نجات پا کے اپنے گاؤن کی طرف
چلا گیا مگر جب لوگون نے ابن مرجانہ شقی کے ناموس کو لا کے امیر نیک
تدبیر کے روبرو حاضر کیا تو وہ دیندار اس جفاکار کی عورتون کا حال مع ریاست

کرنے لگا کہ ابن مرجانہ نے جو روا دیٹی کو ن سے ہے انمین سے ایک عورت
نے کہا کہ مین زوجہ ابن زیاد کی ہون اور دوسری نے کہا کہ مین بیٹی اُس
بدنہاد کی ہون یہ سنکے سیب عالی وقار نے کہا کہ تمکو تو خوب معلوم ہو کہ ابن
مرجانہ نے اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ پر کیا کیا ستم کئے ہین انشاءاللہ العظیم
اوسیطرح اُس بے تمیز کی ناموس کو مین بھی ذلیل و خوار کرونگا لاکو نامس
کرزوجہ پسر مرجانہ نے یہ سنکے کہا اے امیر سب بے تقصیر تیرے
اختیار مین ہین تیرا جو جی چاہے ہم سے سلوک کر مگر قسم ہے حرمت تربت
جناب رسالت مآب علیہ الصلواۃ والسلام کے مین ہر روز ہزار ہزار بار
لعنت ابن زیاد پر بھیجتے تھے اور قسم ہے ذات پاک کبریا کی مین محبت
خاندان آل رسول ثقلین جناب حسنین علیہم السلام کی ہون لیکن
میرا کیا اختیار تھا کہ کچھ کہہ سکتے اسوقت امیر سیب نے کہا سچ کہتی
ہو تو یا اسمین کچھ فریب ہے سب نے ایکبار قسم کھا کے کہا اے امیر
دیندار ہمارا ہم مکر و حیلے سے یہ بات اظہار نہین کرتے ہین قسم خدا کی
دل و جان سے اولاد پاک حیدر کرار کی ہم دوستدار ہین یہ سنکے پھر
امیر سیب نے اُن سے یہ کہا کہ کچھ فضائل جناب امیر المومنین علی ابن
ابیطالب علیہ السلام کے بیان کرو تا مجکو تمھارے بات کا یقین ہو
کسلئے کہ مجھسے جناب شیر خدا علیہ السلام نے فرمایا ہو کہ اے سیب
ہمارے دوستونکو زنہار آزردہ خاطر کبھی نکیجیو یہ سنکے اُن جنابونے
نے پوچھا کہ حضرت مجھے کسطرح آپ کے دوست و دشمن کی پہچان ہو

حضرت نے فرمایا کہ ہمارا دوست مدح میں ہمارے مطابق زبان اور
کمال بیان ہوگا اور دشمن سے ہمارے تعریف کبھی نہ کیجاویگی اس سبب سے
مین تجسے فضائل و مناقب اس جناب کی پوچھتا ہون یہ سنکے ابن زیاد کی بیبی نے
شمسوار عرصہ بدر وحنین وصی رسول الثقلین کے بہت سے فضائل بیان کئے
مسیب نے کہا کہ کچھ فضائل امام حسین کے بھی تجکو معلوم ہین اس نے
فضائل حسنین و جناب سیدۃ النساء العالمین علیہم السلام اسقدر بیان کئے
کہ مسیب خوب سا اشکبار ہوکر اُس سے کہنے لگا کہ میننے تمسبکو امان دی لیکن
ابن زیاد کا خزانہ مجھے تبلادو کہا نہیں ہوز وجہ ابن زیاد نے کہا اسے امیر فقیرہ
اس بیچ کا عمر ابن طرماح فلانے محلہ مین رہتا ہے تمام خزانہ ابن زیاد کا
اسی کے پاس ہے یہ سنکے امیر مسیب نے کچھ لوگ بھیجکے وزیر کو بلوایا
اور عورتون کو ابن زیاد کے آزاد کرکے اس ملعون سے پوچھا کہ خزانہ
اس شقی کا کہان ہے عمر ابن طرماح نے جواب دیا تمام خزانہ میننے دمشق مین
بھیجدیا یہان کچھ نہین ہے امیر مسیب نے فرمایا ہان وہ تو ہمارے ہاتھ آیا
اب جو کچھ تیرا نصیب ہو اظہار کر کہ جناب حیدر کرار کی حق مین تیرا کیا اعتقاد ہے
جس سے دین سے کہا کہ وہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک
تو خوب تھی لیکن بعد آنکے بری ہوگئی بس یہ سنتے ہی مسیب نے کہا
وزبان و ناک اور ہاتھ و پیر اُس شقی کے کٹوا ڈالے ناگاہ مسیب نے
ایک عورت کو دیکھا کہ کھڑی ہوئی اس حال کو دیکھ رہی پوچھا تو
کون ہے اس نے جواب دیا مجکو خرید ابن زیاد نے بھیجا ہے کہ

دیکھ تو مسیب وزیر ابن زیاد سے کیا سلوک کرتا ہی مسیب نے فرمایا وہ خزانچی
کہان ہی اُس عورت نے کہا میرے گھر مین بیٹھا ہی یہ سنتے ہی چند سپاہی
کچھ لوگ اُس عورت کے ہمراہ ہو گئے کہ جاکر اُس شخص کو پکڑ لاؤ جب وہ لوگ
قریب اُس عورت کے مکان کے پہونچے تو اُس عورت نے لوگون سے کہا
کہ یہان پر ٹھہر جاؤ جب مین اپنے گھر کے اندر جا لون تو تم سب پہنچکر صدا کرنا
جب وہ اپنے گھر مین گئی یہ سب اُسکے دروازہ پر کھڑے ہو کے پکارنے لگے
اے مردود جلدی باہر نکل امیر و سیدار نے تجھکو طلب کیا ہی وہ حرامزادہ
اُن لوگون کی آواز سُنکے تدبیر بھاگنے کی کرنے لگا جب کوئی تدبیر
نہ بن پڑی تو لاچار ہو کے اُن لوگون کے ہمراہ مسیب کے پاس
حاضر ہوا مسیب نے اُس بدگوہر کو دیکھ کے کہا کہ خزانچی ابن زیاد شقی کا
تو ہی ہی بتلا اُسکا خزانہ کہان ہی وہ ملعون اپنے عہدے کا اقرار کرکے
کہنے لگا کہ اب کا ہے کا خزانچی ہون جو خزانہ تھا اُس نے شام کی طرف
روانہ کر دیا مسیب نے اُسے فرمایا کہ وہ خزانہ جو شام کو گیا تھا وہ تو
ہمنے پایا ہی لیکن اور جو کچھ خزانہ یہان تیرے پاس ہو وہ ہمیں بتلادے
یہ کلام مسیب کا سُنکے اُس ملعون نے انکار کیا اور کہا اب میرے
پاس اُسکا کچھ خزانہ نہین ہی اور نہ مجھکو اُسکے خزانہ کا حال معلوم ہی
امیر مسیب نے اُسوقت حکم کیا کہ دختر ابن زیاد کو بلا لاؤ القصہ جب
وہ حاضر ہوئی تو مسیب نے اُس سے کہا اے مومنہ تو سچ بتا کہ
تیرے باپ نے سب خزانہ دمشق کی طرف بھیجدیا ہی یا کچھ یہان بھی

شان امام زین العابد علیہ السلام مین بہ تفصیل و توضیح بیان کرکے بشارت مانی تمام میسّر
اور سرکے دار الامارہ کو راہی ہوا سنتے ہین کہ شب کو ابن مومن نامدار نے جناب
شاہ ولایت اور امام حسین علیہ السلام کو خواب مین دیکھا کہ گویا وہ جناب تشریف لائے
مسیب نے جاکے انکو سلام کیا تو جناب امیر المومنین علیہ السلام نے
پیراہن مبارک اپنا مسیب کو پہنایا اور کمربند اپنا اسکے کمر مین باندھا اور
تاج مقدس اپنا اسکے سر پر دھرکے فرماتے ہین کہ لے مسیب یہ پیراہن
سپر نصرت خدا اور تاج تیرا باعث دولت و اقبال اور کمربند میرا تیرے لئے
حفظ و امان الٰہی بس تو بیخوف و خطر ہوکے میرا عوض دشمنوں سے لیجیو
الغرض مسیب یہ خواب دیکھتے ہی چونکا اور بستر خواب سے اٹھکر
وضو کرکے بخضوع و خشوع دو رکعت نماز شکر بجا لایا جب وقت صبح کا
تو نماز مجرا ادا کرکے لوگوں کو حکم دیا کہ اسیوقت خیمہ ہمارا شہر کے باہر
استادہ کرو اور تمام سپاہ کو پہنچا دو کہ جلدی طیار ہوکے ہمارے پاس
حاضر ہووے بعد اسکے روسائے شہر کوفہ کو بھی اپنے روبرو طلب کیا
جب رئیس کوفہ حاضر ہوئے تو مسیب سب سے کہنے لگا کہ مین آج
یہان سے سمت بغداد کے جاتا ہون خبردار ہو فوج خوارج سے
تمہارے پاس نہ آوے بے قتل کئے نہ چھوڑنا انھین لوگون مین سے
علی ابن نذیر حجازی نامے ایک شخص تھا اسکو حاکم کوفہ کرکے کہا خبردار
بزرگان کوفہ کو بہت معزز و مکرم رکھنا اور اکثر انکے حال پر رحمت و
شفقت سے نظر رکھکے عہد و پیمان ان سے لیا کہ تا مشرف اپنے عہدے

ہو دین اور اگر وہ رعایت و محبت یزید ابن معاویہ کی اختیار کرین تو انکو
سزا ے کامل دینا الغرض یہ باتین اُس سے کہکے اپنے فوج کے شمار مین
مصروف ہوا دیکھا کہ ساٹھ ہزار آدمی جنگ دیدہ و آزمودہ کار حاضر ہین
اسی دم ایک شخص زہیر نامے نہایت مرد دیندار ناصر حیدر کرار و آل
اطہار پر جان و دل سے فدا تھا پانچ ہزار جوان جرار ہمراہ کرکے اور ایک
نشان اپنا اُسے دیکے بصرے کی سمت یہ کہکر روانہ کیا کہ خبردار جو کوئی
ناریون مین نظر پڑے اُسے قتل کرنا اور کسیطرح کی طمع مین نکے
دست بردار ہونا تا روح رسول مختار تجھسے راضی ہووے پھر اور پانچ ہزار
جوان اور ایک نشان دیکے ابراہیم ابن عقبہ کو مداین کیطرف روانہ کیا
اسکو بھی وہی نصیحت کی کہ قوم خوارج مین سے تا مقدور کسیکو جیتا نچھوڑیو
پھر ایک سردار رعمان نامی تھا اسکو بھی پانچہزار سوار اور ایک علم دیکر
نصیحت بدستور کرکے واسط کے سمت بھیجا بعد اُسکے باقی فوج اپنی ہمراہ
لیکے وہ دیندار فرات کیطرف چلا جب یہ خبر بغداد و اطراف ملک عراق مین
مشہور ہوئی کہ مسیب ہر شہر پر اپنی طرف سے ایک حاکم روانہ کرکے خود
فوج بیشمار سے بغداد کیطرف آتا ہے یہ خبر سنتے ہی پسر زیاد بدنہاد حاکم
بغداد سے جلکے کہنے لگا کہ سنتا ہون مسیب نے ہر شہر مین اپنی طرف
حاکم بھیجکے اب توجہ بغداد کیطرف کی ہے میں حیران ہون کہ اس بات مین
کیا تدبیر کرون یہ سنکے حاکم بغداد نے جواب دیا اے ابن زیاد مجھے یاد وہ
تو عاقل ہی ہونا سب ہو وہ تدبیر کر ابن زیاد نے کہا بہتر یہ ہے مین

سامرہ ہی کیطرف جاؤن کہ وہان میرے پاس بہت تھوڑے لوگ ہین
اس فوج قلیل سے مسیب کا سامنا کرنا عین نادانی ہے اور حاکم
سامرہ طوق ابن کنانہ کے پاس بہت سے فوج اور خود بھی مرد
اور جنگ آزمودہ ہے وہی امیر مسیب سے مقابلہ کر سکے بجز اسکے نجات
والا کوئی صورت نظر نہین آتی ہے پس حاکم بغداد نے اس خیال کو غنیمت
سمجھکر کہا اسے ابن مرجانہ بہت مناسب ہے تم جلد تشریف لیجاؤ
ایسا نہو کہ مسیب کہین یہان آپہونچے پھر کچھہ نہ بن پڑیگا غرضکہ
ابن زیاد اسیوقت کچھہ فوج ہمراہ لیکے سامرہ کو روانہ ہوا جب وہ
لعین قریب شہر سامرہ پہونچا تو طوق ابن کنانہ حاکم سامرہ نے
اس حال سے مطلع ہوکر کہ ابن زیاد مسیب سے شکست کہا کے
میرے پاس آیا ہے اس شقی کی پیشوائی کو شہر سے باہر نکل کے باعزاز
تمام اسکو لیجا کے قلعہ مین اوتارا اور خلوت مین بیٹھکے کیفیت جنگ
مسیب پوچھنے لگا ابن زیاد نے اس بیدین سے تمام و کمال سرگذشت
بیان کی القصہ طوق ابن کنانہ حال سنکے کہنے لگا اے ابن مرجانہ
اپنے دلمین کچھہ تشویش نکر میرے پاس بہت لشکر ہے کیا مجال ہے کہ مسیب
ابن محمد قعقاع کی جو اید ہر کو رخ کر سکے پہ کہکر اسنے حاکم کیا کہ لشکر یہان
جلد ہی جمع ہو چنانچہ تھوڑی سب فوج اس بیدین کی حاضر سے
آراستہ ہو گئی طوق ابن کنانہ نے ابن زیاد کو ہمراہ لیکے فوج کا ملاحظہ کیا
معلوم ہوا پچاس ہزار آدمی مجمع مین اس نے حکم دیا کہ خیمہ شہر کا ...

شہر سے باہر نکال کے استادہ کرو یہ تشنگی سے پسر مرجانہ نے ابن کنانہ بے دین سے
کہا اے بھائی ایک تدبیر اور ہے اگر مصلحت ہو تو پہلے اسے کریں اُسنے کہا
کیا مضائقہ اگر نیک ہو تو اُس سے بہتر کیا ہے ابن زیاد نے کہا کہ روسائی کوفہ
شیعیان علی اکثر سرکش اور بڑے ہوا خواہ مسیب کے ہیں چنانچہ دل مسیب
کا بھی انکے اعانت پر بہت قوی ہے اگر بہتر ہو تو پہلے کچھ فوج کوفہ پر
بھیجیں تاکہ وہ لوگ اہل کوفہ کو جنگ میدان کر کے ہلاک کریں اور شہر کوفہ کو
تصرف میں لا کے شیعوں کو محبوس کریں اے ابن کنانہ اس تدبیر سے
یقین ہے کہ مسیب پریشان خاطر ہو کے بھاگ کے ارادہ دشت ادبار
ہو جائے گا غرض ابن کنانہ نے اوسی دم حدیلہ نامی ایک ناپاک دشمن
خاندان رسالت کو جلد ہی سے بلوا کے دس ہزار سوار ہمراہ کر کے
کوفہ کو روانہ کیا اور تاکید اس پلید سے کہدیا کہ اہل کوفہ کو جا کے
ہلاک کرتا مقدور شیعوں کا نام و نشان باقی نہ رکھنا وہ لعین یہ سنکے
بسرعت تمام لشکر شقاوت اثر ہمراہ لیکے کوفہ کو چلا اور مسیب نامدار
جب کوفہ سے نکل کے راہی بغداد ہوئے تو پہلے کربلا میں جا کے
زیارت مظلوم کربلا سے مشرف ہو کے دعا مانگنے لگے اے آقائے
دو جہان امیدوار ہوں کہ تمہاری امداد سے اعدای دین پر ظفریاب
ہوں پس دعا مانگ کے مسیب نامدار فرات کی طرف راہی ہوئے اور
باشندگان موضع جوالفرات نے جب لشکر مسیب نامور کو آتے دیکھا
گھبرا کے قلعہ کا بند کر لیا مسیب نامور کو جب یہ خبر پہنچی کہ ان ہولداران

ید سے دروازہ بند کر دیا ہر لوس و دیندار سنے زہیر ابن نعمان نامے ایک
دار کو بلا کے پانچ ہزار سوار دی کر کہا خبردار جبتک اہل قلعہ کو
ل کر کے قلعہ کو اپنے قبضہ مین نکر لینا میرے پاس نہ آنا یہ کہکے
آخر مسیب آپ روانہ منزل مقصود ہوے دوسرے دن زہیر
ابن نعمان نے اُس قلعہ کو گہیر کے چاہا کہ آج ہوا داران یزید کو
تہ تیغ بے دریغ کر کے قلعہ پر اپنا قبضہ کر لون وہ دیندار اسی سامان
مین مصروف تہا کہ ایک شخص نے آکر کہا اے زہیر جلد یاد رکہے
ایک سردار طوق ابن کنانہ کی فوج کا دس ہزار سوار کی جمعیت
لیکے حکم ابن زیاد سے قتل جمیع اہل کوفہ کو چلا ہی یقین ہو کہ آج
کل مین وہ اسی راہ سے آپہنچے زہیر نے یہ سنکے کہا پہلے مین
اس قلعہ کو فتح کر لون تو پہر اُس کافر سے مقابلہ کرون اور اپنے
ایک خبردار سے امیر مسیب کے خدمت مین سب حال لکہ بہیجا
بعد اُسکے یہ پیغام اوسے خبردار کے زبانی کہدیا کہ میرے
جانب سے یہی کہدینا انشاء اللہ تعالی مین اس قلعہ کو آج
کل مین فتح کئے لیتا ہون لیکن آپ بہی اسیطرف پہر آئیے
ایک جانب سے مین لڑون اور دوسرے جانب آپ آکے
اُنکو قتل کیجئے بس یہ کہکے خبردار کو تو ادہر روانہ کیا اور ادہر
فوج کو آراستہ کیا اور ایک مرتبہ حملہ کر کے قلعہ کو چاروں طرف سے
گہیر لیا اور ہر سمت سے آگ لگا دی اہل قلعہ بوجہ آگ کے گہبرا گئے

لاچار ہوکے دروازہ قلعہ کا کھول ارادہ لڑنے اور بھاگنے کا کیا اسوقت
مومنین نے انسبھون کو واصل جہنم کرکے ایک شخص کو بھی زندہ
نہ چھوڑا راوی کہتا ہے جب خبر وار سکیب کے پاس وہ پیغام پہنچا
لیکر پہنچا تو سیب سنکے اوسیوقت عوام ابن مالک کو دو ہزار
سوار دیکے زہیر کے پاس بھیجا اور زہیر یہان قتل اہل قلعہ سے
فراغت پا چکا تھا کہ عوام اپنی جمعیت لیکے زہیر کے پاس آن پہونچا
دیکھکے زہیر دو ہزار فوجین ہمراہ لیکے ایک پہاڑ کے پیچھے چھپ رہا
تھا کہ قضا سے کار مدیلہ نابکار بھی لشکر لیکے اسی کوہ کے نیچے
اوترا ایک مرتبہ زہیر ابن نعمان و عوام ابن مالک ہیچ فوج
تلوارین کھینچکر اون بدگوہرون پر جا پڑے اور بہتیرونکو مار
تلوارون کے دم لینے کی مہلت نہ دے زہیر کو وہ لاشون کے
پشتے باندھکے کر کوہ استوار کئے ہیں راوی کہتا ہے اسیحال میں بہتا
اکثر مردود بھاگکے فرات میں بہہ دیا اس کو دیکھے ہوئے ملعون
خود بیابان سے گئے تھے وہان ملک الموت نے انکو پانی
مین ڈبو کے مار ڈالا اور بہت خارجی زندہ طوفان آب میں غرق تیغ
مومنین اور موج شمشیر بحر ذخار اہل دین سے بیابان بھاگ کے
نکل گئے اور کچھ خارجی مع مدیلہ لشکر ظفر پیکر زہیر ابن نعمان اور
عوام ابن مالک ہیندا میں گرفتار ہوگئے تو اہل دین با ظفر و منصور
اون ملعونکو لیکے وہان سے پھرے راوی کہتا ہے کہ دوپہر تک غنیمت

کے ہاتھ آئیں ہر ایک مومن خیال سرافرازی سے زیر بار گمان ہو کے
بردباری ہوگئی گران بار ہوگیا تھا غرض زہیر نے حدیلہ کو مع اوس نامہ کے
مسیب نامدار کے پاس کچھ لوگ تعین کر کے روانہ کیا پھر آپ بھی
بعد دو روز کے وہان سے امیر صاحب توقیر مسیب عالی نسب کی
خدمت مین گیا مسیب نے بہت سے تحسین و آفرین کر کے زہیر دلیر
سب مومنین کو سرفراز فرما کے مع لشکر ظفر پیکر وہان سے کوچ کر کے
بغداد مین پہونچا حاکم بغداد دشمن امیر باتوقیر کے خوف سے بھاگ کر
ابن زیاد کے پاس چلا گیا تھا لکھا ہے کہ اوسوقت تمام روساء بغداد
آمد مسیب سے باخبر ہوکر اس نیک خصال کے استقبال کو شہر سے نکلے
اور باعزاز و اکرام مسیب نے وہی الاحترام کو ہمراہ لیکے داخل شہر ہوئے جو
اور جہانتک خوارجی دشمن آل علی شہر مین پوشیدہ تھے اون مومنون نے
سبکو بتادیا مسیب نے تمام نابہنجار دغا کو گرفتار کر کے اعلیٰ حکم
قتل دیا کر دروازہ شہر پر لیجا کے اونکو جہنم واصل کرو القصہ جو ملعون نکلے
تمام کے لیجا کر انکو موافق حکم امیر دروازہ شہر بغداد پر لیجا کر قتل کیا
اور حدیلہ کو بندہ محبس مین مبتلائے بلا کیا اتنے مین ایک جاسوس نے
آکے امیر مسیب کو سلام کیا اور کہا ای امیر نیک نہاد عبید اللہ
ابن زیاد اور حاکم بغداد و طوق ابن کعانہ حاکم سامرہ لشکر عظیم
ہمراہ لیکے آپ سے لڑنے کو آتے ہین اور تیس ہزار سوار و پیادہ یکا
متصل تمہارے ہمراہ کر کے پہلے سے ادھر کو روانہ کیا ہے اور اسکے بعد

تمیم ابن فارس کو کچھ فوج کا سردار کرکے بھیجا ہے غرض اسیطرح
ہر کئی سردار بافوج گران ایک دوسرے کے بعد روانہ ہوئے ہین
اور ان سبکے بعد آپ یہ ملعون فوج بیشمار سے چلے آتے ہین مسیب نے
اسوقت علی خزاعی کو پانچسو سوار دیکے روانہ کیا اور اسکے بعد
ہزار سوار جرار ساتھ علی خزاعی کے باپ کو روانہ کرکے کہا تا مقدور
امداد ائمہ اطہار سے قتل کفار مین کوتاہی نکرنا مین بھی سامان
کرکے تمہارے بعد آتا ہون اتفاقاً علی خزاعی اور اسکا باپ منزل
چلے جاتے تھے اثنائے راہ مین شتر سوار نے شب کو خبر دی کہ مہلب دس
ہزار سوار کی جمعیت سے آج فلانے صحرا مین اترا ہے اور سب کے
سب بہوا سے سرد کے سبب سے بیہوش پڑے سوتے ہین اور
بیس ہزار آدمی جو کہ پیچھے آتے ہین تمیم لعین سے بڑی دور معلوم ہوتے ہین
یہ خبر سنکے دونون جوان مرد دلیر و بیدار اپنے لشکر سمیت ان بدبختونکے
سر پر جاکر شبخون کرینگے اور اسطرح پر تیغ بیدریغ کیا کہ دشمنون کی
اور مقابلے کے یارا نہ آئے جو کوئی لعین بیدار بھی ہوا تو سراسیمہ اسباب اپنا
چھوڑکے بھاگا کہتے ہین کہ ان دینداروں نے ہزار اپنا بکار شمشیر
سے مارکے واصل جہنم کئے اور باقیونکو مع مہلب و تمیم زندہ گرفتار
بھی کرکے مع غنیمت بلکہ سب نامدار کے پاس سے آنکے
پہنچنے سبب بیدونکو اور تیار جہانکے پاس جو زندان میں مقید
کرکے بھیجا تو وہ دوسرے دن پہرلا کے مناقب و فضائل جناب حیدر کرار

سب سے پوچھتے کسی نے نہ تھا سنے ایک کلمہ بھی مدح ائمہ اطہار مین نہ بیان کیا
اور مسیب نے یہ حال دیکھکر حکم سب لعینون کی قتل کا دے کر کہا کہ مطلب
وتسیم کو لیجا کے پس قید خانے مین بند کرو القصہ جب سب ملعون قتل ہوکے
واصل جہنم ہو چکے تو فوج کو آراستہ کرکے مسیب نامور روانہ سامرہ ہوا
جب قریب سامرہ وہ عالی وقار پہنچا دیکھا کہ عبداللہ ابن زیاد حاکم بغداد و
طلوق ابن کنعان لشکر بیحد سے چلے آتے ہین یہ دیکھکر مسیب نے اپنے فوج کو
حکم دیا کہ اسی میدان مین خیمہ برپا کرو منقول ہے کہ اون ملعونون نے جب فوج
دریا موج مسیب کو آتے دیکھا تو اسی صحرا مین مقابلہ پر مقام کیا دوسرے دن
بعد نماز صبح لشکر طرفین کے نشان کھل گئے اور کوس حرب بجنے
لگے اور نقیب طرفین کے میدان مین آکے باآواز بلند پکارنے لگے
اے مردان کار آج معرکہ کارزار مین داد مردانگی دے کے وہ کام کرو تا ابد
روزگار مین تمہاری جنگ جوئی یادگار رہجاوے اور صفحہ میدان جنگ کو
تصاویر کار قاتل و مقتول سے رشک نگارخانہ چین و نقش ارژنگ کرکے
طبقہ صحرائی پرخار کو آبیاری جوی خون سے مثل چمن لالہ زار نوبہار و
غیرت گلگشت جہان بنا دو اور خبردار یہ میدان جنگ بحر خون سے
مانند دریاے محیط جبتک نہو سے ہاتھ تیغ آبدار کے قبضہ
نہو نے پاے غرض نقیبون نے زمزمہ سماع اشتعال
ہوش دلاورون کو مثل طالبان سماع صدا نا سے
دم بیہوش کر دیا تو جوانان شور شعار نے نیزہ ہاتھون مین پکڑ کے

رکھی ہوئی نیزہ ہاتھ مین لیکر گھوڑے کو چھیڑ کے نعرہ اللہ و اکبر بلند کرتا ہوا
برابر اُس لعین کے آکر کہنے لگا اے دشمن خدا و رسول ہم لوگ غلام
حیدر کرار ہین بھلا ہم شیرون کے مقابلہ کو تو روباہ کیون آیا ہے خیر
انشا اللہ تعالے ضرب کشتی آمد سے مانند غبار دور کرکے تجھے قعر جہنم مین
بھیجتا ہون یہ گفتگو اُس نیک خو کی سنکر ابن ادہم سیاہ رو غیض مین آکے
کہنے لگا اے شیعہ علی دیکھ ابھی اس نیزہ سے تجکو معہ گھوڑے اوٹھا
لیتا ہون قسم ہے تمک طوق ابن کنعانہ کی یہ وہ نیزہ فولادی ہے کہ اگر
پہاڑ پر مارون تو نصف نیزہ بطن کوہ مین در آوے یہ سنکر زبیر ابن نعمان
نے کہا اے بدکردار پھر انتظار کس بات کا کرتا ہے وار اپنا کر یہ سنکے اُس
ملعون نے گھوڑے کو کاوے پر لگا کے اس زور و شور سے نیزہ
ابن نعمان پر لگایا کہ نصف بدن اُسکا گھوڑے سے نیچے جھک گیا اور
گھوڑا بھی اسکا صدمہ نکان سے لڑکھڑا کے گر پڑا یہ حال دیکھکے ابن
نعمان نے وار اُس نابکار کا خالی دیا ابھی وہ ملعون سیدھا نہوا تھا
کہ اس شیعہ علی نے نیزے کو نکان دے کے اُس ملعون کے سینہ پر
امیر اکبر کہکر اس زور سے لگایا کہ بالشت بھر نیزہ زرہ و چار آئینہ کو توڑ کر
پشت سے باہر نکل گیا جب ابن نعمان نے اپنے نیزے کو کھینچا تو وہ
لعین مع نکان نیزہ کے گھوڑے سے گرکے مانند ماہی بے آب کے
زمین پر تڑپنے لگا اوسی وقت ملعون کو قضا نے صدا امین مین گرفتار
کرکے مالک جہنم کے حوالے کردیا پس یک شور آسمان تک بلند ہوا

شان ابن نعمان مین بلند ہوا اور زہیر ابن نعمان شادان و فرحان گھوڑیکو
برق وار چپکاتا ہوا خدمت امیر مسیب مین آکر تسلیم بجا لایا تہنیت دشمن کشی
کو زبان پر لایا مسیب نے بہت اسکے تعریف وثنا سے زبان کو آشنا کیا
راوی کہتا ہے اُسوقت وہ دلیر ہمسر مانند شیر گھوڑے کو ڈپٹ کر صف دشمن
کے برابر آنکر مبارز طلب کر کے باآواز بلند کہنے لگا لے طوق ابن کنعانہ
لعنت خدا کا طوق تیری گردن مین پڑے اب اور کسی بہادر کو جنگگاہ مین
بھیج کہ وہ آکے شیرون سے میدان داری کرے والا بہتر تو یہ تھا کہ تو آپ
میدان جنگ مین آتا کسلیے کہ دعوی دلاوری تجکو زیادہ ہے یہ کلام اُس
نیک انجام کا سنکے اُس ملعون نے ایک اور سردار اہل کفار کو اُس میدان
کارزار کے لئے بھیجا اوس لعین بیدین نے برابر ابن نعمان کے پہنچکر ایک وار
نیزے کا کیا مگر زہیر نے اُسکا وار خالی دیکر ایسا نیزہ اُسکے سینہ پر کینہ پر مارا
کہ وہ کافر گھوڑے سے گر کے جہنم واصل ہوا الغرض کہ دس سوارون کو جب
ابن نعمان جری نے قتل کیا تو پھر کسی شامی کا حوصلہ نہ پڑا کہ جنگگاہ مین مقابلہ
ابن نعمان کو آئے زہیر نے جب دیکھا کہ اب کوئی میدان رزم مین نہین آتا ہے
آپ ہی وہ دلاور گھوڑے کو پھیر کے برابر صف دشمن کے آکر کہنے لگا کہان
ہے عبید اللہ زیاد جو بہت دعوے شجاعت کرتا تھا بخدا اگر اُسوقت میدان مین
آئے تو فضل خدا سے سب سپاہگری اُسکی ناک سے نکال کے اُنہین لوگون کی
طرح مار کر خاک و خون مین لٹا دون کشتے مین کہ ہر چند ابن نعمان نے باآواز بلند کہا
مگر وہ ہیا کھڑا سنا کیا اور اپنی جا سے حرکت نہ کی القصہ پھر نامدار نے گھوڑے کو

گلے مین لا کے طوق ابن کنعانہ سے مخاطب ہو کہنے لگا اے مردود کیا تو بھی
مثل ابن مرجانہ کے بزدل ہو گیا ہے آگے کچھ تو دعوے شجاعت اظہار کر
پس اُس لعین نے اپنے سپاہ کو دیکھکے کہا اے دلاورو تم مین سے کوئی ایسا ہے
کہ اُسکو جاکے ہلاک کرے اسے یارو قسم ہے یزید کی جو اُسکا سر لا دیگا مین
اُسے حکومت ایک ملک کی دیکے سرفراز کرونگا کہتے ہین اُسوقت راشد
ابن عمر یکبارگی اپنی فوج سے نکل برابر نعمان آ گے آیا وہ بدبخت معرکہ کربلا مین
لشکر یزید کے ہمراہ تھا اور بلکہ دو صحب جناب امام حسین علیہ السلام کے
اس بدبخت نے بھی شہید کئے تھے یہ ملعون بہت قوی دست شجاعت مین
مشہور تھا جب گھوڑے کو چمکا برابر ابن نعمان کے نیزہ تانے ہوئے آیا تو
تب پھر ابن نعمان دلاور نے پوچھا اے لعین تیرا کیا نام و نسب ہے وہ کہنے لگا
مین جوان راشد ابن عمر کہ جسکی شجاعت دلیران عرب کے دل مین ہے نیزہ زن
ہے سنکے ابن نعمان نے کہا لعنت خدا تجھپر تو کیا وہی مردود ہے جس نے معرکہ
کربلا مین دو صحب فرزند علی ابن ابیطالب یعنی جناب امام حسین علیہ السلام
کے شہید کیے ہین اسے بدمعاش مین تو تیری تلاش مین تھا انشاء اللہ تعالیٰ
اب تو میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہے القصہ یہ کہکر ایک نیزہ اُسکو مارا پر وہ شقی
ولیکن نیزہ کا خالی دیکے بچایا کہ اپنا وار نیزہ کا کرے ابن نعمان نے پھر بہت
تمام تکبیر کہکے ایک نیزہ اُسکے سینہ پر ایسا مارا کہ پشت سے پار ہو گیا اور
ایک ہی نیزہ تھا زمین سے اُس بیدین کو نوک نیزہ پر اٹھا کے زمین پر گرا کے
گھوڑے سے اتر کے سر اُس ملعون کا کاٹ کے مع اُسکے ہتھیار و سلاح

خدمت امیر مسیب مین لاکے حاضر کیا مسیب نامدار نے پوچھا کہ یہ سر کسکا ہے زہیر نے عرض کیا اے امیر یہ سر راشد ابن عمر کا ہے اس لعین نے خوب تیغ آزمائی کی تھی مسیب یہ سنکے بہت مسرور ہوا اور شکر خدا ادا کیا زہیر گھوڑے کو مہمیز کرکے میدان مین مبارز طلب کرنے لگا مگر فوج کفار مین سے کوئی نابکار اُس نبرد آزما کے سامنے نہ آیا مشہور ہے جب زہیر نے دیکھا کہ اب کوئی لڑنے کو نہین آتا ہے گھوڑے کو چمکا کے لشکر اعدا پر جا پڑا اور ضرب شمشیر آبدار سے بہت بہکروا روکو مار کے سوئی جہنم راہی کیا اسد مطوق ابن کنعانہ یہ حال دیکھ اپنی فوج کے افسرونکو خفا ہوکے کہنے لگا سبحان اللہ کیا ہمت و شجاعت ہے کہ ایک اعرابی کے خوف سے کوئی آسکے مقابلہ کو نہین جاتا ہے ایسے حوصلہ پر طالب جلوس ہوتے ہو یہ کلمہ سنکے ایک نطفۂ شیطان سفیان ابن احمر نام ایک سردار زبردست قوی ہیکل غیرت مین گھوڑے کو بہیرتا ہوا آگے بڑھا اور زہیر ابن علی کا ہوکر زبان نجس سے محب علی ابن ابیطالب کو بہ حقارت و ملامت یاد کرنے لگا لکھا ہے زہیر کلمات بیہودہ سنکے غضبناک ہوا اسلحون پر حملہ ور ہوا وہ بدگہر بھی اُس شیر سے مقابل ہوکے آمادہ کارزار ہوگیا دونین نیزہ بازی ہونے لگی بعد رد و بدل بیشمار دونون کے نیزہ ٹوٹ گئے جسوقت زہیر ابن نعمان نے شمشیر آبدار علم کی تو مرکب نے آپ سے ٹھوکر کھائی کہ زہیر نیک سعادت گھوڑے سے بے اختیار زمین پر گرنے لگا لیکن اُس دلیر امداد شیر خدا نے بہ سرعت چالاکی جست کرکے گھوڑے سے الگ ہوکر زمین پر قائم ہوگئے سامنے ایک تلوار اُس نابکار کی ہوا پر ایسی ماری کہ چاروں پاؤن

اُس گھوڑے سے کے صاف الگ ہو گئے مگر گھوڑے سے گرتے ہی اُس
شقی نے سنبھل کے یہ ارادہ کیا کہ زہیر پر دار تلوار کا کرے زہیر نے پھرتی
کر کے جھپٹ کر تلوار اُس نابکار کی چھین لی اور وہی تلوار اُس بدکار کے سر پر
لگائی کہ سر اُس لعین کا تن سے قلم ہو کے دور جا گرا یہ حال بشاشت مال
دیکھ کے لشکر اسلام مین شادیانی بجنے لگی اور صدائے احسنت کا غل
بلند ہوا بعدہ زہیر ابن نعمان نے شکوہ شان اُس بے ایمان کا خدمت
امیر سیب مین لا کے پیرون پر ڈال دیا تو امیر سیب نے زہیر کو خوشی سے
گلے لگا کے خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا لیکن زہیر دلیر وہ خلعت پہن کے
پھر میدان کارزار مین آ کے مبارز طلب کرنے لگا طوق ابن کنعانہ لعین
شجاعت وہمت زہیر ابن نعمان کو دیکھ کے اپنی فوج سے کہنے لگا کہ دس
آدمی جا کر اُس تنہا کو گھیر کے مار لو بس یکبارہ دس نابکار اُس یکہ جوان
غلام شیر یزدانی سے لڑنے کو گئے پہ دلاور تقاضائی شجاعت سے تنہا
اُن پر حملہ ور ہوا اور امیر سیب نے یہ حال دیکھ کر دس آدمیون کو جنگ دیدہ
و کار آزمودہ تھے امداد زہیر کو بھیجا وہ دسون دلاور تیغ علم کرتے
ہوئے آ پہونچے اور زہیر کے ہمراہ اُن اشقیا و پر حملہ ور ہو گئے مدد
ایزدی سے بیش تار یونکو واصل جہنم کیا اور بہت سے نابکار ونکو
ایسا زخمی کیا کہ انکو سوا بھاگ جانے کے کچھ بن نہ پڑا غرض وہ بد حال
افتان و خیزان طوق ابن کنعانہ کے پاس گئے اُس ملعون نے انکا یہ
حال دیکھ کے پانچسو آدمی اور زہیر سے لڑنے کو بھیجے امیر سیب نے بھی

کہ پانچ سو نامرد زہیر سے جنگ کرتے آتے ہین اُسنے سو جوان اور
مدد ابن فغانکو روانہ کئے القصہ جب فوج طرفین میدان مین آکے کھڑی
ہوئی تو زہیر دلاورنے پہر اُن ملعونون پر حملہ کرکے معہ مومنین ایسی تیغ زنی
قوم مشرکین پر کی کہ نصف اشقیا ضرب شمشیر اجل سے دم بہر مین بیجان
ہوگئے اور تمام صحرا مین جا بجا خون کے تہالے اُنکے غسل دینے کے لئے
بہر گئے اور لاشین اُن بیحیاؤنکی خاک و خون مین غلطان خار سم سمند
مجاہدین مین مدفون ہوگئین باقی مجروح ہوکے بہاگتے ہوئے ابن کنعانہ
کے روبرو گئے اُس تاریکی سینہ مین آتش غیظ و حسد ایسے شعلہ ور ہوئے
کہ نامرد نے ہزار نا ہنجارونکو زہیر نامدار سے لڑنے کو پہر بہیجا امیر مسیب نے
بہی دو سو آدمی اور امداد زہیر کے لئے روانہ جنگ گاہ کئے لیکن پہر
نامدار تین سو دس دلاورون سے ہزار نابکارونپر حملہ کرکے مانند برق جا پڑا
اور بہت سے ستمگارونکو تیغ و سنان سے بیجان کرکے باقی بیدینونکو
دشت وغا سے بہگا دیا لکہا ہو کہ طوق ابن کنعانہ مردود کا آتش رشک سے
ایسا کلیجہ جل گیا کہ لعین کے دماغ سے سوز آتش غضب کے سبب سے
دہوان نکلنے لگا اور غصہ کے مارے سیاہ قلب کا منہ سرخ ہو گیا
غرض بہت سا پیچ و تاب کہا کے کہنے لگا اب ہم آپ میدان جنگ مین جا کر
دیکہین تو شیعیان علی ہمارا کیا کرتے ہین یہ کہکے وہ لعین گہوڑیکی پیٹہ سے
سوے جنگگاہ اسی جہت سے چلا کہ زرہ فولادی مطلا در بر خود فولادی
مرصع بر سر نیزہ در دست مین لیا ایک گرز گاؤ سر پہلو شمشیر کمر مین تمام فوج کو ہمراہ لیکے

میدان وغا مین آکے تعریف نیزہ کرکے بآواز بلند کہنے لگا اسنے سیف تو آکے
میدان مین جسسے مصروف وغا ہو سیف نامدار یہ سنکے گھوڑے کو مہمیز کرکے ہاتھ
باوصبا نیزہ ہلاتا ہوا میدان مین موزہیر نامدار و باقی دلاوروں کے فوج سنگر سے
جاکے ملگیا پھر تو تیغ زنی کی صدائے چکاچاک کے سوا کچھ آواز نہ سنائی پڑتی
تھی غرض لشکر خوارج مین ایسا تہلکہ پڑگیا کہ کسیکو سوائے اپنی جان کے
کسیکے خبر نہ تھی اور ہرچند فوج دار وگیر دلاوروں سے کرتا تھا مہر منیر جلد سے
میدان فلک سے کنارہ کش ہوگئے خیمہ مغرب مین جا بیٹھا لیکن نماز شام
منعیان قتال گرم رہا جب کوئی پست پا ہونے والا پیدا ہوا تو گھڑی رات سے گئے
طبل بازگشت لشکر طرفین سے طبل نواز بجانیلگی اسوقت دونون لشکر کے
لوگ اپنے اپنے لشکرگاہ کو پھر گئے کہتے ہین کہ فوج طوق ابن کنعانہ مین
اس روز بھی ہونکی خوب گرم بازاری رہی تھی کہ بعد سرور ماتند قصابان عبد سے
دست سوزن سیکے سر شیہ مین جاکے مجروحونکے زخم سینے لگے لکھا ہے کہ طوق
ابن کنعانہ کی فوج سے آٹھ ہزار نابکار اسدن زخمی ہوئے تھے اور پانچ ہزار
خارجیون نے بستر مرگ پر لیٹکے رخصت فنا سے اپنی نجات پایا تھا
اور اسی سیف کے لشکر کے چار سو دلاوروں نے میدان شہادت مین
جاکے خیمہ کوثر سے گئے بس تمام شب طرفین لشکر کے مین اسی سبب سے
بیدار رہی ہوشیار رہی کہ لشکر طوق ملعون مین زخمیونکے آہ و نالہ سے
نیند لوگونکی حرام ہوگئی تھی اور اسی سیف کے فوج ظفر موج مین جو مستی
سامان جنگ تیار کرکے سے کیکر مہلت آرام نہوئی الغرض سب اسی

دوا ہوش اور فکر و تردد میں بسر ہو سکے صبح کو بعد از نماز فجر دونوں طرف سے
لشکر و نخین کمر بندی ہونے لگی سوار و پیدل آ کے رزمگاہ میں صف بندی کر کے
آمادہ جدال و قتال ہو گئے جسوقت جانبین میں صف آرائی ہو چکی تو طرفین کے
پیادے میدان وغا میں آ کے ایسے صرف پیکار ہوئے کہ غارت گرند سے نے
دامن صحرا کو نقد جان انسان سے مالا مال کر دیا جب وہ دلاور بازار قضا کو
آراستہ کر چکے تو مسیب دیندار اپنی فوج کے سواروں سے پکار کے کہنے لگا
کہ خبردار آج لڑائی کو بے فتح کئے نہ چھوڑیو یہ کہکے دس ہزار سوار زبیر کے
ہمراہ کر کے میمنہ لشکر آراستہ کیا اور دس ہزار سوار علی خزاعی کے سپرد کر کے
اور میسرہ کے لشکر پر بھیجکے سب سے کہدیا کہ قلب لشکر ابن کنعانہ پر حملہ
کر کے کار شمشیر ابدار سے تم دونوں غول بھی میں جیسا ضربت تیغ سے مشکل
قتل عدو میں مصروف ہوتا رہوں گا تا ہر یہ کہکر امیر تامور بیس ہزار سوار
و پیدل سے قلب فوج دشمن پر مانند برق تیغین چمکا تا ہوا جا پڑا اور وہ
عدو بھی کینہ جنگی پر آمادہ ہو گئے غرض مسیب نامدار طوق ابن کنعانہ
کے مارنے پر کمر ہمت استوار کر کے نعرہ یا آل ثارات الحسین کرتا ہوا پہلا
اور میمنہ و میسرہ سے زبیر ابن نعمان و علی خزاعی بھی مع فوج دریا موج ملائکہ
علم اللہ بنزے تلنے نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے لشکر کفار کو ضرب نیزہ و تلوار
خاک ہلاکت پر گرانے لگے اور فوج طرفین ایسی ایک ہو گئی کہ تمیز فرق لشکر مسیب
و ابن کنعانہ میں نہ ہوتی تھی لیکن دلاوران اہل دین نے قوم مشرکین کو نیچے
تلواروں کے ایسا دبا لیا کہ ملعون نے سر اوٹھانے کی بات نہ پائی اور عدو بھی

بنو ہوئے اہل دین سے پھر گئے اور مسیب نامدار ابن کنعانہ کے پیچھے جب آمادہ کارزار ہوا تو وہ شقی بھی اپنا فن نیزہ بازی دکھانے کے لئے نیزہ لیکے اُس دلاور سے مقابلہ کو مستعد ہو گیا الغرض کہ امیر نامور مسیب عالی گہرنے بھی وار نیزے کے اُس بدکار پر بیحد و حساب کئے جب سب سب طعن سنان اسکے بھی خالی گئے تو ایکبار مسیب نامدار نے با امید کرار کہکر اُس پھرتی سے نیزہ سینہ پر کینہ جفا کار پہ لگایا کہ دو بالشت نیزہ اس لعین کے پشت سے باہر نکل گیا اور وہ بیدین مرکب سے واصل جہنم ہوا ناگاہ نظر مسیب نامدار کی ابن زیاد پر جا پڑی دیکھا کہ وہ بیدین بھی مرکب بادرفتار پر سوار سب ہتیار سجے ہوئے خود زرہ سے آراستہ قلب لشکر میں کھڑا ہو دیکھتے ہی امیر مسیب مثل شیر غضبناک اس بیدین کے برابر گھوڑے کو چمکا کر جا پہونچا ابن زیاد بھی تیغ علم کر کے مقابل آگیا غرض مسیب نامور نے نعرہ اللہ اکبر کرکے ایک ہاتھ تلوار کا اسکے سر پر ایسا چھوڑا کہ خود کو کاٹ کے سر میں اتر گیا اور دریا سے خون اس ملعون کے سر سے بہنے لگا مگر وہ والدالزنا گھوڑیکو تازیانہ مار کر جلدی سے نکل کر سے کمر سے تھوڑا سا پھاڑ کر زخم سر کو مضبوط باندھتا ہوا نشان دیا اُس شیر مست کے سامنے سے بھاگ کر پھرا اور ایک طرف کو نکل گیا جبکہ فوج شوم نے دیکھا کہ سردار انکا شکستہ پا ہوا اور مسیب نے زخمی کیا ہے تب ہر ایک ان میں کا پیش میدان وغا سے بطرف صورت امان جلدی بھاگنے لگا لیکن فوج اسلام نے اُن کفار و ناکار

تعاقب کر کے ہزاروں کو راہ دوزخ سے آگاہ کر دیا القصہ بصدق امداد ائمۂ طاہرین علیہم السلام ہزیمت دشمن لعین سے فتح اہل دین کو عظیم نصیب ہوئی اور مومنیون کو خوب مال و اسباب ان لعینونکا غنیمت مین ہاتھ آیا امیر آسکے مسیب نامدار نے تین دن اسی میدان مین مقام کر کے مومنینونکی لاشون کو کفن دیکے دفن کیا چوتھے روز وہانسے کوچ کر کے مسیب معہ فوج مردانہ وار جانب سامرہ روانہ ہوا قریب سامرہ خبر ورود لشکر فتح اثر مسیب عالی وقر شنکے تمام روسائے شہر معہ خورد و بزرگ معہ تحفہ و ہدایہ موافق مقدور استقبال اس نیک خصال کو آئے اور بعد حصول شرف ملازمت ہرایک نے ہدیہ و تحفہ پیش کر کے باعزاز و اکرام اس امیر با توقیر کو شہر مین لاکر داخل دالامارہ کیا لکھا ہے کہ ایک جاسوس نے آکر خبر دی اے گروہ نیک سیر محبان خاندان شاہ مردان وہ سردار جو آپکے طرف سے مدائن اور بصرے اور واسطہ کے جانب گئی تھی بفضل ایزد بیہمال اور تمہارے اقبال سے باحسن وجوہ سب نام آوروں نے ان سب شہرونپر تصرف پایا اور خطبہ جناب سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام کے نام پر ہر شہر مین پڑھا گیا بلکہ یہانتک اشقیا و دشمن آل عبا تھے تمام قتل ہوگئے زندان جنہم مین محبوس ہو گئے سب مومنین یہ خبر فرحت اثر سنکے شاد و مسرور ہو کے سجدہ شکر بارگاہ کبریا مین ادا کرنے لگے واللہ ولی المومنین وہو خیر الناصرین مخبر کیسیرزو نیم سیدنے خوش تقریر نے بسند اہل تواریخ سے اسطرح بیان کیا ہے کہ جب عبید اللہ نابکار میدان وغا سے بھاگ کے دس ہزار نامردونکے جمعیت سے شہر موصل تین جاکے پہونچا تو جمعیت سپاہ نامدارسے اس ملعون کا پیر جو خاوی تھا ستمگار اونچی

یہ ٹھہرا چند روز مقام کر کے زمانہ سے خائف و ہراسان بہ ابتیشی یزید کے پاس ناقہ دیو مانند پہونچا اور تمام ماجرا اپنے شکست و طوق ابن کنانہ کے طوق اجل میں گرفتار ہونے کا با صد رنج و ملال بیان کرنے لگا یزید روسیاہ یہ حال سنکے کچھ خوف مرگ و یاس سے نڈھال سا ہوکے ابن مرجانہ سے کہنے لگا اے بھائی تقدیر کے آگے کچھ تدبیر نہین چلتی ہر کیلئے سب برگشتگی طالع کے علامتین ہین کہ صاحب ملک و مال و حشم اسطرح کی ہزیمت پا رہین لیکر ماموں کے سمانوں اور سینہ میں آتش کینہ آل علی پھر کچھ شعلہ زن ہوئے تو خطوط اُسنے اس مضمون کے لکھوا کے ہر طرف اپنے ہوا خواہونکو ممالک محروسہ میں بھیجنے لگا کہ جس سے اسقدر فوج جمع ہو سکے ہمارے پاس جلد روانہ کرے راوی کہتا ہے تھوڑے سے عرصہ مین تین لاکھ ستر ہزار آدمی دشمن اہلبیت اطہار اُس نابکار کے پاس آکر حاضر ہوئے یزید پلید اس جمعیت کو دیکھکے سامان سفر عراق پر آمادہ ہوکے مسیب نامدار سے سامرہ مین جاکے لڑنے پر مستعد ہوا یزید کے مشیرونمین صفوان ابن عامر نامے ایک شخص دوستدار اہلبیت اطہار بڑا عاقل تھا یزید کے روبرو تقیہ کرکے اپنی محافظت جانمین مصروف رہتا تھا یزید بھی اُسکو اپنا دوست کامل سمجھکے ہر ایک مشورے مین شریک کرکے اپنے راز سے آگاہ کیا کرتا تھا غرض جب اُس نام آور سے بھی مصلحتاً اپنے عزم کو ظاہر کیا صفوان نیک طینت اُس بے ایمان کے نیت سے آگاہ ہوکر گھبرا گیا اور ایک شخص کو مخفی امیر مسیب کے پاس قصد یزید سے آگاہ کرنے کو پہلے سے کہ یزید کوچ کرے

پیغام دے کر روانہ کیا کہتے ہین جب صفوان قاصد کو روانہ کر چکا یزید نے
ایکدن اپنی محفل مین پکار کر کہا کوئی شخص ایسا با تدبیر دلاور ہے کہ مجھسے بیڑا لیکے
جاکر مسیب کا سر لاکر میرے روبرو حاضر کرے یہ بات سنکر اسکے لعینون
مین سے تو کوئی نہ بولا مگر کئی شخص ایلچی شاہ روم کے تھے اس محفل مین
حاضر تھے انھین سے ایک شخص بول اوٹھا اے ابن معاویہ یہ کام میرا ہی
کہ آئین جنگ سے مین خوب واقف ہون اگر میرے ہمراہ کچھ سپاہ کر دی
تو امیر مسیب کا سر لاکے تیرے خدمت مین حاضر کرون یہ سنکے یزید
غدار نے چالیس ہزار پیدل سوار معہ عمر عاص و ابن زیاد اسکے ہمراہ کر کے
روانہ سامرہ کیا اور بتاکید تمام سب سے الیاس اخرج الناس کہنے لگا
خبردار الیاس [illegible] اسکے فرمانبرداری مین ہر گز کوئی انحراف نکرے القصہ
چالیس ہزار آدمی لیکے قطع منازل و مراحل کرکے ایک عرصہ قلیل مین قریب
سامرہ پہونچا ناگاہ شہر شجر کلب نامے ایک جاسوس تھا امیر مسیب کے روبرو آیا
اور بعد سلام کے عرض کرنے لگا اے امیر نیک تقدیر الیاس رومی اور
عمر عاص اور عبید اللہ زیاد چالیس ہزار آدمیونکی جمعیت سے ظالمے [illegible]
آپ سے لڑنے کا ارادہ کیے پڑاو ترے ہین یہ سنکے امیر باتوقیر سامان
جنگ سے درست آمادہ پیکار ہوشیار تو بیٹھا ہی تھا سنتے ہی اس خبر کے
اپنے لشکر کو خوب آراستہ کرکے دس ہزار سوار پیدل سے [illegible] کو آگے
پہلے روانہ کیا کہ تم فلانے جنگل کی طرف سے جا کر ان بدگہرون پر شبخون کے
سے آنا اور مین انکو سامنے سے آکے قتل کرنا شروع کرتا ہون [illegible]

جب اُس جنگل کے جانب سے لشکر ظفر پیکر روانہ ہوا تو مسیّب عالی ہمت بھی تین ہزار
سوار نامدار اپنے ہمراہ لیکے مقابلہ پر اُن ملعونوں کے چلا لکھا ہے کہ وہ بدبخت سختی
سفر راہ دور و دراز سے تھکے ماندے لیٹے لیٹے خیموں مین بستر غفلت استراحت
پر سوتے تھے یکبارگی سپاہ سید نامدار اُنکے قریب پہنچکے اپنا رعب
ڈالنے کے لئے کوس حربی بجانے لگے گھوڑوں کو ڈپٹ کر اُن خوابیدہ
بختوں پر جا پڑے اور ایک ہی حملہ میں دلیر نبرد آزما دس ہزار سوار و پیادے
تلوارین علم کئے ہوئے آن پڑے کشتے ہین کہ غازیوں نے ملعونوں کے
بستروں سے اُٹھنے کی مہلت نہ دی دم کے دم مین ہزاروں کافروں کو
بستر مرگ پر لٹا دیا جن بیچاروں نے ہتھیار پکڑکے سامنا کیا اُنکے سلنے
فوج اجل آکے مقابل ہو گئی ہزاروں اپنی جان بچا کے دہشت سے
بھاگ گئے عمر عاص و عبید ابن زیاد بھی کل اپنا مال و اسباب چھوڑ کے
گھوڑوں پر سوار ہو بھگوڑوں کے غول مین جا ملے مگر الیاس رومی اپنے
تکبر کے شومی سے فوج اسلام مین زندہ گرفتار ہو گیا اور جب مومنین
تمام مال و متاع و ہتھیار و گھوڑے اُس فوج اہل سقر کے سب کو لوٹ کر
لے آئے تو جب آفتاب عالمتاب کنارہ مشرق سے بارو سے روشن
شادیانی و فتح و ظفر مومنین سے یکبار مرکب چرخ پر سوار ہو کے نکلا آسمان
اہل اسلام بصد خوشی و خرمی الیاس رومی افسر لشکر کو پا بہ زنجیر
مسیّب کے پاس لے آئے وہ بیدار اسی ترسان کے کچھ بھی چلا
تو وہ خائف و ہراسان بیم قتل سے زبان سے کچھ کہتا ہی تھا کہ

کر کے چپکا کھڑا ہوا جیوانونکی طرح امیر مسیب کا منھ دیکھا کیا جسوقت مسیب نے معلوم کیا کہ یہ شخص توم ترسا ہین ہے ہیکہ اسکو آئین مذہب اسلام سے کچھ آگاہی نہین ہے امیر باتدبیر اُس سے متبسم ہوکر کہنے لگا اے الیاس مین اس شرط پر تجھے دست بردار ہوتا ہون کہ یزید کے پاس جاکے میرے جانب سے یہ بیان کر کہ اے بدگہر کسی صورت دوستان امام حسین علیہ السلام تجھے زندہ نہ چھوڑینگے بس تیرے حق مین یہی بہتر ہے کہ اہل بیت اطہار کو میرے پاس روانہ کر اور اگر تجکو اسمین تامل ہے تو اس میرے کلام کو یاد کرنا کہ وہین شام مین آکے تجکو معہ تیرے ہوا خواہونکے تہ تیغ بیدریغ کر کے واصل جہنم کرونگا القصہ یہ پیام دیکے الیاس رومی کو چھوڑ دیا بعد چند روز کے وہ ترسائی یزید غدار کے پاس پہونچکر حالت فرار وہ بدانجام قتل و قمع جو کہ تیغ سوختن سے اُس شقی کو تا صبح ربی تھی معہ کیفیت گرفتاری و پیام مسیب نیک نام من وعن اُس بدکردار سے بیان کرنے لگا ہر چند عمر عاص و ابن زیاد نے پہلے اوس سے سوا ئے گرفتاری الیاس رومی و پیام مسیب سب حال بیان کر چکا تھا مگر بیان الیاس سے آسکے بالکل حواس باختہ ہوگئے کہتے ہین یزید پلید دمشق سے نکل کے ایک پہاڑ کے نیچے معہ فوج اترا ہوا تھا یہ حال سنکر بہت پریشان و بدحواس ہوکے عمر عاص و ابن زیاد سے پوچھنے لگا کہ تمہارے ہمراہ جو لوگ گئے تھے انھین سے کتنے آدمی

مارے گئے ہین آن دونون نے جواب دیا کہ پندرہ ہزار آدمیون کے
قتل ہونیکا تو یقین کامل ہے کسلیے کہ سب فراری قریب پچیس ہزار
آدمیونکے آنجگہ سے یہان مجتمع ہوچکے ہین اور شاید اور لوگ بھی
بھاگے ہوئے آجاوین غرض الیاس رومی کے آنیکا حال صفوان
ابن یزید پلید کے پاس جسوقت آیا وہ اسکو دیکھکر بے اختیار رو کے
کہنے لگا اے صفوان مین کیا کہون کہ شیعیان علی نے مجھکو کیسا تنگ
کر رکھا ہے بلکہ مجھے اپنی جان بھی انکے ہاتھ سے بچتے معلوم نہین ہوتی
اسکی کیا تدبیر کرون اس مقدمہ مین میرے ذہن مین کچھ نہین آتا ہے
صفوان نے یہ سنکے پہلے اپنے دلمین کہا اے لعین جیسے ظلم تو نے
آل طہ و یسین پر کئے ہین انشاء اللہ تعالے اس سے زیادہ ظلم و ستم
دیکھکر تو واصل جہنم ہوگا اور پھر اس لعین کو جواب دیا اے امیر شام
مسیب نامدار کوئی بڑا اولوالعزم و بہادر معلوم ہوتا ہے اگر یہی حال ہے
تو یقین کامل ہے کہ آج کل مین وہ فوج لیکے دمشق مین آپہنچیگا اب
اے امیر میرے نزدیک تو مناسب یہ ہے کہ تو دمشق کو پھر چل اور
اس سے کچھ گفتگوی صلح و پیشکش کر خدا اسے ابن معاویہ اس سے
تیرا بقا بکرتا کسی عنوان میرے جانے مین بہتر نہین ہے آیندہ جو تیرے
ذہن مین آوے اسپر عمل کر یہ کلام اس تنگ اشتہام کا سنکے یزید نے کہا
اے صفوان یہانسے میرا دمشق کو جانا بھی تو مصلحت نہین ہے اسلیے
کہ تمام ممالک محروسہ مین جسوقت یہ خبر مشہور ہوگی کہ یزید لڑنے سے

ارادے پر دمشق بت نکل کر شہر کو پھر گیا ہے شاید جنگ مسیب سے
ڈر گیا ہے اسے صفوان اسوقت یقین ہے کہ میرے تمام مملکت مین اس
بات سے بے انتظامی ہوجاوے گی اور جو میرے ڈر سے کچھ بول
نہین سکتا ہے وہ منحرف ہو جائیگا القصہ جب یزید نے یہ کہا تو صفوانکو
یقین ہوا کہ یہ مسیب سے ضرور لڑے گا دیکھیئے کیا ہوتا ہے اس لعین کے
ہمراہ تو فوج بیشمار ہے اور کیا معلوم ہے کہ مسیب کے پاس کتنے لوگ ہیں
کہ اس خیال سے صفوان کچھ متردد سا ہو کر خاموش ہو کے الیاس رومی کے
طرف دیکھنے لگا اسوقت الیاس نے بھی یزید سے کہا اے امیر شام
مسیب سے جنگ و جدال کرنا تمہارے لئے مناسب نہین ہے بس یہ
بہتر ہے کہ اب دمشق کو پھر چلئے پھر بعد اسکے جو مصلحت دیکھئے گا ویسا
عمل مین لائیگا یزید نے اسکو بھی وہی جواب دیکے کہا بھلا کیا شد
لیکے دمشق مین پھر جاؤن اے الیاس سچ تو یہ ہے کہ ایسی زندگی سے
مرجانا میرے لئے بہتر ہے یہ کہکے صفوان سے کہنے لگا جلد ہی جاکے
دمشق سے جو کچھ اور سامان حرب کے ضرورت ہوا سے بھی لے آ مین
یہان سے کوچ کرکے جانب سامرہ روانہ ہوتا ہون یہ سنکے بعد ناچاری
صفوان دمشق مین جاکے جو کچھ اور درکار تھا وہانسے لے آیا غرض یزید
اس جا سے کوچ کرکے مسیب سے لڑنے کو معہ فوج قاہرہ باسامان
حرب راہی ہوا صفوان نے ایک اور شخص کو مخفی امیر مسیب کے پاس
اس حال کا پیغام دیکے روانہ کیا کہ یزید پلید فلانے جگہ سے کوچ

ہمراہ لیکے تمہارے قصد کو عزم جنگ تیار ہوا ہے ہم ہر گز تم بھی اپنے سامان سے
غافل نہ رہنا۔ سنتے ہی قاصد نے مانند صبا مسیب کے پاس پہونچکے
اس خبر سے اس عالی وقار کو آگاہ کیا اوسیوقت مسیب نامدار
بافوج جرار کوچ کرکے منزل مقصود کی طرف چلا جبکہ لشکر ہا بہمین
درمیان مین ایک فرسخ کا فاصلہ رہ گیا تو مسیب نامدار نے اترجا
مقام کرکے اپنے لشکرگاہ کو درست کرلیا تھا جب یزید غدار کو
اطلاع اس حال کی ہوئی کہ مسیب نے ایک فرسخ کے فاصلہ پر
لشکر اپنا آراستہ کیا ہے اوسیوقت ابن معاویہ نے بھی لشکرگاہ کے
درستی کے لئے اپنے لوگونکو حکم دیا غرض اس ملعون کے سردار بھی
جلدی سے درستی لشکرگاہ سے فارغ ہوکر فوج کو جنگ پر آمادہ کرکے
موافق حکم یزید کے صفین لشکر کے آراستہ کین اور طبل جنگی بجواکے
آمادہ کارزار ہوگئے لیکن جسوقت ایک خبردار نے آکر مسیب نامدار
سے یہ حال بیان کیا کہ اے امیر فوج یزید مین تمام و کمال درستی
سامان حرب ہوچکی معلوم ہوتا ہے کہ کل صبح کو بازار جدال و قتال
گرم ہوگا یہ سنکے امیر مسیب نے بھی اسی دم کوس حربی بجواکے اپنے
لشکر کے تمام دلاورونکو درستی سامان حرب سے آگاہ کردیا اور جیسا
طبل جنگ کی آواز رعد تمام میدان مین پھیل گئے تو دلاور
آپس مین ایک دوسرے سے بخوشحالی تمام کہنے لگے کہ انشاء اللہ الرحمن
تصدق سے روح پاک جناب امام حسین علیہ السلام کل صبح کو

طائر جان لشکر یزید بے ایمان کو دام شمشیر تیر و سنان سے ہم شکار کرینگے
پس کسطرح آج خداوند عالم تصدق اپنے کبریائیکا اس شام تیرہ و تار کو
تمام کرکے ہمارے صبح امید کو جلدی روشن کرے کہتے ہین مومنین تو
اس گفتگو مین تھے مگر قوم یزید مین جا بجا یہ چرچا تھا کہ لشکر مسیب مین
بڑے بڑے دلاور نامی و بہادر لوگ ہین یہ کبھی نہین سننے مین آیا ہے
کہ ان لوگون نے کسی جنگ مین ہزیمت پائی ہو سوائے اسکے کہ لشکر
عدو کو شکست دیکے خراب کرتے رہے ہین دیکھئے کل کسطرح پر صورت
حرب دکھائی دیتی ہے بخدا میدان مین ان لوگون کے ہاتھ سے اگر
جان بچ جاوے تو ہزار غنیمت ہے اور خداوند جہان اس حرامزادے
یزید کا سزا کرے کہ اسنے ہمارے جان کو اس آفت مین عبث مبتلا کیا ہے
واسی ملعون کے سبب سے ہمارے اہل و عیال بھی ہم سے چھوٹے
اور ہم اس تہلکہ مین پھنسے ہوئے ہین کیا خوب بات ہے اگر خداوند کریم
اپنی قدرت کے صدقے سے آج کے شب کو روز قیامت کی درازی
عطا کرے کہ ہم پھر کبھی صبح سے آشنا نہوین جبتک کہ یزید لعین جا کے
شہر شام پھر جاوے یہ کہکے آپس مین تمام فکرمند ہوکے کہنے لگے دیکھئے
کل بھی ایک دوسرے کو زندہ دیکھین گے یا نہین قسم ہے خداے
برتر کی اگر لڑائیکا کچھ رنگ بے رنگ ہوا اور جان بھی بچا ہی
سلامت رہی تو ہم میدان سے بھاگ کے ابن معاویہ کو مفت مین
ہلاکت مین ڈال دینگے تا یہ ملعون بھی تو جانے کہ اپنی حکومت کے

طبع مین کسی کی جان ہلاک کرنے کیسی ہوتی ہو بس اسی گفتگو مین
تمام شب ان سپہ بختون کو گذر گئی اور تقاضاے بزرگی شب درستی سامان حرب
مومنین سے فراغت حاصل کر چکا تو یکایک شہسوار عرصہ فلک رومی
زرین کلاہ خورشید نیزہ شعاع ہاتھہ مین لیکے توسن طلوع پر سوار
ہوکے کنارہ صحراے مشرق سے نمودار ہونے لگا یہہ دیکھکر سپاہ
مومنین بھی نماز صبح سے فراغت کرکے میدان ستیز مین صف آرا
ہوکر شور نعرہ حیدری سے آثار عربدہ ستیزی ظاہر کرنے لگے
اسدن لشکر اسلام کے پیادے آگے بڑھ گئے اس ارادے سے
میدان مین کھڑے ہوئے تا آج سب سے پہلے فوج اعدا کی
سوار و پیادل کو ہم جا کر نذر تیغ کرینگے جبکہ یزید غدار بھی چتر زرنگار
لگاکے اپنی قلب لشکر مین آیا اور مسیب نیدار کی اس بدکردار پر
نظر پڑی تو مسیب نامور نے اسکو دور سے دیکھکر علمدار کو لیکے
حکم کیا کہ پھریرہ نشان کا کھولدے اور تمام لشکر کے نشانون کو
اس علم کے برابر پھریرے کھلوا کر استادہ کرواکے فرمانے لگا ہمارا
ہمرہان نثاران خاندان حیدر کرار کا بھی چتر زرنگار ہمیشہ کیلئے
اس دیندار نے زیر علم کھڑے ہو فرمایا بس اب کاہے کی دیر ہو
بلبل خوش نواے طبل جنگ کو اس گلزار ہمیشہ بہار مین جسکم
نوا سنجی کی دستی مین اسوقت باد نسیم کی چلنے سے غلغلہ ہے کے
پھریرہ ہونکا اڑنے آیا اور طبل جنگ کے ذرا ایسے زور سکا مانند گلگشت عندلیب

بلند آوازی اپر سے ہو دلاوران عرصہ نبرد کے لئے فرحت بخش تماشائے چمنستان خلدِ ارم ہوگیا تھا غرض ہر دم خون جرات شیران بیشہ وغا کا جوش مین آکے یون پنجہ ہمت عدو افگنی کو قبضہ شمشیر پر حکم دست اندازی دیتا تھا کہ ہر ایک بہادر شہسوار سمند دلیری باگ گھوڑے کی اٹھا کے سمند برق رفتار شجاعت کو جولان مین لاکے خواہش دشمن کشی کرتا تھا اور سیف نامدار اس شان و شوکت سے شمشیر آبدار کمر مین حمائل کئے ہوئے اور سپر پارہ ابر رحمت کردگار اپنی پشت پر لگائے نیزہ سیر اسیر ہمسر شعاع مہر منیر ہاتھ مین لئے ہوئے زرہ فولادی اور چار آئینہ مرصع و دستانہ جوشن نما سے آراستہ مرکب بادپا پر سوار زیر علم با ہزاران کر و فر کھڑے ہوئے تھے کہ نیر فلک سے آتش مہر خورشید سے اسکے وضع چشم زخم کے لئے سپند زراعت کو جلاتا تھا القصہ جب سیف نامور نے ہزبران پیشہ غزا کو و فور ہمت و کشتی ایسا بیقرار پایا تو علمداروں سے اشارہ کیا کہ نشانہائے شہامت بنیان کو جلو مین لاؤ حسب موافق ارشاد امیر نیک نہاد سب علمدار عمل مین لائے اسوقت سیف نامدار نیزے کو تکان دیکے گھوڑے کو مہمیز کرکے مانند شیر غضبناک فوج یزید پر چلا تو یہ حال خیریت مآل دیکھ کر تمام سرداران لشکر بھی مثل رعد شور شعار اس دیندار کے پیچھے روانہ ہوکے مانند غضب ایزدی لشکر یزید پر جا کے تیغ و سنان لیکے ٹوٹ پڑے اور بیابان دو جانب

جب یہ حال دیکھا وہ بھی تلواریں کھینچکر لشکر زینہ کے پیادوں کے
غول پر مثل برق جا پڑے بیان اخبار لکھتے ہیں کہ لشکر جابین
کے سوار و پیادے سے بے محابا ایک دوسرے سے تیغ و سنان سے
ضرب و طعن میں مشغول ہوئے تو اسوقت سوائے ار ار کے
اور کچھ حرف کسیکی زبان سے نہ نکلتا تھا ایک کہتا تھا اے خبر لیو
میرے روک دوسرے کا یہ کام تھا کہ ارے وقت شرم سے
میرے سامنے سے نہ بھاگ اور کوئی دہائی دے امن اسد قدم آگے
بڑھ کے اپنی فتح و ظفر کا امیدوار تھا کوئی کسیکو سینی تیغ سے
بیجان کرنے کے درپے تھا اور کوئی تیر یا تلوار کے ہاتھ سے
الامان الامان پکارتا تھا کسی کا دیکھ لعین سنان جان ستان سے
سوار زخمدار ہوجاتا تھا بعض جگہ میں ڈھیر آئے خون بہت مانند
بحر ذخار موج زن اور لاشوں سے بھرا پڑا تھا لشکر جابین کے
اس بحر محیط خون میں پل بندھا ہوا تھا اسوقت کا یہ سامان جنگ
دیکھنے دیو و جن اس صحرا کے ساکن ہر طرف گریزاں تھے وہ عرصہ
دار و گیر گویا صحرائی قیامت کبریٰ ہو گیا تھا راوی کہتا ہے اسی
حال میں ایک دیو بفتیا و محمد یاد تاہے جیسا اسد زیاد کا بھائی شغلو
پھینکتا اور تیرو نکو نشان دیتا ہوا رزمگاہ میں قریب سیف نامدار کے
مشغول پیکار ہوا امیر ناموس سیف عالی گہر بھی اس بد ذات سے
مصروف دغا ہوگیا یکبار کوہ قاف کے جانب سے ایک گرد و غبار بلند ہوا

دیکھا لوگوں نے کہ ایک شہ سوار اسپ باد رفتار پر چلا آتا ہے جب
دامن گرد کا شگاف ہوا تو معلوم ہوا کہ قوم بنی ہاشم میں سے کوئی
زرہ پوش کاکل تابدار مانند شب تار ہمہ عارض پر ڈالے ہوئے
برق صفت گھوڑے کو دوڑاتا ہوا متوجہ رزمگاہ ہے جب برابر اسکے پہنچا
تو صداے رعد کردار بلند کرکے ایسا نعرہ یا حیدر کرار کیا کہ تمام صحراے
پر تند میں زلزلہ پڑ گیا القصہ یہ حال دیکھکر محمد زیاد بد نہاد خنگ سبک سیر
باز ریکر جھپک کے اُس سے کہنے لگا اے شخص تو کون جوان ہے
اپنا نام و نشان بیان کر کہ اور کہاں سے آتا ہے اُس جوان ہاشمی نے
کہا اے ناری میں تیری جان کے لئے ملک الموت بن کے تجھے
مارنے کو آیا ہوں یہ سنکے اُس خارجی نے جوان ہاشمی پر بغیظ تمام
حملہ ور ہوکے وار تلوار کا کیا اُس دلاور معرکہ آرا نے ضرب شمشیر کو
خالی دیکے اپنا وار اس بدکردار پر چھوڑا اور بہت سے وار تلوار کے
آپس میں رد و بدل ہوکے جانبین سے خالی گئے یکبار اُس جوان ہاشمی نے
نعرہ اللہ اکبر بلند کرکے ایک تلوار اس نابکار کے سر پر ایسی لگائی
کہ گھوڑے سے وہ بدبخت دو ٹکڑے ہوکے زمین پر گر پڑا اب یہ دیکھکر لشکر
اسلام سے صداے احسنت اُس جوان عالی مکان کی شان میں
ایسی بلند ہوئی کہ گوش ہوش دشمنان دین پراگندہ ہو گئے کہتے ہیں
جبکہ عبید ابن زیاد کو ماتم مرگ برادر سے لوگوں نے باخبر کیا تو وہ
ملعون مور تو کی طرح ڈاڑھیں مارکر رو رو کے کہنے لگا کہ خدا خراب کرے

اس چیز کو جیسا کہ سبب سے یہ نسخ دیکھتے پڑھتے ہین اب زبان
مورخ بیان سے سنتے ہین کہ اسدم وہ جوان ہاشمی باواز بلند
کہنے لگا ایہا الناس آگاہ ہو میرے نام و نسب سے کہ مین زید ابن
امام حسن علیہ السلام ہون اور یہ کہکر وہ عالی نسب پکارا اے
ملعونو تمکو دعوے شجاعت ہو تو میدان وغا مین آکے ہاتھونکا
زور بازو دیکھو مگر اسے پیشتر یہ چاہتا ہون کہ تو خود میدان کارزار
مین آکے مجھسے مقابل ہو کے عوض خون اپنی عمو جی نامدار امام حسین
علیہ السلام کا مجھسے لے اور واعداسے یہ کر دا [illegible] کسی بات کا
اندیشہ نہین ہر گز اسلئے کہ حق سبحانہ تعالے میرا ہر حال مین یار و مددگار
حافظ شر اشرار ہے پس زید ابن حسن کا یہ کلام سنکے ایک حبشی لشکر
یزید سے نکلکے اس نامدار کے روبرو آیا ابھی اس ملعون نے ہم بھی
نکیا تھا کہ اس صاحبزادہ ہم نے اس حرامزادے کو مار کر واصل
جہنم کیا جب اسکے بعد ایک اور نامرد میدان مین آیا تو زید
نامور نے اوسے بھی مار کر تا تیغ کے سپرد کیا القصہ اسیطرح
بیس آدمی قوم خوارج مین سے زید ابن حسن علیہ السلام نے قتل کیے
یزید نے دیکھا کہ بعض آدمی نامی اس جوان ہاشمی سے مارے گئے تب
اس نے اپنے لوگون سے کہا کہ بہت سے آدمی جا کے اس جوان
ہاشمی کو گھیر کے مار لو ورنہ ایک ایک کے مقابلہ کرنے سے میری
تمام فوج اسکے ہاتھ سے ماری جاویگی یہ حکم اس بانی ظلم کا سنکے

ایک گروہ نے آکے اس جوان نامدار پر محاصرہ کیا مسیب نے یہ حال دیکھکے بہت سے لوگ اپنے لشکر سے اس شاہزادے کی امداد کو بھیجے بغرض اس امام زادہ عالی وقار اور تمام مومنون نے بہت سے ظالمون کو قتل کرکے سوی جہنم روانہ کیا عمر عاص لعین بھی یہ دیکھکے حکم یزید سے یکبارگی بہت سی فوج اپنے ہمراہ لیکر اس امامزادہ عالی وقار پر حملہ ہوا یزید روسیاہ اس سے کہنے لگا اسے عمر عاص خدا آج دل مضبوط کرکے اپنا ہنر سپاہ گری میدان مین اظہار کرکے مجھے خوش نودکر راوی کہتا ہے امیر مسیب نے جب عمر عاص علیہ اللعنۃ کو دیکھا کہ وہ فوج لیکے میدان مین مقابلہ زید بن حسن کو آیا ہے اسد م زہیر بن نعمان کو سپہ سالار نے فوج بیشمار سے امداد شاہزادہ عالی وقار کے لئے یہ کہکے بھیجا کہ اے زہیر تو جا کے سد راہ اس گمراہ کا ہو تا یہ بدکار اس شہزادے تک نہ پہنچ سکے یہ سنتے یکبار زہیر نامدار باتمد صبا میدان مین آکے سد راہ عمر عاص کا ہو گیا اور مروان بن حکم زہیر کو اس صورت پر دیکھکر سیاہ بے حد لیکے میدان وغا کے سمت چلا اسوقت مسیب نے بھی اس لعین سے کے مقابلہ کے لیے سفیان ابن ثابت کو معہ فوج روانہ کیا جبکہ دونون فوجون مین شمشیر زنی ہونے لگی تو دینداروں نے اسدرجہ کافرونکو قتل کیا کہ لاشے بدنہادون کے ہرطرف بحر خون مین تیرتے پھرتے تھے اتفاقاً اسدم مسیب نامور نے مروان کو میدان مین اپنے سامنے جب استادہ دیکھا تو ایک مرتبہ مثل شیر جھپٹکے اس دلیر سے مرتد روسیاہ شعار کے پاس جا ایک تلوار لگائی اگرچہ ضربت شمشیر خود پیراہن

سے بے پیر کے پیر ہی تو حسب الاتفاق ایک ضرب تلوار سیف کے قبضہ تک برابر
ٹوٹ کر الگ جا پڑی سیف یہ دیکھ کے ناچار ہو کر سیف نے بیدار سے جلد
گرز اوٹھا کے اس لعین پر حملہ کیا مگر وہ حرامزادہ ضرب گرز بھی خالی دیکے
بھاگ کر اپنی فوج سے جا ملا ناگاہ فوج یزید نے اس شیر بیشہ جرات
و ہمت کو تنہا دیکھ کے چاروں طرف سے گھیر لیا سنتے ہیں کہ وہ امیر
نیک تقدیر اُن ظالمین بے پیر کو پایا گرز مارتا تھا ایک ہی
ضرب میں اس لعین کی روح واصل جہنم ہو جاتی تھی اور جس طرف وہ شیر غضنفر
حملہ ور ہوتا تھا عدو کی صف مثل دانہ خوشہ کے ہم بکھر جاتی تھی یہ دیکھ کر یزید نے
چاہا کہ خود وہ سیف سے آکے مقابل ہو اسوقت عمر عاص نے کہا اے
یزید ایسی حرکت نکرنا واللہ ہم نہیں جانتے ہیں غضب میں اسوقت سیف کے
ہاتھ سے تو مارا جاویگا کہ وہ تیرے تلاش میں عرصہ کارزار میں مثل شیر بپھر کر
گھستا ہے کہ ہزاروں آدمی ہیں ان میں گھسے ہیں وہ کسی سے نہیں ہولتا جو کوئی
اس سے مقابل ہوتا ہے اوسی کے تیغ دو دم سے نیست و نابود کر دیتا ہے اے
یزید عجیب ساعت نیک سے یہ میدان میں آیا ہے کہ ہزاروں بلند مرتبہ
نامور دلیروں کو مار کے نیست کر دیا ہے اور روایت شجاعت تو وہ جیسے ہو گئے ہیں
پھر تیرے قتل میں کب کوتاہی کرے گا اسے یزید تو اپنی جان بچا نکلکر
کہ تیرے جان کی سلامتی کے سبب سے ہم سبکی جانیں بچی ہوئی ہیں والا کوئی
ہم میں سے پھر اُسکے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا میرے نزدیک آپ سے
مقابل ہونے میں کسی صورت سے تیری جان بچنے معلوم نہیں ہوتی ہے مگر

ناگاہ یزید نے دیکھا کہ مسیب نامور مانند شیر مست گرز ہاتھ مین لئے ہوئے
اُسکی طرف چلا آتا ہو بس یہ دیکھکے یزید کے اندام مین رعشہ پڑ گیا اور مضطر
ہو کے کہنے لگا کہ دیکھون آفت آسمانی اور بلائی ناگہانی سے کیسے بچتا ہون
وہ بھی ہر یہ کہکے وہ ملعون الحذر والامان کہتا ہوا مع تابعین کے
میدان سے بھاگ کر چلا مگر امیر مسیب نے جب دیکھا کہ یزید روسیاہ
مع سپاہ فرار ہو کے آوارہ دشت ادبار ہو گیا اُس دیندار نے گھوڑیکو
مہمیز کر کے علمدار لشکر یزید کو ایک گرز ایسا مارا کہ وہ لعین واصل جہنم ہوا
اور علم اُس بد نہاد کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑا جس وقت لشکر یزید نے
دیکھا کہ علمدار ہمارے لشکر کا مارا گیا ایک مرتبہ وہ بھی سب کے سب
میدان وغا سے بھاگ کے آوارہ دشت ادبار ہو گئے القصہ امیر
مسیب نے مع فوج اُن سب کا کئی فرسخ تک پیچھا کر کے ہزارون
ناہنجارون کو جہنم واصل کر دیا آخر کار اون بدکارون کے قتل سے
ہاتھ اوٹھا کے پھر کر قتل گاہ کفار مین اور بہت سا مال اُن بد ما لونکا
غنیمت میں ہاتھ آیا کہتے ہین بعد فراغت کے امیر مسیب نے یزدان حسین
علیہ السلام کو باعزاز واکرام تمام ہمراہ لیکے اپنے خیمہ مین آ کے تواضع و تکریم
شاہزادہ عالی وقار مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکیا جب امام زادہ والا
مقدار کا وقت خواب آیا تو علیحدہ ایک خلوت سرا سے خیمہ مین بہر
استراحت رونق پذیر کیا دوسرے دن صبحکو تمام سردار لشکر مسیب کے
پاس آ کر حاضر ہو گئے اور وہ امام زادہ نیک سیر بھی تحقیق مسیب مین

و خویشان و موالیان والا تبار سے ملاکر تا ہم عرض کیا کہ اے یار
و مددگار ایک کاشانہ فقیرانہ دہقان میں ہو اسمیں پڑا رہتا ہوں جس وقت
سنا میں نے کہ تم نے دشمنان دین پر خروج کیا ہو میں بھی آگے تمہارا شریک ہونے
تا کہ عوض خون ناحق امام مظلوم شہدائے کربلا پر اعدائے دین سے تدارک
کر کے شعلۂ آتش الم کا خون اور سینہ سے فرو کروں لکھا ہو کہ امیر مسیب نے
یہ سنکے بعد منت و عجز عرض کیا کہ یا سید تم نے مجھے اپنے لطف و کرم سے
سرفراز فرمایا کہ اس کام میں میرے شریک ہوئے چنانچہ امیر مسیب نے
بہت سے کلمات شکریہ بیان کر کے تین روز تک مع فوج اس صحرا میں
مجلس عزائے جناب امام حسین علیہ السلام برپا کیے اور مصروف شغل
ہو کے جو حق ماتمداری کا تھا ادا کیا ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین
چہار دہم راوی نیک اطوار صداقت شعار کے بیان سے دریافت ہوتا ہے
کہ جب مسیب نامدار مجلس تعزیت امام عالی وقار سے فارغ ہو چکا تو ایک
جاسوس کو بلا کے کہنے لگا کہ تو جا کے یزید کی خبر لا کہ وہ یہاں سے بھاگ کر
کدھر گیا ہو وہ جاسوس اسی وقت مانند باد صبا از زبان مسیب سے یہ سنکے
روانہ ہوا اور یزید شکست پا کے بھاگا تو کسی مقام پر ملعون نے خوف
تعاقب امیر مسیب سے دم نہ لیا مگر جب سر شہر نصیبین کے پہونچا تو
ملعون نے کچھ مطمئن ہو کے اپنی فوج کو حکم دیا کہ یہاں خیمہ استادہ کر کے
کچھ دنوں دم لے لو کہ ایک مرتبہ بعد عرصہ قلیل کے ایک جاسوس نے
آکے خبر دی اسے امیر شام یہ لڑنے کا مقام نہیں ہو کیسلئے کہ امیر

اور ہم غلامان حسب درگرید اسیر قرار ہین لیکن اسوقت میننے تمکو اسلئے اپنی قصد سے
آگاہ کیا ہے کہ ہم وجود رکھتے ہین وہ لوگ کے دشمن کو مارتے ہین دنیا
سے کیو رخصت دنیا کا نام روشن کا ہو والسلام یہ نامہ مسیب عالی وقار کا
یزید بدگہر کے پاس قاصد سریع السیر مانند باد صبا لیکر پہونچا تو یزید نے
مضمون نامہ مسیب سے آگاہ ہوکر ظاہر مین بہت سے بے اعتنائی کرکے
قاصد کو بیجواب نامہ رخصت کر دیا مگر بعد اسکے بہت خائف و لرزان ہوکے
اپنے مشیرون سے کہنے لگا اے یارو اس بلا کو کسیطرح دفع کرکے اس سے
نجات حاصل کرو کہ اسنے مجھے سخت پریشان کر رکھا ہے یہ بیان اسکا
سنکے سب لعین گردن کو جھکا کے چپ ہو رہے اور کچھ جواب کسی نے نہ دیا
وہ بدگہر ایسا مایوس ہوکے آنکھون مین آنسو بھر لایا کہتے ہین کہ اسی حال مین
پادشاہ روم جو معتقد امام زین العابدین علیہم السلام کا تھا و دنیا سے فانی کے
ملک بقا و دائمی کے سمت رحلت کر گیا اور بیٹا اسکا وارث تخت و تاج ہوا
تو یزید نے اس حال سے مطلع ہوکر ایک نامہ قیصر روم کے لئے اس مضمون کا
رقم کرکے بھیجا کہ اے شاہ والاجاہ سلطان ملک روم بعد ہدیہ سلام خاطر
محبت ماثر پر روشن و ظاہر ہو کہ ہوا خواہان جناب امام حسین علیہ السلام نے
اندنوں اس سبب سے کہ امام زین العابدین علیہ السلام تمہارے پاس
ہین پریشان خاطر کر رکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ حضرت یہاں میرے
پاس ہوتے تو شاید کچھ تسکین پا پریشانی سے یہ لوگ انحراف مجھسے اختیار
نکرتے پس اسی باعث سے بادشاہ بہت پناہ مین تمکو تکلیف دیتا ہون کہ

اظہار مطلب پر آتا ہوں کہ سلاطین نامدار روزگار کو آپس میں ایک دوسرے کی
رعایت ضرور ہوتا کہ ادنی لوگوں کے ہاتھ سے اہل حشمت کی ہتک حرمت
نہوویں پس تقاضائے مروت و حمیت یہ ہے کہ کچھ فوج بجمعیت معہ جناب امام
زین العابدین علیہ السلام میرے امداد کے لئے آپ روانہ کیجئے تا دست
ذحمت دشمن سے امن میں ہوسکے تا ابد تمہارا ممنون احسان رہوں
والسلام جبکہ یہ نامہ اس مکار کا قیصر روم کے پاس پہونچا تو مضمون نامہ سے
اُس بے حمیت نے آگاہ ہوکر قاصد کو انعام و خلعت دیکر اور اپنی فوج کے
سپرد کرکے امام زین العابدین علیہ السلام کو اُسی قاصد کے ہمراہ یزید کی
تمام روانہ دمشق کیا کیونکہ اس قیصر روم کو کچھ پاس خاطر امام علیہ السلام
نہ تھا بلکہ باطن میں حضرت سے وہ بد باطن کچھ برسر عناد رہتا تھا اور حق ہے
خاصان خدا کے دوست بہت کم اور دشمن اکثر ہوتے ہیں غرض جب
جناب الساجدین علیہ السلام تابع مشیت ایزدی ہوکے دمشق میں یزید کے
پاس پہونچے تو اُس مردود جہان نے کوہ بنان میں جہان سب اہل بیت
اطہار معصومین مع فرزند پیغمبر کو محبوس کیا تھا حضرت کو بھی وہیں مقید بار آوری کشتہ
اُس کوہ بنان پر کہ حوالی دمشق میں تھا ایک قلعہ نہایت مستحکم نوشیروان کا
بنیاد کیا ہوا موجود تھا اسی میں یزید پلید نے بیبوت و مسکین عوض خواہان
خون امام حسین علیہ السلام سے اہل بیت رسول کو بھیج کے مقید کیا پس وہ
مظلوم امام علیہ السلام کیطرف سے مطمئن خاطر ہوکر مجلس جشن ترتیب دیکے
چند روز عیش و طرب میں مصروف رہا مسیب کو جب یہ حال معلوم ہوا کہ جناب

یہ اسباب دین علیہ السلام کو سلطان روم نے یزید کے پاس کچھ فوج ہمراہ کر کے
بھیجدیا ہے اور اس لعین نے حضرت کو مع اہلبیت شہر دمشق سے کہیں اور
بھیجکر قید کیا ہے وہ دیندار اس حال کے سنتے ہی بہت ملول و محزون ہو کے
شب و روز بسرعت تمام راہ طے کرنے لگا نقل کرتے ہیں کہ چند روز کے بعد
ایک خبر رسانے یزید کو آکر خبر دی کہ اے یزید مسیب نامدار فوج بیشمار ہمراہ
لیکے شام کے قریب آپہنچا ہے ابن معاویہ خبر سنکے بدحواس ہو کر لوگوں سے
کہنے لگا کہ سب دروازے قلعہ شہر کے بند کرکے تختہ پل خندق کا اوٹھا کر
پانی جلد ہی سے بھروا کے راہ آمد و شد مسدود کرو جبکہ موافق حکم یزید تمام
کارکن بیدین عمل میں لا چکے تو پھر قلعہ کے برجوں پر اُس بدکردار نے تیرانداز کو
فوج کو ٹھہلا دیا اور خوف جرأت مسیب سے ہر لحظہ ہراسان تھا کہ ایسا نہو
مسیب غفلت میں حملہ کرکے آن پڑے غرض شب و روز اسی آتش خیال
جگر سوز سے مثل کباب یادل بیتاب سوز و گداز میں رہتا تھا ناگاہ ایک
شب کو اس لعین نے خواب میں دیکھا کہ طوفان آب نے تمام شہر کو ایکبار غرق
کر دیا اور پھر آگ ایسی لگی کہ باقی لوگوں کو جو رحمت غرق سے بچے تھے سبکو
جلا دیا حتی کہ وہ بھی مع چھین اس بلا کی بھی جل گئی ہیں یہ خواب وحشتناک
دیکھتے ہی وہ بدگہر چونکا اور اپنے مشیروں سے تعبیر خواب پوچھنے لگا مضمون خواب
اس خانہ خراب کا سنکے سب نے کہا اے ابن معاویہ اس خواب کی تعبیر تو
کچھ نیک نہیں معلوم ہوتی ہے کس لیئے کہ سراسر علامت رنج و زحمت اس سے پیدا ہے
ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ کسی رنج میں تو ضرور مبتلا ہو جاویگا یہ سنکے یزید نے کہا

پھر کچھ اسکے دفع کی تدبیر کرنا چاہیئے عمر عاص نے کہا اے یزید اگر تو میری بات
مانے تو مین تجھسے عرض کرون اسنے پوچھا کہ کیا کہتا ہے عمر عاص نے
جواب دیا کہ امام زین العابدین علیہ السلام کو مع اہلبیت اطہار مسیب نامدار
کے پاس میرے ہمراہ بھیجدے تو مین اونسے تیری صفائی کرو اگر یہ فتنہ
عظیم جو برپا ہے برطرف کرا دون یہ بات سنکے یزید بدنہاد عمر عاص سے
کہنے لگا مجھے یقین نہین آتا ہے کہ مسیب اسیر بھی مجھسے دست بردار ہو
اوسوقت عمر عاص نے کہا کہ اگر مسیب اسیر بھی تجھسے برسر فساد ہوگا تو
پھر تمام خلقت کو معلوم ہو جائیگا کہ خروج کرنا مسیب کا عیوض خون
امام حسین علیہ السلام یاران اہلبیت کے لئے فقط بہانہ تھا کیونکہ
ایک خون امام حسین علیہ السلام کے عیوض لاکھون آدمی یزید کے
تو مارے گئے اور اہلبیت نے بھی قید سے رہائی پائی پھر اب کیا ہے
کسلئے اسیر شام سے پھر برسر فساد ہے پس معلوم ہوتا ہے کہ مسیب فقط تخت
وتاج کے لینے پر جد وجہد کر رہا ہے اے یزید اس حال مین سب لوگ
یہ سمجھ کے اس سے برگشتہ ہو جائینگے کہ اب مسیب کا ساتھ دینا
صرف دنیا کے لئے ہے اگر یزید کے شریک ہونگے تو وہ بھی اس سے
زیادہ بھلو دیگا راوی کہتا ہے اسی گفتگو مین یہ دونون مصروف تھے
کہ ایک خادم نے آکر یزید سے کہا اے ابن معاویہ مسیب کی فوج لئے
آپہنچا ہے قلعہ شہر دمشق کے تھوڑے سے فاصلے پر آکر اترا ہے پس
اس خبر کے سنتے ہی وہ ملعون گھبرا گئے اور شکر بام قلعہ وار ان مارہ پہنچے

آپ جاکے دیکھنے لگا دیکھا کہ تمام صحرا فوج مسیب سے بھرا ہوا ہے اور
ہر جوان آپکے لشکر کا مانند شیر مست ہر سمت پھر رہا ہے القصہ یزید اس کثرت
فوج کو دیکھتے ہی بدحواس ہو کوٹھے سے اوتر اپنے بیٹے کو بلا کہنے لگا کہ اے
فرزند مسیب کے ہاتھ سے سخت پریشان ہوا ہوں کیا کروں کوئی صورت نجات کی
نظر نہیں آتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تخت و تاج میرا لیکے جناب امام زین العابدین
علیہ السلام کو دیگا خلافت کا مالک انکو کریگا خطبہ آنکے نام پڑھیگا ہو ہمارا سب
گھر بار لوٹ لیویگا کیسلئے کہ اس سے تدبیر میں وہ فوج کثیر سے بیرون شہر
اوترا ہوا ہے مصلحت یہ ہے کہ تو سب مال خزانہ لیکر قلعہ میں جا کے ہوشیاری
تمام نگہبانی قلعہ اہلبیت امام حسین علیہ السلام میں مصروف رہتا کہ اس شر سے
میں مطمئن ہو جاؤں۔ راوی کہتا ہے کہ معاویہ ابن یزید سے دوستدار اہلبیت علیہ
علیہم السلام تھا وہ سعادتمند یہ بات سنکے اپنے دلمیں نہایت خوشحال ہوا
الحمد اللہ اور دل میں اپنے کہا کہ اسی حیلہ سے خدمت اہلبیت رسول علیہم السلام
میں پہونچکے آنکی زیارت سے سرفراز مشرف ہوا کرونگا غرض معاویہ ابن یزید
تمام خزانہ اور اسباب لیکے قلعہ پتان میں جا کے مال و خزانہ کو محفوظ رکھکے
خدمت جناب سید الساجدین علیہ السلام میں حاضر ہو کر رسم آداب تواضع
بجالایا لکھا ہے جبکہ یزید پلید کو مال و خزانہ کی طرف سے اطمینان کلی حاصل ہوا
تو قلعے کے سرداروں کو بلا کے دروازے قلعہ شہر کے سپرد کر دی غرضکہ یہ
بندوبست کر کے سرداروں سے کہنے لگا تو فوج کا شمار کر کہ یہاں کسقدر لوگ
حاضر ہیں آپس میں سے اہل شمار سے دریافت کر کے یزید سے کہا کہ

اور جواب اس خانہ خراب کے نامہ کا اس عبارت سے لکھا کہ اے یزید ہر چند شایان سلام نہیں ہو لیکن حسب الحکام عمل میں لا کے تجکو آگاہ کرتا ہوں کہ فقط تجھسے یہ جنگ بقصد انتقام خون فرزند خیر الانام درمیان میں ہو وا لا تجھسے اور تیری سلطنت سے مجھے کیا کام اے بیحیا اپنے دلمیں ذرا غور کر کہ مقام شرم ہو کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ سے تیرے لیئے ہر پا کیسے واسطے اے لعین جناب رسالت مآب علیہ الصلوات والسلام کا کلمہ پڑھ کے نواسے قیامت کو آنسے امید شفاعت بھی دلمیں رکھتا ہو اور جان بوجھ کے آنکے آرام دل وجان نور عینین حسنین کو تو نے اور تیرے باپ نے رنج و اذیت پہونچا کے شہید کیا چنانچہ ہر ایک صغیر و کبیر احوال سے خوب آگاہ ہو کہ امام حسن علیہ السلام کا قاتل تیرا باپ ہو کہ زہر دلوا کے اس معصوم کو شہید کیا اور تو نے جناب امام حسین علیہ السلام کو بالب تشنہ و شکم گرسنہ مع تیرہ رفیق و فرزند و برادر صحرائے کربلا میں تیغ و سنان و تیر سے شہید کروا کے اہل حرم کو اوس جناب کی سر برہنہ شہید ... پہنچا تا شام لیجا کر برہنہ بٹھا کے زندان محنت و بلا میں قید کیا اے لعین بھلا محشر میں رسول خدا کو تو کیا منہ دکھاویگا کہ ایسے ظلم بے انتہا تو نے انکے آل پر کیئے اسے بدبخت لعنت خدا تجھپر اور تیرے دوستوں پر قسم ہو کہ جو شہید کربلا کے جنگ میں تجکو زندہ دستگیر کر کے انتقام خون امام مسکین مظلوم میں تجھے ناک اور کان کتروا کے پیروں میں رسی باندھوا کے تجھے دریدہ سپرد کرونگا

مجھے چین و آرام نہین پڑیگا بخدا مین تو مرنے پر آمادہ ہون مجھے اپنے
مرگ سے کیا اندیشہ ہے مگر جبتک میری جان سلامت ہے تجھسے بے لڑے
نہین رہنے کا لیکن ایک صورت پر البتہ در گذر کرتا ہون کہ جناب
سید الساجدین علیہ السلام کو مع اہلبیت نبوت میرے پاس باعزاز
و اکرام بھیجدے تا اُن صاحبون کو بخوشی تمام مین یہانسے عراق کیطرف
لیکے چلا جاؤن اور قسم روح شہداے دشت کربلا کی اگر تو اس امر کو
منظور نکریگا یقین کرلے کہ دیوار قلعہ کو توڑکے گرد قلعہ مین آگ لگا
دونگا والسلام پس یہ جواب نامہ جب ایلچی یزید کے پاس لیکے پہنچا
تو وہ مردود خط کے مضمون کو پڑھ کے مانند شعلہ آتش غضب سے
بھڑک کر سرخ ہو مروان بد بنیاد سے کہنے لگا اے مروان تو سپاہ کو
ہمراہ لیکر قلعہ سے باہر جاکے مسیب سے آمادہ کارزار ہو کہتے ہیں کہ ہین
اوسی دم فوج کو ہمراہ لیکے قلعہ سے باہر نکل کے صفین آراستہ
کرکے قلب لشکر مین کھڑے ہوکر طبل جنگ بجوانے لگا میمنہ لشکر ابن
زیاد اور میسرہ پر ابن عاص کھڑا ہوکے آمادہ جدال و قتال ہوگیا
اور سوائے اسکے بہت سے فوج یزید کے تلہ کے برجون پر کھڑے
ہوے تیر باران و سنگ اندازی کرنے پر مستعد ہوے لیکن نامدار
جب یہ خبر ہوئی کہ مروان و ابن زیاد و عمر عاص فوج بیقیاس لیکے
قلعہ سے باہر نکلے ہین اس دیندار نے بھی اپنے لشکر مین اسوقت
صف آرائی کرکے زید ابن حسن کو میسرہ لشکر کا سردار اور سفیان کو

بیان کرتے ہیں کہ وہ ملعون پھر میدان میں آکے باواز بلند کہنے لگا اے شیعو تم میں اگر
کوئی بڑا جوان اور بڑا بہادر ہو تو وہ مجھسے آکے مصروف وغا ہو یعنی تو
زید ابن حسن علیہ السلام یا زہیر ابن قین کہاں ہے وہی اگر میرا مقابلہ
کرے یا پھر کوئی لڑنے والا نام نہ لے یا دہی کہتا ہی اسوقت زید ابن حسن
اس لعین کا یہ کلمہ سنکے طیش میں آگئے اور مسیب کے میسرہ سے ہوشیاری
سے لینے کو نکلے شست ہو نیزہ تانے ہوئے جیسے شیر غضبناک اس تند خو
اس لعین پر آ پہنچے ابن حارث ملعون نے زید ابن حسن کو دیکھکر
کہا اے لڑنے والے تیرا کیا نام ہے کہ اس صف میں باین شان و شوکت غضنفر کا
میدان قتال میں آیا ہے جلد ہی اپنے نام و نسب سے مجھے آگاہ کر کہ تیرے
چہرے پر رحم آتا ہے زید ابن حسن نے کہا اے لعین تعجب کی جا ہے
کہ تجھکو میرے حال پر رحم آیا تمہاری قوم نے تو میدان کربلا میں میرے
بھائیوں پر جو تجھسے کمسن تھے رحم نہ کیا اور تیغ و تیر و سنان سے
شہید کیا اے ملعون میں زید ابن حسن پوتا حیدر کرار شہسوار عرصہ
بدر و حنین کا تجھسے لڑنے کو آیا ہوں یہ سنکے ابن حارث لعین کہنے لگا کہ
اللہ اکبر تیرا ہی ذکر شجاعت و بہادری تمام اہل شام کی زبان پر ہے اے
زید ابن حسن میں تو تیرے مقابلہ کا امیدوار تھا اب دیکھوں تو کیسی
بہادری ہے میدان جنگ میں مجھسے عہدہ برآ ہوکے اپنی جان بچا کر
غرض یہ کہکے اس ملعون نے نیزہ کا وار کیا زید ابن حسن نامدار نے کیا
تو زید نامور نے اسکی ضرب کو روک کر کے اپنا بھی وار نیزے کا اس

نعرہ جنگ جو فی ست گئے اور محبان اہل بیتؑ نے خوش ہوکے
نعرہ یا آل ثارات الحسین بلند کرکے گوش ہوش انکے پراگندہ کردیے
جب یزید کو اسکے لوگون نے یہ خبر پہنچائی کہ ولید ابن حارث تیرا غمخوار
چچیرا بھائی مارا گیا وہ ملعون یہ خبر سنکے بے اختیار زار زار رونے لگا
اور زید ابن حسن نے جب دیکھا کہ ابن زیاد فوج کے سرے پریشان
ہاتھ مین سے انکے کھڑا ہوا ہے یکبارہ وہ دلاور مثل شیر گھوڑے کو ڈپٹ کر
اس شقی پر حملہ آور ہوا وہ بدکردار علم کو پھینک قلعہ کیطرف بھاگا غرض
اسیطرح دوسرے جانب کو زہیر ابن نعمان بھی مروان پر حملہ کرکے
چلا وہ لعین بھی نشان کو زمین پر ٹیک کر راہی قلعہ ہوا غرض یہ حال
دیکھکر مسیب نے مومنین کو اشارہ کیا کہ ان فوج کفار کو گھیرکے
مارلو وہ لعین بھی اہل دین کا حملہ دیکھکے تمام بدحواس و اندوہگین بھاگ کر
قلعہ مین ہوگئے اور تختے پل خندق کا اوٹھاکے دروازہ قلعہ کا بند کرکے اپنی
بیحیائی سے پھر آمادہ جنگ ہوئے آخرکار بعد تردد و دات بیشمار جانبین سے
تیراندازی ہونے لگی سنتے ہین کہ مروان لعین نے جب یزید سے یہ حال قتل
بیان کیا تو وہ ملعون شدت بیم و ہراس سے بیہوش ہوکے تخت سے
نیچے گر پڑا مسیب نامدار جسوقت حرب گاہ سے آکر خیمہ مین داخل ہوا
تو اسنے زید ابن حسن کو خلعت فاخرہ پیشکش کرکے وہی فلاہ زین کمر
نذر کئے اور بعد اسکے جو کچھ مال و اسباب سپاہ یزید کا غنیمت میں ہاتھ آیا
تھا تمام مومنون کو بانٹ کے سب سے کہنے لگا اے جان نثاران امام حسینؑ

آدھی رات کو آپ مع فوج آمن وامان سے در آئے جب مین نظام بہر آمادہ قتال
ہوکے دروازہ کھولنے باہر نکل کر بھاگ جاؤنگا اسوقت آپ بے تکلف
مع فوج داخل قلعہ ہوکے جو مناسب ہو کرینگا ابن مسیب نے یہ سنکے
خوشی خوشی اُسکو رخصت کرکے کہا کہ اگر یہ امر تجھسے نمایان ہو تو بعد خدا
ورسول کے تیرے رعایت کا حق میرے ذمہ ہے جب وہ مدت
موعودہ گذر گئی تو صفوان نے وعدہ کے روز ایک شخص کے ہاتھ
دو بارہ مسیب کو کھلا بھیجا کہ آج شب کو فلانے دروازے پر میری
نوکری طلایہ پھرنے کی ہے آپ آدھی رات گئے بیخوف و خطر مع لشکر
ظفر اثر اسی طرف تشریف لاسیئے انشا اللہ تعالیٰ مین حسب الحکم
صادق موافق اپنے وعدہ کے عمل مین لاؤنگا غرض مسیب یہ سنکے
قریب شام تمام سردارونکو طلب کرکے کہنے لگا کہ ابھی سے تم لوگ
مع سامان کیا مہیا ہوکے بیٹھے رہو انشا اللہ الرحمن فضل امداد ائمہ
اطہار علیہم السلام سے آج اس قلعہ کو فتح کیے لیتے ہیں منقول ہے
کہ تمام لشکر اس مژدہ جان بخش کو سنکے بہت خوش ہوکر آمادہ ہوا دن مین
حسب اسباب جنگ سب درست ہو گیا تو آدھی رات کو مسیب نامدار
مع فوج سوار ہوکر نقارہ ونے بجاکے نعرہ یا آل ثارات الحسین کو
بلند کرتا ہوا اسطرف کو چلا اور صفوان عالیشان پہر رات گذرے
دروازہ قلعہ کا وا کرکے مع چند سپہ سر گروہ کے میدان مین آکر طیار مع
سامان جنگ سکے دینی زرہ آمادہ قتال ہوکر کھڑا ہو رہا تو اسوقت

مسیب نامور معہ لشکر مانند باد صبا نعرہ اللہ اکبر بلند کرتا ہوا اُس
شان سے اُس دروازے کے برابر آیا کہ سپاہ یزید مین سے فوج
مسیب کو دیکھکر چہ لوگ تو ترت بھاگ گئے اور اکثر بدگہر ہتیار
سنبھال کے مقابل متوجہ تیار ہوگئے آمادہ قتال ہوئے مگر فوج مسیب نے
اُن لعینونکو ایسا تہ تیغ کر لیا کہ ایک نے بھی بے زخم کاری کے جانے نہ
پایا جہنم کو گئے وہان [illegible] نہ دکھلائی دیا القصہ صفوان
رہنے کے واسطے کہنے لگا کہ پل کو تصرف مین کرلو اور مسیب کو سر پر کہکے
آپ پل خندق کے برابر آمادہ کارزار ہوا لوگون نے ترت قلعہ میں بھاگ کر
ارادہ کیا کہ پل کو خندق سے اوٹھالیوین لیکن صفوان نے یہ دیکھکر کہا اے
یارو کیا مجھے یہین چھوڑ جاؤگے یہ سنکے وہ وہین ٹھہر گئے اتنے مین مسیب و
زہیر ابن نعمان اُسکے پاس جا پہونچے اور اُسکو ایک لات مار کے کمر مین ہاتھ
ڈالکر زمین سے اوٹھا کر صفوان کو سر سے اونچا کیا لوگ صفوان کے یہ حال
دیکھکے بھاگ کر دوسرے دروازے پر جا کے کھڑے ہوگئے لیکن صفوان نے
اُسوقت مسیب کو سلام کر کے اور دست مسیب کو چوم بہت سا عذر کر کے
کہنے لگا مجھے تقصیر خدمت سے معذور رکہیگا کہ اتنی مدت سے مین بے
اختیار تھا مسیب نے اُسکو گلے لگا کر کہا اے صفوان تیرا عذر بجا ہے اُسکو
کیونکر مین قبول نکرونگا کہ حشر کے دن جناب رسول خدا و علی مرتضیٰ و فاطمہ زہرا
و جناب حسنین تیرا عذر قبول کرینگے راوی کہتا ہے کہ مسیب نے [illegible]
صفوان کو ایک گھوڑے پر سوار کر کے [illegible]

اب زیاد اور سکر دیکھو کہ فوج مسیب کے شہر میں گھس آئی لوگوں کے گھر
آگ سے جلا کر زن و مرد کو بے ستان و شمشیر کے قتل کر رہی ہے اسنے
یاروں اگر پاس تک یزید کی شرارت پر قسمت وقت کو تمنا ہے کہ
کیا آگ لگ گئی اور اس فتنہ کو میں تبر سے قیمے ہم دو ملعون ابن زیاد
حرف زبان پہ بعینہ اور تشنیع کو مانند شربت کے پیتے جاتے تھے آخر یاد ہو لیتے
سکا ابن زیاد اور سیف کچھ زیاد اسکی غیرت چمکی تو دونوں چار یار تیغ تلوار سے برید
مانند باری گرے کے دیکھا کہ بھائی سے قتل ہو کر گھبرا کر بھاگ گئے
آوارگی دشت ادبار میں مبتلا ہوا لیکن اس حال میں محمد ابن عقبہ باقی
ایک پہلوان کچھ سپاہ یزید لیکر اپنی شومی سے مستعد جدال و قتال ہوا
مسیب نامدار تلوار علم کرکے اس روبرو شعار کے غول پیش شمشیر پہنچا
اور لگا کسیطرح اس غول کو ضرب شمشیر سے بیمار کرسکو ابھی دوار تلوار
کرکے برابر ابن عقبہ کے پہنچ گیا یکبارگی نعرہ تکبیر بلند کرکے ایک تلوار اس
نابکار کے سر پر جڑی کہ سر تا کپ دو ٹکڑے ہو کر جا اصل جہنم ہوا عقبہ
سپاہ یزید نے محمد ابن عقبہ کا یہ حال دیکھا یکبارگی سب لوگ جیب کا پھٹتے
بھاگ کر کوچہ و بازار میں پریشان ہو گئے اسوقت عمر ناصر تمام حال سے
باہر ہو کے بد حواس با سر و پا برہنہ روتا ہوا یزید کے پاس جاکے
کہنے لگا اے یزید بس معلوم ہوا کہ قہر خدا تیرا رفیق ہوا ہے کہ صفوان
تیرے مخبر نے امیر مسیب سے ملکے دروازہ قلعہ شہر کا کھلوا دیا اور
تمام فوج مسیب نے قلعہ میں آکے ہزاروں آدمی قتل کرکے شہر کا

تو تو کیا اگر جناب ہی تجھ سے نکلکر بسبب امام علیہ السلام کے جو تجھ سے ... فتنہ کوشش
کرنیکا ارادہ کرے تو ممکن نہیں ہے لکھا ہے کہ یزید پلید کو تحریر اس کی یہ بات
نہایت پسند آئی اور جناب سید الشہدا حسین علیہ السلام کو مع اہل بیت اپنے
سامنے بیعت تمام ہوا کیے بہت سا عذر کرکے گذشتہ نکالا امام علیہ السلام کے
جرم سے درگذر فرمائی اور آپ مدینہ طیبہ مع اہل بیت اطہار تشریف لیجاویں
لیکن یہ شرط ہے کہ مسیب کو میری دشمنی سے سمجھا کر باز رکھیں لکھا ہے کہ جب
حضرت نے حکم یزید بد انجام کو قبول فرمایا اور اسکی بدگمانی کا اقرار کیا تو یزید نے
اوس جناب جہان ماب کو مع اہل بیت رسالت مسیب نامدار کے پاس
بہت اعزاز و اکرام کے سامان کے ساتھ روانہ کیا جس وقت ایک خبردار نے
مسیب دین دار سے آکر اس حال کو اظہار کیا کہ اے امیر نیک تدبیر زیارت
امام علیہ السلام کے مع اہل حرم تجکو مبارک ہو کہ یزید نے جناب علی ابن الحسین
علیہ السلام کو مع اہل بیت نبوت قید سے رہائی دیکر تیرے پاس بھیجا ہے
چنانچہ اب تھوڑے سے عرصہ میں وہ جناب جہان ماب قافلہ سالار اہل بیت
تیرے پاس تشریف لاتے ہیں راوی کہتا ہے کہ مسیب عالی توقیر کو حال نیک
مال سنکے ایسی خوشی حاصل ہوئی کہ اوسیوقت مع فوج دریا موج استقبال
امام عالیمقام کے لئے روانہ ہوا اور زیارت حضرت سے مشرف ہوکر با اعزاز و اکرام
اوس امام عالیمقام علیہ السلام کو مع اہل بیت عالی منزلت اپنے مکان میں لا کے
ایک خیمہ عالی شان برپا کروا کے اوس میں سب قافلہ کو اوتارا اور تین روز تک
مجلس ماتم جناب شاہ شہیدان آراستہ کی اور خوب نوحہ و زاری مع فوج کیں

مین لاکر جناب سید الساجدین کو مع اہل حرم کچھ لوگ بھی ہمراہ کرکے بیمار
ابن حسین علیہ السلام کو بھی حضرت کے ساتھ روانہ مدینہ منورہ کیا اور آپ شاید
حسب الارشاد حضرت زین العابدینؑ کے دمشق سے کوچ کرکے مع فوج روانہ
بشہر حلب کے ہوگیا جب یزید کو اس حال سے بخوبی اطلاع حاصل ہوئی تو ملعون
نے اطراف و جوانب شام مین اپنے ہواخواہون کو طلب لشکر مین ایسے مضمون
کے نامے لکھ کر بھیجے کہ جا بجا سے عرصہ قلیل مین فوج دریا موج قریب چار لاکھ
آدمی اوس لعین کے پاس مجتمع ہوگئے چنانچہ قیصر روم کے پاس سے بھی چوبیس ہزار
آدمی شماس نامے ایک رومی کے ہمراہ کہ وہ بھتیجا اوس بادشاہ روم کا تھا آیا
جسوقت یزید کے پاس کے بادشاہ روم آکر پہونچا تو اوس لعین کو یہ مطلوب ہوا
کہ بہت سی جمعیت سے جنگ مسیب کو روانہ کیجیے کہ شاید شماس رومی کے ہاتھ
سے یہ مطلب حاصل ہو پس یہ خیال کرکے ملعون نے فوج عظیم سے اوسکو روانہ
کیا لکھا ہے کہ جتنے مومنین شام کے ملک مین تھے سب نے مجتمع ہوکے مسیب نامدار کو یہ
لکھ بھیجا کہ اے نامدار یزید پلید نے ہر طرف سے فوج بلوا کے اپنے پاس
مجتمع کی ہے حتی کہ چار لاکھ آدمیون سے بھی زیادہ اکٹھا ہوچکا ہے شماس شقی
کو تیرہ لاکھ سوار و پیدل سے تمہارے قتل کے لئے روانہ کیا ہے والسلام
راوی کہتا ہے کہ مسیب نامور جب اس نامہ کے مضمون سے آگاہ ہوا تو کہنے لگا
لعنت خدا یزید پلید پر عجب طرح کا بد عہد ہے کیا کرون امام زین العابدین و جناب
سید الساجدین علیہ السلام کے کہنے کو کیونکر نہ مانا اگرچہ شہید ہوتا رسول خدا علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے نزدیک سرخرو ہوتا والا مین تو اوس ملعون کا سب کام تمام کرکے چھین لیتا دمشق

ہم نے اپنے آدمی تمھارے لشکر کی طرف بھیجے تھے کہ تمھارے نام دریافت کرین
مسیب نے کہا بھلا یہ تو بتاؤ کہ تمھاری فوج کے سردارون کا کیا نام ہے وہ لوگ
لگے ہمارے لشکر مین بہت سے سردار ہین ہم سب کے نامون سے آگاہ نہین ہین
لیکن کردوس نامی ایک سردار شجاع نامدار ہے کہ روم و شام مین اوسکا مثل
نہین ہے اور آج تک اوس سے جنگ مین کوئی عہدہ برآ نہین ہوا ہے کسی نے
کہ جسنے اوس سے مقابلہ کیا وہ ضرور زحمت مین مبتلا ہوا یا الغرض مسیب نے ان
تینون آدمیون سے کہا تم اپنا نام تو اظہار کرو ایک شخص نے کہا کہ اے امیر میرا نام
کردوس ہے اور ان دونو نے اپنا نام بتلایا مسیب نامدار نے دونون آدمیون
کو جو ہمراہ کردوس کے تھے قتل کروا کر خاطر نوازی کردوس کی بہت سی کی تب
کردوس کو معلوم ہوا کہ امیر مسیب بہی ہے کہنے لگا اے امیر تو مجھکو اپنے
مذہب سے آگاہ کر کہ مین بھی یہ مذہب اسلام بدل قبول کرتا ہون غرض مسیب
نامور نے اوسکو طریقہ دین و آئین سے آگاہ کرکے خلعت دیکر سرفراز کیا اوسوقت
اوس دلاور نے کہا اے امیر اگر مجھکو اجازت ہو تو مین اپنی فوج پر شبخون کرون کہ
وہ سب لوگ تیرے دشمن جانی ہین اور تو نے تو میرے ساتھ وہ سلوک کیا ہے
کہ مین تا دم مرگ تیرے ذکر احسان سے رطب اللسان رہونگا پس مسیب نامور
نے کردوس سے یہ بات سنکر بہت خوش ہوکر اپنی فوج سے کہا اے یارو تم سب
لوگ یہان ہوشیار رہو فقط دو ہزار آدمی لے کر مین ان پر شبخون کرتا ہون
اور فضل حق سے مدعائے دلی حاصل کر لیتا ہون غرض مسیب ابن قعقاع نامور
سو وہ فوج لیکر اور چارو طرف سے اون کو گھیر کے نعرہ یا آل ثار الحسین علیہم السلام

بلند کرکے کاٹا حصہ اونکا قتل تیغ سے ہوا وہ گروہ ایسا بحر خواب مین غرق تھا گویا
سکے سب شامت مرگ مین گرفتار تھے جبکہ مومنین نے اون کافرون کو
قتل کرنا شروع کیا تو بہت سے بیدین خواب مرگ سے ہمکنار ہوگئے یا آرام
سو رہے اور کچھ لوگ بخت خوابیدہ سکے ہاتھ سے بچکے جو بیدار ہوگئے تھے
اپنی جان بچا کر ایسے بھاگے کہ سوائے قلعہ خیبر کے درمیان مین کہین نہ ٹھہرے
جب وہ لوگ فراری بعد خواری قلعہ خیبر مین جا کے پہونچے تو شماس رومی سے
کہنے لگے اے ابن ہرقل ہم لوگ زیدا مین کہ وہ ایسے جاسے پناہ مین بیخبر پڑے
سوتے تھے کہ جہان پرندہ بھی پر نہ مار سکے لیکن یہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ کسکے لشکر
نے آکر ہم لوگون کو حالت نوم مین ضرب شمشیر و سنان سے بیدار کیا اے
شماس رومی بسبب یاوری طالع امیر کے تین ہزار آدمیون مین سے فقط ہم اتنے
لوگ بھاگ کر بچے ہین اور باقی سب دلاور دریائے خون ڈوبے ہوئے بیخبر
بیخبر حال خیر و شر سے سوتے ہین ابن ہرقل تو یہ سنکے بہت افسوس کرکے بجالکر
و تشویش مین اپنے لشکر کے غافل ہوگیا اور امیر مسیب وقت صبح وہان سے کوچ
کرکے دس ہزار آدمیونکی جمعیت سے قریب قلعہ خیبر جا پہونچا دیکھا کہ گرد قلعہ کے
تمام فوج اوتری ہوئی ہے اور سب خارجی بغفلت تمام لہو لعب مین خیمہ کے اندر
بیخوف و خطر مصروف ہین یہ دیکھکے مسیب نے ایکبارگی حملہ کرکے اون بیہوشون
کو تہ تیغ کیا اور اسقدر قتل کیا کہ قلعہ کو محاصرہ کر لیا ایک جاسوس نے شماس رومی
کو جا کر خبر دی کہ مسیب نے تیرے تمام فوج کو قتل کر ایسا تباہ و خراب کردیا کہ
کسی سے کچھ بن نہین پڑتا ہے یہ سنکے وہ لعین غصہ مین آکر قسم کھا کے کہنے لگا

کہ یونہین شام سلطنت بغیر قتل ابھی جا کے مسیب کا کام تمام کر دونگا یہ کہکر دو ہزار ہتھیار بندونکو
قلعہ کا دروازہ کھول ایک اسپ باد رفتار پر سوار ہو کے در قلعہ سے نکلتے ہی ثعبان شاہ
مردان پر حملہ ور ہوا اور تا شام اوسدن وہ لڑائی رہی کہ روم و شام تک اوسکا
نام ہو گیا وقت غروب آفتاب لشکر طرفین شدت حرب و ضرب سے بیتاب ہو کے
علیحدہ ہوئے مسیب با ہو ریشہ اون کے لشکر گاہ سے کچھہ فاصلہ پر اپنی لشکر کے
خیمہ استادہ کروا کے طلایہ دار بہر حفاظت بھیج کے خیمون مین بت سپاہ داخل ہو
استراحت پذیر ہوا اور لشکر شام کے لوگ زندگی سے تنگ تمام اپنے خیمون کے
اندر بیہوش سے گر پڑے جب وہ شب بصد زحمت و عسرت بسر ہوگئی اور صبح
نمودار ہوئی تو فوج بائین بہ صف آرا ہو کے آمادہ قتال ہو گئے اوسدن پہلے
پیادون نے بازار معرکہ رزم کو متاع محاربہ و مقابلہ سے رونق گرم بازاری بعدہ قلعی
کی پس جدا ہونکو سواران جرار نامور آلات حرب سے خاک مین ملانے لگے راوی
کہتا ہے کہ مسیب دلاور کے لشکر مین بلبل نامی ایک سردار بڑا دلاور بہادر تھا جسکو
وہ نامور گھوڑے کو جھکا کے صف دشمن کے برابر جا کے مبارز طلب ہوا تو شام
رومی کے لشکر سے ایک سردار غرق بحر آہن ہو کے بلبل سے مقابلہ ہو کر آمادہ
حرب و ضرب ہوا بلبل نے پیشدستی کر کے ایک وار تلوار کا ایسا اوس نابکار
کے گردن پر جڑا کہ دس قدم پر سر اوس نحس کا تن سے جدا ہو کر جا پڑا اسیطرح
بلبل نے دس سردار فوج کفار کے مار کر جہنم واصل کئے تو فوج اعدا مین عجب
طرح کا تہلکہ پڑ گیا اور دل لشکر کفار کا غلبہ دلاوری مومنین کو دیکھ کے ایسا مغلوب
ہو گیا کہ پھر کوئی مقابل بلبل کے نہ آیا یہ حال بد حواسی مخالفین کا دیکھ کے بلبل نامور

ماہون پر بلا فتحیاب کر یہہ کہتا ہوا آتا شام اوس روزی بہ انجام ہی مسیب نے نام لیا
مشرف وغا ہوا کہ دونون لشکر کے جرات وہمت پر دونون جوانونکی کامہ تحسین کہتی تہی
جب شام ہو گئی تو شماس رومی نے رومی نے کہا اے مسیب اسوقت جنگ موقوف
کرو کل ہم تم میدان رزم پہر تو جرات سی روشن کرینگی یہہ کہکی شماس اپنی لشکر کے
طرف راہی ہوا اور مسیب نیدار بہی اپنی خیمہ مین جا کی نماز شام وعشا سے فارغ
ہو کچہہ کہانا تناول فرما کے بستر خواب پر استراحت پذیر ہوا راوی کہتا ہی کہ دوسرے
دن بعد نماز صبح دونون لشکر طبل بجا جنگ گاہ مین اکر صف آرا ہوئے تو شماس رومی
مسلح ومکمل اپنی لشکر کے صف اول پر ٹہرا ہوا باواز بلند کہنی لگا کہان ہی وہ دلاوران
جو کل مجہسے لڑا تہا اب آج اکی میری مقابل ہو کہ کار دلاورانہ کار نمایان سے اوسکو
گاہ کردون پس یہہ کلمات لاف وگزاف اوسکا سنکے مسیب نامدار نے میدان رزم
مین برابر جا کی کہا اے شماس کل آلات حرب سی تو ہم تم لڑ چکی ہین اب آؤ
کہ دونون لشکر دیکہین اور ہم تم دو غلام ہمراہ لیکی اس پہاڑ کے نیچی کشتی لڑین جو
غالب ہو وہ مغلوب کو مار ڈالی اور زندہ رکہنی کا مختار ہے الغرض مسیب نامدار مع
ایک غلام اپنی ہمراہ لیکر پہاڑ پر پہنچا اسوقت دونون دلاور اپنی ہتہیار کہول کے کمر مضبوط
باندہ کشتی لڑنے پر آمادہ ہو گئی اور شماس کو اپنی زور کشتی پر ایسا اعتماد تہا کہ
وہ کسی پہلوان کو خیال مین نہ لاتا تہا اور کہتا تہا کہ مسیب کو مین ایک زور مین پٹک دونگا
گا اور مسیب نامور ہر چند نوجوان تہا لیکن فن پہلوانی وسپاہگری مین از بس کامل
اور ہوشیار تہا اکثر دلاوران وہرادونکی نام اوسکی اپنی کان پر سنے ہین القصہ جب
دونون پہلوان کشتی مین مصروف ہوئے تو شماس نی مسیب کو اپنی کمر سے پکڑ کے

القصہ جب اون ملعونون نے سر شماس کا دیکھا تو سب ملعون بھاگ گئے اور پیچھے مسیب نے
پیچھا اون کا کر کے بہت سی ملعونون کو واصل جہنم کیا اور مال و اسباب جو کچھ اون
بدکارون کا تھا لوٹ لیا پس اوس جنگ مین بھی بہت سا مال و زر مومنون کے
ہاتھ آیا اور مسیب نامدار نے وہ مال و زر سپاہ کو تقسیم کر کے حکم کیا کہ قلعہ خبیث کو ڈہا دو کہ
نام و نشان اوسکا مٹا دو اوسیوقت مومنین نے حکم مسیب سے اوس کو کھود کے
خراب کر دیا مسیب نامور با فتح و نصرت شہر تہران سے پھر حلب کی طرف چلے آئے بعد چند
روز کے بھی تو ایکدن امیر مسیب اوس شہر حلب کے سیر کو نکلا اور ایک قلعہ کی
دیوار پر پہونچکے حکم دیا کہ اس قلعہ کو توڑ کے پہل تو زمین گرا کے عوض نار جہنم
آتش دنیا سے جلا تمام گھر بار اوسکا لوٹ لیا مسیب نامور وہان سے آگے بڑھ شہر کے بیچ
کو پہنچے بازار کے سیر کرتا ہوا ایک محل کے برابر پہنچا اوس مکان مین ایک خانہ باغ
تھا اور گرد مکان کے ایک نہر تھی جبکہ مسیب عالی گہر اوسی جا پہنچا تو لوگون سے
پوچھنے لگا کہ اس مکان کے مکین کا کیا نام ہے لوگون نے کہا کہ اوسکا نام فضل ابن
مہلب اور اس شہر مین یہہ شخص صاحب مال و منال بے مثال ہے اوسیوقت
مع خویش و اقربا یہہ اپنی کوٹھے پر بیٹھا ہوا ہے یہہ بات سنکر مسیب نے
فرمایا کہ لکڑیان لا کے چارونطرف اس مکان کے انبار کر کے آگ لگا دو یہہ سنتے ہی
لوگون نے لکڑیان جمع کر کے گرد اوس مکان کے آگ لگا کے اوسے جلا دیا
اوسیوقت تمام خلقت متعجب ہو کے کہنے لگی کہ مسیب نیک کردار نے یہہ کیا کیا
الغرض جبکہ تمام مکان اوس بد نہاد کا مع اہل و عیال کے جل گیا اوسیوقت
امیر مسیب نامدار نے ایک کوزہ آب سے وضو کیا اور حمد خدائے عز و جل بجا لایا

بڑہ ... ہوکے اپنی لشکرگاہ مین تخت دولت و اقبال پہ جلوس فرمایا وقت
... تمام امراو افسران فوج باریابی دربار سے سرفراز ہوکے سب لی
... عرض کرنے لگے ای امیر تمہی نے سبب نفس ابن مطلب لوح اہل ...
ومال واسباب ... حال کہہ ... پہنچا مسیب نے دوبارہ آراستہ ... ومیدان
جناب امام حسین علیہ السلام کو ان ملعونون نے شہید کیا تھا مین چالیس ہزار ... قتل کیے
... کیطرف چلا تھا کہ ایک بیابان سے شیرون نے نکلکر مجھ پر ...
... مین اس سانحہ کے سبب سے بہت پریشان ہوا اور مین اکیلا رہگیا آخر
... پھر کے حلب مین چلا آیا اور اتفاق سے بیمار ہوگیا چند روز کے بعد جب مجھکو
صحت ہونے لگی ابھی طاقت رفتار نہ تھی کہ سنا یعنی جناب امام حسین علیہ السلام
کا سر ... اہل حرم شام کیطرف یزید پلید کے پاس شامی ملعون لیے جاتے ہین اس
صدمہ سے چالیس دن تک پھر ایسا بیمار رہا کہ اپنی زندگی کی امید نہ تھی لیکن ایکدن
شب کو بحال ... مصائب جناب امام حسین علیہ السلام پر خوب سا رویا جب نیند کا
غلبہ ہوا تو مین سوگیا فی الفور خواب دیکھا مینے کہ ایک باغ بہت ... آراستہ
ونہرین شیرین او سمین جاری ہین اور ایک سمت کو اوس باغ مین جناب امیر المومنین
علی ابن ابیطالب علیہ السلام کرسی زرنگار پر تشریف رکھتے ہین مینے دیکھکے بینی قدم
مبارک کو اوس جناب کی بوسہ دیا جناب شاہ ولایت نے مجھسے فرمایا اے مسیب
... [illegible] ... حضرت امام حسین علیہ السلام کا دلی ... لیگا اور اون
ظالمون کو قتل کرنے ... اہل بیت کو ... ہونگا یہ فرماکے دست مبارک
اپنا میرے سینہ پر ... دعا فرمانے لگے ای مسیب خدا عزوجل تجھکو شفا دیگی مراد

بیعت کرکے مسند امامت پہ اور میں راحت جان حیدر کرار کے دلبند آپکا
طالب آیا ہوں یہ خبر حضرت سید السجاد علیہ السلام کو پہونچی تو وہ حضرت آ
عزادار جناب محمد حنفیہ علیہ السلام کے پاس لباس امامت سے آراستہ ہو کر
تشریف لائے اور بعد ذکر مصیبت انگیز شہادت امام حسین علیہ السلام
کی کہنے لگے کہ اے عمو ہی نامدار ہر چند تم ہم سے بزرگ ہو لیکن مسند امامت کا
مالک میرے باپ نے حکم خدا و رسول سے مجھے کیا ہی لازم ہے کہ تم بھی
باعتقاد تمام مجھ سے بیعت کرو کہ موجب خوشنودی خدا و رسول ہے اور مجھے
سوا کسی وارث امامت کے اور میں خوشنود ہوا تب اللہ الحسین علیہ السلام کی
محمد حنفیہ علیہ السلام سے آئی تو جناب ... نے بیعت ... فرمائی کہ مجھ پہ
فرمایا اس وقت جناب سید الساجدین علیہ السلام نے حضرت سے فرمایا اللہ تعالی کو
فرماتے فلانے اصحاب حضرت رسول مختار و جناب حیدر کرار کے ہیں ان کو اقرار
جب وہ لوگ مجتمع ہوئے تو حضرت سید الساجدین علیہ السلام نے انکی
... اس قصہ کو بیان فرمایا کہ آیا تمکو کچھ معلوم ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد
سے کہ مسند امامت کسکی لئی معین ہے یہ کلام سن امام زمان سے
سبکے سب اصحاب رسول مختار و حیدر کرار نے امامت جناب سید السجاد علیہ
السلام کی گواہی دی مگر محمد حنفیہ علیہ السلام نے کسیکا کہنا شاید از روی
مصلحت قبول نہ کیا تو کسی نے کہا یا محمد حنفیہ حجر الاسود کی گواہی دینا تمکو منظور
ہی یا نہیں یہ سنکر محمد حنفیہ علیہ السلام نے جواب دیا کہ جب حجر الاسود امام
معصوم کی گواہی دیگا تو مجھکو اطاعت سید الساجدین علیہ السلام قبول

ہی لیس اسوقت بعض کے کہنے سے حجر الاسود کے گواہی دینے پر
فیصلہ قرار پایا کہ جسکی امامت پر حجر الاسود گواہی دیگا وہ امام برحق ہے
اور اسکی بیعت سب اختیار کرینگے کہ وہ خداوند عالم کیطرف سے مرتبہ امامت
سے سرفراز ہوگا راوی کہتا ہے کہ محمد حنفیہ علیہ السلام اس بات کو قبول کرکے
مع جناب سید الساجدین علیہ السلام بخوشی خاطر مکہ معظمہ سمت مدینہ
طیبہ سے چلے جبکہ مکہ معظمہ میں جا پہونچے تو اہل مکہ حال تنازع ثبوت حق امامت
ان دونوں بزرگواروں کا معلوم کرکے یکبار ہر طرف سے اکٹھے مجتمع ہوئے
اور جناب سید الساجدین علیہ السلام نے فرمایا کہ ای نامدار پہلے تم حجر الاسود سے
علامت شہادت ہو کہ وہ حق و ناحق کو بیان کردیوے لیس حسب الارشاد
امام زمان جناب محمد حنفیہ علیہ السلام واسطے ادائے تمانے حجر الاسود کی برابر جاکر کہنے لگے السلام
علیک یا حجر الاسود اس بعد امام حسین مظلوم سبط رسول الانام کے منصب امامت و ولایت کا حکم اپنے حق
امامت کی لئے گواہی دے مشہور ہے کہ حجر الاسود سے کچھ آواز نہ آئی اور
تمام اصحاب نبی و علی علیہم الصلوۃ والسلام مجتمع ہوکے راحت جان انور نور چشم
رسول الثقلین جناب علی ابن الحسین علیہ السلام کو حجر الاسود کے پاس لائے
اور آنحضرت نے بعد دستور ادائے مراسم امامت فرمایا کہ السلام علیک یا حجر الاسود
قسم دیتا ہوں تجکو خالق جز و کل کے اگر میں منصب امامت پر بعد اپنے پدر بزرگوار
کشتۂ تیغ جفا شاہ تشنہ کام شہید دشت کربلا کے معین ہوں تو میری امامت
کے گواہی دے لیس جبکہ حضرت یہ فرما چکے تو حجر الاسود میں سے ایک
آواز پیدا ہوئی کہ علیک السلام یا امام ابن الامام ابن الامام علیہم السلام

پھر حکم خدا سے ہوا چلنے لگی اور ایسی چلی کہ اوس لعین کو دم بھر میں جلا کر خاک کر دیا غرض مومنین جب اوس پلید بن کو جلا چکے تو جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے مع اہل مکہ معظمہ و تمامی فوج ظفر موج سات روز تک محفل عزای شاہ تشنہ لب شہید دشت کربلا برپا رکھی جب امیر مسیب نے محمد حنفیہ علیہ السلام سے حال جناب سید الساجدین علیہ السلام کا پوچھا تو اوس جناب نے فرمایا کہ وہ امام زمان مع اہل اطہر مدینہ منورہ میں رونق افروز ہیں پس مسیب نامدار اور تمام مومنین یہ بات سنکے مسرور و شادمان شکر ایزد جہان بجا لانے لگے اوس وقت جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے کہا ایہا الناس اب کچھ فکر یہ بھی کرنے کی کرو کہ یہ دشمن آل عبا کسیطرح پر روی زمین سی ناپید ہو جاوے یہ سنکر امیر مختار نامدار عرض کرنے لگا ای نور چشم حیدر کرار میرے نزدیک یہ مناسب ہی کہ پہلی کربلا کیطرف چلکے زیارت مرقد مطہر جناب سید الشہدا علیہ السلام کے حاصل کیجئے بعد اسکے پیرا بن زیاد سے سامان حرب درست کیجئے کہ وہ لعین فوج بے انتہا لیکر عراق میں پہنچا ہوا ہے اور شہر کوفہ اوسکی تصرف میں آگیا ہے کیونکہ اکثر روسا نے کوفہ اوس لعین سے متفق ہو گئے اور مزاراین حجاز کے پاس کچھ ایسی فوج نہ تھی کہ وہ ابن زیاد سے مقابل ہو سکے بعد بہتر ہے کہ اسے امیر جب اوس نابکار کے جنگ سی فارغ ہو جاوے تو پھر یزید سی جاکر انتقام لیکر ہو جتنی مشہور ہے کہ تمام سرداروں کو مختار کی یہ بات پسند آئی اور سب روانہ کربلا ہوئے جب لشکر مومنین نے کربلا کے صحرا میں پہنچکر دیکھا کہ ایک نور ساطع مانند تجلی طور فلک سے تا زمین ہے اور صدای گریہ و زاری

ایسی پر درد و حسرت سے چلی آتی ہے کہ مرغان ہوا و وحشیان صحرا و دریا
جگر سوز کے سننی سے بیتاب ہیں غرض یہ حال دیکھکر تمام لشکر اسلام باآواز بلند
خاک سر پر اوڑا کے واحسینا وا مظلوما کہکے ایسی روئی کہ اونکی شور گریہ نے خفتگان
خواب عدم کو بھی بیدار کر کے اشکبار کر دیا ابو طاہر علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ ایک
قوم نامعلوم جو وہاں مصروف گریہ و بکا تھی یکبار روبروے محمد حنفیہ علیہ السلام کے آ
اور سلام کر کے تعزیت جناب امام حسین علیہ السلام میں مصروف ہوئی جناب
محمد حنفیہ علیہ السلام نے پوچھا آیا تم لوگ کس قوم و قبیلہ میں سے ہو اور ایسی زار زار
سے ماتم سبط پیغمبر میں با اشک و آہ مصروف ہو یہ سنکے سب نے جواب دیا کہ اے
خلف حیدر کرار ہم لوگ قوم جنی جان میں سے ہیں تعلیم یافتہ تمہارے والد ماجد
جناب اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے فقط سوگواری جناب سید
الشہدا علیہ السلام کے لئے یہان آکر شہر میں پہلے لشکر اسلام نے یہ حال سنکے
عزا برپا اور ... شاہ تشنہ لب شہید جفا کے زیارت سے مشرف ہوکر
وہاں مقیم ہوئے بعد اسکے جناب محمد حنفیہ علیہ السلام اور تمام مومنین نے ایک
ہزار گوسفند اور سو گائیں و پچاس اونٹ و تیس گھوڑے ذبح کر کے وہاں کے
فقرا و مساکین و محتاجین کو آب و نان سے خوب سیر کیا بعد دو روز کے جناب
محمد حنفیہ علیہ السلام نے اپنے رفقا کون سے فرمایا کہ میں جانب قزوین و ہمدان
و خراسان و عراق و طبرستان کچھ نامہ رقم کر کے طلب امداد میں بھیجتا ہوں
کیونکہ وہ لوگ وہاں مقرر گئے ہوئے ہیں میرے والد ناصر حیدر کرار سے ہیں
یقین ہے کہ وہ سب لوگ میرے پاس آوینگی بفضل خدائے عزوجل سے

فوج عظیم میان مجتمع ہو جاویگی یہہ سنکے سبب نامور عرض کرنے لگا یا حضرت علیہ السلام
تو جناب علیہ السلام سے پوچھا کہ وہ لوگ آوینگے مگر ابن زیاد بدنہاد کے لئے اونکی آنی ست بہیجیے
آپ ایک نامہ اس مضمون کا رقم کرکے ارسال فرمائیے تا ہمکو اوسکا عندیہ ثابت ہو جاوے
کہ وہ لعین کس سرزمین پر جدال و قتال کریگا یہہ سنکر جناب محمد حنفیہ علیہ السلام
نے ایک نامہ نویس کو طلب فرماکے ارشاد کیا کہ اس مضمون کا ایک نامہ رقم کرکے
عبید اللہ ابن زیاد آگاہ ہو کہ مین خلعت ابوتراب محمد حنفیہ نائب جناب سید الساجدین
علیہ السلام تجسے بعزم جنگ آیا ہون اور چاہتا ہون جس مقام پر تجھی منظور ہو وہان پہ
آکے مجسے عداوت رزم آراستہ کر جب یہہ نامہ لیکے قاصد ابن زیاد لعین کے پاس گیا
تو وہ ملعون مضمون نامہ سے مطلع ہو کر جواب نامہ لکھوایا کہ اے ابن علی
معلوم کر کہ جو حال تیرے بہائی حضرت امام حسین علیہ السلام کا صحرای کربلا مین ہوا
کیا ہے وہی سلوک تجسی بہی کرونگا اسی حادثہ سید کرا تجکو اس کام سی تو پشیمانی
حاصل نہین ہوئی بہلا تیرے قتل سے کب اندیشناک ہونگا اور سنتے ہے تو تمہاری
عزم کا خوب حال معلوم تہا اس سبب سی مینی بہی فوج قاہرہ مجتمع کی ہی والسلام
القصہ جب یہہ نامہ اوس بانی فساد کا جناب محمد حنفیہ علیہ السلام کی پاس پہونچا
تو وہ حضرت مضمون نامہ سے آگاہ ہو کر ایک گروہ قلیل مین سامان جنگ درست
کرکے جانب کوفہ روانہ ہوے لیکن اس سے پہلی ابن زیاد نے خبر آمد محمد حنفیہ
علیہ السلام کی آگاہی پاکے یزید کے لئے ایک نامہ اس مضمون کا لکہکر روانہ دمشق
کیا تہا کہ اے ابن معاویہ محمد حنفیہ علیہ السلام عراق کی طرف طلب خون امام حسین علیہ
السلام مین آیا ہے لازم کہ تو بہی فوج عظیم ہمراہ لیکے استعانت کرا ہی ہوتا اس خلعت

عبدگرا ہے معرکہ کا بازار گرم کیا داستان جس وقت یہ نامہ ابن زیاد ولدالزنا کے
پاس پہونچا تو وہ بدنہاد خبر شکست عبدالمجید سے جو کہ قلعہ عثمان ابن یوسف کی
کے لڑائی میں زید جنابی سے ہزیمت کہا کے بھاگا تھا اور یوشع بن ولید کی مارے
جانے کے حال سے ایک تو غمزدہ ہو رہا تھا دوسرے اس نامہ کے مضمون نے
اوسکی ایسی کمر توڑ ڈالی کہ وہ نابکار بے اختیار زار زار رو کر کہنے لگا کہ ای ولے
کس حالت میں ان شیعوں کے ہاتھ سے مبتلا ہو گیا ہوں کہ جینا اپنا مجکو گراں
ہو گیا ہے اس فکر میں بیٹھا تھا کہ عبدالعزیز موصلی نامی ایک سردار اہل کفار نے
اوسکو آکر سلام کیا وہ بدبخت نازل اوس مردود کی طرف دیکھکر کہنے لگا کہ ای بدگہر
نطفۂ ابلیس میں تجہی بلوانا چاہتا تھا خوب ہوا کہ تو آپ ہی سے آیا عبدالعزیز
موصلی نے اوس پیشوای اہل ضلال کہنے کے جواب دیا کہ اے یزید مردوں کو جو
مرد ہیں وہی پہچانتے ہیں یزید اس کلام ظرافت انجام کو سنکے کہنے لگا کہ تو بیس
ہزار آدمی ہمراہ لیکر جانب عسقلان روانہ ہو اور زبیر خزاعی کو گرفتار یا ہلاک کر کے
تمام شہر کو دوستان امام حسین علیہ السلام سے قتل کر کے حکومت شہر عسقلان
کے تئیں تجکو عطا کی ہے وہ مردود زیادہ مغرور اس کلام کے سنتے ہی بہت مسرور
ہو کے اداب بجا لا کے کہنے لگا کہ اے یزید روح معاویہ سے امید ہے کہ وہ میری
مددگار ہو کر زبیر خزاعی پر مجکو فتحیاب کریگی اور جبتک اوسکو قتل و اسیر کر کے
شہر عسقلان میں اپنا عمل دخل نکرلونگا ملک کا خطاب امام وہین سے نہین سونیگا
یہ کہکر وہ بدگہر بیس ہزار آدمیوں جمعیت سے با سامان جنگ جانب عسقلان
روانہ ہوا اوسوقت یزید پلید نے عبید اللہ زیاد کے نامہ کو سب امیروں سے کے

روبرو بڑھ کر سنان ابن انس و شیث ابن طاؤس کو حکم دیا کہ تم دونوں مع فوج کثیر امداد ابن زیاد کے لئے جاؤ غرض ابن زیاد کو خبر ہو پہنچے کہ محمد حنفیہ علیہ السلام قریب شہر کوفہ مع فوج آگیا اور ترسے ہیں اور منی بھی پچاس ہزار مرد ہوں کی جمعیت سے بیرون شہر فرسخ بھر کے فاصلے پر نکل کر اپنا لشکرگاہ درست کرکے خیمہ و خرگاہ استادہ کر دیا شب بیدار ہو سمیں بصد رنج و تعب بسر کرکے جب صبح نمودار ہوئے تو لوگوں سے آراستگے سامان جنگ کی لئے تاکید کرنے لگا ناگاہ بیابان کے طرف سے ایک گرد و غبار نمودار ہوا جب دامن غبار ہوا سے شگاف ہو گیا دیکھا کہ ایک فوج ہتھیار بند نشانوں سرخ و سفید سیاہ و سبز سے صدای نقارہ و قرنا بلند کرتے ہوئی چلی آتے ہیں اور نشان کے نیچے ایک امیر بلند توقیر باشکوہ تمام راہ کو طے کرتا ہوا چلا آتا ہے لیکن سب کی سب ایک علم سبز کے سایہ میں جناب محمد حنفیہ علیہ السلام با تحمل تمام اس شان شوکت سے آتے ہیں کہ آثار مردانگی و شجاعت چہرہ مبارک سے ہویدا ہیں اور دبدبہ حیدر سے شان غضنفری سی پیدا ہے القصہ لشکر اسلام نے لشکرگاہ فوج ابن زیاد کو بہت قریب دیکھا تو سب اوسی جا پر ٹھہر گئے جس دم جناب محمد حنفیہ علیہ السلام قلب لشکر میں پہونچی تو اوس جناب نے کثرت سے ہو کر آپ صفیں لشکر ظفر پیکر کی درست کیں اور ابن زیاد نے یہ دیکھ کر اپنی لشکر کو بھی آراستہ کرکے لشکر اسلام کے برابر صف بند سے کرکے مقابلہ میں مستعد ہو گیا القصہ کہ مومنین ابھی کثرت سے ہوئے تدبیر جنگ تجویز کر رہے تھے کہ ناگاہ ایک بد کردار شخص کو ہسار شمس ابن طارق نامی لشکر عبید اللہ زیاد سے جنگ کو میدان آ کر بہ مومنوں سے مبارزطلب کرنے لگا پس اوس لعین کو

حضرت محمد حنفیہ علیہ السلام نے ارادہ میدان کیا اوسوقت مومنین عرض کرنے لگی یا حضرت
اس حرامزادہ اویسی مقابلہ کے لئے آپ تشریف فرما نہو ویں ہم مین سی کوئی شخص جاکر
اس بدگہر سے آمادہ قتال ہوگا یہہ گفتگو مومنین کی سنکے جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے
فرمایا ای یاروا اول مجہپر واجب ہی کہ اس ملعون سے مقابل ہوں تا مومنین کو جنگ
مشرکین میں پہر کوئی حجت باقی نرہے یہہ کہکر اوس ملعون کے برابر جاکر کہنے لگے
کہ او مجت منافق تیرا کیا نام ہے جو اس بدلحاظی سے اپنی زبان کو کلمات بیہودہ سے
موافق کرتا ہے اگر تجکو دعوا اپنی شجاعت و دلاوری ہے تو زبان کو بند کر اور
ہنر کو ظاہر کر جناب محمد حنفیہ علیہ السلام ابہی یہہ باتیں کر رہے تہے کہ اوس لعین
نے جہپٹ کر کمر بند حضرت میں اس اراویسی ہاتہہ ڈالدیا کہ حضرت کو خانہ زین پر
سے جدا کر لے یہہ دیکہکر اوس غلامزادہ نام آور پسر شیر خدا نے اوس ملعون کے گلی
پر ہاتہہ ڈالکے چاہا کہ اوسکا گلا گہونٹیں اوس بدسیر نے کچہہ ڈر کے ہاتہہ کمر بند حضرت
سے نکالکر قربوس زین سے گرز آہنی کو ہاتہہ میں اوٹہالیا اور کہنی لگا کہ یہہ فرمائو
اس ضربت سے میری اب کہاں بچکے جاؤگے یہہ کہکر وہ گرز حضرت پر لگایا محمد
حنفیہ علیہ السلام نے سپر فولادی کو چہرہ مبارک کے سامنے کر لیا لیکن اس
ضربت سے گرز اوس بدگہر کا سپر پر پڑا کہ اوسکی آواز سے تمام میدان رزم
گونج گیا جبکہ جناب محمد حنفیہ علیہ السلام کو اوسکی ضربت کا اثر کچہہ نہ معلوم ہوا تو
اوس ملعون نے بسرعت تمام ایک اور گرز حضرت پر لگایا کہ اگر پہاڑ پر مارتا تو وہ
بہی پاش پاش ہوجاتا مگر محمد حنفیہ علیہ السلام درود محمد و آل محمد علیہم السلام پڑہتے تہی
اور اوسکے ضربوں کا کچہہ خیال بہی نہ کیا پس شیث ابن طارق کہنے لگا ای

جوان اپنا نام مجھی بتلا دے کہ تو کونسا ایسا ولی ہے کہ میری ضرب تو نے کاٹی اصلا
دنیا میں نہ آیا بجز امام علی الاوال میرے ایک ضرب کے روکنی کسی زمانے
میں کسیکو طاقت نہیں ہے یہہ سنکر جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے فرمایا
کہ میرا نام کیوں پوچھتا ہے میرے گرز کے ضرب تجکو میرا نام بتلا دیوے گی کہ میں کون
ہوں یہہ کہکر اوس جناب نے ایک گرز لگایا اوسنے سپر میں پناہ لی لیکن
فضل حضرت قہار سے ضرب گرز خلف شیر کردگار نے مع سپر و مرکب اوس لعین
کو پاش پاش کرکے واصل جہنم کردیا اوسوقت محبان اہلبیت نے خوش ہو کی
صدائی تکبیر بلند کر تلواریں علم کیں اور ارادہ کیا کہ اہل ستم پر حملہ آور ہوں لیکن
حیدر کرار نے للکار کر پھر مبارز طلب کیا تو ایک اور نابکار اوس گروہ اہل ناریں
سے کارزار کو آیا جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے اوسکو دو ٹکڑے مار کر سوے
جہنم روانہ کیا غرض اسیطرح پر ستر ہ خارجی میدان میں اوس لخت جگر حیدر کرار
کے ہاتھ سے مارے گئے پھر تو کوئی بھی مقابل پشت پر لیسے نکل کے جنگاہ میں
نہ آیا لکھا ہے کہ جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے دیکھا کہ اب کوئے سپاہ گمراہ
سے رزمگاہ میں نہیں آتا ہے وہ حضرت میدان قتال سے پھر کے قلب
لشکر میں آکر داخل ہوگئے اور تمام دینداران حضرت کے شان میں صدائے ثنا
و احسنت بلند کرنے لگے اوسوقت سپاہ اہل دین میں سے ایک جوان سنان
ابن اسحاق نامے بعنوان حضرت محمد حنفیہ علیہ السلام سے اجازت میدان کارزار
لیکے مبارز طلب کرنے لگا ایک خارجی لشکر ابن زیاد میں سے اوس دیندار
کے مقابل کے لئے آیا وہ لعین ابھی نگہبان سنان کے برابر نہ پہونچا تھا کہ اس جوان نے

جاکر حساب کیا معلوم ہوا کہ تین ہزار آدمی درجۂ شہادت سے کامیاب ہوئے
اور ابن زیاد نے جو اہی لوگون کا حساب کیا تو پندرہ ہزار نابکار اوسکی لشکر سے
دار البوار مین جاکر مقیم ہوئے تھے القصہ مومنین نے وہ شب طاعت حضرت رب
العزت مین بسر کی جب نور امید نے ازروی صدق دم صبح سے پرتو حصول مراد
دکھلایا کہ یکایک اس کوہ کے سمت سے ایک شمسۂ علم لشکر ظفر پیکر ایسی شان و شوکت
سے نمایان ہوا کہ آواز دہل و صدائی بوق کے ہیبت سے تمام دشت [illegible]
اور فوج طرفین اسکے دیکھنے سے پریشان خاطر بعد اضطرار تعجب جلد جلدی آراستہ
ہوکے اوس طرف دیکھنے لگی جب وہ عالم انبوہ قریب آپہونچا معلوم ہوا کہ چالیس نشان تومان
کے برابر چالیس سردار کہ ہزار ہزار آدمی کا ہر ایک سالار ہے باشکوہ شان چلی آتی
ہین اونمین ایک تو امیر اسفندیار قزوینی اور دوسرا امیر ماہیار رقاجی متوطن قزوین ہے
کہ ان دونون سردارون کو جناب حیدر کرار نے وہان کی حکومت دی تھی اور تیسرا
شخص مہراب شاہ کردستانی اور سردار حلب کے کہ اوسکو جناب امام حسین علیہ
السلام نے بعد صلح جنگ صفین بہت سا خزانہ عطا فرمایا تھا راوی کہتا ہے کہ جب
معاویہ و جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام مین بعد جنگ صفین صلح ہوگئی
تھی تو معاویہ نے ایک گنج زر جناب امام حسین علیہ السلام کے پیشکش کیا تھا اوسکو
مولائی دو جہان خلعت شاہ مردان نے وہ تمام خزانہ سالاران فوج داراب کو
تقسیم کرکے ہر ایک کو طمع زر سے بے نیاز کر دیا تھا الغرض جب یہ سب سردار
مع فوج قریب لشکر مومنین پہونچی اور اونھون نے علم لشکر جناب محمد حنفیہ علیہ
السلام کو دیکھا تو سب کے سب گھوڑون سے اوتر کر پا سر برہنہ و گریان [illegible]

باہی مرکب جناب محمد حنفیہ علیہ السلام کو بوسہ دیکر بادیدہائے اشکبار تکلمات تعزیت پرسی جناب امام حسین علیہ السلام کے زبان پر لائے اور حضرت محمد حنفیہ علیہ السلام اونکی بقصد تسلی اپنے خیمون مین لیکے داخل ہوئے اور تین دن تک حضرت نے رسم مہمان نوازی و تعزیت داری مین ... صرف ... ہو کی مسیدان وغا کو رونق فزا فرمایا طاہر ابن اسمعیل ابن موسی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتا ہی کہ جب فوج عجم کے خیمے لشکرگاہ حضرت محمد حنفیہ علیہ السلام کے برابر استادہ ہوئے تو ابن زیاد نے یہہ دیکھکر ایک نامہ تمام و کمال سوال کا رقم کرکے مع طالب امداد یزید کے پاس اس خیال سے روانہ کیا کہ وہان سے میرے مدد او فوج آئیگی تو دست قتل و ہزیمت سے محفوظ رہونگا پس شاید اوس بدکردار نے یہہ کبھی نہین سنا تھا لَّن يَنفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِن فَرَرْتُم مِّنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ معرکہ ہیژدہم راوی خوش تقریر نے یہہ حال تحریر کیا ہی کہ جب تین روز تک جناب محمد حنفیہ علیہ السلام محفل عزای جناب سید الشہدا علیہ السلام برپا کرچکی تو چوتھے دن کوس حرب نے فنای رزمی بجاکے مع فوج عرصہ جنگگاہ مین تشریف فرما ہوکر اپنے تمام لشکر کے صفین آراستہ کیا اور شہسواران عرصہ کارزار و دلیران معرکہ پیکار نے باہم ایک دوسرے کو اس نگاہ آمادگی سے دیکھا کہ پیادون نے سوارونسی لڑنے کے ہمت شکے اور پیدل سے سوارون سے بھاگنی کے فکر کی ناگاہ پشت لشکر ابن زیاد بدنہاد سے ایک گرد نمایان ہوئی دیکھا کہ بیس ہزار خارجیون کی جمعیت سے جبل ابن شمیط چلا آتا ہی عبید اللہ زیاد دوڑکے اوس لعین سے بغل گیر ہوکر شادان و فرحان اوس نطفۂ شیطان کو اپنے لشکر مین لاکے اوترا

میں مقابلہ کو نہ آیا تو لاچار اوس شیدا نے تلوار پکڑ کے آپ ہی ملعونوں پر حملہ کر علمدار لشکر
عبید اللہ زیاد لعین کے برابر ضربت تیغ سے نشان کو مع اوس بدبختان کی دو حصہ
کر زمین پر گرا دیا جبکہ فوج ابن زیاد نے یہ حال دیکھا تو کچھ غیرت میں آکر مسیب نامور
کو چاروں طرف سے گھیر لیا لیکن مسیب عالی شان مانند شیر ہر طرف حملہ کرکے ملعونوں
کو تلوار سے مار ستہرا کرنے لگا اور ہیبت سے ناریوں کو ضربت تیغ آبدار سے سوی
جہنم بھیج کے اور انکی صفوں کو درہم برہم کرکے پھر جنگگاہ میں چلا آیا پس تھوڑا سا دم
لیکے پھر قلب سپاہ دشمن پر حملہ کیا اور بیس پچیس بدبختوں کو آناً فاناً میں جہنم داخل کر دیا
اور جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے یہ صورت جنگ اوس نہنگ بحر وغا کی دیکھی تو
اپنی تمام فوج کو حکم دیا کہ تم لوگ بھی ایک مرتبہ حملہ کرکے ان ملعونوں پر جا پڑو اور حتی المقدور
ضربت و تیغ و سنان سے ان کفاروں کو بیجان کرکے راہی دار البوار کرو القصہ
تا زشام ہنگامہ دوستوں نے ملعونوں کو خوب قتل کیا قریب مغرب طبل آسایش لشکر
ہا میں بجنے لگا اور ہر ایک گروہ اپنی اپنی لشکر کو پھر گیا یہاں دوستان آل
عبا خدمت محمد حنفیہ علیہ السلام میں حاضر ہوئے اور اوس جناب کی خیموں میں داخل
ہوئے جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے مسیب نامور کو تحسین و آفرین سے سرفراز
کرکے فرمایا کہ ایہا الناس بخشش خدا و رسول صلوات اللہ علیہ اس جہاد کا تم سبکی سے لئے
ابھی موجود ہے بہشت شافع جسوقت لشکر کفر کے لوگ اپنی خیموں میں پہونچے تو مانند
ماتم زدوں کے سر گھٹنوں پر رکھے کہ از بسکہ غلبہ مومنین سے مبتلائے رنج و الم
ہو رہے تھے مگر اوسطرح پر چاہ ضلالت و ضلال میں محبوس تھی اور شیطان یزید دمشق
میں ازبسکہ زیادہ قید ضلالت و ضلالت میں گرفتار تھا راوی یوں کہتا ہے جب نامہ

نامہ عبید اللہ زیاد کا یزید کے پاس پہونچا تو بعد اوس مضمون نامہ سے آگاہ ہو یا اشقیا
دیوانون سے گریبان پھاڑ کر صاحبان علت سے سینہ کوبی کرتے سر کو دیتے آہ و سوز
نالہ جگر سے کھینچے آپ بیدہ ہو گیا قریب تھا کہ وہ بیچا قرار اوٹھتے بار بار روتی اور نکا ک
سر پر اوڑا کر اپنا حال تباہ کرے یہہ حال اوس بدبخت اہل بلا دیکھا تمام اہل مجلس لوگ ہر
شخص سکے خائف وہراسان ہو ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگی اوس وقت مروان
علیہ اللعن یہہ حال اہل محفل و یزید کا دیکھکر کہنے لگا کہ اے ابن معاویہ یہہ وقت رونے
کا اور حال پریشان کرنے کا نہین ہے لازم ہے کہ کچھہ تدبیر کرکے فوج کثیر
ابن زیاد کے امداد کو بھیجدے تا شیعان علی خائف ہو کے اپنے ملک کو بھاگ
جاوین ہرچند اسمین کچھہ شک نہین ہی کہ شیعونکا کام روز بروز بڑہتا جاتا ہے اور تیرا
بگڑتا ہے لیکن اپنی طرف سے انسان کو اپنی کام کی درستی ہر طرح لازم ہی آپس
گفتگو مین تہی کہ عبد العزیز موصلی کا نامہ بہی آپہونچا یزید اوسکی نامہ کو پڑہنے
لگا اوسمین لکہا تہا کہ ای ابن معاویہ کارزار مختار سے روز بروز رونق پذیر ہوتا جاتا ہے
کسلئے کہ ہر سمت سے شیعان علی ابن ابیطالب علیہ السلام اوسکی پاس آکر
مجتمع ہوتے جاتے ہین پس مناسب ہی کو تو بہی فوج کثیر میرے امداد کو روانہ
کر ورنہ مین بہاگ کر دمشق کیطرف چلا آونگا اور اے یزید آگاہ ہو کہ اسی لڑنے مین میرا
کیا نقصان ہے مگر مین مقابلہ کے لایق نہین ہون اونکی پاس بڑی فوج ہی
اور اب تک مین تیرے خاطر سے فقط ان لوگون سے جانفشانی کرکے لڑتا
ہون والسلام غرض یزید نے مضمون نامہ کا پڑہا اور بہت خفا ہوا اوس بیدین
نے حکم دیا کہ ابہی پچیس ہزار آدمی عبد العزیز کے امداد کے لئے جلد جانب قلات

روانہ ہوئے اوسیدم پچیس ہزار کفار شہر عسقلان کے طرف راہی ہوئے
اوسکی پچیس ہزار آدمی قرطوس رومی کے ہمراہ امداد عبید اللہ زیاد کی لئے
روانہ کئے راوی کہتا ہے کہ یزید غدار نے اون دنون مین خزانہ کہولکر دشمنان
دین کو خوب سا بانٹا بلکہ ہر شخص سے بوعدہ و عید پیش آکر حیلہ بہانہ سے امداد
کرتا تہا جبکہ مال و زر سے شامیون کو بے نیاز کرچکا تو ہر ایک ملعون قتل مومنین پر
مستعد ہوگیا القصہ او سدن مومنین جنگ گاہ سے پہر کے اپنی اپنی خیمون
مین بعد الفراغ طعام تمام شب طاعت ایزدی و استراحت مین مصروف رہے
وقت سحر نماز صبح ادا کر کے مسلح و مکمل جنگاہ مین مجتمع ہو پہر صف آرا ہوئی تو ایکبار
مختار عالی مقدار جناب محمد حنیفہ علیہ السلام سے اجازت کارزار حاصل کرکی میدان
کارزار مین آکر کہنے لگی کہ مین ہون مختار غلام علی ابن ابیطالب علیہ السلام کا ہر ایک
امر مین پنجتن میرے حامی اور مددگار ہوتے ہین یہہ کہکر ایک مرتبہ ہی دو سے
تین تیر لشکر بے پیر کیطرف چلہ کمان سے ایسی راہی کئے کہ تین ملعون یکبارگی
دم بہر مین اون تیرو کے ہدف ہوکر جہنم واصل ہوئے یہہ حال دیکہکر ابن زیاد بد
نہاد خوف کہا کی قلب لشکر سے ہٹ کر گوشہ امن مین جا کے ایک کوتی لایعقل
سے کہنے لگا اے دلاور میرا جی چاہتا ہے کہ کوئی بہادر جاکے اس شیعہ
علی کو ہلاک کرے یا زندہ گرفتار کر کے میرے قبضے مین کردے تو وہ شجاع
عالم عرب مین مرتبہ سربلندی سے کامیاب ہو اور میرے عنایت خلعت و زر
سے بی نیاز ہوجاوے یہہ سنکے وہ لعین ابن زیاد بدنہاد کے فریب مین آکر
رزمگاہ مین جا کے مختار نامدار سے مقابل ہوگیا تو امیر مختار نے اسے تیغا جیدر کرار کہنچکر

ایک تلوار ایسی اوس نابکار کے جڑی کہ دو ٹکڑے ہو کر بیچ سے جانب جہنم و دوزخ روانہ
ہوا اور بعد اوسکی مختار ابن ابو عبیدہ ثقفی نامدار نے پہر مبارز طلب کیا تو ایک
اور بد عمل گرفتار پنجۂ اجل ہو کے کارزار کے لئے آیا اوسی بہی مختار نے بحالی خوار و زار
واصل جہنم کیا چنانچہ اسیطرح سات بد ذاتون کی ایک ساعت مین اوس دلیر
نے قتل کیا کہ عبید اللہ زیاد از بس خوف و الم مین مبتلا ہو کے اپنا سر پیٹنے اور کہنے
لگا کہ جیسا مینی کیا ویسا ہی پایا اسکی کیا خطا ہے جس روز کہ مینی امام کو قتل کیا
تہا اگر اوسی روز مار ڈالتا تو کاہیکو آج یہ رنج دیکہنا پڑتا وہ ملعون اسی تشویش مین اپنا
اوقات تلف کرتا تہا کہ مختار نامور نے للکار کر کہا کہ اے گروہ کوفہ و شام جو کوئی آرزو
مند دولت مرگ ہو وہ میدان قتال مین آج میرا مقابلہ کرے پس اوس وقت عبید اللہ
زیاد نے بصد منت و زاری اپنی لوگونسی کہا کہ اے جوانان نبرد جو کوئی پہلوان بہادر
جاکے اسکا سر لاویگا اوسکو مالک مملکت اقلیم کر دونگا مگر کوئی ایسا شخص ہو
جو ہنر سپاہگری مین بے مثل ہو کسلئے کہ جو اوس بہادر سے مقابل ہوا یہ دنیا
مین رہنے کے قابل نرہا ہر ایک آدمی کا تو یہ کام نہین ہی جو اس جرار سے
مقابلہ کرکے سر بر ہو راوی کہتا ہے کہ انتوس رومی نامی ایک نامی پہلوان لشکر
شام مین تہا اوسنی زبان ابن زیاد بیوفا سے یہ عہد و پیمان سنکے عہد وفا کی
وعدہ لیکر عزم میدان وغا کا کیا اور مثل رجال وقار سے برابر جاکے ایک گرز مارا
مختار نامور بہی عجب جرات و ہمت کے ساتہ گرز گران سنگ سے اوسکے
جواب ضربت ایسا دینے لگا کہ اوس لعین کے ہوش و حواس منتشر ہوگئے
لیکن ساتہ ضربین گرز کی دونون جوانون سے کہ ایسی ہوئین مگر کوئی زحمت

... شب ... کہنی لگا کہ اے امیر قدا ... کیون ... ...
پر ... سے اعداء وسے لیئے کیسی فوج تو بچا پایا ... ... کا ...
لگی کا غرض اوس شب ... اپنا پنج والم لعینون پر تمام کرکے آئینہ صبح صادق
مین صورت مرگ کا نہون کو دکھلائی تو تمام ملعون قتل عام خدا و رسول صلی اللہ
علیہ وآلہ سے پر سامان ... ... کرنے لگے جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے
نماز صبح با جماعت میدان مین ادا کی جب آفتاب فتح و ظفر لواقف شہر ہمت عدو کشور
بر مومنین سے طالع دیکھا حکم دیا کہ طبل جنگی کو آمادہ ملا بند آواز کرین پس یکبار آواز
طبل جنگ سنکی مومنین سوار ہو کر رزمگاہ مین صف آرا ہوئی لشکر ابن زیاد بہی
آکی فوج مومنین سے مقابل ہوا اور ظہیر نامی ایک پہلوان سپاہ ابن زیاد بہی
گہوڑے کو چپیڑ میدان مین اکی مبارز طلب ہوا لشکر اسلام مین سی امیر سعید
سعید نامی ... کا بہائی اوسکی مقابلہ کو روانہ ہوا اور گرز گران ہاتھ مین لیکی باہم
رزم و خور مین ایسی مصروف ہوئے کہ دونون کی بازو گرانی گرز سے سست
ہوگئی آخرکار اونکو چہوڑ کے تلوارین پکڑ کر ایک دوسرے پر حملہ آور ہو ... لگی
جب وہ بہی دونون ... بیکار ہوگئین تو نیزے ہاتھون مین تہام کے نیزہ بازی
مین مصروف ہوگئی یکبار رعد رد و بدل ہشیار امیر سعید نے نام حیدر کرار لیکے
چہینٹ کے ایسا نیزہ پہلو سے راست ظہیر پر مارا کہ سنان نیزہ جانب چپ سی
پار نکل گئی پس امیر سعید نے یا علی کہکر اوس بدگہر کو فاش زین سی جدا کرکے
اپنی سر سے بلا کر اس زور سے زمین پر پہینکدیا کہ تمام استخوان نحس اوس پلید
کے چور چور ہوگئی جب یہ کار نمایان اوس دلاور یگانہ سے ظاہر ہوا تو دونون

حملہ کر فوج ابن زیاد بدنہاد پر جا پڑے جہانتک مومنون سے کے قوت دست و بازو
نے یاری کی بفیا کارون کے قتل سے کوتاہی نہ کے اور تمام و نشان لشکر
بدنشان جہان سے ناپید کرنے لگے راوی کہتا ہے کہ حسب اتفاق امیر اسفندیار
کے سامنے ابن زیاد نابکار آگیا امیر نے ایک وار تلوار کا اوس بدکردار پر کیا کہ وہ بدبخت
زخمی ہوکر اپنی فوج کی غول میں پوشیدہ ہوگیا امیر نے اوسکی تلاش مین بہت کوشش
کی مگر وہ بدنہاد انہین نظر نہ آیا حتی القدور اوس روز جانبازان معرکہ وغا و دلاوران
لشکر اسفندیار نے کوئی دقیقہ باقی نرکہا تہا الغرض جار و ناچار نیرنگی روزگار کا یہ حال
دیکہکر طبل بازگشت صدائی اذان نے تکبیر کو بلند کیا مومنین قتل مشرکین سے ہاتہ روک
اپنی لشکرگاہ کو پہر گئی اور عبید اللہ زیاد نے اپنی خیمی مین جاکر جراح کو طلب کیا وہ
سید بن منقذ اوس لعین کا سینے کہنے لگا کہ ای امیر کسنی یہ زخم کاری تجویز کیا کہ
مارڈالنی مین کچہ کسر باقی نرکہا تہا وہ لعین کہنی لگا کہ ای بہائی کیا کہون نہین بلکہ
الموت کے ہاتہ سے آج بچ آیا ہون ورنہ کوئی صورت میرے زندگی کی باقی نہ
تہی یہ سنکر تمام امیر لشکر بے پیر اوس ولدالحرام سے کہنی لگی کہ ای امیر مرجانا اس
بات کا کچہ اندیشہ نکر جبتک ہم زندہ ہین تجکو مرنے ندینگی سوائی اسکی تیاری کا حال
ہی کہ آجکل مین یزید کے پاس سے ہماری امداد کو لشکر بی حد و حصر آیا چاہتا ہے
پہر اوس وقت یہ شیعیان علی ہمسی کب عہدہ برآ ہوسکتی ہین راوی کہتا ہے کہ دوسرے
دن محمد حنفیہ علیہ السلام طبل جنگ بجواکے مع فوج آکر میدان وغا مین صف
آرا ہوی امیر مختار نے اپنی پرکیسی شکل کے اوس جناب سے اجازت میدان
طلب کی محمد حنفیہ علیہ السلام نے جانب مختار نامدار دیکہکر فرمایا کہ ای دلاور

بان نثار فرزند حیدر کرار جاؤ بجہاد راہ خدا مین کربیہ کرکر اپنی خادمون سے [illegible] شاد
فرمایا کہ ایک گھوڑا اچھا لاؤ اس دیندار کے سواری کے لئے تیار کر لاؤ خادم عجیب [illegible]
اوس شبدیز کے لئے لائی کہ اوسکی تعریف مین کی تربیکا فی ہی جبکہ امیر مختار اوس مرکب پر [illegible]
سوار ہو جر یگاہ مین جا کمان کو ہاتھ مین لیکر تین تیر طرف لشکر بے پیر راہی کئی [illegible]
جو اس خیمہ ابن زیاد لعین پراگندہ ہو گئی تہی چنانچہ ایک تیر اجل ایک ملعون پر کہ علمبردار
لشکر ابن زیاد کا تہا سینہ سی گذر کر بطن زمین مین اوتر گیا اسیطرح ایک اور تیر مختار نامدار نی
[illegible] لشکر ابن زیاد کی سمت روانہ کیا ایک خاتمی اپنی جان خوف [illegible] کشاکش
تیغ دسنان سے بچا کر گوشہ گیر خیمہ ہوا جسوقت تیسرا تیر اوس دلاور نی [illegible]
خیمہ ظالم کے سمت چلہ کمان سے جدا کیا تو ایک بی پیر دشت کے [illegible]
چیکا کو [illegible] راوی کہتا ہی کہ بعد اسکی مختار نامدار نے پکار کر کہا اے [illegible]
[illegible] و فساد آگاہ ہو کہ مین وہی مختار ابو عبیدہ ثقفی ہون کہ تیرے زندان ستم مین
گرفتار رہتا اور خداوند کارساز کے کارخانہ کو تو دیکہہ کہ وہ کیسا مسبب الاسباب ہی
اور [illegible] اپنی تائید سے تصدق آل عبا علیہ السلام مجکو تیرے قید سے رہا [illegible]
دی ای بدکار اگر اسوقت تو بہی میرے سامنے آوے تو تیرا اجل کا [illegible]
معاویہ ابن ابوسفیان کے پاس تو بہیجکر پابند زندان غدا ہے جہنم [illegible]
ابن زیاد بیتہا یہ کلمات حسرت آیات کہنی لگا کہ بات سچ کہتا ہی [illegible]
قصور میرا ہے کہ لوگون کے کہنے سے تجکو قید خانہ مین رکہا [illegible]
شمار کاش کہ مین اس مثل مشہور پہ عمل کرتا کہ دشمن [illegible]
پس ہہلکی اپنی سپاہ گمراہ سے کہنی لگا کہ اسے یارو [illegible]

آتا وہ قتال ہوگا تو غفلت مین جا کی اسکو مار لون گا لکہا ہے کہ عبید اللہ ابن زیاد بیشر
یہہ جواب سنکی بشاش ہوا اوسی تحسین و آفرین کرنے لگا اور اس بات کو اپنے لعین
سمجہا کہ یہہ کلمہ فقط زبانی کہتا ہے دل مین اوسکی کچہہ اور ارادہ ہی وہ ملعون اپنی عادت فتنہ
پردازی سے مسکرا کے کہنے لگا کہ اے ارطاؤس یہہ تدبیر خوب تیر سے دل مین
آئی خیر جسوقت تو یہہ کام کریگا مینی جو کچہہ وعدہ کیا ہے وفا کرونگا یہہ سخن اوس
بدگہر کا سنکے ارطاؤس رومی اپنی دل مین کہنی لگا کہ اے لعین مینی تو اپنی دل مین
یہہ نیت کی ہے کہ خدمت جناب محمد حنفیہ علیہ السلام مین جا کر رہونگا کسلئی کہ تیرا
تمام مال و منال اونکی سر مو کے برابر سے ہمین کرسکتا ہے الغرض اسی حال مین
مختار و شیدا نے جب پہر مبارز طلب کیا تو اوسوقت ابن زیاد بد نہاد نے عبید اللہ
نامی ایک پہلوان نامی کو بلا کر کہا کہ اے دلیر یہہ دو ہزار دینار سرخ پہلی سے لیلی اگر مختار
کا سر اسکے عوض مین میرے پاس لے آتا مین مطمئن ہو کے تجہسی کچہہ اور بہی سلوک
کرونگا یہہ سنکی وہ ولد القلب دو ہزار دینار اپنی خیمی مین رکہکر میدان قتال مین
مختار سے لڑنے کو آیا پس تلوار علم کرکے مانند خوک خشمناک حملہ آور ہو کے ایک
وار سر مختار نامدار پر کیا لیکن مختار نامدار نے جلدی سی سپر کو پناہ سر مدور کر لیا
تو وہ ضرب لب سپر سے بہ سبز ان ہو کے گردن مرکب امیر مختار پر ایسی پڑی کہ
گردن اسپ مانند خیار تر قلم ہو گئی یہہ حال دیکہکی مختار جرار نے جلدی سی دونوں پاؤن
رکابو نمین سے نکال اپنی گہوڑے کے گرنے کے پیشتر زمین پر کود او رجست
کرکے ایک تلوار اوس لعین کے مرکب کے پیرون پر ایسی لگائی کہ چارون پاؤن
اوس بد نہاد کے رہوار کے قلم ہو گئی وہ ملعون مع اسپ زمین پر گر پڑا پہر جلدی

سنبھل کر اوس بدکار نے مختار نامدار پر ایک وار تلوار کا کیا اوس [illegible]
وہ وار بھی اوسکا خالی دیکر پھر اوسی ایک تلوار اوسکی داہنی ہاتھ پر پہونچی کہ مثل خیار
تر دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گر پڑا مختار نامور نے اوسی حال مین دوسرا وار [illegible]
نابکار کے سر پر وار کیا کہ وہ بھی دولت جدائی سر و تن سے کامیاب ہوکر واصل
جہنم ہوگیا القصہ یہہ ماجرا دیکھکر گروہ مومنین نے صدا [illegible]
[illegible] کفار پر حملہ کیا اوسوقت جناب محمد حنفیہ علیہ السلام [illegible]
سوارے کا مختار نامور نے لئی بہیجا کہ وہ دیندار رکاب آپکو چوم کے [illegible]
تمام سوار بخدمت حضرت مین آکے عرض کرنے کہ اے پسر شیر خدا [illegible]
ہون کہ مین قلب لشکر ابن زیاد کو جا کے درہم و برہم کرون تو آپ میرے [illegible]
یہہ کہکر وہ دلاور قلب لشکر پسر زیاد پر مثل برق جا پڑا اور جناب محمد حنفیہ علیہ السلام
بہی مع سرداران نامدار سپاہ نصرت شعار حملہ آور ہوکے اعدا پر چلے
اور اوس طرف سے فوج ابن زیاد لعین بہی یکبار حملہ کرکے چلی دونون فوج
ایک دوسرے پر آمادہ کارزار ہوکر تیغ و سنان سے کام لینی لگین تو حال میدان
وغا کا اوس دن اس درجہ کو پہونچا تھا کہ اوسکی بیان مین زبان کو یارا سے
تقریر نہین ہے غرض کہ اوس روز بہی نیرنگی زمانہ غدار [illegible]
درمیان نہین رہا کہ جسکے سبب سے ہزارہا نوجوان بہرہ یابی تحمل [illegible]
سے محروم ہوگئی ما الحیوة الدنیا الا لعب ولہو [illegible]
ابو طاہر ابن حسین ابن اسمعیل طرطوس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ جب
امیر مختار کو ارطاوس کا فریب کرکے جنگ گاہ سے چلا جانا بہت ناگوار معلوم

ہوا غرض دوسرے دن یہ نامدار تین ہزار آدمیوں کی جمعیت سے فقط ارطاؤس
رومی سے لڑنے کے ارادے سے پر میدان قتال کیطرف راہی ہوا جب ارطاؤس
نے حضرت نامور کو میدان میں آتے دیکھا تو وہ دلاور لشکر اپنی زیادہ سے نکل کے مختار کی
سامنے پہنچا اور بہت کچھ تعریف مختار نامدار کی بموجب سنت ادا کر کے آداب
شاہانہ بجا لایا جب مختار نامدار نے اسے بطرز حسن دیکھا تو یقین ہو گیا کہ یہ دلی
اپنی طریقہ شوخی سے کنارہ کش ہو کے بصدق دل راہ نیک پر آیا ہے یہ
خیال کر کے مختار عالی وقار تقاضائی مومن نواز سے پیادہ ہو دوڑ کے
ارطاؤس رومی کے گلے سے چمٹ گیا اور باعزاز تمام جناب محمد حنفیہ علیہ السلام
کی خدمت میں لا کے کہنے لگا یا حضرت ارطاؤس رومی نے دلی راہ کفر چھوڑ کر
طریقہ اسلام اختیار کیا ہے یہ سنکے جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے ارطاؤس
رومی کی نہایت خاطر داری کی اور ایک خلعت فاخرہ اوسکو عنایت کیا اور
اپنی خوبی سے کارزار گرم رہا بلکہ مسعود نے بہت سے تماشیوں کی [illegible]
کیا خصوصاً زید ابن حارث نامی ایک بڑے سپہ سالار نے دست کو میدان
وغا میں بعد ردو بدل بیشمار ایک تلوار مار کر مانند خیار تر جب دو حصہ کیا تو شور
واحسرتا لشکر شامیان سے مانند غوغائے محشر بلند ہوا لیکن جب وقت قلیل
[illegible] ہوا کے جناب محمد حنفیہ علیہ السلام آرامگاہ کی [illegible]
تو سپہ سالار امیر اسفندیار فرغنی اپنی رفقاؤں سے کہنے لگا کہ ای جماعت
آج شب کو میرا ارادہ ہے کہ لشکر ابن زیاد بد نہاد پر شب خون کروں لیکن
[illegible] کا یہ کلام خیریت انجام سنکے سب نے کہا کہ اے نامور ہم سب لوگ ابھی

کوچ کرکے وہ تو نامراد واں لشکرگاہ ابن زیاد مرود وکا لوٹ کر اپنی لشکر مین چلی آئے جب وہ لوگ مع نفیع و فیروزیسے تمام اپنی صدف لشکر مین آپہونچی تو نزامرز سام بادشاہ صفہان نے بست جناب محمد حنفیہ علیہ السلام مین جاکر اجازت میدان کا طالب ہوا حضرت نے بسلامت وآفرین سے سرفراز کرکے اوسکو روانہ جنگگاہ کیا وہ دلاور میدان رزم مین آکے مبارز طلب کرنے لگا کہ یکبار لشکر ابن زیاد سے ایک پہلوان نامی عامر ابن سلیمان ساکن شہر حلب فرامرز سام کو جنگگاہ مین دیکھکر ابن زیاد بدایمان سے طالب میدان وغا ہوا اور اوس لعین نے ایک تلوار گرانبہا بیش قیمت اپنی کمر سے کہ ہزار سکہ رائج الوقت اوسکی قیمت تہی اوس ملعون کو عنایت کرکے کہا کہ اگر شیعہ علی کو زندہ یا سر اسکا میرے پاس لاویگا تو تیرے تئین حکومت کسی شہر کی مع نعمت بیقیاس دیکر قارون زمانہ کردونگا یہ سنکی وہ لعین طمع وعدہ طلا وزر سے شاداں و فرحاں میدان کارزار مین آکر فرامرز سام سے مقابل ہوکر مشغول حرب وضرب ہوگیا جب بہت سی ضربتین آپسمین ایک دوسرے کے خالی پڑین تو فرامرز سام نے جھپٹ کر ایک تلوار اسکا چھینکے وہ سپر کو کاٹ گردن پر اوس نابکار کے ٹھہرا وہ بدگوہر کباب ہوکر زمین پر گر پڑا یہ دیکھکی سب مومنین بہ صدای تکبیر درود محمد وال محمد علیہ السلام پر بھیجے اور دلاور کو تحسین وآفرین کرنے لگے کہتی ہین اسیطرح بہادر نامیون کو ابن سام نے واصل جہنم کیا تو سپاہ ابن زیاد مانند بید اوسکی خوف سے ایسی لرزگئی کہ ہرکہان وہ کہر لینیپر کسی یا ہر نہ نکلا فرامرز اوسوقت تیغ تیز قلب لشکر بے پیر کیطرف چہوڑکے تیئن دشمنون کو تہ تیغ کیا

میں اونکو لڑ کو وہ نگاہ دیوان سنے یہہ بات سنکے اوس ملعون [illegible] آپ [illegible]
نامہ ہامان کے قتل کا سب سے نے بخشوںت لکھکر یزید کے [illegible] روانہ
کیا جسوقت ابو الفراس و ابو الحارث نے یزید کے پاس [illegible] سے عالی
وقار ہمتی ہامان بے ایمان کو واصل جہنم کیا سب از ہم [illegible] لکھ
ہمارے مدد کر ان خارجیوں کی بیخ و بنیاد [illegible] نہیں پہ [illegible] کی باعث
میرا پدران دونون سے یہہ بات سنکے خوش ہوکر کہنے لگا کہ تمہارا [illegible] حسین پیر کو
دوستان جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو تحنی ظالم کے ظلم سے بچالیا اسی
ولاور شوق سے دوستان جناب شاہ مردان کو جمع کرکے ساتھ دشمنان علی
علیہ السلام ہاتھہ آوین سبکو قتل کرو القصہ اونہوں نے [illegible] حسین کو جمع کیا میری
پدر نے حکم دیا کہ جاؤ جو خارجی ہاتھہ آوے اوسکو قتل کرو کہ میں بھی جہاد کرنے زیادہ
ہوں یہہ سنکے اون دلیرون نے مع مومنین تین رات دن کو ایسا قتل کیا کہ بے
حساب دشمنوں کی ہاتھہ سے مارے گئے اور بہت سے ناری [illegible] اور سلامت
یزید کے پاس بھاگ کر چلے گئے اس خروج کے جب خبر ہوئی تو ہم لوگ با شادمان ہوکر
امیر اصفہان نے فرامرز سام و امیر فارس و امیر کرمان و توران شاہ و امیر قرہ بن امیر
اسفندیار معاہ یار جنگجو و اسحاق و شادکام و بہروز و مسعود وغیرہ خدمت حضرت
میں حاضر ہوگئے ہیں اور یہہ دلاوران نامدار اس سبب سے تنہا آیا ہی کہ میرے
پدر عالی وقار ابو الحارث شہر اسکو ماہو سے صدر ہی حاکم خراسان کے پاس کہ وہ
بھی ناصب ہی کہ وہ جناب شاہ ولایت ہی اس مضمون کا خط دیا ہے تا کہ اسی طرح کی
صورت جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے یزید پر خروج کیا ہے اور تمام عراق [illegible]

ماننقہ [illegible] سید ابن قحطبہ خراسانی ہوا [illegible] راوی مسیب نامہ و امیر علقمہ شیرازی
و ابو ہلال شامی [illegible] وقتیکہ [illegible] تاریخ بستان الوسی جناب کی رکاب
سعادت مآب [illegible] حاضر ہیں بلکہ کچہ اور بہی [illegible] ہیں [illegible] کہ اوس مولانا
سے [illegible] کیا [illegible] ہر [illegible] سے خبر ہوتی ہی تہی یہہ کہکر [illegible] روانہ
کیا کہ [illegible] خدمت حضرت مین جاکر حاضر ہوا اور مین بہی فوج مقتولان کے تیز
پیچہے آتا ہون الیس جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے اوسوقت گلے سے لگاکر بہت
سے مہربانی فرمائی اور ابو الفراس نے جناب محمد حنفیہ علیہ السلام کو سلام کرکے
عرض کیا کہ یا حضرت امیدوار ہون کہ خون ناحق حضرت امام حسین علیہ السلام
کا عوض لینے کے لئی مجہی ارشاد ہو یہہ سنکر جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے اوس
جوان دیندار سے فرمایا کہ یا خداوند عالم تیرے نصرت کرے گا القصہ وہ جوان بیدل
شیر مست ایک قبای سیاہ پہن کو [illegible] سر سے لپیٹ تو برہ پتہرون کا لے
مین لٹکا ایک چہرہ [illegible] بہر کا کمر مین کہونسکی میدان رزم مین آیا افواج ابن زیاد
کو دیکہا غلبہ کیا ہوا ہے اور ابن زیاد لعین اپنی سپاہ کو غیرت دلا کے لڑنے پر
امادہ کر رہا ہے یہہ دیکہکر ابو الفراس رازی نے فرامرز سام سے کہا کہ ای امیر
[illegible] باک [illegible] جناب محمد مصطفی و علی مرتضی علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے
آج اس میدان کا [illegible] سپرد کرتا ہین انتقام خون امام حسین علیہ السلام
ان ملعونون کو سے لیکے اپنی دل کی آرزو بر لاون یہہ سنکی فرامرز سام میدان
رزم سے پہرایا اور ابو الفراس نے کہا یہ نعرہ یا آل ثارات الحسین علیہ السلام بلند
کرکے گشتی لگا کہ اسے ابن زیاد [illegible] اسوقت [illegible]

مہجبینہ علیہ السلام سے ہاتھ سے نجات بہت دشوار معلوم ہوتی ہی کیونکہ لڑائی
مین تعیرانہ ہو بہ شکست ہے کے روسے فتح و ظفر کبہی دیکھنی مین نہین آتا ہے
واللہ وہان اس زندگی سے بےلطف سے ایسی تنگ ہی کہ ہردم دل مین یہی
خیال آتا ہے کہ اپنی تئین آپ ہلاک کر ڈالون لیکن حرام موت مرنے کے خیال
سی صبر کرکے اوس ارادیسی باز رہتا ہون لکہا ہے کہ قاسم وردوگرد سے
نے یہہ باتین سنکے وہان سے پہر کر تمال و کمال اپنی رفیقون سے بیان کیا
اور کہا کہ اوسوقت یہان سے تہوڑی دیر لشکر ابن زیاد لعین مین بالادوی
کرکے پہلی پہرہ عیارون کو قتل کرو بعد اسکی انشاءاللہ تعالی یہہ رات گئے آسکے
اس بدنہاد سے حسب دلخواہ مصروف کینہ جوئی ہو ویگی غرض یہہ کہکر دلستے
راہی ہو گرد نواح لشکر عبیداللہ زیاد ملعون مین پہرسکے ہنگامہ آرا ہون کو جہنم واصل
کیا اور انہین تاہے ایک جاسوس ابن زیاد کو بہی خوب جکڑ بند کرکے ایک تہہ ریگ
پر ڈالدیا کہ وہ لعین بہی ایک مقام سے ہاتہہ آگیا تہا اوسکو ازبس نالایق و حقیر
سمجہکر قتل سے نجات دی مگر عذاب جکڑ بند مین باندہکر پہر رات گذرے اوپہر
پہرسے اور اوسیوقت وہ پانچون عیار دنیدار پہر خیمہ ابن زیاد بیدین کیطرف
اسے جب یہ کہا کہ وہ نابکار نشہ شراب مین بیہوش پاؤن پسر رکہی ہوئی سوتا ہے
اون دلاورن نے پہلی سب پاسانون کو زندان خواب اجل مین پابند کر دیکر
کی ارادیسی سر بیہر لعین کا تیغ و خنجر سے کاٹ کر تن سی جدا کیا ابوالفتح نے کہا اے
دلاور مصلحت یہہ ہے کہ پانچون گہوڑے سواری خاص ابن زیاد کی جو طویلہ
مین ہین اونکو جاکر تیار کر رکہو تا اس مہم سے انفراغ کرکے اونپر سوار ہوکر نکلنے

روتا تھا اور عیاران شیردل نے جو کچھ مال و اسباب زر و زینت خیمہ و فرش و اثاثہ جمع
وغیرہ بارگاہ مین ابن زیاد کے دہرا ہوا تھا چادران سیاہ مین باندھ کر پشت پر لاد لیا
اور شادمہر نے ابن زیاد لعین کو مانند بسیار کی پشت پر لاد کے خیمے سے باہر نکل کر ایک
گھوڑے پر سوار ہو کر اوس لعین کو اپنے روبرو دست بستہ شبدیز کی پشت پر رکھ کر
بجلی کے مثل باد وہان سے روانہ ہوا ابوالفتح نے کہا کہ ای یارو جلدی چلو شادمہر کے
پاس پہونچو کہ وہ بڑے کار دشوار مین تنہا مصروف ہے یہہ سنکے یکبارگی عیاران
دلاور بھی مال و اسباب لیکے مرکبون پر سوار ہو کر شادمہر کے برابر پہونچے اور فوراً جانب
مقصود ہو گئے اتفاقاً قریب طلایہ لشکر ابن زیاد لعین کے جا پہونچے اور ادہر کا حال تھا یہہ
کہ ابن زیاد بدنہاد کے لشکر مین دو بدکردار بھی عیار نامدار تھے ایک کا نام عمر ابن طارق
اور دوسرے کا نام خالد ابن طارق اوسکا بھائی تھا حسب الاتفاق وہ دونون لعین
اوس شب کو طلایہ دونون کے ہمراہ پھر رہے تھے کہ ہمسر شیطان رجیم نجم جاسوس اون
دونون شیاطین سے سر راہ فتنہ انگیز ہے پر اس صورت سے آکر دوچار ہوا کہ
ادہر سے سگ بے ننگ ناموس نجم جاسوس کو عیار نجم باندھ کر پشت ریگ پر ڈال کے
تھی تو اوس لعین نے ہر چند قوت و کشش سے دست و پا مارے کہ شاید رسن
کسیطرح ٹوٹ جاوے لیکن جب ممکن نہوا تو ناچار اوس دم اوس ملعون نے
اپنے دل مین یہہ فکر کے کہ جبتلک کوئی مجھے نہ کھولیگا تو ہمارا اس قید سخت سے
رہائی نہووینگی یہہ سوچکر مثل گنبد پہلو بہ پہلو لوٹتا ہوا ریگ سے چلا ایکبار گردش
زمانہ سے طلایہ لشکر ابن زیاد کا بھی گذر اوسیطرف ہوا اور عمر ابن طارق جو طلایہ
اون کے آگے کھڑا ہوا تھا ایکبار گھوڑا اوسکا بھڑک کے جھجکا کیونکہ شب تاریک تھی

نے جواب دیا کہ اے دلاورو ہم لوگ ہمراہ عبید اللہ زیاد کے سے علاوہ لڑائی
تو ہم اوس وقت جبکے اپنی مقام کو سیر سے جاتے ہیں اسی گفتگو میں نجم جاسوس بہی دہان
بہا گیا وہ لعین اونکو پہچان کر سر بسمہ اوپکار اٹہا کہ اسی بہادر دیکہو ان لوگوں کو یہی لوعیار
اور تراپیدیون کے لشکر کے ہین مجکو انہین لوگون نے اسطرح باندہ کر پہینکا
دیا تہا یہہ کہکے وہ بدکردار ہواہان آل احمد مختار علیہ السلام سے مخاطب ہو کر کہنی
لگا کہ کیون تم وہی لوگ ہو جنہون نے مجہی باندہا تہا اون دینداروں نے معلوم
کیا کہ نجم لعین امداد سعادت طالع بندرسن سے رہا ہو گیا ہے پس اپنے میں ایک
دوسرے سے کہنے لگا کہ اے یاروا اب سوای لڑنے کے اور کوئی صورت نہیں
ہے کہ حالت فرار مین تمام کام ہمارا خراب ہو جاویگا القصہ ایک لعین فی برابر آ کے
چوبدستی شادمہر کے ہاتہہ پر ایسی ماری کہ ہاتہہ اوس مومن کا کارترد وسے بیکار
ہو گیا ابن زیاد لعین اوسکی ہاتہہ سے چہوٹ کر گہوڑے پر گر پڑا شادمہر نے گرتی کی تی
ہاتہہ لپکا کے کان ابن زیاد بد بنیاد کا پکڑ کے ایسا کہینچا کہ اوس بے ایمان کا کان
اوکہڑ گیا خارجیون نے جب اون مومنون کو حملہ آور ہو کر چار طرف سے گہیر لیا تو اون
دلاورون نے بہی تلواریں علم کر کے ملعونون کو قتل کرنا شروع کیا مگر اسی اثنای
حال مین دو دو سے نجم لعین کی نظر ابن زیاد بدگہر پر پڑگئی دیکہا کہ ایک شخص دست بستہ
میدان مین پڑا ہوا روتا ہے نجم بدکردار نے پاس جا کر اوس لعین کو جسوقت دیکہا
کہا ابن زیاد بدنہاد کے منہ مین کوئی عیاری دے ہوئی ہے اور دونون ہاتہہ
پہلو دستکون کے بندہے ہین اور ملعون گہوڑے سے جو بے ضرب گر پڑا
ہی تو میرا کہوڑے کی گردن بہی ٹوٹ گئی ہے یہہ حال اوس بدخصال کا دیکہکر

نجم نے جلدی وہ گیند اوسکی منہ سے نکال کر ہاتہ تو انکو کہولدیا عبید اللہ زیاد لعین
نے کہا اے نجم تجہی اس بادی مین سی کہین کناری لی چل کہ ابو ترابیون کی
دہشت سے میرے دم مین دم نہین ہی یہہ سنکر نجم لعین نے اوس بیدین
کو وہانسی اوٹہا کر بصد مشقت لشکرگاہ مین لیجا کر خیمہ مین ڈالدیا اوس لعین
نی نجم بیدین سے کہا کہ ارے ذرا ان حرامزادون پاسبانونکو بہی ہوشیار کردو
کہ ذرا میرے حال سے باخبر رہین اے نجم یہہ کچہہ ایسی بیخبر سوتے ہین گویا مر گئے
ہین لکہا ہے کہ جب نجم بیدین کہ سب لعین بے خبر سوتے ہین اوسکی پاس گیا
بیچ جیسے اندہیرے مین اونکی سرون پہ ہاتہہ دہرے کہ ہر چند پکارا اور انہین [illegible]
مگر کوئی لعین خواب مرگ سی بیدار نہوا جبکہ اوس احوال سے اون بدبختون
کو دیکہا کہ خواب مرگ سی سر بریدہ بے خبر سوتے ہین یہہ دیکہتے ہی نجم ملعون
ابن زیاد سے پکار کر کہا کہ اے امیر تیری تقدیر اچہی تہی جو تو ماری جانے سے بچا
بخدا یہہ تو سب سر بریدہ پڑی ہوئی ہین اور اوسطرف تو دیکہہ کہ سنان [illegible]
کا کیا حال ہے وہ بہی تو سر بریدہ بصد خواری زیر پای تخت حق خود ستگاری [illegible]
کی مرتبے کا میاب ہے پس یہہ حال اوس بدفعال نے کہا کہ اے نجم خالد ابن
طارق اور اوسکی بہائی عمر ابن طارق کو تو جاکر بلا لا شاید تو وہین جا کر اون سی
کہدے کہ عیاران اسلام کو کسیطرح گرفتار کر لاوین تا مین اونکو تہ تیغ کر کے انتقا
انتقام لون یہہ سنکے اوسنی جواب دیا کہ اے امیر وہ دونون تو [illegible]
ڈر سے لعین اور اونہین کی سبب سے [illegible]
[illegible]

کہ جوالی خیمہ میں مانند خیالی نیزہ کی اور ربیع ابن فضل کوفی و عبداللہ سہاب
وغیرہ کے پڑے سوتے تھے نیند سے چونکے وہ ملعون بدمذہب بادرود کہنے لگی
کہا اے کاہلو ہمیں یہ ذلت اور جسارت تیرے ہاتھ تقدیر مین لکھی ہوئی تھی وگرنہ ہم لوگون سے کہ ایسے
غفلت کی نیند سے جاگتی اب ان دلاورون کا حال سنئے کہ اون پانچون دلاورون نے
داد مردی و مردانگی دیکے بہت سے شامی جنگجو نامی لشکر اہل شر کے قتل کیے
لیکن وہ بدکار بدشعار دون سے دست بردار نہوئے جسدم اون دلاورون نے دیکھا کہ
یہ لعین ہم سے دست بردار نہونگے جب تک کہ اونکے سردارون کو یا ان دونون
عیارون کے تئین ہم نہ مار لینگے یہ خیال کرکے وہ دلاور قتل سرداران لشکر
کفار مین مصروف ہوئے عمر ابن طارق و خالد نے آگے بڑھ کے اپنی فوج کے لوگون سے
کہا کہ اے لعینو لعنت خدا تمپر کہ تم ہزار آدمی پانچ آدمیون سے ایسے عاجز ہو کہ
انکو نہ پکڑ سکتے ہو نہ مار ڈالتے ہو یہ کلمہ غیظ انگیز اوس لعین کا سنکے ایک مرتبہ
ابوالفتح ہمدانی نے مثل شیر غضبناک خالد کے برابر جاکے ایک خنجر ایسا اوسکے
جگر کو مارا کہ وہ لعین زخمی ہوکر بدحواس اپنے لشکر کیطرف بھاگا یہ پانچون
دیندار مع مال و اموال اون نابکارون کے ہاتھ سے نجات پاکے مظفر و منصور
اپنے لشکر ظفر اثر کی جانب روانہ ہوئے لکھا ہے اوس شب کو ارسلان شاہ و دارا شاہ
رومی طلایہ داری پر لشکر اسلام مین جو مقرر تھے اون دیندارون پانچون
جوانون کے انتظار مین باصد مایوسی ہر طرف دیکھ رہے تھے یکبار سب
عیار نامدار تمام خاک و خون مین آلودہ نمایان ہوئے ارسلان شاہ و اہل طلایہ
اونکو دیکھکر حیران ہو پوچھنے لگے اون دلاورون نے تمام سرگذشت اپنی مفصل

بیان کی ارسلان شاہ سب ماجرا سنکے عیارون کو تحسین و آفرین کہکر اپنے ہمراہ خدمت جناب محمد حنفیہ علیہ السلام مین لیگیا عیاران دیندار نے تسلیم بجا لاکے ثنا و دعا جناب محمد حنفیہ علیہ السلام کی شان مین ادا کرکے وہ بار اپنی اپنی پشت سے اوتار کر حضرت کے سامنے رکھدیا اور تمام ماجرا گرفتاری اور مخلصی ابن زیاد لعین مع قتل قوم اشرار بیان کیا اوس جناب نے حسب عبارت اونکی سنکے خلعت تحسین و آفرین سے سرفراز فرماوے مال سبکو تقسیم کردیا ابوالفراس رازی و مسعود فرزدیتی بہی اون دلاورن کو تحسین و آفرین کرکے کہنے لگے کہ اے دلاور و عیاران عجم کا نام عرب مین تمنے بعزت و حرمت مشہور کیا خداوند عالم تمکو کونین مین جزاے خیر اس امر نیک کی عطا کرے القصہ ایک حاجب آکے جناب محمد حنفیہ علیہ السلام سے عرض کرنے لگا کہ ایک شخص عبید اللہ زیاد کے پاس کچھ پیغام لیکے آیا ہے امیدوار ہے کہ حضور مین حاضر ہوکر اور اوسکے پیغام کو عرض کرکے جواب حاصل کرے یہہ سنکے اوس واقف اسرار الہی نے ہنسکر فرمایا کہ اوسکو ہمارے پاس لیے آؤ دیکہین کیا پیغام لیکر آیا ہے پس ایلچی ابن زیاد نے بارگاہ والا مین باریاب ہوکر جناب محمد حنفیہ علیہ السلام بعد آداب سلام کرکے کہا حضرت عبید اللہ زیاد نے تین روز کی مہلت توقف جنگ مین طلب کی ہے تا لشکر کو اندکے آسودگی حاصل حضرت نے یہہ سوال اوسکا سنکر کچھ جواب نہ دیا اور رخصت فرمایا سبب اوس لعین کی مہلت مانگنے کا یہہ تہا کہ اوس مین طاقت سوار ہوکر میدان مین آنے کی اس باعث سے نہ تہی کہ ایک زخم جو چہلے لگا تہا وہ بخوبی اچہا نہوا تہا دوسرے کان بہی اوس ملعون کا

سوال آپ رد کیا اور ایک قطرہ پانی کا اوس جناب کو طفل شیرخوارہ علی اصغر
علیہ السلام کے لئے نہ دیا اور پیشواے دو جہان کو مہلت نماز ادا کرنے کے نہ دی
یہانتک کہ باصد جور و ستم تشنہ لب شہید کیا پس ان ملعون کا سوال رد کرنے
اور مہلت نہ دینی مین ہمارے لئے کیا قباحت ہے سواے اسکی جیسا وہ سوت
مین سپاہ یزید یا وہ تا ہنجار آپ یہان تا پہونچی گا اوسوقت وہ لعین ہمارا عذر کب
قبول کریگا اے نور دیدۂ حیدر صفدر بہتر یہی ہی کہ کل ہم اوس لعین سی کہو بے
زین تا یہہ ملعون مضطر ہو کر میدان رزم سے بھاگ جاوے القصہ دوسری دن
جناب محمد حنفیہ علیہ السلام مع فوج و سپاہ سوے رزمگاہ مین جا کر طبل جنگ بجوانے لگی تو لشکر
ابن زیاد بھی اوس لعین کو عماری مین بٹھلا کر میدان رزم مین صف آرائی
کرکے اوس لعین کو قلب لشکر مین کھڑا کر دیا فوج طرفین ایک دوسرے کیطرف
اس خیال سے دیکھنی لگی کہ دیکھین پہلی عرصہ وغا کو آج کونسا جوان رونق فزا ہوا
ہی پس یکبارگی خلعت جناب حیدر کرار محمد حنفیہ نامدار رجز پڑھتی ہوئی رزمگاہ مین
تشریف لیگئی اور اسطرح مناقب و فضائل جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام
فرمانے لگے ابیات پسر اوسکا ہون جو شیر خدا ہے ✤ وصی مصطفیٰ کبریا ہی
امیر دو جہان و صف شکن ہے ✤ وہی مشہور جنگ مین بوالحسن ہی ✤ اوسکی
شان مین ہی بیع قران ✤ وہی قسام رزق از لطف یزدان ✤ سلام اوس
واقف اسرار حق پر سلام اوس معدن جود و سخا پر ✤ غرض جب وہ عالی شان
مناقب شیر یزدان و شاہ مردان بفصاحت و بلاغت ادا کر چکے بعد اسکے یزید پلید
پر لعنت کرکے باواز بلند فرمایا کہ اے پسر زیاد لعین بیہودے کسی اپنی ہمراہ وہ

پہلوان کو نامور میدان رزم مین آکے محمد سی مقابل ہوا ادسین نام وہ ستارہ کہ پاؤ ستاد
جہان سے مٹادون یہ سنکر ابن زیاد کے سپاہ سے بشیر ادسین نستہ ہوا ایک
خبیث نامی میدان رزم مین آکے محمد حنفیہ علیہ السلام سے مقابل ہوا اوس خبیث نے
دفعتہ ایک ایسا نیزہ اوسکی سینہ پر کینہ پر مارا کہ نوک نیزہ پشت سے باہر نکل گئی
ایک مرتبہ نعرۂ حیدری سے بلند کرکے اوسی نیزے پر قاش زین سی اوٹھا کر اسیطرح
زمین پر دے مارا کہ تمام استخوان اوس ملعون کے چور چور ہو گئی غرض اوس لعین
کو داصل جہنم کرکے پھر مبارز طلب ہوئے ناگاہ ہبائی اوس نابکار کا مرکب کو دوڑا
کی مانند اژدہا غضب سے پھنکارین بہرتا ہوا اوس خباب نے برابر آکی پکارا کہ ای شیخ غر
ایسی پہلوان نامی کو تو نے مارا ہے کہ جسکی کربلا مین لگی البتہ تیرا یہ دل کو قتل کیا
تھا خیر دیکھ تو سہی مین اوسکی خون کا عوض تجسی کیونکر لیتا ہون کہ تو بھی اپنی
اس عمل کا مزا چکھی یہ سنکے محمد حنفیہ علیہ السلام نے فرمایا کہ ای بیہودہ گو زبان
کو بند کر اگر دعوای دلاوری ہے تو دست و بازو کے ہنر کو اٹھا رکھ یہ سنکی
اوس خارجی نے مانند خوک صحرائی خشمناک ہو کر نیزہ اوس خباب کو مارا لیکن فرزند
حیدر کرار نے اوسکا نیزہ گلوگاہ سے پکڑ کے اس چابکی سے کھینچا کہ لعین کی ہاتھ
سے چھوٹ گیا پھر اوسی نیزے کو گردان دیکر اوس بدگہر کے سینہ پر ایسا مارا کہ وہ
نابکار بھی گہوڑے سے گر کر جہنم کیطرف روانہ ہوا یہ دیکھکی سپاہ اسلام نے
طبل سرود و ذوق بجا کے فرط خوشی مین عزم قتل اہل شر کے خیال سی تلوارین
اوٹھا کر حملہ کیا ابو طاہر بیان کرتا ہی کہ اوسوقت میدان کارزار مین ایک ایک کو
سینتیں اہل تار بانہ سی خلف حیدر کرار کے جب واصل جہنم ہوئے اوسوقت

ابن ابو ذئب علیہ السلام نے ایک تیر [illegible] سے ایک روز
خندہ غمر [illegible] آہنگ کو شکر
ابن زیاد لعین کی جانب روانہ کیا اور ایک [illegible] نے چار مینوں سے
سامان حیات میں خلل ڈال کر سپاہ ستم کو ایسا بدحواس کر دیا کہ ہر ایک نیم جان
ہر گوشے میں سپر نہ پا کے چھپنے لگا جب محمد حنفیہ علیہ السلام نے دیکھا کہ کوئی ستمگر
میدان رزم میں نہیں آتا ہے وہ حضرت [illegible] محمد و آل محمد علیہ الصلوۃ والسلام
بھیج کر تلوار علم کر کے تکبیر کہتے ہوئے حملہ آور ہوئے قلب سپاہ ابن زیاد بد نہاد پر مانند
برق جا کے ضرب تیغ ابدار سے پیدل و سوار کو خاک ہلاکت پر گرانے لگے دم بھر کے
عرصے میں [illegible] خارجیوں کو بیجان کر ڈالا اور بہت اہل شام میں زلزلہ ڈال دیا

پس [illegible] امیر [illegible] امیر [illegible] امیر [illegible] امیر علی یار
و امیر اسفندیار قزوینی و ماہان شاہ کرمانی و فرامرز سامی و اصفہان شاہ ایرانی و
و اسد اللہ و غریب شاہ تبرستان و شہریار دیلمی و محمود [illegible] سے و ابو الحسن رازی
و قاسم [illegible] و گردی و بہزاد و افغانی و شاہ [illegible] افغانی و اسمٰعیل [illegible] ستانی و غیرہ چھپنے
سردار کہ صاحب طبل و علم تھے مع شجاعان یکہ و سوار سب نے یکبارگی تلوار کر کے پہلے حملہ میں
فوج ستمگر کو ایسا پسپا کر دیا کہ سب لعین آمادہ فرار ہو گئے لیکن عبید اللہ ابن زیاد لعین نے
جب یہ حال دیکھا تو غل مچا کر کہنے لگا کہ اے جان نثاران ابن معاویہ ایسی معمورہ لشکر
گاہ کو تم چھوڑ کر کہاں بھاگے جاتے ہو دیکھو یاد رہے اس امر کو گوارا نہ کرو نہ تمہارے
اس مال و منال بے قیاس کی ابوترابی مالک ہو جاوینگے پس اوس غدار کا یہ

بھیجے گا اور آپ کو اسطرف آنے کے لیئے سامان درست کر رہا ہے تو ابھی یہ
کہ عنقریب قابیل میں آ پہونچیگا اسے ابن زیاد تو اندیشہ نا کر بہلا ابو تراب والون کی
فوج کی کیا حقیقت ہے جسوقت یہ کثرت لشکر یزید کو دیکہینگے سب کے سب
خوف زدہ ہو کے بہاگ جاوینگے یہ کہکے وہ بدکردار اپنے سرداران کے ہمراہ اپنے
گہر کے لیئے بہکانے مین کہنے لگے کہ اسے یزید بے ایمان تیرے لشکر ظالم کو دیکہا ہے
پہر اکرم ... ہمارے سامنے نہ تہرا بلکہ ... ان سپاہیان یزید
جوتیان کہاتے جاتے تہے اور اپنی جہالت سے باز نہ آتے تہے ... آگیا ...
فَلَا اِیمَانَ لَہٗ معرکہ ششم صاحب اخبار نے حال مجاہدان یزید
و منتقمان خون فرزند حیدر کرار کا اسطرح بیان کیا ہے کہ جب والی طہران نے
امیر خراسان کے لیئے نامہ رقم کرکے ابو الحارث طہرانی کے ہاتھ بہیجا تو اس
نامہ مین بعد سلام احوال خروج حضرت محمد حنفیہ علیہ السلام و اجتماع امیران دیار
عرب و عجم خدمت حضرت مین یہ مضمون بہی لکہا کہ اے امیر خراسان واضح ہو کہ
آگاہ ہو کہ مینے اپنے بیٹے کو شاہزادہ طبرستان و امیر ہمدان کے ہمراہ خدمت
جناب محمد حنفیہ علیہ السلام مین بہیجا ہے اور سنتا ہون کہ تونے بہی سپاہ جمع
کرکے اوسطرف کا ارادہ کیا ہے پس اگر تمکو وہان چلنا منظور ہے تو مین بہی
یہان تمہارا منتظر ہون لازم ہے کہ جلد ہی آؤ تا ہم تم باہم ہوکے خدمت ابن علی
علیہ السلام مین پہونچکر انتقام خون امام حسین علیہ السلام مین شریک ہون کیسے
برادر ... تو اسکا انتقام لینا بہی لازمی ہے الغرض اس امر مین تساہل و تامل کیا

راوی لکھتا ہے جب ابوالحارث یہ نامہ لیکر روانہ ہوا تو ایک مقام پر قریب ایک
گاؤن کے پہنچکر دیکھا کہ ایک لشکر عظیم وہان پر ٹھیرا ہوا ہے یہ دیکھکر وہ وہان ایک
شخص سے پوچھنے لگا کہ یہ لشکر ظفر پیکر کسکا ہے اور کدہر جاوے گا اوسنے کہا یہ سپاہ
امیر خراسان ہاہوے سوری کی ہے کہ جناب شاہ ولایت امیر المؤمنین و امام المتقین
اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے اسکو حاکم خراسان کیا تہا معلوم
ہوتا ہے کہ اب یہ فوج لیکر خدمت جناب محمد حنفیہ علیہ السلام مین انتقام خون ناحق
سید الشہدا علیہ السلام کے لیئے جاتا ہے غرض ابوالحارث کو جب یہ معلوم ہوا کہ یہ امیر
خراسان کی فوج ہے تب آپ نامہ اپنے ہمراہ لیکے لوگون کو ہٹا اپنے تئین امیر خراسان کی
ڈیوڑھی تک پہونچایا اور وہان جاکر بصد آداب سلام کیا ہاہوے سوری نے
خراسان کے قاصد کو تمام جواب سلام دیکے پوچھا کہ اے جوان تو کون ہے اور
کہان سے آتا ہے اوسنے عرض کیا کہ اے امیر خراسان مین قاصد والی طہران
کا تمہارے لیئے نامہ لایا ہون یہ کہکے بصد عزت تمام نامہ بغل سے نکال امیر خراسان کو
دیا وہ مہربان عالیشان نامہ کو کہول کے پڑہنے لگا جب مضمون نامہ سے مطلع ہوچکا
تو ابوالحارث کو خلعت و انعام سے سرفراز فرمایا ناگاہ ایک سرہنگ نے آکر امیر خراسان
سے کہا کہ اے امیر ہمارا امام شاہ تشریف لاتا ہے یہ سنکے ہاہوے سوری بجوش شفقت
پدری استقبال کے لیئے چلا شاہزادہ نامور احوال آمد پدر سے آگاہ ہوکر جلد لپکے آکر ملاقات پدر سے
مشرف ہوکر زمین خدمت کو چوم کے عرض کرنے لگا کہ اے بابا جی نامدار دو تین
دن ہوئے ہین عبدالوہاب نیشاپوری و بہزاد طوسی و عادل ابن مظفر سیستانی

آب آسودہ گئے چکے ہین ان سب کا ارادہ ہے کہ شما رسے ہمراہ خدمت جناب
محمد حنفیہ علیہ السلام مین مشرف ہو وین پس یہ جواب سنکر امیر خراسان نے
اپنے لشکر کے سرداروں سے کہا کہ اے یارو لازم ہے جب تک سب
آکر تمہارے پاس پہونچے انکا انتظار کرو تا ہم ہو کر سب لوگ خدمت حضرت
مین جاوین یہ سنکے امیرون نے کہا کہ اے امیر ہم تیرے تابع فرمان ہین جو تو کہیگا
ہم عمل مین لاوینگے یہ جواب باصواب اون لوگون سے سنکے ماہوسے سوری
نے دعاے خیر اون لوگونکے حق مین کرکے پھر وہان پر حکم مقام دیا اس عرصہ مین
سرداران سب کے وہان پر آ پہونچے امیر خراسان ماہوسے سوری نے سرداران
ترکستان سے بھی ملاقات کرکے تین روز تک مجلس عزاے جناب امام حسین
علیہ السلام برپا رکھی بعد اوسکے وہان سے اوٹھکر جانب رے روانہ ہوئے
جب ایک منزل رے باقی رہا تو امیر فہرت والی طہران کو یہ خبر پہونچی
کہ امیر خراسان و ترکستان وغیرہ ستر ہزار جوانون کی جمعیت سے
ایک منزل بھر کے فاصلے پر یہان سے اوترے ہوئے ہین یہ خبر وحشت
اثر سنکے امیر طہران نے اون کا استقبال کرکے باعزاز و
اکرام سبکو لاکر داخل شہر رے کیا اور رسم مہمانداری بجالاکے
بہت سا سامان پیشکش کرکے مع پانچ ہزار مرد جنگ دیدہ و
آزمودہ اپنے ہمراہ لیکے خدمت جناب محمد حنفیہ علیہ السلام
مین روانہ ہوا تو اوسوقت ماہوسے سوری نے کہا کہ کوئی شخص ایسا ہے

کہ ہمسے پہلے جاکر خدمت حضرت مین جا پہنچے حال کی خبر پہنچا دے تاکہ
مومنین یہ خبر سنکے خوش ہوویں لکہا ہے ابوالحارث طہرانی اوس وقت
مومنین مین سے کہڑا ہوا اور رسم آداب بجا لا عرض کرنے لگا کہ اے امیر نامور
اگر حکم ہو تو مین اس کام کے سرانجام مین معروف ہون یہ سخن اوس نیک
نہاد سے سنکے ماہوسے سوکرمی نے بہت سا خوش ہوکے کہا کہ ایا اللہ خیر
خداوند عالم شفاعت جناب محمد مصطفے و علی مرتضی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہو کر
جزا اسکے دن تیرے حق مین قبول کرے اور رحمت خدا تجہپر نازل ہووے کہ
اس امر صعب کو آسان کرنے پر آمادہ ہے غرض جب وہ دلیر اذن رخصت
رخصت سے مشرف ہوا تو ہامان ابن اسحاق نے ہاتھ باندہ کے کہا کہ اے
امیر حکم ہو تو مین بھی اسکے ہمراہ جاؤن تا یہ عیار نامدار اس سفر دور دراز
سے رنج تنہائی مین گرفتار نہو پس ماہوسے سور نے اوسکو بھی اجازت
دیکے منشی کو تحریر نامہ کے لیئے حکم دیکر فرمایا کہ میری جانب سے خدمت جناب
محمد حنفیہ علیہ السلام کے لیے ایک عرضی بمضمون مختصر اوس طرف راہی ہونیکی خبر
و حال جمعیت لشکر وغیرہ رقم کر منشی نے حسب الحکم ماہوسے سور کی با توقیر عرضی تمام
کرکے پیش کی امیر نے وہ عرضی ابوالحارث کو دیکر مع ہامان روانہ کیا وہ دونون پیک تیز رفتار
باہم باختلاط تمام منزل بمنزل زمین کو طے کرنے لگے ایک دن اثنائے راہ مین ہامان نے بطریق مذاق
ابوالحارث طہرانی سے پوچہا کہ آیا امور لشکر جناب محمد حنفیہ علیہ السلام کا کیا حال ہے اور آیا وہان کوئی
شخص عیاران اہل اسلام مین سے بھی ہے یا نہین ابوالحارث نے جواب دیا کہ ...

دوبرادر اس دیار مین فن عیاری مشہور و معروف ہین اسے برادر میرے نام سے تو تو باخبر ہے لیکن میرے اوس بہائی کا نام ابوالفراس رازی ہے کہ وہ بہی خدمت جناب محمد حنفیہ علیہ السلام مین ابن فہیج کے ہمراہ گیا ہے اور مین بحکم فہیج سے ماہوے سوری کے پاس حکم لیکر گیا تہا اے دلاور ہم دونون بہائی خدمت جناب امیرالمومنین سلطان دنیا و دین قاتل مشرکین پیشواے اہل جہان ولی حضرت منان وصی پیغمبر آخرالزمان کنندۂ در خیبر ساقی حوض کوثر صاحب دلدل و قنبر حضرت شاہ ولایت امام اہل مشرق و مغرب ابوالحسن علی ابن ابی طالب علیہ السلام مین مدتہاے مدید رہے ہین میرے بہائی کے پاس ایک قرآن شریف جناب اسداللہ الغالب کے ہاتہہ کا لکہا ہوا موجود ہے اور مین بہی بہت مدت تک خدمت جناب امام حسین علیہ السلام مین حاضر رہا ہون اوس شاہنشہ کونین کی خدمت مین بدل مانوس تہا یہ سنکے ہامان ابن اسحاق نہایت مسرور ہو کہنے لگا کہ اے برادر مین حافظ قرآن و سرفراز کردۂ جناب شیر یزدان ہون اور چالیس یار میرے شاگرد ایسے ہین کہ ہر ایک عیاری و خنجر گذاری مین بے نظیر ہے ایک دوست میرا نیشاپور مین ہے کہ اوسکو شیرزاد نیشاپوری کہتے ہین وہ بہی حافظ کلام اللہ ہے یقین ہے کہ جب لشکر سلطان دنیا و دین جناب محمد حنفیہ علیہ السلام مین پہونچینگے تو اوس سے بہی ملاقات ہوگی کیا عجب ہے کہ وہ بہی وہان آ پہونچے انشاءاللہ الرحمن جب تک جان تن مین ہے اور ہم لوگ ایک جا ہونگے دشمنان دین سے مقابلہ و مجادلہ کرکے تمام اہل نار کو واصل جہنم کرینگے الغرض ابن اسحاق اور ابوالحارث یہہ دونون الیسی ہی باتین کرتے ہوے رستہ راہ طے کرتے ہوے چلے جاتے تہے اور

کہتا ہے بیان جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے اوس روز سے پہر تین دن تک جنگاہ مین
جاکر صف لشکر دشمن کشی پر درست نکی لوگ اوس روز جنگ مغلوبہ مین از بس خستہ
و زخمی ہوگئے تہے مگر چوتہے دن پہر اوس خلف امام جن و انس نے سوار ہوکر بیس
حربی و نامی بہادروں کو بہجواکر فوج دریا موج کے تئین ہمراہ لیکر میدان رزم کو صف بندی لشکر
سے آراستہ کیا ابن زیاد لعین بہی ناچار و ناچار اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر جنگ گاہ مین آکر وہ
صف آرا ہوا لیکن اوس دن لشکر نیچلے اہل دین کے نیاد ون نے حرب گاہ کو حرب و
ضرب تیر و شمشیر و سنان سے جلوہ گری دی تو بہت سے خارجی محبان اہل دین کے
ہاتہہ سے مارے گئے اوس دم دوستداران اہلبیت اطہار بآواز بلند کہنے لگے
کہ اے ابن زیاد لعین تو آپ کیوں نہیں میدان وغا مین آکے ہزبران بیشہ غزا کے
مقابل ہوتا ہے یہہ سنکے وہ ملعون پچاس خارجیوں سے واسطے مقابلہ شیعیان حیدر کرار کے
کہتا یا تو یہہ بہی نامور حملہ آور ہوگئے برق وار اوس لشکر کفار پر جا گرے اور بہت
سے دشمنان دین کو واصل جہنم کرکے مال و اسباب مع مرکب اون ملعونوں
کے لوٹ لائے جب با فتح و فیروزی وہ دلاور میدان رزم مین کہڑے ہوکے
سب اسباب اپنے لشکر مین بہیجکر فوج لعین سے دو بارہ مبارز طلب کرنے
لگے تو عبید اللہ زیاد بد دین کے دونوں بیٹے ایک کا نام سعادہ اور دوسرے
کا نام بسیرہ تہا اپنے باپ سے پوچہنے لگے کہ اے امیر او تیراہیوں مین یہہ کون
جوان ان سب عیاروں مین بلند بالا قوی ہیکل اپنے سر پر پگڑی مین شتر مرغ
کا پر رکہے ہوئے میدان رزم مین کہڑا ہے یہہ سنکے عبید اللہ زیاد نے تجسس
جاسوس سے اوس دلاور کا حال پوچہا نجم عیار نے جواب دیا کہ اے امیر مین

اسکے نام سے آگاہ نہیں ہوں اگر حکم ہو تو مین کسی جوان نامور کو رزمگاہ مین
بہیجدوں تا وہ اسکا سر لا کے تیرے حضور مین حاضر کرے یہان یہہ باتین ہتین
کر اتنے مین ابوالعلا سے طبرستانی نے ایک تیر قلب سپاہ ابن زیاد دین تباہ کی
طرف السیاد اہی کیا کہ وہ تیر نصر ابن زیاد وزیر عبیداللہ زیاد بیدین کے سینے
پہ پڑا اور پشت سے پار ہوکر زمین مین دہنس گیا نصر ابن زیاد پہلوی ابن مرجانہ
لعین مین کہڑا ہوا تہا تیر کے لگتے ہی ایک آہ سرد کہینچکر جہنم واصل ہوگیا اس حال
کے دیکہتے ہی عبیداللہ زیاد لعین اپنے بخت برگشتہ پہ نفرین کر کے خوف سے
وہان سے ہٹ کر علیحدہ کہڑا ہوکے اپنے لشکر کے ناروں سے کہنے لگا کہ تم لوگون
مین سے کوئی ایسا ہے جو جا کر اس ابوترابی کو قتل کر کے میری عنایت مال
ومنال سے کامیاب ہو یہہ حرف سنکے نجم جاسوس نے اپنے بہانجے نامر ابن
فتح کو بلا کر کہا کہ اسے میر بحایان میدان رزم مین جا کے اس ابوترابی کو کہ
جسکے سر پہ شتر مرغ کا پر ہے قتل کر کے سر اسکا جلدی کاٹ کے لے آ مین ابن
زیاد سے تیرے لیے خلعت و جاگیر لیے رکہتا ہون یہہ سن کے وہ اجل رسیدہ
اوس بیہودہ گو کے کہنے سے چالیس پارہ اسلحہ سے آراستہ مسلح و مکمل ہوکر
میدان وغا مین ابوالعلا سے طبرستانی کے برابر آیا اوس ولاور نے سب عیارون
سے کہا کہ اے عیارون اس لعین سے اسوقت مجہے کو لڑنے دو تا کہ اس
لعین کو ذائقہ دستبرد دلاوروں سے آگاہ کردون یہہ کہہ ادہر شقی نے برابر
پہونچتے ہی ایک تیر ابوالعلا کی سمت چلہ کمان سے ملا کے روانہ کیا ابوالعلا سے
جری نے ضرب تیر اوس برگشتہ تقدیر کی خالی دیئی اسیطرح تین تیر اوسکے

روکر کے اوس دلاور نے کمان اپنے کاندہے سے اوتار کر اور تیر کو چلّہ کمان کے
سے جوڑ کر یا محمد و یا علی علیہ السلام کہکے اس ضرب سے اوس بدکردار کے سینہ
نحس پر لگایا کہ وہ تیر قبہ سپر کو توڑ کے اوس خارجی کے سینہ پر کینہ سے پار
گذر کے برابر صف اعدا کے زمین میں جاکر غرق ہو گیا یہ ضرب تیر دیکھکر
ابن زیاد لعین نے حکم دیا کہ اس تیر کو زمین سے نکال کر میرے پاس لے آؤ
تا دیکھوں کہ یہ پیکان کیسا ہے جو سینہ انسان جوشن پوش سے گذر کر زمین
میں غائب ہو گیا غرض لوگ وہ تیر اوس پیر کے پاس لیگئے تو ملعون نے
دیکھا کہ اوس پر لکھا ہوا تھا کہ اس تیر کا مالک ابو الغایت طبرستانی جا کر ہی
آل نبی و کشندہ دشمنان آل احمد و الصلوٰۃ والسلام ہے ابن زیاد لعین
یہ عبارت پڑھ کے کچھ خوف زدہ ہوکر نوفل ابن عمر کی طرف دیکھکے کہنے
لگا کہ اے دلاور کچھ دیکھتا ہے تو کہ ان ابو ترابیوں کے ہاتھ سے کیا کیا
رنج ہمکو پہونچتے ہیں یہ سنکے نوفل نے کہا کہ اے امیر اس بات کا کیا اندیشہ
ہے میں ایسے ایک پہلوان کو اسکے مقابلہ پر بھیجتا ہوں کہ دم بھر میں وہ اسکا
نام مٹا دیگا یہ کہکے سپاہ سے ایک شیر بدی کو اوسنے طلب کر کے کہا کہ
تجھے آج یہ کام انصرام کو پہونچیگا لینا اس پیادے کو جو پر شتر مرغ کا اپنے
سر پر [illegible] میں کھڑا ہے ہلاک کرکے سر اسکا لے آویگا
تو ابن زیاد [illegible] بہت سے تجکو سرفراز کریگا اور [illegible]
[illegible] سنکے وہ لعین [illegible]
کہ اے نوفل [illegible] ابو تراب سے اگر جنگ کرنا میرے لئے ننگ ہے مگر جاتا ہوں

ابن زیاد سے کہ وہ اسی بات پر راضی ہے جا کر اسے سزا اسکے عمل کی ایک
ضرب سنگ فلاخن سے دیکر اسکو مار ڈالونگا وہ نابکار شدید ترین اشرار ہے
کہکر جانب جنگاہ چلا اور عبید اللہ زیاد لعین نے حکم دیا کہ طبل حربی کو بجوا کر علمون
کو جلوہ میں لاؤ کہ سمیر میری خاطر سے ایسے کتنے یاد سے سو لڑنیکو جاتا ہے مگر
جب مومنین نے سمیر بد گہر کو جنگ گاہ میں آتے دیکھا تو فتح و نصرت کی ابو العلا
کے لیے خدا سے دعا مانگنے لگے کس لئے کہ سمیر بد سیر شیراز بیر دست جوان
اور فن فلاخن اندازی میں یکتاے روزگار مشہور تہا القصہ جب وہ ولد
القلب سنگدل ابو العلا سے طبرستانی کے برابر پہونچا تو ملعون نے ایک سنگ
تراشیدہ و خراشیدہ کف فلاخن میں رکھکر ابو العلا پر لگایا فضل خدا سے بدنیت
سے ابو العلا مین نامور نے اوسے خالی دیکے اوس سنگدل سے کہا کہ اے ناپاک
خاک تیری سنروری پر بس ضرب سنگ کا یہی کمال تجہمین ہے اے لعین
تجہ امین لے اور دو ضربین لگانے کی تجہے اجازت دی تا تیرے دل کا ارمان
تمام و کمال نکل جاوے یہہ سنکے وہ ملعون طیش میں آکر کہنے لگا کہ اے ابو ترابی
مین نے ایک ضرب کا وار تجہپر کیا خیر اب تو بھی ایک وار ایسی ضرب فلاخن کا
مجہپر کر لے ابو العلا نے یہہ سنکر آزردہ ہو جواب دیا کہ اے بدنام انشاء اللہ الرحمن
اب تیرا ارمان تیرے دل مین باقی رہجاوے گا لے میری ضرب سنگ کو روک
دیکہون کیسا چالاک ہے تو بس یہہ کہکے ایک سنگ دو من کے وزن کا کف
فلاخن مین دیکر سمیر ملعون پر لگانے کا ارادہ کیا اوس خارجی نے سپر کو پناہ
چہرہ کر لیا یہہ دیکہکر ابو العلا بہی ٹہر گیا سمیر نے پردہ سپر سے سر کو نکالا ایکبار

اوس دلاور نے پیلٹ ابل سنگ کو حکم روانگی دیا اوس تہمتن نے جا کے بدگہر کی
پیشانی کو پاش پاش کر کے فی الفور اوس بانی شر کو داخل جہنم کر دیا نوفل ابن
عمر مصری نے یہ حال اوس بد آل کا دیکھکر نوفل ابن سالم کو بدبار میں بلوا
بھیجا جب وہ آیا تو اوس سے کہا کہ تو جا کے اوس ابو ترابی کو قتل کر تا مری
دلکی مراد ہو فوراً بر لاؤن یہ سنکے اوس لعین نے خوش ہو کر عرض کیا کہ اے
امیر یہ کام میرا ہے اسیکے لئی مین پیدا ہوا ہون کہ پسر معاویہ و ابو سفیان
کے دشمنون کو قتل کردن یہ کہکر وہ بدگہر گھوڑے کو ڈپٹ میدان رزم مین
ابو العلاے جری کے برابر جا کر کہنے لگا کہ اے ابو ترابی ہوشیار ہو جا کہ
مین مثل اجل تجہپر آیا ہون اب تجکو لازم ہے کہ مجہسے پہلے نیزے سے محاربہ کر کہ
نبرد سپہگری کا دستور یہ ہے تقریر اوس بے پیر کی سنکے ابو العلا نے کہا کہ اے لعین
ہرچند قول بزرگون کا یہ ہے کہ دشمن کی بات پر عمل نکرے مگر اسدم مین
تیرے کہنے پر عمل کرتا ہون انشاءاللہ اسی نیزے سے تجکو ... مارونگا یہ کہکر
ایک نیزہ پیادہ گانہ ہاتہ مین سلے اوس لعین کے برابر آیا اوس ملعون نے بہی
نیزہ نکالکر دیکھے ایک وار ابو العلا پر کیا ابو العلا نے نامدار نے اوسکا ایک
وار رد کر کے ایک نیزہ داہنے شانے پر اوس بدگہر کے ایسا مارا کہ سنان
نیزہ پہلو سے چپ سے اوس لعین کے پار ہو گئی ایک بار گھوڑے سے گر کے
واصل جہنم ہو گیا یہ دیکھتے ہی لشکر اسلام مین سے ایک مرتبہ صداے تکبیر
بلند ہوئی عبید اللہ زیاد آتش غضب سے جلکر اپنی فوج سے کہنے لگا کہ تم سب
اشرار اس خونخوار پر حملہ آور ہو کے اسی مار کر میرے دل کے بخار کو دفع کرو

بہر الغیر اس تدبیر کے یہ نہ مارا جائے گا القصہ جب سپاہ یزید یک مرتبہ حملہ کر کے
چلی تو سب عیاران نامدار اسلام بھی آمادہ قتل کفار ہو گئے اور ابو العلاے طبرستانی
مع عیاران لشکر اسلام تلوارین علم کر کے لشکر کفار کو ضرب تیغ ابدار سے درہم و
و برہم کرنے لگا اوس وقت جناب محمد حنفیہ علیہ السلام بھی عیاران نامدار پر فوج
ستمگار کا حملہ دیکھکے یکہ تاز میدان وفا ابن مالک مسیب ابن محمد قتاع خزاعی و مختار
ابن ابو عبیدہ ثقفی و امیر سعید غازی وغیرہ کے بہت سے ہواخواہان خون
جناب امام حسین علیہ السلام کو ہمراہ لیکر لشکر ستم پر مثل قہر خدا جا کر ٹوٹ پڑے اور
ایسا اون بدگہرون کو قتل کیا کہ پاے ہمت بدبختون کا میدان وفا سے لغزش پذیر
ہونے لگا کہتے ہین عبید اللہ زیاد لعین کو اس حال کے دیکھنے سے یقین کامل ہو گیا
کہ اب فوج شام رزمگاہ سے بھاگ کر سواے ملک شام کے کہین نہ دم
لیگی وہ ملعون گہبرا کر سکو پڑ باوے دیگر کہنے لگا کہ اے یار خبردار پاے ہمت کو
زمین کینہ جوئی مین مستحکم کئے رہنا اور گہبرا کے چہرہ حیات نام آوری کو تیرگی
خجالت فرار سے سیاہ نکرنا قریب ہے کہ ابو ترابی ہماری تیغ و سنان کی ضرب کی
ہیبت سے میدان رزم کو چھوڑ کر بھاگ جاوین غرض لعین مسعد جلی باتون کے
شبث باوے دیگر اہل نار کو آمادہ قتال کر کے مومنین کے ہاتھ سے قتل کروا کے
سوسے دوزخ بھجواتا تھا اور مومنین نے بھی اوسدن تائید ہمت و شجاعت
محمد حنفیہ علیہ السلام سے کافرون کو ایسا قتل کیا کہ صداے احسنت انکی دست
بازو کی شان مین مابین زمین و آسمان بلند تھی ملایک فلک پر آفرین کرتے
تھے اسی حال مین مودن فرخ فال جرأت فوج مومنین نے ہمدم سپاہ شام

کے قتل کرنے کے لئی صداے اقتلوا المشرکین بلند کی تو لشکر مومنین اپنے
اپنے حریون کے تئین علم کر کے قتل کفار پر اوتارے ہوسے راوی کہتا ہے
جنگ کو دلاوران اہل اسلام نے عجب ہمت و دلاوری سے سر کیا کہ زبان
اوسکی تعریف مین عاجز ہے لیکن اوسدن مسعود قزوینی اپنے پر لیسے
مین جدا ہو گیا تو عوج ابن طاہر نامے ایک خارجی سردار لشکر ابن زیاد
ہزار شہسوار سے مقابل ہوا اور آپسمین رد و بدل آلات حرب سے ہونی لگی
مسعود قزوینی نے ایک بار اوس نابکار کی بیہودہ رفتار لیسے غیظ مین آ کے
حیدر کرار کہکے ایک تلوار گردن پر اوس نابکار کے ایسی جڑی کہ بدگہلے سر
کے ہوسے سقر روانہ ہو گیا عوج کے نوکرون نے جب اپنے سردار کو بے سر
پایا تو یکبار سب نے دوڑکر چارطرف سے مسعود کو گہیر کے کہا کہ اے ابو ترابی
تو نے ہمارے سردار کو مارا ہے واللہ ہمارے ہاتھ سے تجھے بہی نجات نہو گی بجز
ہم لوگ بہی اس خواری سے تجھے ہلاک کرینگے کہ ہر ایک دیکہیات تا مرغ ہوا و ماہی دریا
تیرے حال پر افسوس کرینگے یہہ سنکے مسعود دلاور نے جواب دیا کہ اے کافرو
امداد پنجتن پاک سے دیکہو تم سب ناریون کو بہی اسیطرح سے مار کر مقیم خانہ گورستان
کرونگا پس اہل نار یہہ بات سنکے اوس دیندار پر حملہ آور ہوئے اوس عالی
وقر نے چار سمت حملہ کرکے تیئیس ۲۳ بدگہرونکو دم بہر مین مار کر جانب سقر بہیجدیا
پس اسی حال دار وگیر مین ایک بدمآل نے وہان سے بہاگ کے ابن زیاد
بدنہاد سے جا کر کہا اے امیر عراق ہماری مدد کر مسعود قزوینی نے عوج ابن
طاہر نحس کو مار کے قریب پچاس آدمیون کے قتل کئے ہین ہرچند ہم لوگون نے اوسکو

گھیر لیا ہے لیکن وہ اکیلا مصروف جب ہو سکے قتل عام میں مشغول ہے غرض
یہ لعین ابن زیاد بد دین سے بھی بات نہ کر سکا تھا کہ باقی ماندہ ملازم شعث کے بھاگ
کر ابن زیاد کے پاس پہونچکے فریاد و فغان کرنے لگے کہ اے امیر اس قزوینی
کے ہاتھ سے ہمکو بچالے کہ یہ مثل اجل ہمارے تعاقب میں گھیرے ہوئے چلا آتا ہے حقیقت
میں وہ نامور مانند شیر غضبناک اون بزدلوں کو مانند گلہ گوسفند کے کھدیڑتا ہوا
چلا آتا تھا پسر زیاد لعین نے جب دیکھا کہ ایک شخص مانند شیر بست اسکے
پیچھے دوڑا آتا ہے اور لپک کر جسکو چھری کے نیچے دھر لیتا ہے بے دیکھے
ہاتھ نہیں اٹھاتا ہے یہ حال دیکھکر اوس مردود کے حواس مانند بنات النعش
کے پراگندہ ہوگئے اور ڈر کر الحذر والامان کہکے اپنی فوج سے کہنے لگا کہ اے
دلاورو کسیطرح اس قزوینی کا کام تمام کرو نہیں تو یہ تمہارا نام صفحہ ہستی کو
دم بھر میں مٹا دیوے گا یہ سنکے پانچ سو آدمی یکبارگی آگے سد راہ مسعود دلاور
کے ہو گئے اور بدگہروں نے اوس تن تنہا کو بیچ میں لیکے ہر چند بارش تیر و
سنان سے از بس تنگ کیا مگر حافظ حقیقی نے اوسکو اپنی حراست و پناہ میں
کر لیا اور کچھ کسیکی دشمنی نے اوسکو زحمت نہ پہونچائی کہتے ہیں کہ مسعود نامدار
اوسوقت بارگاہ رب ودود میں بحال یاس التماس حصول مراد انتقام خون
جناب امام حسین علیہ السلام دل میں کر رہا تھا کہ ناگاہ ابو الفراس رازی کی
آواز اوس غازی کے کان میں پہونچی کہ وہ نامدار کہتا چلا آتا ہے کہ اے
دلاوران شیعہ و محبان اسلام میں تمہاری امداد کو آ پہونچا ہوں زنہار
عاجزی کو اپنی دل میں راہ نہ دینا پس مسعود نامور یہ آواز مسرت انگیز

سنکے خوشحال ہوکر بہہ سبب شرہ کے اہل بدعت پر حملہ آور ہوا بیت اے
خالق بےمثل کرے جسکی مدد تو نے کیا دخل کہ بیکار اوسے کرسکے کوئی نظم یہہ کہکے
ضربت تیغ و سنان سے لشکر بے پیر کے سوار و پیادون کو خاک مین ملانے لگا
ابن زیاد لعین بہی دمبدم اپنی فوج کو پکار کر کہنے لگا کہ لعنت خدا تمپر اے
حرامزادو استقدر آدمی اس اکیلے کو نہین مار سکتے ہو یہہ سنکے ایک خارجی
آتش طعن و تشنیع سے بربادمردود سے جل کے قصد ہلاک مسعود کرکے پہر
حملہ آور ہوا اوسی حال مین ایک زخم کاری مسعود نامدار کے ایسا لگا کہ
اوس زخم سے ایک دریا سے خون بہنے لگا اور اوس دیندار کو بسبب نرغہ
ستمگارون کے مہلت بندش زخم کی نہ ملی بس چار و ناچار وہ دلاور غلبہ
ضعف سے بیطاقت ہوکر زمین پر گر پڑا ابن زیاد لعین نے یہہ دیکہکے اپنے
غلامون کو حکم دیا کہ تم سب جاکے اسکا سر کاٹ لاؤ یہہ سنکے پانچ چہہ غلام
اوس بدانجام کے گہوڑون پر سے کود پڑے اس ارادے پر کہ مسعود کو
مار ڈالین مگر قدرت ایزد کارساز سے یکبار آواز ابو الفراس کی کان مین
اون بدطینتون کے پہونچی سب کے سب وہ بدبخت اوسکی آواز سنکے بدحواس
ہو گئے اور ابو الفراس کو دیکہا کہ درود محمد و آل محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر
بہیجتا اور لوگون کو قتل کرتا چلا آتا ہے یہہ حال ابن زیاد بےدین نے جب دیکہا
تو وہ لعین اپنے اور غلامون کی جمعیت لیکے سد راہ ابو الفراس کا ہوکر مصروف
کارزار ہو گیا سنتے ہین جسدم اون مین سے چار غلامون نے دورسے مسعود
فرزند مینی کو دیکہا اور ارادہ اوسکے سرکاٹنے کا کیا تو اوس دلاور نے اوسی

حالت ضعف مین مانند شیر مست ہاتھ دراز کرکے پہلے دو غلامون کے دو مرتبہ
مین بات مروڑ کر توڑ ڈالے اور ایک کی گردن بہی اسیطرح توڑ ڈالی لیکن
اب ایک غلام فقط باقی رہا اوسنے یہحال دیکہکر اون دونون غلامون ذبح
شکستہ سے کہا کہ لعنت خدا تم پر ایک مرد قزوینی سے تم دو نون آدمی بہ طلب
بر آری نہین کر سکتے ہو اونہون نے جواب دیا کہ اے برادر ہم ایسکے بیٹے
کے ہنین ہین اور ہم اس سے عہدہ بر آ نہین ہو سکینگے اب ہم لوگ
زندگی سے سیر ہو چکے ہین اگر تجہسے کچہ ہوسکے تو کر یہ سنکے اوس لعین
نے تیر چلہ کمان سے ملا کر چاہا کہ مسعود پر لگا وے ایک مرتبہ مسعود
نے حالت یاس وہراس مین بادیدہ نمناک بارگاہ مجیب الدعوات مین
بصد التماس یہ عرض کیا کہ اے پروردگار بحق محمد مصطفے و علی مرتضے
و فاطمہ زہرا و حسن مجتبے و حسین شہید دشت کربلا علیہم الصلوات والسلام
اس بلاے سخت و صعب مین تو میرا حافظ و نگہبان رہ سبحان اللہ کیا قدرت
خدا و برکت ان نامون کی ہے کہ تیر دعا دفعتًا درجہ اجابت پر پہونچ گیا یعنے
مسعود نامور ابہی اس دعا مین مصروف تہا کہ ابو الفراس ولاور ابن زیاد
لعین کو مع چند غلامون کے قتل گلہ گوسفند کہرپتا اور قتل و ذبح و نہب
کرتا ہوا اوس طرف گذرا دیکہا کہ ایک شخص زمین پر پڑا ہوا اللہ اکبر کہکر
صداے یا آل ثارات الحسین علیہ السلام مانند آواز مسعود قزوینی بلند
کر رہا ہے اور ایک ملعون تیر چلہ کمان مین جوڑے ہوے اوسکو لگانے
پر مستعد ہے ابو الفراس رازی نے یہ ماجرا دیکہکر اون غلامون کو وہین

للکار کر اوس طرف متوجہ ہوا غلامان ابن زیاد بدنہاد نے جب معلوم کیا کہ یہہ ملک الموت کی طرح ہماری قبض روح کے لیئے آپہونچا گیا ہے اون ملعونون کے ہاتھہ پاؤن خوف کے مارے بہول گئے اور گہبرا کے بہاگنے کا ارادہ کرنے لگے ابوالفراس مثل برق اونکے برابر پہونچے اون تینون مردکون کو بارہ من کی بہاری گرز کے ضربت سے جہنم واصل کرکے مسعود کے پاس پہونچا حیدم اوس جوان بایمان کو دیکھا کہ خاک وخون مین اٹا ہوا پڑا ہے بے اختیار دوڑ کے اوس برحاشیت محمود نے مسعود کو اپنے گلے سے لگا کر گرد و غبار اوسکے چہرہ پاک سے صاف کیا اور اوسکے زخم کو بندشش کرکے کہا کہ اے دلاور کچہہ اندیشہ نکر انشاء اللہ تعالے اگر حیات مستعار باقی ہے تو تجکو اپنے لشکر مین پہونچا دیتا ہون غرض اسی حالت مین دست راست کی طرف سے اور کئی عیار لشکر اہل اسلام کے مثل فرہاد سیستانی و داراب کردی و اسمٰعیل اردستانی و شاہ مرد افغانی و قاسم درد گردی و ناشم نہاوندی و کامیار گیلانی یہہ سب وہان آپہونچے ابن زیاد لعین نے ہزار آدمیونکی بہیڑ سے بہرا ان پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا لیکن ان دلاورون نے حملہ کرکے اوس لعین کو مع اپنے لشکر بہگا دیا عبیداللہ زیاد ملعون اوسوقت پکار پکار کر اپنے لوگون سے کہنے لگا کہ اے سوداران یزید ابن معاویہ جسطرح ہوسکے پاے ہمت کو میدان مقابلہ مین ثابت کرکے ان پیادون کو مار لو کہ انہون نے عالم کو تباہ کر رکھا ہے وہ خارجی اوسکے کہنے سے قتل لگے سنگ تکاری پہر ادن شیرون پر حملہ آور ہوے اوسی حال مین فضل امداد

شیر خدا سے مسعود کی بہی جو اس کا بچا ہو لئے اور وہ او ہمار ملعون تھے آیا وہ
قتال ہو کر ابو الفراس سے کہنے لگا کہ اسے دیندار مین تو ابن زیاد بدکردار
کا بہا کے کام تمام کرتا ہون تم باقی ان ستمگرون کو فی النار کرو یہ کہکے ہیہ
حملہ کیا اور سات خارجیون کو واصل جہنم کرکے برابر عبید اللہ زیاد کے پہونچا
اور کہا کہ اسے لعین ٹہر جا مین تجہے چاشنی مرگ کا ذائقہ چکہاتا ہون یہہ
سنکے ابن زیاد لعین بہ تعجب تمام اوس دلیر سے متوجہ ہو کر پوچہنے لگا کہ اسے
ابو تراب تو اپنا نام تو اظہار کر کہ تو کون ہے مسعود نے کہا کہ مین غلام جناب
علی ابن ابیطالب علیہ السلام کا مسعود قزوینی ہون یہہ جواب سنکے ابن زیاد
بیدین نے کہا کہ تجکو میرے غلامون نے کیا نہین مارا کہ یہہ مثل شیر گرسنہ تو
میدان مین در پئے قتل دلاوران شام ہے اسی گفتگو مین ایک سمت سے
سرشنک ابو الفراس اٹہارہ اونیس عیارون کی جمعیت سے اہل شام و
کوفہ کو قتل کرتا ہوا وہان آپہونچا اور نعرہ کیا یا حیدر کرار بلند کرکے ابن زیاد
سے کہنے لگا کہ اسے لعین تیری مجال ہے کہ محبان حضرت امام حسین علیہ السلام
کو قتل کرے اسے بدگہر اگر تجکو دعوائے دلاوری ہے تو اس کمترین غلام جناب
شیر خدا علیہ السلام ابو الفراس رازی سے سامنا کر کہ دستبرد مردان کار
سے آگاہ ہو تو یہہ کہکے ایک تلوار ایسی اوس بدکردار کو ماری کہ اوسکے زخم
کاری سے وہ لعین بیحواس ہو گیا حسید م دوسرا وار اوس لعین پروہ
نامدار کرنے لگا تو یکبار دو سو آدمی اوس لعین کے غلامون مین سے دوڑ
کر اوسکے گرد آگئے اور بہت سے ملعون اوس کافر کو ہاتہون ہاتہہ ویالئے

اوٹھا لیگئے بھاگے اور باقی لعین ابوالفراس کو تیغ بہادران نامدار اپنی جانون
سے ہاتھ دہوکر لڑنے لگے کہتے ہین جب ابن زیاد کو غلام اوسکے ہتہیلی ہی دور
لیجا کے تھے تھم اوس لعین کا باندھنے لگے تو اون سب عیارون نے مثل
ابوالفراس و مسعود و شتا و عمر وغیرہ کے نے ان غلامون کو اوس لعین کے
دیہم و برہم کرکے یہہ ارادہ کیا کہ عبید اللہ زیاد کو جا کر اون غلامون کو چھین
لین پس ایک مرتبہ بیس ہزار خارجیون کی جمعیت سے اون عیارون پر
حملہ کرکے بے ابا اونکے حملہ کرنے لگے لیکن اون دلاورون نے اون سب
بزدلون کو مارکے ایسا ستہراؤ کردیا کہ وہ لعین مانند ذرۂ خاک باد تند
ہیبت بہادران سے ہر طرف پریشان ہوکے بہاگنے لگے غرض اسی بہاگا
بہاگ وجدال مین مہلت پاکر ابن زیاد لعین کو وہ غلام اپنے لشکر مین لیکے
پہونچے تو وہ ملعون شدت ضعف سے کہڑا نہو سکتا تہا اور بہر دم غلبۂ ضعف
و نقاہت سے اپنے جسم ناتوان مین اوسنے گرنے کی حالت پائی تو با التماس
تمام اپنے رفیقون سے کہنے لگا کہ اے یارو مجکو تند کہین پر ایک لحظہ بہٹلا
دو کہ ذرا دم لیلون مگر جسدم اوس بدبنیان نے اپنے لوگون کو بہاگتے دیکہا
تو اپنے بیٹے سے کہ نام اوسکا بشیر تہا کہنے لگا کہ اے نور دیدہ یہہ تمام سپاہ
ہماری بہاگی جاتی ہے بتلا کہ انکے ٹہرانے کی کیا تدبیر کرون اوس ملعون
نے جواب دیا کہ اے والد مہربان اگر آپکو منظور ہے کہ میری سپاہ نہ
بہاگے تو آپ مرکب پر سوار ہوکر قلب لشکر مین کہڑے ہوجیے یہہ سنکے
اوس بدگہر نے کہا کہ اے بشیر تو سچ کہتا ہے یہی بات مناسب ہے

پس چار و ناچار وہ بدکردار مرکب پر سوار ہوکے اپنی قلب میں آکر کھڑا ہوا تو فوج کفار اوس نابکار کو زندہ دیکھکر پھر لشکر اہل اسلام سے آمادہ پیکار ہونے لگی لیکن بہادران لشکر اسلام نے اوسدن میدان وغا میں ضرب تیغ و سنان سے مقابلہ اہل کفار میں وہ کام کیا کہ زبان تحسین اوس حال کے دیکھنے سے اونکی شان میں کلمہ آفرین کہنے لگی اور جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے جب دیکھا کہ لشکر اہل ضلالت کے لوگ اپنی شومی سے پھر آمادہ قتال ہیں وہ حضرت امیر مسیب کو ہمراہ لیکے دوبارہ قلب لشکر ابن زیاد پر حملہ آور ہو کے علمدار فوج ابن زیاد کے برابر گئے اور مثل برق پاس جاکر ایک ضرب گرز سے اوس نابکار کو ہلاک کرکے راہی دوزخ کیا نوفل ابن عمر یہہ حال دیکھکے ابن زیاد بدنہاد سے کہنے لگا کہ اے لعین ابن ابوتراب نے تیرے لشکر کے علمدار کو بھی ضرب گرز سے خاک ہلاکت کا بستر نشین کیا پس اے ملعون اتبو یہان پر کھڑا ہوا کیا کرتا ہے لازم ہے کہ اب آپ چلکر اوس سے مقابلہ کر نہین تو یہہ تیری سب فوج فرار و ہلاکت مین گرفتار ہوجاویگی یہہ کلمہ وحشت انگیز سنکے وہ ملعون کہنے لگا کہ تو کیون نہین مع فوج اوس سے مقابل ہوکر کارزار کرتا ہے اوسنے جواب دیا کیا مین اپنی جان سے بیزار ہون کہ خلف حیدر کرار سے مقابلہ کرون اور علاوہ اسکے تو سپہ سالار لشکر یزید کا ہے تجکو اوس سردار سے مقابل ہونا لازم ہے اے پسر زیاد جو شخص کہ میرا ہمسر ہوگا مین بھی اوس سے کسی وقت لڑیونگا راوی کہتا ہے کہ یہہ دونون اسی گفتگو مین تھے کہ حضرت محمد حنفیہ علیہ السلام مانند شیر قوم مشرکین کو

قتل کرتے ہوئے آپہونچے یہہ دیکھکے پسر ابن علیہ اللعنہ زیاد و جناب محمد حنیفہ
علیہ السلام سے آکر مقابل ہوا حضرت نے یا محمد و یا علے علیہ الصلوٰۃ والسلام
کہکے ایک عمود مارکر اوس بدکردار کو مع مرکب خاک مرگ سے ہموار کرکے
واصل جہنم کیا ابیات بیفتاد بر خاک نا جان بداد چنین مرگ کس را مقدر
مباد دم چند بشمرد ناچیز شد زمانہ بخندید لعین تیز شد علیہ اللعنۃ زیاد لعین نے
جب اپنے راحت جان ناپاک کو خاک پر پڑا ہوا دیکھا تو ناری کے کان اور سینہ
پر کینہ مین شعلہ آتش بیقراری ایسا بلند ہوا کہ بدگہر سہما ہوا خوف جان
سے افتان و خیزان و گریان و نالان رزمگاہ سے بہاگ کر جانب کوفہ
روانہ ہوا اور ملعون نے غلبہ دہشت سے پہر کہین راہ مین دم نہ لیا جب
تک شہر کوفہ مین جا کر نہ ہو بجا لیس یہہ حال اوس بدمآل کا دیکھکر لشکر اسلام
نے یکبار حملہ کرکے اوسکی فوج کے سردارون کو جہان تک ہاتھ آئے دو فرسخ
تک تعاقب کرکے مار ڈالا اور ہتہیار سب کشتون کے بدنون سے کہول کر اور
وہ مرکب جو کہ بے سوارون کے صحرا مین بہاگے پہرتے تہے سب کو پکڑ لیا اور
خیمہ و خرگاہ بہی لشکر گمراہ کا مال و زر سمیت سب لوٹ کے مومنین با فتح و
ظفر اپنے لشکر گاہ مین آئے اوسوقت جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے امیر
مسیب کو فرمایا کہ مال و زر غنیمت کا سب مومنین کو تقسیم کردو غرض اوس
دیندار نے موافق حکم سردار عالی وقار خلعت جید کر اور وہ مال و زر سب کو تقسیم
کر دیا یہانتک کہ فقیر غنی ہوکر جناب محمد حنفیہ علیہ السلام کو دعائے خیر سے
یاد کرنے لگے الغرض جبکہ ابن زیاد لعین نے شکست خوردہ واپس بمرزہ شہر کوفہ مین

سعد نجگلے دارالامارت مین داخل ہوا تو اوس لعین نے ماتم فرزند مین محفل عزا
کو آراستہ کیا اور رونا و پیٹنا شروع کیا اوسی عالم مین وہ بدکردار اپنی
فوج کے ہر ایک سردار سے کہنے لگا کہ اے یارو یہہ داغ تاقیامت میرے دل
سے زائل ہوگا کیونکہ مین نے آنکھون سے اپنے نور چشم کو خاک و خون مین
مثل ماہی بے آب کے تڑپتے دیکہا لعنت خدا اوس لعین پر کہ فرزند فاطمہ
زہرا علیہ السلام کے حال کو ذرا خیال کر کے نرویا اور جسوقت کہ سر جناب
علی اکبر ہمشکل پیغمبر خدا صلواۃ اللہ علیہ السلام کو سعین بیدین نے دیکہا تو فوج کے
لوگون سے پوچہنے لگا کہ کیا یہی فرزند نوجوان جناب امام حسین علیہ السلام
کا سر ہے سب نے جواب دیا کہ ہان اے ابن زیاد اسی فرزند نوجوان کے
مارے جانے سے تمام صحراے کربلا مین جناب امام حسین علیہ السلام روتے
پہرتے تھے افسوس بلکہ صد ہزار افسوس القصہ ابن زیاد لعین کو اوس گہڑی
سب سردار متفق ہوکر سمجہانے لگے کہ اے امیر بخدا یہہ داغ فرزند ایسا ہے
ہوتا ہے کہ انسان تو کیا بلکہ حیوان کو بیقرار کر دیتا ہے مگر تجکو تو خوشی خاطر
یزید کی ہر دم منظور ہے پس لازم ہے کہ اس ماتم مین صبر کر کے درستی کار
یزید مین کوشش کر یہہ سنکے وہ ملعون ہر چند کہ پریشان خاطر تہا لیکن
اپنی شومی نفس سے عمرابن حجاج و قیس ابن اشعر و یزید ابن طارق
و خالد ابن طارق و خسرو ابن طارق سے کہنے لگا کہ منادی سے کہدو
کہ تمام خلقت شہر مین مجتمع ہوکر قلعہ کو درستی برج و بارہ سے آراستہ
کر کے آمادہ حرب رہین لعنت اوس ملعون پر کہ ستمگری کا شیوہ کہ ظلم

کسیو قت برطرف ہوا اور کچھہ نہو سکا تو ملعون نے اہل شہر پر ستم
بیکاری کا کرکے اپنے لیئے زحمت داری کو روا رکہا اِنَّ اللّٰہَ
لَا یُفْلِحُ الظَّالِمُوْنَ ۵

تمام شد حصہ دوم کتاب سیب نامہ عنقریب حصہ پنجم ملاحظہ
مومنین ہین آویگا

مقام لکھنو محلہ نواشخانہ وزیر گنج تاریخ بست وسوم ماہ صفر المظفر
سنہ ہجری در مطبع حسینی اثنا عشری باہتمام سید عابد علی طبع شد

تمّت

اطلاع

چونکہ آٹھ حصہ سیب نامہ کے بہت خراب چھپے ہین
اور غلط بھی ہین انشاء اللہ تعالے بعد فروخت ہوجانے
حصص موجودہ کے آیندہ بخط جلی و خوشخط و صحیح
تقطیع بڑی پر چھپکر ملاخطین آئینگے —

اندرون توفیق خدائے زمین و آسمان

کتاب مستطاب کارزار مسیب بن محمد قعقاع خزاعی الموسوم

حصہ سیوم

غلبہ حیدری معروف

بہ مسیب نامہ

مقام لکھنؤ محلہ فراشخانہ وزیر گنج تاریخ ۵ ۔ جمادی الاول سنہ ۱۳۰۳ھ

در مطبع حسینی اثنا عشری باہتمام سید عابد علی طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ والحمد بعد حمد و صلوٰۃ کے خاکسار سید سجاد علی
ناظرین میں گذارش کرتا ہے کہ قبل ازین دو حصہ مسیب نامہ
زبان فارسی سے اردو عام فہم میں ترجمہ کرکے پیش کش احباب
و ناظرین کئے تھے اب یہہ تیسرا حصہ بھی ترجمہ و طبع سے مرتب ہو کر ناظرین
انصاف بین کی خدمت میں حاضر ہی امید کہ بر وقت ملاحظہ خطا و سہو
کو قلم عفو سے محو کرکے کمترین کی حق میں دعاء خیر فرماوین اور اس تذکرہ شہدا کو
دیکھنے اور سننے سے ثواب بیحساب حاصل کرین اور اس تذکرہ صحیحہ مطہرہ شہدا
و غازیان کو جبکا پڑھنا اور سننا باعث ثواب ہے جلد تر حاصل کرین نہ بباعث
قلت نسخ پھر اسکا ہاتھ آنا دشوار ہوگا فقط اور یقین ہے کہ حصہ چہارم بھی
ترجمہ اور طبع سی آراستہ و پیراستہ ہو کر شائقین کی نظر اقدس سے جلد تر گذریگا

معرکہ بست و یکم

راوی صداقت شعار کے کلام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تین روز تک جب لشکر
اسلام اپنے لشکرگاہ مین استراحت تمام مشغول دعا و درستی سامان جنگ
رہے تو اوسکے بعد محمد حنیفہ علیہ السلام نے فرمایا کہ سپاہ لشکر دین کو
خبر کردو تا مہیا ہو کر شہر کوفہ کیطرف روانہ ہووے اور آپ بھی وہ خلف
حیدر کرار سوار ہو کر سرداران نامدار مثل امیر مسیب و امیر مختار
و امیر سعید غازی و کئی سرداران قزوین کو ہمراہ لیکر جانب قلعہ شہر کوفہ
راہی ہوا اور تمام فوج دریا موج یک مرتبہ تیار ہو کر جوق جوق و گروہ گروہ
اوس حضرت کے پیچھے چلے جبکہ وہ سالار گروہ مومنین نزدیک شہر کوفہ پہونچکے
دروازہ موصل کیطرف جا کے اوترا تو اوس خاصہ خدا نے اپنا خیمہ استادہ کروا
امیر اسفندیار و امیر مازیار قزوینی و مسعود شاہ خوارزمی کو ارشاد کیا
کہ تم جا کر دروازہ سنگ لاخ پر اوترو اور ارسلان شاہ و ہامان شاہ و اصف شاہ
و داراب شاہ گردی کو فرمایا کہ تم لوگ دروازہ واسط کیطرف جا کے لشکرگاہ
درست کرنا اور توران شاہ وغیرہ نے حسب الحکم اوس سرور دین پناہ کے ایکطرف
جا کر ڈیرا کیا دوسرے روز اوس خلف شاہ خیبر گیر نے حکم دیا کہ کوس جنگی نقاری
نوبتی کو بجا کر سب دلاور آمادہ قتال ہو جاوین حسب الحکم جب سب مومنین مستعد
حرب ہو گئی تو اوس روز صبح سے تا شام فوج ظلم سے زیر قلعہ لڑائی رہی وقت شام جنگی
نامور طبل بازگشت بجوا کر اپنی آرامگاہ کی سمت روانہ ہوئے خیمہ مین جا کر بعد الفراغ اسباب طعام [illegible]

لا یزال ادا کر کے بستر خواب پر استراحت پذیر ہوی جب صبح صادق نمایان ہوئی تو پھر مومنین نماز صبح سے فراغت حاصل کر کے تیاری سامان جنگ مین مشغول ہوے جب کہ نقارچی نے نقارہ رزمی پر چوب لگائی تو تمام مومنین غلامان حیدر کرار سنتے ہی آواز نقارہ مانند شیر مست دو غضنفر سیف باندہ کر میدان مین کہڑی ہو گئے اور ابن زیاد نے یحیی اور شیفو رنامی ان دو نو سرداروں سے کہا کہ شہر کوفہ کی جتنے لوگ تمہاری پاس مجتمع ہین اونکو ہمراہ لیکر بیرون شہر چلو وہ دونو سردار ستیس ہزار آدمیو نکی جمعیت سے بدرستی کامل سامان جنگ راہی ہوے اور عبید اللہ زیاد کے پاس خاص الخاص اسی ہزار نامرد جو ساتھ تھے اونکو ہمراہ لیکر شہر سے باہر نکلا القصہ ایک لاکھ دس ہزار آدمیو نکی جمعیت سے جب کہ وہ صف آرا ہو کر آمادہ قتال ہوا مومنین بھی میسرہ قلب لشکر درست کر کے حرب پر آمادہ ہو گئے لیکن جب دم صفین فوج طرفین کی درست ہو گئین تو لشکر جانبین کے لوگ ایک دوسرے کیطرف اس خیال سے دیکھنے لگے کہ دیکھین آج پہلے کون شخص عازم وغا ہوتا ہے یہ حال دیکھکر یوسف نظامی عیار پیشہ جناب محمد حنفیہ علیہ السلام کے روبرو آ کے بعد ادائے آداب و سلام عرض کرنے لگا ای مولای مومنین حکم ہو تو آج پہلے مین جنگ گاہ مین جا کر ان بدگہرون سے انتقام خون شاہ سیدان دشت کربلا کر دن وہ حضرت نام امام حسین علیہ السلام سنکے اشکبار ہو کر تمام لشکر مخاطب ہو کر فرمانیلگے ای مومنو خداوند عالم تم کو اسے بہت نیت پر تا زندگی مستحکم رکہے یاد رہے کہ خدا اور رسول و علی ابن ابیطالب علیہم السلام تمہاری مددگار ہین یہ سنکے تمام عیاران لشکر اسلام حضرت کو سلام کر کے جنگ گاہ مین آ کے نعرۂ حیدری بلند کرتے ہوے میدان رزم

اور مسعود اپنی بیٹے کو ہمراہ لیکر ہزار خرابی بھاگ کر دروازہ قلعہ شہر کوفہ مین داخل ہو کے
تختہ پل خندق کا اوٹھالیا اور قصر دار الامارہ مین جا کر بجیائی از ل و ابد تخت حکومت
پر بیٹھ کے اپنے ہواخواہون سے کہنے لگا اسے یارو یہ کیا غضب ہے
کہ ابوترابی ایسے غالب ہوجاتے ہین کہ ہمکو بھاگتے بھی راہ نہین ملتی ہے
الغرض جب جناب محمد حنفیہ علیہ السلام طبل بازگشت بجواکر اپنے
لشکرگاہ مین تشریف لا خیمہ مین استراحت پذیر ہوئے تو فوج مومنین سے کے
سردارون سے فرمایا ای یارو رات دن ان خاینون سے لڑکے اس شہر
کو جلدی لیلیا چاہیے یہ سنکے امیر اسفندیار قزوینی نے کہا یا حضرت
یقین ہے کہ اب تھوڑے سے لوگ ابن زیاد بدنہاد کے پاس کوفہ مین ہین یہ سب
مارے جاوین تو بہتر ہے اور بہت مناسب ہی کیونکہ یزید جب آپہونچیگا
تو یہ لعین بھی ان لوگونکو ہمراہ لیکے آمادہ جدال وقتال ہوجاویگا حضرت نے فرمایا
سچ ہی ای دلاور اگر یزید آیا تو پہر اوسوقت دو طرف لڑائی پڑ جاویگی بہتر یہی ہے
کہ اوسکے آنے سے پیشتر اس شہر کو ہم تصرف مین لیوین یہ کلام نیک انجام حضرت
کا سنکے ابونصر اس رازی عرض کرنے لگا ای مولا تمہاری امداد درکار ہی انشاء اللہ
تعالے اس شہر و قلعہ کو بھی مانند اور شہرونکی لئی لیتے ہین اوسوقت لشکر
ظفر اثر کے مقتولونکا حساب کیا تو بارہ سو آدمی درجہ شہادت سے کامیاب ہوئے
تھے راوی لکھتا ہے کہ ابن زیاد نے کوفے مین جا کر اپنے فوج کے نقیبون کو
طلب کیا اور حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین شمار کرو دیکھو تو کسقدر لوگ مارے گئے
ہین نقیبون نے حسب الحکم شمار کرکے عرض کیا کہ بارہ ہزار جوان فقط رزمگاہ

مین قتل ہوے اور ہر روز قریب سو سو آدمیونکے جو ذبح تھے مرے جاتے تھے عبیداللہ
زیاد نے یہ سنکے قصر دارالامارہ مین بیٹھکر درستی برج و بارہ قلعہ و سامان جنگ مین
مصروف ہوا مگر جب دو روز گذر کے جمعہ کا دن آیا تو پسر زیاد نے منادی کو
حکم دیا کہ شہر مین جا کر ہر کوچہ و بازار مین یہ پکار دے کہ سات برس سے لیکے ستر
برس تک کا آدمی مسجد جامع مین اگر حاضر ہوے جب منادی نے شہر مین
ندا کی تو سب صغیر و کبیر قوم کوفہ مسجد مین آگئی اوسوقت ابن زیاد منبر پر جا کے اہل
کوفہ و شام سے کہنے لگا ایہا الناس آگاہ ہو کہ تمہارے آبا و اجداد کے دشمن کچھہ
لوگ مجتمع ہوکے اس امر کے درپے ہوتے ہین کہ تمکو اور تمہارے فرزندونکو اسیر و قتل
کر کے خراب و برباد کر دیوین لہذا انکو دفع و مقابلہ کرنا بہر صورت واجب و لازم ہے اگر
تمہارا ایسا کرنا منظور ہے تو اپنی ننگ و ناموس کا لحاظ کرو یہ کہکے منبر سے اوتر
مسند ظلم پر آکر بیٹھا اوسوقت اوس گروہ حاضرین مین سے ایک شخص اصحاب باوفا
جناب احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ زید ابن ارقم نامی اوٹھا اور منبر پر جا کے
خطبۂ بلیغ حمد جناب کبریا و مدح و نعت خیر الوریٰ مین ادا کرنے لگا پسر
مرجانہ اپنے دل مین یہ سمجھا کہ یہ ہماری رعایت مین شاید اہل کوفہ کو کچھہ
نصیحت کریگا لیکن زید ابن ارقم خطبہ سے فراغت حاصل کر کے کہنے لگا
ایہا الناس تم لوگ بخوبی متوجہ ہو کے سنو کہ مین کیا کہتا ہون یہ کہکر پسر مرجانہ
سے مخاطب ہوکر کہا ای ابن زیاد خدا کے غضب سے ڈر اور مسلمانونکے شہر
سے کہین اور نکل جا کہ تیرے سبب سے یہ ملک کوفہ ہمیشہ قتل و قمع کے باعث سے
خراب ہو جاویگا ای نابکار تو یہ بھی کیا سمجھا تھا کہ جناب امام حسین علیہ السلام

کے شہید کرنے پر مستعد ہوا تھا اے مدبر اونکا شہید کرنا آسان نہین ہی
تونے اوس نور چشم پیغمبر صحیح اہل بیت نبوت و امامت و نسل شبانہ روز
دانہ پانی بند رکھوایا ہے اور اوس پارہ جگر رسول اکرم کو مع خویش و برادر و فرزند
تیغ ستم سے بھوکا پیاسا شہید کروا کے اہل حرم کو لوٹ کر با اسے عام مین بی چادر
و مقنع کربلا سے تا شام بھجوایا ہے اے بیدین تونے اپنے رفقا سے یزید کو گندم
دوزخ بنا کر دین و دنیا سے خراب کر دیا ای مردود لعنت خدا تجھ پر اور یزید پر بجا
مین جانتا ہون کہ جناب محمد حنفیہ علیہ السلام مع لشکر بجید دروازہ شہر پر
پہنچتے ہین آج ہی کل مین شہر کے اندر آ کر کسیکو اہل ستم سے زندہ نہ چھوڑینگے
اے کم بخت اس عمل بد کی سزا قیامت کے دن تجھکو معلوم ہوگی واللہ یقین
ہے کہ جو عذاب روز جزا مین تجھکو دیا جاویگا ایسا کسی نبی کی امت پر نہو ہوگا
پس ابن زیاد زید ابن ارقم کا یہ کلام سنکے غیظ سے مانند بید کانپنے لگا
اور تلوار علم کر کے مثل سگ و گرگ خشمناک حملہ ور ہو کر قتل کرنیکے لیے چلا تو قیس
ابن اشعث نے روک کر اوس بد بخت سے کہا اے امیر کوفہ تجھکو اس مرد
پیر کے مار ڈالنی سے کیا حاصل ہوئیگا بجز امیرے کلام کو باور کرے اگر تونے
غصہ مین اگر اسکو مار ڈالا تو تمام اہل کوفہ تجھسے ابھی منحرف ہو جاوینگے ای پسر
ابن زیاد ایسے وقت مین اسطرحکا کام کرنا تیری دانائی سے بعید ہے یہ سنکے
اوسوقت عبید اللہ زیاد از بس خفا ہو کر زید ابن ارقم سے کہنے لگا ای
پیر بیعقل یہ کیسے بیہودہ باتین منہ سے نکالتا ہے سچ ہے کہ بڈھے ہوکے طفل صغیر
سے بھی زیادہ نادان ہو جاتے ہین زید ابن ارقم نے کہا ای پسر زیاد

نے اپنے مارے جانیکا کچھ [illegible] بات ارقی [illegible] میں
اوسکو نہیں چھپایا او [illegible] دل [illegible]
و بتول علیہم السلام کو قتل کرنا [illegible]
شخص کمترین اصحاب جناب خاتم الانبیا سے ہون اگر تیرا ارادہ ہے
تو مجھکو بھی قتل کرین اور خدا سے [illegible] امیدوار رہتا ہون کہ وقت
ظالمون کامیاب و [illegible] شہادت [illegible] بااللہ تجھ سے خاندان نبوت
کے دوستونکو قتل کرنا کچھ عجیب نہیں پس یہ گفتگو سنکر [illegible] اپنے ہونٹ
اپنے دبایا اور اپنے دل مین سوچنے لگا اگر اسکی باتین سنکر غصہ مین آکر اسکو
اسوقت اذیت پہونچاؤنگا تو ضرور اہل کوفہ ابھی پھر بلوہ کرینگے اس سے
میرا یہان لڑنا مناسب نہیں یہ سوچ کے غصہ مین آیا اور خوف سے خدا کو بھی
دل سے بھلا کر بے نماز پڑھے ہوے مسجد سے بھاگ گیا اور دارالامارہ مین
جاکر سامان حرب جو کچھ قلعہ وغیرہ کے لیے مناسب تھا درست کرنے
لگا راوی کہتا ہے دوسرے دن جناب محمد حنفیہ علیہ السلام
نے قلعہ شہر کوفہ پر مع فوج حملہ کیا اور اہل خوارج نے سپاہ اسلام کو
بارش تیر و سنگ سے دیوار قلعہ کے پاس تک نہ آنے دیا اوسوقت
ابو الفراس و مسعود و شاہ مہر و شاد کام و ابو العلا و قاسم و ہاشم
و یوسف و فرہاد و بہروز دو ہزار جوانونکی جمعیت سے سپرونکو پناہ جسم
کرکے برابر خندق قلعہ کے جاکر دلیرانہ باطمینان کھڑے ہوئے اور تیر و تفنگ
سے بہتون سے پیرونکو ہلاک کرکے قلعہ سے نیچے گرا دیا اوسوقت

سیمر کوفی نے ابن زیاد سے جا کر کہا کہ ای امیر اگر اسوقت دروازہ شہر کا
تو کھلوا دے تو مین جمعیت اہل کوفہ سے جا کے ان شجعان علی سے لڑون
یقین ہے کہ ایک بھی انمین سے زندہ اپنے لشکرگاہ کو نہ جا سکیگا یہ سنکے
اوس بدبخت نے دروازہ کھلوا تختہ پل کا خندق پر گروا دیا سیمر کوفی ہزار آدمی
ہمراہ لیکر قلعہ سے باہر نکل آیا اوسوقت عبید اللہ زیاد بھی پل خندق پر آ کے
کھڑا ہو گیا جسدم سیمر عیار ان لشکر اسلام سے مقابل ہو کر آمادہ کارزار
ہوا تو اوس بدکردار سے یکبار فرہاد دارابکردی کا وہ بڑا جوان
زبردست تھا سامنا پڑ گیا تو سیمر نے للکار کر کہا کہ اے ابو ترابی تو
مجھسے مقابل ہوا کہ دست برد شجاعان عرب سے آگاہ ہو جاوے یہ سنکے
فرہاد نے برابر جا کے جواب دیا اے لعین زبان کو بند کر کے قوت بازو سے
کچھ ہنر دکھلا تو البتہ مضائقہ نہین ہے بہلا محبان شیر خدا کو ان نعرون سے کیا
ڈراتا ہے سیمر کوفی نے یہ سنکے پانچ من کے وزن کا ایک لٹھ کہ تمام
سر وپا اوسکا آہن سے منڈھا ہوا تھا اور شاید سلاخ لوہی کی بھی اوسمین
ٹھنسے ہوئے تھے یکبار دوڑ کے لٹھ وار پے در پے فرہاد دیندار
پر کئے فرہاد نامور نے اپنے جرات دلاور سے سب وار اوس
لعین کے روک لئے تو دوسری ضرب اوس بدبخت سے فرہاد دلاور
کے سر پر ایسی پڑ گئی کہ اوسکو نہ روک سکا اور وہ ضرب اونکے ہاتھ پر
ایسی پہنچی کہ اوسکے سبب سے ہاتھ اوس دیندار کا بیکار ہو گیا اور فرہاد
نے اوسوقت قصد بھاگنے کا کیا تو اوسوقت سیمر نے چاہا کہ ایک

اور ضربت لگا کے فرماوے کا کام تمام کرے لیکن اوسوقت فضل
تائید ربی سے ابوالفراس رازی یہ حال دیکھکر وہانپر آگیا اور
سیمر لعین سے للکار کے کہنے لگا کہ اے خارجی خبردار اس وار سے
ہاتھ اپنا روک نے مجھ سے مقابل ہو نہین تو اسی ضربت کے ساتھ
تو بھی اپنی جان سے ہاتھ دہوے گا غرض ابوالفراس نام دار
سید راہ اوس گمراہ کا ہو کے چھرا ہاتھ مین لیکر مشغول حرب و ضرب ہو گیا
تو سید بھی اوسے چوب دستے سے مقابل ہوا مگر آٹھ بارہ ضربین جب
آپسمین دونو سے رد و بدل ہوین تو سیمر لعین اپنے دل مین سے کہنے
لگا کہ اس حریف کے مقابل ہونا بہتر نہین ہے یہ کسیوقت ضرور غافل
کر کے مجھے مار لیوے گا یہ سوچ کے وہ ملعون ابوالفراس سے
کہنے لگا کہ اے جوان مجھے افسوس آتا ہے کہ تجھسا جری میرے ہاتھ سے
ضائع ہو جاوے بہتر یہ ہے کہ اب بھی اپنی جانکو غنیمت جان اور میرے
سامنے سے چلا جا یہ سنکے ابوالفراس نے جواب دیا ای مردود
تو ہی اپنی جان بچا کے کیون نہین پہر جاتا ہے کہتے مین کہ سیمر بے دین
تو اس بات کا ہمیشہ سے امیدوار تھا یکرتبہ ابوالفراس کے سامنے
سے مثل باد وہ بدنہاد اوڑ گیا جب ابوالفراس نے دیکھا کہ وہ
بے دین بھاگ گیا تو یہ دلاور بھی اپنے سپاہ مین آکر لہر تھوا سرداران لشکر
جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے طبل بازگشت بجوا کے اپنے اپنے
خیمونکے طرف متوجہ ہوے اور عبیداللہ زیاد کے سپاہی بھی

اپنے مقام پر واپس آئے تو اوس لعین نے [illegible] مہربانی سے
سرفراز کرکے کہا کہ [illegible] آج خوب [illegible] لڑائی کیا
واقعہ عجب اکہ [illegible] جواب دیا [illegible] اپنے
اس [illegible] جوان کوئی نہیں پایا مگر کل میدان رزم مین تیر
اقبال [illegible] جناب محمد حنفیہ علیہ السلام بعد استماع حالات
جنگ بارگاہ [illegible] بعد آداب عرض کیا
یا ابن ابو تراب علیہ السلام آج [illegible] عجم کے در خیمہ حضرت پر با امید بار
یابی دربار والا کہڑے ہیں یہ غلام چاہتے ہیں [illegible] حضرت نے فرمایا انکو ہمارے پاس آنے دو
جب اونکو حضرت کے روبرو لے گئے تو ابو الحارث طہرانی نے اوس
جناب کے سامنے پہنچکر بعد ادائے آداب و دعائین دیکے نامہ ماہوی سور
امیر خراسان نظر انور مین گذرانکے حسب الارشاد حضرت امیر مسیب
کے ہاتھ مین دیا وہ نامہ ماہوی سوری خدمت خلف شاہ ولایت مین جسوقت
حاضر تھا اوسنے وہ نامہ کہول کر پڑہنا شروع کیا معلوم ہوا کہ نامہ امیران ملک
ایران و ترکستان وغیرہ سے اس مضمون کا لکہا تہا پیشگاہ ذی قدس منور
جناب محمد حنفیہ علیہ السلام پر منکشف ہووے کہ یہ نامہ امیر خراسان
ماہوی سوری و امیر ترکستان و خوارزم کی طرف سے خدمت والا مین ارسال
کیا گیا ہے ابھی شاہنشہ والا ذو وہان امیر مسعود خوارزم و
امیر شمس الدین مع دو ہزار سوار کا از صوبہ خوارزم اور امیر
وہامان علیا بادے و خسرو بخاری و عبد الصمد خجندی

وابوالجواد کاشغری وعبداللہ جرجانی وشہزاد طوسی وعادل ابن
مظفر سیرانی ومحمود ابن حسن بیاورتی وابوالمعالی ترشیشی و
فہرح رازی وغیرہ یہ سب مع تین تین ہزار آدمیوں کی جمعیت کے بنیت
فیضدرجت حضرت مسیب جانب میمنہ آئے یہ تابایں حضرت سے مشرف ہو کر امیر
مسیب سے مع تمام مومنین تولا کرین اور انتقام خون ناحق جناب
امام حسین علیہ السلام کا غیر ... ہوتے اور اون دونوں عیاروں اور
محبان آل عبا علیہ السلام کو ایک نام ابوالحاتیث طہرانی اور دوسرے
کا نام ہامان ابن اسحاق سیرانی بن الملیح کے لئے پیشتر روانہ کیا ہے
والسلام علی من اتبع الہدیٰ بس جناب محمد حنفیہ علیہ السلام
یہ مضمون نامہ سنکر دونوں عیاروں کو اپنے پاس بلا گلے سے لگا اشکبار ہو
فرمانے لگے ایک روز وہ تھا کہ ماہوی سوری ومظفر سیرانی دروازہ
شہر کوفہ پر جناب امیرالمومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام
کی خدمت میں ملاقات سے مشرف ہونیکے لیئے آئے تھے اور ایک دن یہ
کہ ہامان اونکے ہمراہ اس شہر میں آیا ہے اور اوس مولائے کونین جناب
ابوالحسنین علیہ السلام نے جب ہامان کو تیر و کمان ہاتھ میں
لئے دیکھا تو فرمایا اے ہامان تو ایک تیر کسی نشانہ پر لگا تو میں تیراندازی کا
تماشا دیکھوں یہ ارشاد والا سنکے اوس دلاور نے حضرت سے عرض کیا یا حضرت
کس چیز کو میں اپنے تیر کا نشانہ کروں اوس جناب نے فرمایا وہ درخت خرما کا
جو دکھائی دیتا ہے اوسپر لگاؤ وہ درخت خرما پانچ سو قدم کے فاصلہ پر تھا

مگر اس وار اور سنے ہی بسم تیر او سپر لگا یا تو برکت ولایت جناب شاہ عرب
سے تیر دو شت کو توڑ کے پار نکل گیا اور زمین مین جا غرق ہو گیا
حضرت خوش ہوئے اور اوسوقت یہہ خنجر اوس کے کر مین تہا اوسے رحمت
کیا بس حضار مجلس نے جب یہ عبارت سنی تو ایسا روئے کہ روتی ہچکی لگ
گئی اوسوقت ابو الفراس رازی نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ یا حضرت
ارشاد ہو تو مین انکو اپنے خیمہ مین لیجا کر انکی دعوت کرون کہ ابو السحارث
میرا حقیقی بہائی اور ہامان وہ شریک بہائی غرض اوس جناب نے اجازت
دی وہ اونکو خیمہ مین لیگیا ہامان نے دیکہا کہ ستر عیار نامدار خنجر گذار جنکی نوک
خنجر سد سکندری مین در آوے ابو الفراس کے خیمہ مین بیٹھے ہوے ہین
تو ہامان تمام عیاران لشکر اسلام کو دیکہکر نہایت خوش ہو گیا اور کہنے لگا
کہ مجکو فضل خدا سے یقین کامل ہے کہ شیراز مینا پوری بہی دو تین دن
مین یہان آویگا اور وہ جب آوے گا تو انشاء اللہ تعالی وہ اور ہم باہم سے ملکے
قوم اشرار سے مقابلہ کرینگے اور اون بہہاونکو جہنم واصل کرکے مراد اپنی دلکے
بر لاوینگے ہامان یہ باتین کر رہا تہا کہ اس اثنا مین جناب محمد حنفیہ علیہ
السلام نے چند خوان کہانیکے بہیجے سب مومنین نے پر عنبت تمام اوس طعام
کو تناول فرمایا اور شکر نعمات الہی بجالا کر جناب محمد حنفیہ علیہ السلام
کے حق مین دعا کرنے لگے اور بعد اوسکے تہوڑی دیر اور ذکر اذکار مین مصروف
ہو کے متوجہ خواب راحت ہوگئے جب وہ شب بآرام تمام بسر ہو گئی اور صبح
تمنائی منہ دکہلایا تو مومنین نماز صبح ادا کرنے مین مصروف ہوئے اور یہان سب لوگ

ادائے نماز فریضہ سے فراغت کر کے بیٹھے تھے کہ یافت از سر چشمۂ
خورشید انوار اوس فرزند امام المشرقین جناب محمد حنفیہ علیہ السلام
نے نماز و وظیفہ سے انفراغ فرما کے یہ حکم فرمایا کہ کوس حربی
و نائے زرمیکو بجوا اور لشکر کو آراستہ کر کے ہر دروازہ شہر کوفہ پر لڑائی
شروع کرو لکھا ہے اوسدم عبید اللہ زیاد بد نہاد جب ایک برج استوار
قلعہ پہ جا کے کھڑا ہوا تو سعادت ابن پسر زیاد نے دروازہ قلعہ شہر کھلوا کے
اور سمیر کوفی کو بارہ ہزار آدمیوں سے ہمراہ لیکر باہر آیا اور دو غلام ابن زیاد
سعید و مسعود نامی بھی چوبیس ۲۴ ہزار آدمیوں کی جمعیت سے باہر نکل آمادہ قتال ہو گئے الغرض سعادۃ
ہمراہ کنار خندق پر صف کشی کر کے جب کھڑا ہوا تو سمیر کوفی مسلح و مکمل اسپ
باد رفتار پر سوار ہو کر اپنی فوج کی پرے سے باہر نکل مبارز طلب ہوا یہ دیکھ کے لشکر
اسلام میں سے بہرام طبرستانی بمقابلہ جا کر اوس بدگہر سے مشغول حرب
ہو گیا ہر چند نماز پیشین تک دونو آپس میں مصروف حرب و ضرب رہے اور سترہ
حملے ہر ایک نے دوسرے پر کئے لیکن ایک بھی زحمت کش نہوا اوسدم فوج طرفین کا
یہ حال تھا کہ دونو کی ہمت و جرأت دیکھکر مثل آئینہ حیران ہو گئے القصہ دونو کی
لڑائی ہر ایک کے دل پر جب شاق ہوئے تو اوسوقت طرفین کے نقیبوں نے
آکر اوس دن دونو کو جدا کر کے اپنے اپنے لشکر کیطرف روانہ کیا لیکن جسوقت یہ
دونو جا کر اپنے صف لشکر میں کھڑی ہوئی تو سعادۃ ابن پسر زیاد نے اپنی
فوج کو حکم دیا کہ یکبار حملہ کرا در سبق داران الوترا بیوں پر جا کر تیغ زنی کرنی شروع
کر دیں تمام کفار اوس الکفر کے کہنے سے تیر و خنجر و عمود و تیغ و شمشیر و

سپہر پر شجاعت کی فوج اسلام پر جا گرے تا ماہان ابن اسحق سپہ دار نے
یہ حال دیکھکر درود محمدؐ و آل محمد پر بھیج کے پکار کر کہنے لگا اے
دوستان جناب علی ابن ابیطالب توفیق خدا سے معین و یاور
و تائید جناب سید مختار و امداد ولایت شاہ ذوالفقار
سے تم لوگ میری پشت کیطرف سے ہوشیار رہو تا میں ان نابکاروں کو بہت
کرکے قتل کروں اور با مدد و تائید جناب حیدر کرار سے ان لوگوں
سے وہ سلوک کروں گا کہ تا قیامت منتقمان خون جناب امام
حسین علیہ السلام مجھپر تحسین و آفرین کرینگے یہ کہکے وہ خنجر
جو جناب امیر علیہ السلام نے اوسے عنایت کیا تھا نیام سے
کھینچ کر درود آل عبا پر بھیجتا ہوا مانند شیر گرسنہ فوج ظلم کیطرف چلا اور
بطرح آگ نیستان کو جلا دیتی ہے وہ دلاور خونخوار انکو آتش ضربت کارد
سے وار سے فی النار کرنے لگا چنانچہ ایک دم زدن میں پینتیس خارجیوں کو
...سکے خندق پر جا پہنچا یہ حال دیکھکر اوس دلیر کے بعد اٹھارہ عیار
...بھی تلوار پکڑ کر لشکر ستم پر حملہ ور ہوئے اور مار مار کرکے اون بارہ ہزار
بدکاروں کا منہ میدان کارزار سے جانب نہر خندق وادی البوار کی پھیرنے
لگے اوسوقت پرشش تیغ مومنین کا یہ حال تھا کہ جب تک یہ کردار بھاگ
خندق پر پہنچے چار ہزار ناری واصل جہنم ہوگئے لیکن جب سعادہ
ابن سپہر نے اپنی فوج کے لوگوں کو افتادہ دشت فرار دیکھا تو ایک
نابکار سے پوچھا یہ سب لوگ کیوں بھاگے آتے ہیں اوسنے جواب دیا

کیا آنکھون سے نہین دیکھتا ہے کہ مہتر خدا کیطرح ایک پیادہ چھرے
ہاتھ مین لیے ہوئے سیکڑون جوانونکو قتل کر رہا ہے یہ سنکے سعادہ
لعین شومی طالع سے غیظ مین آکر اوس عیار نام دار ہامان
ابن اسحٰق کو مانند شیر آتے دیکھکے مرکب کو چھیڑ کر سد راہ ہوکے ایک
نیزہ ستمگر نے ہامان پر لگایا اوس عیار نامدار نے کاردِ آبدار سے
نیزہ کو اوسکے مانند خیار تر قلم کرکے ایسا حملہ دلیرانہ کیا کہ ابن پسر زیاد مردود خوفناک
ہوکر عنان مرکب کو پھیر کے بھاگ نے لگا یہ دیکھکر ہامان نے دوڑ کر ایک
چھرا اوس بیدین کے گھوڑے کے پٹھے پر ایسا مارا کہ مرکب اوس ناہموار
کا اوس زخم جان کاہ سے چراغ پا ہوکر گر پڑا راوی کہتا ہے جب سعادہ
بدکردار بھی پشت مرکب سے جدا ہوکے روے زمین پر آرہا تو تمام استخوان
اوسکے ضرب خوردہ ہوگئے پس ہامان نے قصد کیا کہ ایک
کاردا اوسکے بھی جڑکے کام اوس بدانجام کا تمام کرے یکایک دو ہزار
جفاکار غلام اوس نابکار کے ہامان پر یکبارگی حملہ ور ہوے مگر سپر کوئی
موقع ومحل پاکے دوڑکر سعادہ کو وہان سے اوٹھاکر لے بھاگا جب ابن زیاد
کو یہ خبر پہونچی کہ سعادہ زخمی ہوکر پشت مرکب سے گر پڑا ہے اور تمام پشت و
پہلو اوسکا چور چور ہوگیا ہے اوس نابکار نے ایک آہ جگر سوز دل سے
کھینچکر گھوڑے کو دوڑا کے پاس جا پہنچا ارادہ کیا وہ بدسیر آہ ونالہ کرتا ہوا آپ
ہی ہلاک جاتا تھا جب اوسنے [illegible] دیکھا کہ وہ گرفتار دست اجل آہ آہ
کر رہا ہے تو روکے سعادہ [illegible] عزیز [illegible]

سے جا کر مقابل ہوا کہ تیری یہ صورت ہوئی وہ لعین کہنے لگا اسے پدر
مہربان کیا بیان کروں یہ جوان دیو سیر بلند قامت جسکے ہاتھ مین
چھری ہے میری طرف مخاطب ہوا مینے گھوڑے کو ٹھکرا کے برابر جا کر ایک
نیزہ مارا لیکن اوس جری نے چھری سے میرے نیزے کو قلم کر ڈالا مینے
یہ دیکھکر مرکب کو اس ارادے سے پھیرا کہ اسکے روبرو سے بھاگ جاؤن اوسنے
دوڑ کر میرے مرکب کے پٹھے پر ایسی ایک چھری ماری کہ وہ تلملا کے الف
ہو گیا اور مین زمین پر گر پڑا علاوہ اسکے ای پدر مہربان جب اوسنے یہ قصد کیا
کہ مجھے بھی چھری سے مار ڈالے یکرتبہ بتصدق اقبال یزید لوگ پہنچگئے اور راہ سکو
روک کر مشغول وغا ہوے پس اوسی حال مین مجھکو سمیر جلد سے اوٹھا
کے وہانسے لے بھاگا یہ عبارت پسر زیاد سنکر ایک آہ کرکے کہنے لگا افسوس
ہر روز نئے طور کے ابوترابی کہان سے پیدا ہوگئے جو یہ رنج عظیم مجھے کھاتے
مین ابن زیاد تو اسی صدمہ مین تھا اتنے مین کیا دیکھتا ہے کہ ایک سمت سے
اسفندیار قرنبی نے اپنے بھائی بھتیجون کی جمعیت کو ہمراہ لیکے
قیس ابن اشعر کو بھی مع فوج مار کر بھگا دیا یہ دیکھکے ابن زیاد نے حکم کیا کہ
دروازے قلعہ شہر کے بند کرو فصیل قلعہ پر سے تیرباران کرکے ابوترابیون کو
قتل کرواڈن بجھون نے اوس سگ خو کے کہنے سے یہ کام کیا کہ مومنین
پر باران تیر مثل ابر برسانے لگے اسی اثنا مین شام ہو گئی جناب امیر مختار
علیہ السلام نے طبل آسایش بجوا کے اپنے خیمے کیطرف تشریف لائے اور تمام
اہل دین بھی میدان وغا سے اپنے خیمون مین پہنچ گئے پایان

ابن اسحق مع جمعیت عیاران نامور خدمت حضرت محمدؑ حنفیہ علیہ السلام مین حاضر ہو کے دعا و ثنا بعد آداب بجالایا اور حضرت نے مرکب سے اوتر کر ناماں ابن اسحق و تمام عیارون کو گلے سے لگا کے بہت سے آفرین و دعائے خیر سے سرفراز کیا اوسوقت تمام لشکر مومنین بہی اوسکو مرحبا کہنے لگے راوی کہتا ہے جب دوسرا دن آیا اور حکم شاہ ولایت سے صدائے طبل جنگ بلند ہوئی تو امیر مسیب ابن محمد قعقاع خزاعی نے فوج کو حکم دیا کہ چارون طرف قلعہ شہر کوفہ کے لڑائی شروع کر دی ابن زیاد بہی طیش کہا کے دروازہ واسطے کہلوا کر خندق پر پل کا تختہ ڈلوا کے فوج کو ہمراہ لیکر کنارۂ خندق پر آکر صف آرا ہوا اور ناوک اندازون کو ہو کر قلعہ پر سے حکم بارش تیر و خدنگ وغیرہ دینے لگا اے بہادرو دیکھون تو کیا باران تیر سے کشت تن محبان ابو تراب کو دو خون سے سیراب کرتی ہو غرض غافل از کار قضا و قدر انداز اوس بد نہاد کو جب اپنا کمال دکھانے لگے تو اوسوقت ناماں ابن اسحق سیرانی جناب محمد حنفیہ علیہ السلام سے اجازت میدان وغا حاصل کر کے کمر بند مرصع قبائے نمدی پر باندہ کر ایک توبڑہ سنگ تراشیدہ و نتراشیدہ کاندہے مین لٹکا دو کمانین زیب بازو اور سلاح عنایت کردہ جناب شاہ ولایت کو زینت بدن کر کے میدان مین آیا اور کلمات سخت و درشت کہہ کے بلکہ گالیان ابن زیاد کو دیکر مبارز طلب کرنے لگا اوسوقت فوج ابن زیاد سے ایک حرامی

ہیمون نامی مقابلہ کے لئے آگے جنگاہ مین کہڑا ہوا اور بسرعت تمام نابکار
نے ایک تیر ہامان پر لگایا ہامان نے اوس شقی کے تیر کو جب قبای خود پر
روک کے رد کیا تو بدکردار نے خفا ہو کے گرز مین کا وار اوس نامدار پر
کیا بس ہامان نے جست کر کے پانچ گز بلند زمین سے اوچک کر وہ وار
بھی اوس نابکار کا خالی دیا میمون شامی از بس خجل ہو کے نیزہ ہامان
کے اوس دلیر پر چلایا ہامان دلاور نے دوڑ کر نیزہ اوس ظالم کے ہاتھ
سے چھین لیا اوسوقت میمون نے مانند خوک صحرائی غضبناک ہو کر قبضہ
شمشیر پر ہاتھ ڈالا لکہا ہے کہ یہ حال اوس بدخصال کا دیکھکر ہامان
نے لاچار ہو کے توشے مین سے سپر نکال کے کعت فلاخن مین رکھکر
اوس کی تلوار پر تاک کے ایسا لگایا کہ اوس بیدین کی تلوار لوٹ
گئی یہ دیکھ کے اوس شامی نے گرز کو ہاتھ مین اوٹھا کر جھنجلا کی ہامان
پر اس ضرب سے لگایا کہ وہ ضرب جانستان اگر کوہ پر پڑتی اوسے بھی
تا گاو زمین پہنچا دیتی مگر ہامان نے اوسکی ضرب گرز کو بھی جب خالی دیا
تو خارجی اپنے افعالون سے بہت ساخفیف و کہسیانہ ہو کر کمند کو
فتراک سے کہولکر حلقہ حلقہ کر کے ہامان پر پھینکنے لگا ہامان نے
دیکھا کہ یہ بد نہاد حلقہ کمند مین مجھکو پہنسایا چاہتا ہے وہ دلاور مانند طائر
عنقا آمادہ پرواز ہو کر کہڑا ہوا اوس مردود نے جبدم دام کمند اوس
ہمای اوج شاطری پر پہنکا تو مثل طائر تیز جست کر کے ہامان دلاور
اوس حلقہ کمند مین سے بھی بھاگ نکلا بس اوسیدم میمون چالاک

ہامان دیکھکر مانند نقشہ تصویر بسکتہ میں ہو صورت دیکھنے لگا ہامان
دلاور نے اوسے حالت میں جست کرکے کفل مرکب میمون شہر کرتف
مردود پر ایک ایسا خنجر مارا کہ سینہ پر کینہ سے اوسکے پار نکل گیا اور
وہ بدگہر اوسی زخم جانگسل پشت مرکب سے روے زمین پر گرکے واصل
جہنم ہوا تو بعد اوسکے ہامان نامدار لشکر ابن زیاد سے پھر مبارز طلب ہوا
لیکن یہ حال دیکھکر حارث ابن تترہ نامی ایک مردود راہی جنگ گاہ ہوئے
ہامان سے کہنے لگا اے بد بخت دیکھو تو کیا عوض اس جوان کے خون کا
تجھ سے لیتا ہون ابھی وہ مردود اس بات کو تمام نکر چکا تھا کہ ہامان نے ایک
تیر اوس بد بخت کے چشم و ابرو پر مارا ڈھیلا آنکھ کا اوس بد کے حلقہ چشم
سے نکل پڑا وہ بدگہر میدان رزم سے بھاگکر آنکھ کو ہاتھ سے بند کئے ہوئے
عبید اللہ زیاد کے پاس گیا وہان پہنچتے ہی ملک الموت نے گریبان روح
مردود کو اپنے پنجۂ تصرف میں کر لیا القصہ جب ایک اور مردود میدان وغا سے
جہنم کیطرف جانے کے لئے اپنی فوج کی پرے سے نکلا تو ہامان نے اوسکو
بھی ایک تیر مارکے جہنم کی راہ لگا دیا اوسوقت ابن زیاد اپنی فوج سے کہنے لگا
کہ یہ ہامان علیہ السلام کیا بلا ہے آدمی ہین دیکھو تو کیسے کیسے میرے لشکر کے دلاور دلاور کو
انہون نے ہلاک کر ڈالا ہے اے شامیو کیا تم میں کوئی ایسا دلاور نہین
ہے جو اس محب کو جاکر مار ڈالے جو شخص اسکا سر کاٹ لاویگا اور
اوسکا صلا مجھ سے طلب کریگا میں اوسکو عنایت کرونگا یہ بات سنکر
ابن سلیمان وزیر ابن زیاد نے اوس بیدین سے رخصت حاصل

کرکے میدان رزم مین آکر کلمات ناسزا زبان سے کہنے لگا ہامان
نے متغص ہوکر مہرہ ہفت جوش کو منہ مین لیکر یہ ارادہ کیا کہ یہ لعین
جبدم میرے برابر پہنچے اسکو بے گفتگو مار کر واصل جہنم کر دون مگر جب وہ خارجے
قریب آیا تو ہامان نے بہ تقاضائے رسم دلاوری و آداب جنگ اوس
سے کہا اے لعین یہ ہرزہ گوئی خوب نہین ہے اگر لڑنے کو آیا ہے تو
دست بازو سے کچھ کام کر اوس ازل و ابد سعید شقی اجل رسیدہ نے
تفنگ کو ہامان کے ہاتھ مین دیکھکر از روے تحقیر پوچھا اے ابوترابی
یہ کیا چیز تیرے ہاتھ مین ہے کیا اسے حربے سے کارزار کرے گا تو خیر
آگے بڑھ آ تا دست برد مردان جنگ سے آگاہ ہو اے ابوترابی
مین مانند اور مبارزون کے نہین ہون کہ مجھکو تو مار لیگا وہ مردود بھی
یہی سخن کر نہ چکا تھا کہ ہامان نے تفنگ کو پھونک کر مہرۂ ہفت جوش
اوس بدگہر کے دہن پر اس ضرب سے مارا کہ جہان روشن بدبخت
کی آنکھون مین یکبارہ تیرہ و تار ہوگیا اور کئی دانت ملعون کے مع مہرہ حلق
مین جاتے رہے وہ نابکار اپنے کردار بد کی سزا کو پہنچکے میدان سے بھاگ
ابن زیاد کے پاس گیا اس عرصہ مین ملک الموت نے حیلہ تقاضائے ہر ساعت
ملعون کا ایسا دم بند کیا کہ بدگہر بیجان ہوکر گھوڑے سے گر کے جہنم کی سمت
راہی ہوا ایسے سپہ مرجانا اوسکے مرجانیکے ماتم سے اپنی ذات پر نہ سہنے
لگا ایک جہنمی گیا ائی ابن مرغوب ابن گیا پھر میدان رزم مین آ کر ہامان
سے کہنے لگا اے ابوترابی آیا کچھ دیوانگی نے تجھکو گھیرا ہے کہ امیر المعاندین

ابن زیاد و سلطان الفاجرین یزید ابن زیاد کے ہواخواہوں کو قتل کرتا ہے
اے نادان خدا کے قہر سے نہیں ڈرتا ہے کہ یزید سے انحراف کر کے
اوسکا گنہگار ہوتا ہے اے ابو ترابی کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ یزید کون
شخص ہے ارے بیخبر یزید ابن معاویہ پوتا ہے ابوسفیان کا جب
معاویہ سترہ برس خلافت کرکے اس دار فنا سے ناپید ہوا تو یزید اوسکی
جا پہ خلیفہ زمان ہو کے ملک رانی کرنے لگا اسے کینہ جونے خون فرزند
رسول مختار جناب امام حسین علیہ الصلوۃ والسلام کو
یزید نے خلافت کی مدعی ہونے پر شہید کیا والا امام حسین کی
علیہ السلام سے اوسکو کیا کینہ تھا اسے بے شعور تو عشق دوستان
یزید کو قتل کرتا ہے بھلا محشر کے دن معاویہ کو تو کیا جواب دیگا القصہ نامان
غلام شاہ مردان نے اوس کا یہ کلام سنکے جواب دیا اے بدگہر
صد ہزار مرتبہ لعنت خدا یزید ابن معاویہ و ابوسفیان کی قوم و انصار و
تجھ بدکردار پر تا قیامت ہو اے حرامزادے تو کس خیال میں ہے دیکھ
تجھکو بھی معاویہ کے پاس اسی دم مار کے بھیجتا ہوں یہ کہکے مانند باز جست
کر کے اوس مردود کا گریبان پکڑ کر ایک گھونسا اس زور سے اوسکی
گردن پر لگایا کہ دم بھر میں بدگہر گھوڑے سے گر کے جہنم واصل ہو گیا
مومنین یہ حال دیکھکے صدائے تکبیر بلند کر کے درود محمد و آل محمد
علیہ الصلوۃ والسلام پر بھیجکے شادیانے کے نقارے بجوا نے
لگے غرض اسی طرح اشارہ امیر شامی و پچاس کوفی نامان کے

ہاتھ سے جب میدان رزم میں مارے گئے تو ابن زیاد بہت بدحواس ہوا اور دس ہزار پیادونکو جو کہ کنارۂ خندق کھڑے تھے خفا ہو کر کہنے لگا اے مردودون جلد سے حملہ کر کے ان ابو ترابیون کا کام تمام کرو یہ سنکے سمیر کوفی دس ہزار پیادونکی جمعیت سے اہل اسلام پر حملہ کر کے چلا ہامان دلاور بھی مثل شیر غضبناک اون ناپاکو نپر حملہ ور ہوا اور ہامان کے پیچھے سرہنگ ابو الفراس رازی و ابو الحارث طبرانی و مسعود وشاد و کام و قاسم و ہاشم و بہزاد و فیروز کرمانی و ابو شمیل و ابو الفتح وغیرہ بھی حملہ کر کے آگے چلے جب اون دس ہزار خارجیون نے ہامان کو اپنے نرغے مین کر لیا تو یکبار ابو الفراس رازی دشمنونکے صفونکو پریشان کر کے بھیڑ کو چیر کر ہامان کے برابر جا پہنچا اور بہت سے خارجیونکو قتل کر کے دم بھر مین لشکر ابن زیاد کو ایسا درہم و برہم کر دیا کہ سبکے سب لعین بھاگ کر پھر خندق کیطرف چلے اور ہزیمت کھا کر بدحواس بھاگے بہت سے گھبرا کر خندق مین گر کے پانی مین ڈوب کے قعر جہنم مین پہنچے اور عبید اللہ زیاد بھی بدحواس پریشان بھاگ کر قلعہ شہر مین داخل ہو تختہ پل خندق کا اوٹھوا شہر کا دروازہ بند کروا دیا مگر یہ عیار نامدار جان نثار سبط احمد مختار بفتح و فیروزی خلف حیدر کرار کے خلافت مین آکر حاضر ہوئے تو حضرت محمد حنفیہ علیہ السلام نے ہامان کو تحسین و آفرین فرما کے اپنا ملبوس خاص اوسے عنایت فرمایا اور عبید اوسکے وہ حضرت خیمہ مین

تشریف لاکے طعام تناول فرماکے شکر نعمات الہی بجالائے تو مومنین
بھی رزق بحساب نعمات الہی سے سیر ہوکر حمد ایزدی بجالا کے ایک دوسرے
کے حقمین دعائے خیر کرکے کہنے لگے کہ خداوندا جناب محمد حنفیہ علیہ السلام
کو گروہ قاتلان جناب امام حسین علیہ السلام پر اپنی قدرت کاملہ سے
مدد دیتے جلد سے مظفر و منصور کر راوی کہتا ہے ابن زیاد جب شہر مین داخل
ہوکے بازار چوک کوفہ مین پہنچا تو مردود اوسجا بیٹھکر کلمۂ افسوس و حسرت کے
پردے مین گریہ مخفی کرنے لگا یہ حال اوس بدمآل کا دیکھکر سرداران لشکر شکستہ
اوس سے یہ تسلی تمام کہنا شروع کیا اے امیر اب تدبیر جنگ کی یہ ہے کہ قلعہ
پر سے بنائے جنگ محکم کرکے سنگ و خشت و متوالی اور ہانڈیان باروت کی
ہم لوگ اونپر مار کے انکو ہلاک کرینگے یہ سنکے پسر زیاد نے کہا اے یارو یہ
سب سچ ہی کہ تم لوگ بہر صورت انہین مار لو گے لیکن اسکی کیا تدبیر کروگے
کہ لوگ اپنی جا پر کہتے ہین پسر زیاد کو ابن ابوتراب نے بھگا دیا ہے اور اب میلر
یہ بھی چاہتا ہے کہ دروازے شہر کے بند کرون اور خندق پر پل کا تختہ گروا کر
تا مقدور اوسنے خوب لڑون تا اندلون ہر کوچہ و بازار مین لاشون کے انبار ہو جاوین
لکہا ہے کہ ابن زیاد یہ بات اسلئے وہانپر بیٹھکر کہتا تھا تا لوگ شہر کے گھبراکے اس جنگ
مین میری رفیق ہو جاوین یہ سخن اوس بانی مکر و فن سے سنکے قیس ابن اشعر و مجمر
ابن حجاج و یزید ابن طارق و خالد ابن طارق و ابا زخسر و نوفل و ارزق و نوفل
ابن عمر عرض کرنے لگے اے امیر تو محزون ہنو انشے کل صبح کو ہم شہر سے باہر نکل کر
خوب جنگ کرینگے غرض ابن زیاد نے یہ گفتگو اور صلاح کرکے بہ اطمینان خاطر شہر کے دروازون

کو نیچی ہی بند کروا کے گہر مین جا بیٹھا جب وہ شب گذر گئی اور صبح نمودار ہوئی
تو ابوالہمزاتؑ نماز مومنین میدان وغا مین آ کے صف آرا ہو گئے اور کوس حربی
بجانے لگے اوسوقت ابن زیاد بہی اپنی فوج کو ہمراہ لیکر کنارہ خندق آ کے صف
آرائی کرنے لگا جب لشکر جانبین کے لوگ ایک دوسرے کو اس نظر سے دیکھنے
لگے کہ دیکہین آج کون شخص جنگ مین سبقت کرتا ہے یکا یک لشکر اسلام مین سے
ابوالحارث طہرانی کلاہ خود بین سر پہ دہرکے اور تلوار ہاتھ مین لیکر رزم
گاہ مین آ کر جب مبارز طلب ہوا ابن زیاد نے اپنے لشکر کے سردارونکی طرف
دیکہ کر کہا دیکہو وہ کون ساوہ ہوگا کہ ان ابوترابیون سے نجات مانگی اے یارو
ذرا دیکہو تو یہ کس شان سے میدان رزم مین آ کر دلاوران عرب کو مسمار کرتے
ہین بعد اسکے اپنی فوج کے سردارونکی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ جو شخص اس ابوترابی
کا سر لاوے خواہ زندہ پکڑ لاوے مین اسکو دس ہزار دینار سرخ دیکر اور جو کچہ
مطلب اوسکا ہوگا وہ بہی بر لاؤن گا یہ کلام اوس بدانجام کا سنکے اوسی مردود
کے دست چپ کیطرف سے آیا نہ ابن طارق نامی ایک ملعون مرکب کو چپیٹ
کے جنگگاہ مین آیا اور کمان قبضہ طاج کی تیردان سے نکال کے ملعون سنے
بصورت سوفاروہین خواہش تیراندازی کہول کر ایک تیر کوزہ کمان سے
آشنا کرکے ابوالحارث کیطرف روانہ کیا وہ مومن پاک تیر بیباک سے رو
کے مقابلے سے گوشہ گیر ہو گیا یہ دیکہکر وہ لعین بصورت سنگ دیوانہ بغیظ تمام
حملہ ور ہو کے نیزے کو نکال دے سے کہ ابوالحارث دہیدار پہ وار کرنیلگا
اوس نامور نے نیزے کو اوس بیدین کے ہاتھ سے چہین کر مانند خیار تر

توڑ کر پہینکدیا اوس بدکردار نے غصے مین آکر تلوار کو نیام سے کہینچکر وار
تلوار کا کیا تو اوس دلاور معرکۂ پیکار نے ضرب شمشیر کو سپر پر روکر
کر ہاتھہ چہری پر رکہا لیکن ابن طارق نے جلدی سے کمند پہینکی
کے حلقۂ کمند مین گردن ابو الحارث کو پہنسا کر عنان مرکب کو
پہیر کے گہوڑے کو مہمیز کیا اوس وقت ابو الحارث دلیر مثل شیر جست
کر کے اوسکے کفل مرکب پر جا بیٹہا اور ایسی چہری بدکردار کے گردن پر
ماری کہ دستے تک وہ کار آبدار اوس نابکار کے گردن مین غرق ہو گئی
بس یکبارگی ابن طارق کو گہوڑے سے گرا کے سوئے جہنم راہی کر دیا اور
اوسے کے گہوڑے پر سوار ہو کے مبارز طلب کرنے لگا ابن زیاد یہ حال دیکہکر
خوف و دہشت کے مارے آہ سرد دل سے کہینچ کر بیہوش ہو کے گہوڑے سے گر
پڑا مگر جب اوسکو ہوش آیا تو لشکر سردار ظلم نے جلدی سے اوسکو اوٹہا کے
پہر گہوڑے پر سوار کیا اوس وقت پسر زیاد ایک آہ بلند کر کے کہنے لگا افسوس
ابن ابو ترابیون کے ہاتھہ سے کیا کیا ظلم و ستم مجہکو اوٹہانے پڑے اے یارو دیکہو
تو کیسے کیسے امیر دلاور میرے رفیق انکی تیغ آبدار کی بارش سے غریق بحر ہلاکت
ہو گئے ہین راوی بیان کرتا ہے جسدم جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے
یہ دیکہا تو فوج دوستین سے یہ فرمانے لگے اے محبان امام حسین علیہ السلام
ایکمرتبہ سب لوگ حملہ کر کے چلو پس بموجب حکم جناب محمد حنفیہ علیہ
السلام سب نے دہاوا کیا یہ دیکہتے ہی عبید اللہ زیاد خوف زدہ ہو کر مع فوج
قلعہ شہر مین بہاگ گیا اور تختہ پل خندق کا اوٹہا کر قلعہ کا دروازہ بند کر کے

سب لعین فصیل قلعہ برج پر جا کے تیر وحشت وقار ورہ آتشین وغیرہ اہل
دین کو مارنے لگے پس اوسوقت مومنون سے بھی ضرب تیر و تفنگ سے اکثر
نابکارون کا کام تمام کیا غرض نماز عصر کے وقت جناب محمد حنفیہ علیہ السلام
نے طبل بازگشت بجانے کے لئے حکم دیا اور لشکر اسلام جنگ گاہ سے پھر کر
اپنے اپنے خیمون مین اکر داخل ہوئے جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے
ابو الحارث طہرانی کو بلا کے خلعت فاخرہ دیکر تحسین بی پایان سے
سرفراز کیا اور گروہ مومنین حاضرین مجلس سے یہ فرمایا کہ اے آل ثارات
الحسین علیہ السلام مجھے یزید کے آنیکا خیال ہر دم رہتا ہے اسلئے
کہ وہ مردود فوج کثیر مجتمع کر چکا ہے تعجب کیا ہے اگر وہ تمام لشکر کو ہمراہ لیکر
ادہر کو متوجہ ہوئے اے دینداز جب وہ آجاوے گا تو ہمکو دوہری لڑائی کا سامنا
پڑ جاوے گا ایہا الناس اگر یزید کے آنے سے پیشتر یہ شہر تصرف مین آجاتا تو نہایت
مناسب تھا یہ ارشاد حضرت کے مسیب نامدار عرض کرنے لگا کہ اے
خلیفہ فاتح خیبر انشاء اللہ تعالی دو تین دن مین تمہارے اقبال سے
شہر کوفہ کو ہم لے لیتے ہین پس مومنین بعد الفراغ طعام نماز سے جب فارغ
ہوئے تو بارگاہ قاضی الحاجات و مجیب الدعوات مین فتح شہر کوفہ و دعائے
سلامتی یکدیگر مین ... ومن ہوئے اللہ جاء سلاح المومنین بجہ

معرکہ بست و دوم

تیغ جان بخش قالب اخبار کے زبان فصیح سے اسطرح سامعین حکایات صحت
آیات کے گوش زد ہوا ہے کہ جبوقت شام مومنین مین سے

توران شاہ کرمانی تین ہزار آدمیونکی جمعیت سے طلایا پھر نیکو نکلا
تو عیاران لشکر اسلام خیمہ ابوالفراس رازی مین مجتمع ہوکر تدبیر
فتح شہر کوفہ مین مشورہ کرنے لگے بکر تبہ ہامان اسحق سیرانی نے کہا
اے یارو میرا جی چاہتا ہے کہ مین آج شب کو شہر کوفہ مین جاکے ہر جا پر پھر
کے دیکھ آؤن کہ کس جا پر این زیادتے کیا بندوبست کیا ہے مگر لازم ہے کہ تم
لوگ بھی میرے ہمراہ چل کے ایک ساعت بھر خندق کے کنارے پھر کر کوئی
مقام مناسب دیوار قلعہ شہر پر چڑھ جانے کے لئے تجویز کر دیجیئے سب نے
کہا اے عالی منزلت جو تو نے فرمایا بہت مناسب ہے ہم سب لوگ تیرے
مطیع فرمان ہین یہ کہہ کے سب عیار نیک عمل مسلح و مکمل ہوکر وہان سے
روانہ ہوئے اور مانند باد صبا شہر مین آکر خندق قلعہ پر پہنچ کے گرد قلعہ شہر
پھر کے دیوار قلعہ پر چڑھ جانیکے گھات کی جگہ دیکھنے لگے اور اتفاقاً ایک
برج قلعہ کے برابر جب پہنچے تو وہان پر کچھ پاسبان آدمیون کی نپائے
یہ معاملہ نادر دیکھ کر ہامان نے سب عیارو ان سے کہا اے یارو اس
سے بہتر کوئی جا نہو وے گی ہین تو میں یہ کمند ڈال کے دیوار پر چڑھ جاتا
ہون یہ کہہ کے کمند پھینک کر کنگورہ دیوار قلعہ مین استوار کر کے وہ ناسور
سب یارون سے رخصت ہوکر کہنے لگا کہ انشاء اللہ تعالیٰ کل صبح کو
ہم سے تم سے اسی جا پر ملاقات ہووے گی اے بھائیو مناسب
ہے کہ تکلیف نکر کے ذرا یہین ٹھہر جانا غرض یہ کہہ کے کمند کو پکڑ کے
مانند طائر پران کمند پر چڑھ کے برج قلعہ مین گیا اور وہان سے اوتر کر شہر

کی جانب روانہ ہوا ناگاہ سامنے سے ایک روشنی نظر پڑی اوس کے لادر نے
قریب جاکر دیکھا کہ کئی فانوس و مشعل کی روشنی مین قیس ابن اشعر کوفی و حجر
ابن حجاز پسر زیاد کے پاس سے ہوکر اپنے مکان کیطرف چالیس آدمیون کے
جمعیت سے جاتے ہین ماماں ایک گوشہ مین جاکر چپکے سے دبک کر کھڑا
ہو رہا وہ بدنہاد جب آگے بڑہ گئی تو ماماں نے بسرعت تمام راہ طی کرکے سر
راہ ایک سقابہ تھا اوسمین جاکر دم لیا اتفاقاً قیس ابن اشعر و حجر ابن حجاز و سمیر
بھی مع جمعیت مردم وہان پہنچ گئے ایک مردود اوسمین سے اوس سقابہ
مین پانی پینے کے لئے گیا جب وہ بدمیان برابر ماماں کے پہنچا تو اوس
بدکار کو آدمی کی چاپ معلوم ہوئی بس وہ مردود وہم بہر ٹھہرا اور خوب خیال
کرکے چاپ پائی تو مردود کو یقین ہو گیا کہ کوئی آدمی سقابہ مین ہے کبھی سانس
لیتا ہے اور گاہی چپ ہو جاتا ہے وہ بیقین یکبار گھبر اکے باہر آکر سب سے کہنے
لگا اے یارو مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس سقابہ مین کوئی عیار لشکر ابن ابوتراب
کا آکے بیٹھا ہے یہ سنکر سمیر کوفی نے چالیس آدمی گرد سقابہ کے کھڑے کر کے
کہا کہ جو شخص اس سقابہ مین ہو وے باہر نکل آوے اور اپنے لوگوں سے یہ کہا کہ
جو کوئی یہان سے نکلے خبردار زندہ نچھوڑنا یہ کہکے وہ بدگہر آپ وہان سے
جاکے حجر کے عشرت گاہ مین بیٹھا ماماں نے روشنی کے سبب سے دیکھا کہ چالیس
خارجیون نے سقابی کو گھیر لیا ہے اور ایک خارجی چھری ہاتھ مین لئے ہوئے
چلا آتا ہے یہ دیکھ کے ماماں اپنے دل مین کہنے لگا کہ حیف صد حیف
کام کو آیا تھا سو وہ کام میرا بگڑ گیا خیر پہلے انھین بدکارون کو مار کر

واصل جہنم کرکے عزت دارین حاصل کرو یہ کہکے وہ حربہ جو جناب شاہ
ولایت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے
اوسے عنایت کیا تھا نیام سے کھینچکر کھڑا ہو رہا جسوقت وہ نابکار برابر
آیا ایک کر اوسکی ناف پر وہ کارد آبدار ایسی جڑی کہ مردہ کے اسفل سرین مین
شگاف پڑگیا اور ایک چھری حلق پر لگائی وہ بھی گدی سے پار نکل گئی
دوسری چھری شانے پر ماری وہ سینے سے گذر گئی وہ بیساختہ فی الفور جہنم واصل ہوگیا
بس جلد اپنے سر اوسکا کاٹ کے سپر چین پر کھڑا ہو رہا جب اوسکو بڑی دیر ہوگئی
تو ایک خارجی اوسکے مقابل مین آیا ہامان ابن اسحق نے اوسکو بھی مار
ڈالا الغرض اسیطرح ساٹھ نار یونکو جب ابی دار البوار کرچکا تو اوسوقت مانند
برق وہان سے جست کرکے مثل بادِ دن بدنہاد ون مین سے نکل کر چلا گیا
ہر چند وہ بد سیر اوسکے پیچھے دوڑے مگر اوسکے گرد راہ کو بھی نہ پہنچے کہتے ہین یہ
ہامان ایسا چالاک تھا کہ ہرن کو بیک جنبش قدم پکڑ لیتا تھا غرض
جسوقت کئی مردودون کو مار کر نکل گیا تو بیدینون نے ایسا غل مچایا کہ سپر کوفی اونکے
عشرت خانی سے دوڑا آیا اور اوس حال سے آگاہ ہوکر مقتولون کی
لاشین اوٹھوا کر ہر چند بہت سے آدمیونکے جمعیت سے ہر طرف ہامان کو
ڈھونڈھنے لگا مگر اوس شیر دلاور کا پتا کہین نہ ملا ہامان تمام کپڑے مع کلاہ سیاہ پہنے ہوئے
تھا اور وہ شب بھی نہایت تاریک تھی اس سبب سے اور بھی تیرہ بختونکو نظر نہ آیا
القصہ ہامان ایک مکان پر گوشہ مین کھڑا ہوا تھا کہ سپر کوفی بھی وہان پہر
آکے ٹھہر گیا اور گروہ دین تباہ مین سے ایک بدکار جناب شاہ ولایت

کی شان مین کچہ کلمات ناسزا کہنے لگا ہامان یہ سنکے اوسکے دست راست کیطرف سے آگرا اوس مردود کے دہن پر ایک چھری اس ضربت سے ماری کہ گدی سے پار ہوگئی اور ایک لعین کے پہلوئے چپ پر لگائی اوسکے داہنے پہلو سے نکل گئی اور کسیکی ناف پر ایسی چھری ماری کہ اوسکی پشت سے گذر گئی بس اسیطرح جھٹ پٹ پانچ سات بدبختونکو مارکے جہنم واصل کیا اوسوقت سب ملعون بے اختیار غل مچاکے کہنے لگے اے سمیر وہی ابو ترابی شاید یہان سے آپہنچا یہ سنکے سمیر کوفی نے جلد سے مشعلین اور فانوسین روشن کرنیکے لئے حکم دیا تو ایک مشعلچی جہنمی شدت شعلہ آتش رنج سے پریشان و بیقرار ہوکر کچہ ہیولا وہ بکنے لگا ہامان نے ایک پتھر گول محل توبڑے مین سے نکال کے کف جرات مین رکھکر اوس کے سر پر ایسا مارا کہ مغز سر اوس بدبخت کا پاش پاش ہوگیا وہ سیہ بخت مثل بسمل تڑپ کر فانوس قعر جہنم روشن کرنیکو چلا گیا غرض ہامان نے پھر کسیکو مہلت روشنی کرنیکی نہ دی اور چہہ تیرہ دلونکو شب تار مین چھور لیے مار مار کے سوئے دوزخ بھیجدیا مشہور ہے اون نابکارون نے ہرچند دست و پا مارے کہ ہامان کو پکڑین لیکن وہ دلاور مثل برق اون کافرون مین سے نکل گیا وہ بدبخت دست ناچاری سے سر پیٹ کر رہ گئی سمیر کوفی متوحش ہوکر حجر ابن حجار کی سمت عشرت گاہ اسی خیال سے گیا کہ اوسے بھی اس حال کی اطلاع کرکے تلاش ہامان مین شریک کرین جب وہان جاکے دیکھا کہ وہ لعین مجلس راگ و رنگ مین شراب سے کے نشے مین شاہد انا چ دیکھ رہا ہے اوسنے ستمگر نے قہر سے پکار

کہا کہ اسے بد گہر یہ مجلس شراب و ناچ و رنگ کی تونے یہان آراستہ کر رکہی ہی
اور وہان ملک کوفہ دست تصرف حکومت ابن زیاد سے نکلا چاہتا ہی یہ سخن
سنتے ہی حجر ابن حجاز مجلس عیش سے بیدار ہوکر محل سے باہر نکل کر سمیر سے احوال
اضطرار پوچھنے لگا اوسنے سب سرگذشت بیان کرکے کہا کہ معلوم ہوتا ہے
کہ عیار ابوترابی شہر مین کسی حیلے سے چلے آئے ہین اور جابجا اونہون نے لوگون کو
ہلاک کیا ہے یہ سنکے حجر ملعون اپنے سنگدلی و سیاہ قلبی سے شان مظلومان راہ خدا
مین کچھ حرف ناسزا کہنے لگا اتفاقاً ماہان بھی اوس شب تار مین
وہان جا پہنچا اور یہ باتین سنکے از بس رنج و غصہ مین مبتلا ہوکر دانت پیسنے
لگا القصہ حجر ابن حجاز نے سمیر سے کہا اے برادر آج کی شب نہایت
مانند بخت ہواخواہان یزید و ابن زیاد کی تیرہ و تار ہی بس اسوقت اپنے
اپنے گہر سب لوگ چلے جاؤ ایسا نہو کہ ان ابوترابیون کے ہاتہہ سے کچھ زحمت
پہنچے کہ یہ لوگ ابوترابیون کے گروہ کے چور معلوم ہوتے ہین خیر ہم کل اس
بات کا تدارک کرلین گے اسوقت یہ بزم عشرت شراب چہوڑ کے تو مین کہین
نہین جاؤنگا یہ کہکے وہ لعین گہر مین جاکے مع ملازمین مشغول شراب خواری
و تماشائی ناچ و نغمہ ہوا اور قیس ابن اشعر بھی اپنے گہر چلا گیا اور سمیر
کوفی بھی اپنی راہ لگا شاید کہ سمیر کوفی کے اوس شب کو ملا یہ حجر نے کی نوکر سے
تہی اوس سبب سے وہ لعین اس امر مین بہت کوشش کرتا تہا کہتے ہین کہ حجر
ابن حجاز کی دو بیٹے تہے ایک لعین کا نام سنان ابن حجر اور دوسرے کا نام صفوان
ابن حجر مشہور تہا وہ بھی وہان پہلوئے پدر مین کہڑے ہوئے اپنے باپ کے

کلام ناسزا کی اعانت کرتے تھے لیکن جب حجر ابن حجاز اپنے گھر
چلا گیا تو اوس کا پسر بد اختر سنان بدین بھی اپنے گھر مین چلا آیا کہ خانہ حجر
کے پہلو مین اوس کم بخت بد ذات سنگدل کا بھی گھر تھا اور سنان ابن حجر کا ایک غلام کم عمر
نہایت خوبصورت تھا پس وہ مردود اوسے ہمراہ لیکے اپنے گھر مین جا کے
جب شراب خواری مین مصروف ہوا تو اوسکے ملازمین باہر مصروف بیخواری ہوے
جب ہامان نامدار نے دیکھا کہ دربان درخانہ سنان بدبنیان کے نشۂ شراب بیخود
ہو کر پیروں پر سر رکھکے سو گئے ہین اوسنے چپکے سے دروازے کے پٹ کو چوبسے اوٹھا کے
گھر مین گھس کے دیکھا کہ چبوترہ صحن خانہ پر دو آدمی شمع روشن کیے
ہوے سوتے ہین اور ایک طرف ایوان مین پردہ ڈالے ہوے کچھ آدمی
بیٹھے ہوے شمع کافوری و موی کی روشنی مین کسی کام مین مصروف ہین
یہ دیکھ کے ہامان نے اوسیطرف جا کر پردہ اوٹھا کے دیکھا تو سنان
ابن حجر اوس غلام کے ہمراہ مشغول شراب خواری و بوس و کنار ہے
یہ حال دیکھکر پھر کے وہ شیر جوان با ایمان چلا آیا اور دو نو پاسبانون کے سر
کاٹ کے پھر دہلیز خانہ مین جا کے کھڑا ہو رہا سنان نے اوسی حال مین غلام
سے کہا کہ اب نیند آتی ہے اوٹھو خوابگاہ مین چل کر سو رہین یا دسنے نشۂ شراب
مین جواب دیا کہ ذرا مین باہر سے ہو آؤن تو پھر سو رہین گے یہ کہہ کر
وہ مردود باہر آیا ہامان نے جلدی سے اوسکا ٹیٹوا لیا کہ اوس مردود کا شل
طائر بسمل پھڑک کر دم نکل گیا بعد اسکے ہامان نے بسرعت تمام پھر پھرتی اندر
گھس کے دیکھا کہ سنان بدبخت بدست منتظر اوس غلام کا بیٹھا ہوا ہے دیکھ کر

یکبارگی وار ابدا بظلم کرنے اوس بدکردار کیطرف چلا اوس بدذات نے دیکھا
کہ ایک شخص ڈیڑھ گز کا چھرا ہاتھ مین لئے چلا آتا ہے یہ دیکھ کے تمام نشہ اوس بدبخت
کا ہرن ہوگیا اور خوف کے مارے بید کیطرح کانپنے لگا ہامان دلاور
نے جھپٹ کر سنان کے سینہ پر بیٹھ اوس مردود کا گلا دبا کے کہنے لگا اے
بیدین بہر مولاے شیعیان جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام
کو برا کہیگا اب تو کلمہ سخت منہ سے نکال دیکھون کیونکر کہتا ہی یہ سنکے سنان
بدبخت خوف کے مارے کانپنے لگا اور کچھ جواب منہ سے نہ نکلا غرض ہامان
نے اوسی کارد سے پہلے دونو آنکھین اوسکی نکالین بعد اوسکے زبان کاٹی پھر
ایک ہاتھ اور ایک پاون کاٹا بعد اوسکے گلے مین پھانسی دیکر لٹکا دیا اور ایک
کمربند مرصع اوس بدبخت کے کمر مین بندھا تھا اوسے کھول کر اپنی کمر مین
باندھ لیا اور تمام اسباب اوس بیدین کے گھر کا مع پردہ و فرش خواب کہ
اطلس و کمخواب کا بچھا ہوا تھا آتش شعلۂ شمع سے جلا دیا جب بیدین کا
تمام مکان کہ منقش اور بالکل لکڑی کا بنا ہوا تھا ایسا جلا کہ خاک سیاہ ہوگیا
اوسوقت ہامان وہانسے باہر نکلا اور ایک باغیچہ مین جاکے حوض کے
کنارے بیٹھ کے ہاتھ منہ بلکہ تمام جسم کو خون نجس اوس ناپاک سے
دہوکر وہان سے نکل ایک کھنڈل مین پہنچ گیا اور وہان بیٹھ کر ایک برقع و
توبڑہ عیاری مین سے نکال کے اوڑھ لیا اور ایک شملہ مانند
حاجیان بیت اللہ کے سر پر باندہ کے لباس شب روی عیاری کو توبڑہ
مین رکھ دیا اور توبڑہ کو برقع کے نیچے پوشیدہ کرکے باوضو شے

تازہ نماز پڑہ کے ایک عصا ہاتھ مین لیکر وہان سے بہی وظیفہ پڑہتا ہوا روانہ
ہوا القصہ جب آثار صبح ہویدا ہونی لگے تو سمیر کوفی مع جمعیت مردم جاکر دروازہ
الامارہ ابن زیاد کے کہڑا ہوا جو لوگ کہ شب کو اوسکے ہمراہی لگے مارے
گئے تہے اونکے خویش و قوم اونکی بہ گہرونکی بہی لاشین لیے ہوئے اس خیال
درخانہ لپسر زیاد پہ مصروف آہ و بکا کے ہوئے کہ ابن زیاد ہمارا شور و گریہ سنکے
باہر نکلیگا تو ہم اوس سے فریاد کرین لگے کہ ناگاہ اوسیوقت پیشتر از طلوع آفتاب لونڈیان ابن
حجاز کے گہر سے باہر نکلین انہون نے دیکہا کہ تمام گہر ابن حجر کا جل رہا ہے بنی الغفور
انہون نے دوڑ کے حجر ملعون سے کہا کہ تو کیا بستر خواب عشرت پر پڑا ہوا ہے تیرے
پسر بد گہر سنان کا تمام مکان جل رہا ہے یہ سنکے ابن حجاز بستر خواب سے اوٹھکر سراسیمہ
دوڑکر کنیزون سے کہنے لگا کیون سنان کہان گیا ہے کہ اوسکا گہر جل رہا ہے کیا
اوسے معلوم نہین ہے اتنے مین مقتول برادر سنان اس حال سے مطلع ہوکر
اپنے بہائی کے گہر مین گہس کے دیکہنے لگا ناگاہ اوس لعین کی نظر سے پہلے
ڈیوڑہی مین سے اوس غلام حبر لعنا پر پڑی دیکہا کہ وہ بیجان پڑا ہوا ہے دل مین
سمجہا کہ یہ نازک بدن شعلہ آتش کی لپیٹ سے جل کر مرگیا ہے مگر ملعون نے جسم
آگے بڑہ کے دیکہا کہ لاش سنان لعین کی دیکھ دست و پا ہین وزبان ٹنگی ہے
یہ دیکہکر وہ لعین بہائی کے لیے دہاڑین مارکر روتا ہوا جب باہر آنے لگا تو اوس
حال مین ابن حجاز بہی خانہ سنان پر آپہنچا اور لوگون سے کہنی لگا دیکہو تو یہ دربان
کہان گئے ہین کوئی نہین معلوم ہوتا ہے لوگون نے اونکو کشتہ تیغ اجل
دیکہکر اوس بدبخت سے کہا کہ یہ سب تو خود سر بسیر پڑے ہوے ہین یہ

سنکے وہ ملعون جلدی سے خانہ سنان مین گیا دیکھا کہ سنان لعین بے جان گرفتار
رسن بدست و پا و میخ وغیرہ ایک طرف لٹک رہا ہی غرض یہ حال دیکھکر وہ ملعون
سر پٹک کے رونے لگا اور لاش اوسکی اوترواکے کسی چھپر پر ڈال کے ہمراہ لیکر عبید اللہ
زیاد کے گھر کی طرف با آہ و فغان روانہ ہوا الکہا ہی کہ ابن زیاد دار الامارہ مین شدت نشہ
شراب سے بیخود پڑا ہوا تھا یکبار شور و فغان نالہ و آہ سنکر ہوش مین آکے کہنے لگا ارے
کوئی شخص تم مین سے جلدی جاکر دریافت تو کرے کہ دروازہ پر یہ شور و غل کیسا ہے،
یہ سنکر کوفی نے یکمرتبہ سامنے اوسکے جاکر کہا اے امیر آج شب کو پچاس آدمی
میری ہمراہی شہر کوفہ مین جان بچا کے بھاگ گئے ہین عقلیہ معلوم ہوتا ہی کہ کچھ لوگ لشکر
ابن ابو تراب کے اس شہر مین کسی حیلہ سے چلے آئے ہین کہ اون لوگون نے
یہ قیامت برپا کی ہی اے پسر مرجانہ تو اپنے عیش و عشرت مین مخطوظ ہی بھلا تجھے
اس رنج کی کیا خبر ہوگی جو ہم پر گذرا ہی القصہ اسی گفتگو مین وہ دونو بدخو تھے
کہ بیحد لیسے گریہ و زاری بلند ہوئی ابن زیاد نے پوچھا کہ اب غل کیسا ہی یکبار
ایک حاجب آگے عرض کرنے لگا کہ امیر حجر ابن حجاز و صفوان ابن حجر سنان ابن
حجر کی لاش پاؤن سے پا برہنہ روتی پیٹتی لئے آتے ہین یہ سنکے عبید اللہ زیاد گھبرا
کے دار الامارہ سے جب باہر نکلا تو لاش پارہ پارہ اوس ناپاک کی اور حال تباہ
ابن حجاز و حجر کا دیکھکے رونے لگا اور لوگون کو بصد عتاب و خشم اوس بدذات
نے کہا کہ جاکر شہر مین ہر طرف ڈھونڈو جہان پر جو کوئی مسافر غنی و فقیر سیاہ پوش
تمہارے ہاتھ آوے اوسے پکڑ لاؤ پھر کلام اوس ولد الحرام کا سنکے وہ جفاجو کوچہ بکوچہ
تمام [illegible] تجسس پھرنے لگے راوی کہتا ہی جب وہ روز روشن ہوا اور

ناماں موافق وعدہ کے صبح کو اپنے لوگون مین نہ پہنچا تو سرہنگ ابو الفراس
مضطرب ہوکر مع جمعیت عیاران اسلام خدمت جناب محمد حنفیہ
علیہ السلام مین جاکر عرض کرنیلگا کہ اے خلف جناب شاہ
ولایت ناماں ابن اسحق سیرانی رات سے شہر کوفہ مین خارجیون کو
اپنا دست برد دکھلانے اور وہانکی خبر لانیکو گیا ہے اور ہم سے وہ دلاور
وعدہ کرگیا ہے کہ مین صبح یا شام کو ضرور آونگا مگر ابتک نہین آیا ہے کیا جانئے
کہ کس سامان مین مصروف ہے یا مولا ہر چند کہ توفیق ایزدی و امداد حیدر کرار
سے ہمکو یقین ہے کہ وہ شیر دل با حصول مراد آج کل مین آ پہنچیگا لیکن تقاضائے
بشریت سے یہ تردد ہمکو لاحق ہے کہ وہ دلاور تنہا شہر بیگانہ مین بے یار و آشنا ہے
جناب محمد حنفیہ علیہ السلام کو یہ حال سنکے آثار حزن و ملال و اندوہ نے
بہت مکدر خاطر کیا اور ناماں عالیشان کے حق مین دعائے خیر کرنے لگے
تو تمام مومنین بھی آمین کہنے لگے غرضکہ جبدم ناماں نامدار وقت طلوع
آفتاب ایک مسجد ویرانہ مین کہ تمام دراوسکے بند تھے پیش محراب جاکے
بیٹھا تو یکبار پانچ بدکردار جاسوس وہان بھی جا پہنچے اور ناماں کو حاجیوں کے
وضع پر دیکھ کے سلام کیا اور پوچھنے لگے کیون حاجی صاحب آپ کدہر سے
تشریف لاتے ہین اور یہان کب سے اوترے ہین ناماں نے جواب دیا کہ مین
دو ماہ کے عرصے سے مع جمیع شہر شام سے اس شہر مین آیا ہون اور یہان مجاور ہون
یہ سنکے اون مردون نے پوچھا کہ اے حاجی صاحب یزید ابن معاویہ کی بھی خبر کچھ
تمہین معلوم ہے کہ وہ اسطرف مع فوج کب تک آویگا ناماں نے کہا ہان

دونوں تو یزید نے فوج بقیاس جمع کر کے دروازہ شہر دمشق پر آ کے
ٹھیرا گیا تھا پھر مجھے کچھ اوسکا حال معلوم نہیں جب اونہوں نے پوچھا کہ اے
حاجی صاحب تم کس ولایت کے رہنے والے ہو ہامان نامور نے کہا اے
جوانو میں اہل سبزوار میں سے ہوں وہ بدنہاد کہنے لگے ای حاجی یقین ہے
کہ تیرے شہر میں بہت سے محب علی ہونگے کیونکہ اون لوگونکو اہل سبزوار ان
نہایت عزیز دوست رکھتے ہوویں گے یہ سنکے ہامان نامور نے
جواب دیا اے یارو ابو تراب کون شخص تھا میں اوس سے آگاہ
نہیں ہوں وہ لوگ اس کلام سے سمجھے کہ یہ شخص بھی ہماری مذہب پر
ہے بس وہ بدگہر یہ خیال کر کے بخوف و خطر جناب امیر المومنین
علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے شان میں کلمات درشت کہنے
لگے ہامان نامدار کو یہ سخن سنکے جب تاب نرہی تو یکبار اوٹھ کھڑا ہوا
وہ لوگ پوچھنے لگے اے حاجی صاحب کہاں جاؤگے ہامان
نے کہا کہ تم لوگ میرے مہمان ہوئے ہو تمہارے لئے جا کر کچھ آب و طعام
لاؤں کسلئے کہ تمہاری ملاقات مجکو غنیمت ہے اور تم لوگ جو اپنے
مذہب پر قائم ہو تو اے یارو بہر صورت مجکو تمہاری خدمت کرنی لازم ہے
یہ کہکر ہامان مسجد سے باہر آیا وہ لعین آپس میں کہنے لگے دیکھو تو یہ
حاجی کیا خوب آدمی ہی کہ ہمارے لئے بتقاضائے دینداری کچھ کھانا
لینے گیا ہی ہامان دلاور دروازہ مسجد کا بند کر کے اوس لباس
حاجیانہ کو اوتار کر چھڑا ہاتھ میں لیکے پھر مسجد میں آ کر اون ناریوں سے

للکار کر کہنے لگا اسے بد بختو میں ہامان ابن اسحق سیرانی تمہارے جان کے لئے ملک الموت غلام جناب علی ابن ابیطالب علیہم السلام ہے تم میرے روبرو میرے آقائے نامدار کو بحقارت یاد کرتے تھے یہ کہہ کے ایک کارد ایک شقی کے پہلو پر لگا کے اوسے بیجان کیا اور دوسرے کی ناف پر مار کر تیسرے لعین کا شانہ کاٹ کے مار ڈالا جب وہ تینون نار کے داخل جہنم ہوے تو بدکارون نے بتقاضاے جرات ہامان سے لڑنے کا قصد کیا مگر ہامان نامدار نے مانند برق بڑھ جا کے ایک لعین کے شکم پر ایک کارد ایسی جڑی کہ نوک اوسکی پشت سے باہر نکل گئی اور اوسی گرمی مین دوسرے کو بھی ہلاک کر کے پانچون بدگہرون کے سر کاٹ کے پیرون کے درمیان مین رکھ دوے اور مسجد مین ایک حوض تھا اوسمین ہاتھ پاؤن دہو کر پھر لباس حلیمانہ پہن کے اوس مسجد سے روانہ ہو کر شہر کوفہ کے بازار چوک مین آیا اور ایک دوکان خالی دیکھکر اوسکے اندر بیٹھکر وظیفہ پڑہنے لگا راوی کہتا ہے جب دوپہر کا وقت آیا اور موذن نے گلدستہ مسجد پر جا کے اذان کہی تو مردم شہر مسجد مین پہر نماز کے لئے مجتمع ہونے لگے جب مسجد اندر گئے تو دیکھا کہ پانچ آدمی قتل کئے ہوے پڑے ہین یہ دیکھکر یکبار لوگون نے غل مچایا کہ اسے اہل کوفہ دیکھو تو یہ کون ہین اور کس نے ان لوگونکو قتل کیا ہے غل سنکے مردم شہر یکبار ہجوم کر کے مجتمع ہوے اور متعجب ہو کر ایک دوسرے سے آپس مین باتین کرنے لگے استنے مین پسر زیاد کو بھی خبر پہونچی کہ مسجد جامع مین پانچ آدمیونکو آج کسی نے مار ڈالا ہے اور وہ تازہ مقتول معلوم ہوتے ہین

کر گئین اونکے بیڑک زمین مین یہ خبر سنکے عبید اللہ زیاد تمام اسرار انگشت
عبرت اپنے دانتون مین دبا کے پشت دست تا دیر کو دندان
حیرت سے کاٹ کر کہنے لگے کہ یہ تو بڑے تعجب کی بات ہی کیا جانے
کس دلاور نے یہ کام کیا ہی غرض پسر زیاد نے بعد تاسف بے شمار
اپنے لوگونکو حکم دیا کہ جلدی جا کے اس خونی کو تلاش کر کے پکڑ لاؤ یہ
حکم سنکے بہت سے لوگ مسجد کی طرف دوڑے اور اون مردودون نے
اور سب نمازیونکو نماز پڑہنی دشوار کر دی جب **ہامان نامور** نے
اون بی ایمانون کا ہجوم کر کے وہان جانا دیکھا تو وہ کانچہ سے اوتر کر
کے آپ بہی دروازہ مسجد پر تشریف لا کے ایک بدگہر سے پوچہنے لگا
کہ اے بندہ خدا خانہ خدا مین کیا ہنگامہ برپا ہی اوسنے جواب دیا اے حاجی
مین کیا کہون کہ رات سے قریب سو آدمیونکے کسی شخص نے جا بجا
مار ڈالے ہین اونکا پتا کہین نہین لگتا ہی ہامان نے کہا انشاء اللہ تعالی
**اگر خواہش امام دو جہان جناب امیر المومنین امام
المتقین علی ابن ابیطالب علیہ السلام** ہی تو یہی
ہوگا وہ لعین اپنے دل مین سمجہا کہ یہ شخص امام زمان یزید کو کہتا ہے
اور ابن معاویہ کے لئے اپنی زبان مین دعا کرتا ہی اوسوقت اوس لعین
کے ہمراہ جو لوگ تہے کہنے لگے اے حاجی تو بہی دعا کر کہ یہ خونی کہین ہاتہ
آجاوین اگر ہم اوسکو پکڑ پاوینگے تو دس دس وشیان اور ایک ایک سفید
لا لاکہ تجکو بہی دیوینگے القصہ وہ بدکار یہ کہکر وہان سے روانہ ہوئے

اور وقت نماز ظہر آگیا ماہان نامدار نماز پڑھ لے وہان سے ایک
اور مسجد مین گیا اور وہان پر نماز عصر جماعت کے ہمراہ ادا کر کے بیٹھکر
وظیفہ پڑہنے لگا جسوقت سب لوگ نماز پڑہ کے وہان سے چلے
گئے تو اوس دلاور نے دیکھا کہ دو شخص سالم ابن ورقا و خولی ابن یزید
نامی مع دو نوکرون کے دروازہ مسجد پر بیٹھکے کچھ باتین کرنے لگے
اور ایک مرتبہ شامت عمل سے سالم اوس دوسرے لعین سے کہنے
لگا ای یزدار اس ہوادار جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب
علیہ السلام کو دیکھتے ہو کہ رات سے کیا کیا دست بردی
دیکھا رہا ہے بخدا اگر یہ ابو ترابی میرے ہاتھ آجاوے تو ایسے عذاب سے
ہلاک کرون کہ تمام خلائق کو عبرت ہوجاوے یہ کہکے وہ ملعون شان
اہلبیت رسول مین بدکلمہ کہنے لگا پہر اوسکے یہ کہا کہ امیر شام یزید ابن
معاویہ کوفے مین آوے گا اوسوقت یہ ابو ترابی اپنے سب عیاریان
تمام بہول جاوین گے اور تمہارا ایک عیار بہی کہین نظر نہ پڑے گا اور
خولی ابن یزید کہنے لگا کہ مین یہ کچھ نہین جانتا اگر محمد حنفیہ علیہ السلام
میرے ہاتھ لگین تو ایسے عذاب سے اونکو قتل کرون کہ میرے سفا کی
کا شہرہ جہان مین ہوجاوے سالم ابن ورقہ کہنے لگا اے برادر تمہاری
بات ہی تقدیر اسا صاحب و سردار اونکے لشکر کا مختار ابن ابو عبیدہ
ثقفی ہے اوسکی دو بہنین مانند ماہ تابان احاطہ چرخ کبود کے اندر ہوتے
زمین پر ہین چلو آج ہم تم شب کو کوشش کر کے اونکے خادمونکو دبین :

جا کر مار ڈالین اور اونکے مال و اموال کو لوٹ کے لیکے اپنے قبضہ اختیار
مین لاوین بلکہ اونکو بھی اپنے تصرف مین لا کے مار ڈالین سگے یہ تقریر
اوس بے پیر کی سنکے خولی نے کہا اے دوست ایسی باتون کا مشورہ
یہان پر بیٹھ کے نکلنا چاہیے لازم ہی کہ مسجد کے اندر بخوبی چلکے
اطمینان سے اسکی مصلحت کرو اور اے ہمدم مین نے بھی اونکے
حسن و جمال کی بہت تعریف سنی ہی جب ماماں دیندار نے یہ
باتین اون دونو بیدینونکی سنی تو تا و بیچ کہا کے اوٹھکر گلدستہ اذان
پر چڑھ گیا اور خولی ابن یزید و سالم ابن ورقا دروازہ مسجد کا بند کر کے
جسدم مشورہ کرنے مین مصروف ہوے تو خولی نے کہا اے سالم
ایک بہنوئی مختار کا عبد اللہ ابن عمر ہے اگر ہم اوسکو مار ینگے اور
یزید کو اطلاع ہو جاویگی تو وہ ہمکو بھی ضرور قتل کر یگا یہ سنکے سالم نے
کہا اے خولی ہم اور تم اس بات پر عہد و قسم کر لین کہ اوسکے
اس کام کے راز کو اظہار نکرین اور نوکرون سے بھی قسم لیلین
تا یہ بھی کسی سے اس بھید کو نکہین اے بھائی ہم تو فقط اون دونو
عورتون کو اپنے تصرف خدمت مین کر لیوینگے اور مال و زر اونکا
سب اون دونو خدمتگارون کو دیدیوینگے بخدا یہ ہرگز کسی سے
کچھ ذکر نکرینگے غرض یہ لعین اسی گفتگو مین مشغول تھے کہ ماماں نامور
نے چاپانہ کپڑے اوتار کر چبوترا نا تہہ مین لیکے مانند شیر نیا ان
میناری سے اوترکے پہلے اون نعینونکے نوکرونکو مار کر جہنم واصل کیا

بعد اوسکے پھر جھپٹ کر چھری کی نوک سے آنکھ خولی ابن یزید
اور آنکھ سالم ابن ورقا کی نکال لی کہ وہ بیکدار بیحواس ہوکر زمین پر
گر پڑے ہامان نے کشاں کشاں اونکو صحن مسجد مین لاکے چھری سے
شکم چاک کر کے ڈاڑہیان بند کروا کے اون کی باندہ کر لٹکا دیا اور اوسکے
نوکرون کے تن سے سر اونکے لاشون سے چھپا کے رسّی سے
باندہ دئے اور سر اون دونو کے جو تن سے جدا کئے تھے وہ لا کے
اونکے پیرون کے پاس رکھدئے اور شکر خدا بجا لاکر اپنے دست
جسم سے خون نجس اون مردود کا پونچھ کے لباس تجار جیسون کا
آراستہ کر کے برقع پوش ہو کر مسجد سے نکل مثل باد روانہ ہوگیا راوی
کہتا ہے کہ ابن زیاد کو کچھہ کام خولی ابن یزید سے جو متعلق ہوا تو بدبخت نے حکم دیا
کہ خولی کو کوئی جا کے بلا لاوے چوبدار نے جا کر اوس بدنہاد کو تلاش کیا
اور وہ کہین ہاتھہ نہ آیا تو ایک شخص اوس متلاشی سے کہنے لگا کہ اے بیخبر
مین نے مسجد کندے گردن مین اوسکو مع ملازمین و رفقا دیکھا تھا یہ
سنکے وہ چوبدار اوس مسجد مین گیا دیکھا کہ وہ مردود مع ملازمین سر بریدہ
ریش بستہ آویزان ہے یہ دیکھ کے چوبدار اشک ریزان و فریاد کنان سر پر
خاک ڈال کے گرتا پڑتا ابن زیاد کے پاس جا کے کہنے لگا اے امیر کوفہ
خولی ابن یزید و سالم ابن ورقہ کو مع نوکرون کے مسجد کندے گردن مین
کسی نے قتل کر ڈالا ہے دہڑ اونکے الگ پڑے ہین اور سر الگ پڑے
ہین اسے زیادہ کیا کہون کچھہ کہہ نہین سکتا ہون بخدا عجب جناب

پے فی شہر پڑے سوتے ہین یہ جلدی ہے اور نیک سر چیز کی ست
کاٹ کر تدبیر قلعہ سے نیچے اوترنے کی سوچنے انکا اسی مین یکایک آواز
کمند پھینکنے کی ماماں کے کان مین آئی ماماں سننے دوڑ کے دیوار قلعہ
کی طرف انگاہ کی دیکھا کہ ابوالفراس رازی اوسی برج پہ کمند ڈال کے چڑہا
چلا آتا ہی اور بعد اوسکے ابوالعلا بھی بس ابوالفراس وغیرہ وغیرہ ماماں
کو دیکھکر کہنے لگے کہ ای سرہنگ نامور عیاران اسلام تیرے انتظار مین ہم سب
لوگ نہایت پریشان خاطر تھے اور سب عیار زیر دیوار قلعہ تیری منتظر سے
مین ماماں ابن اسحق نے کہا کہ ای بہایو فضل خدائے برتر سے پہر
تم لوگونکی ملاقات سے مشرف ہوا خیر اب تم جب خارجی کو دیکھو قتل کر کے
اوسے واصل جہنم کر دینا اور مین تو لشکرگاہ مین خدمت حضرت
محمد حنفیہ علیہ السلام مین جا کے شہر کو فتح لینے کی تدبیر کرتا
ہون انہون نے جواب دیا کہ اسے برادر اسوقت تیری یہ بات ہمکو نصیحت
کنی ایسی ہی جیسے لقمان کو حکمت سکہانی ای ولاور بہیڑے کو درندہ پسے
کچھ ضرر نہین ہی اوسے آپ یہ کام یاد ہی یہ کلام اون ولاورونکا سنکے ماماں
نے اونکو تحسین آفرین کر کے برج سے نیچے اوترکر قاسم وہاشم
وغیرہ تمام عیاران لشکر اسلام سے کہا کہ تم سب لوگ اب برج وفصیل قلعہ
پہ چڑہ جاؤ اور جس جگہ کوئی خارجی بدخواہ یزید کو پاؤ قتل کر دو یہ سنکے وہ لوگ برج
وفصیل قلعہ پہ چڑہ گئے اور ماماں خدمت جناب محمد حنفیہ
علیہ السلام مین حاضر ہو کر بعد آداب وسلام عرض کرنے

لگا کہ یا حضرت اب آپ بھی مع لشکر سوار ہو کر لب خندق قلعہ پر چلکے موجود رہیے اور مجھے تین نشان اور پچاس آدمی امداد دیجئے کہ مین اون کو ہمراہ لیکر قلعہ شہر کوفہ پر جاؤن پس یہ سوال اوس نیک خصال کا سنکے اوس خلف فاتح خیبر نے تین نشان اور پچاس آدمی جنکا وہ طالب تھا عنایت کیے وہ دلاور مع نشان جمعیت مردم برج کے برابر پھر آکے پہنچا اور اوسوقت تک وہ عیاران اسلام پچاس آدمیونکو بلاخواہان یزید مین سے قتل کر چکے تھے کہ ہامان دلاور پچاس آدمی ہمراہ لیکر مع نشان نقارہ دیوار قلعہ پر چڑھ کے برج مین کھڑا ہو گیا اور علم اور نقارہ اون لوگون کے سپرد کر کے کہنے لگا تم لوگ یہان پر مانند پاسبانون کے کھڑے رہو تب مین ساتھ عیاران نامدار شہر مین جاکر پھر آؤن یہ کہکر اون بیس عیارون کے جو کہ پہلے سے وہان موجود تھے چار غول کر کے ایک غول مین ابوالفارس رازی و ابوالحارث طہرانی و ابوالفتح ہمدانی و مسعود قزوینی و ہامان کردی مقرر کیا اور فتح ابن اسحق زنگانی و محمود و اصفہانی و فرہاد کرمانی و فیروز کا ایک غول کیا اور بہزاد دامغانی و فارس نامی وغیرہ چند عیارون کا ایک غول قرار دیا اور اپنے ہمراہ دو نامور قاسم و ہاشم کو کر کے کہنے لگا اے یار وقت تمام ضدایسکے متوجہ کار ہیش خاطر ہوا ابوالفارس نے کہا اے برادر شہر کوفہ تو پر فتنہ و شر ہے انکے قتل کی کیا تدبیر کرین ہامان نے جواب دیا کہ اے یار وہم چار عیار گروہ چار طرف شہر مین گشت کر کے جس جا پر

خارجیون کا غلبہ دیکھین گے اور وہ ہم سے لڑنیکا قصد کرینگے تو ہم اونکو روک کر
روشنی ظاہری مشعل باطنی سے بجھاوینگے اور اوس تاریکی مین اس مین سے نکل
کر اس مقام پر متعین ہوجاوین گے جب شہر مین غل اور ہنگامہ برپا ہوگا اور پاسبان
برج قلعہ سے اوتر کے جانب شہر روانہ ہونگے تو ہم لوگ جلدی سے دروازے
قلعہ شہر کے کھول کر اپنے تصرف مین شہر کو کر لین گے سب عیارون نے ناماں سے
یہ سخن سنکے بہت پسند کیا اور سب نے تحسین و آفرین کہہ کے ہر ایک غول ہر
طرف روانہ ہوا۔ اسیطرح ناماں بازار چوک شہر کوفہ کیطرف روانہ ہو کر چوراہے
شہر مین پہونچا دیکھا کہ سیر کوئی پانچ سو آدمیونکی جمعیت سے مشعل کی
روشنی مین پھرتا ہے کیونکہ رندگی نوکری اوسی لعین کی تھی یہ دیکھ کے
ناماں نے اپنے دلاورون سے کہا اے یارو ہوشیار ہوجاؤ کہ لوگ ابن زیاد
بدنہاد کے آنے مین یہ سنکے سب نے سپر تلوارین سنبھالین لیکن تو ناماں دلاور
کارد آبدار علم کرکے مانند شیر مست سیر کے برابر جا کے کہنے لگا اے خارجی
تو کسکی نگہبانی کے لئے پھرتا ہے ہم تو مومن نے تو عبیداللہ زیاد کو دارالامارہ
مین قتل کرکے اپنا تصرف کر لیا ہے یہ کہکے سیر کے شکم پر ایک ایسی چھری
ماری کہ نوک کارد پشت سے پار ہوگئی اور تمام آنتین اوسکی تہ بیت کی زمین
پر تو ہیر ہوگئین وہ بدنصیب اس ضرب سے مرغ بسمل کیطرح تڑپ کر جہنم
واصل ہوا مگر چار دودون نے تقاضا سے جرأت سے اوسوقت تیغ و سنان لیکر
ناماں پر حملہ کیا ناماں نے ایک چشم زدن مین اونکو بھی مار لیا تو تمام عیار
نامدار رفقائے ناماں ابن اسحق غلامان جناب حنیفہ کرار

بھی ملعونوں پر حملہ ور ہوکے بے دھڑک خارجیوں کو سوئے دار البوار روانہ
کرنے لگے چنانچہ ایکی دفعہ مین پچاس ناریون کو مار ڈالا اور ہامان نے اونکی پشت
مدد کرکر مشعل دار کو مار کر روشنی کو بجھا کے اون تیرہ بختون کو آفت ناگہانی مین
گرفتار کردیا تو وہ سیاہ قلب آپس مین بخوبی لڑنے لگے اور بہت سے مردود واصل جہنم ہوئے
اور اکثر نابکار زخمی ہوکر بھاگ گئے اور ہامان دلاور اونکے غول مین سے مع
رفقا نکل کر ایک سمت کو بازار مین کھڑے ہوکے اونکی لڑائی کا تماشا دیکھکر اپنے
رفیقون سے ہنسکے کہنے لگا ای یارو دیکھا تم نے معجزہ امداد شاہ ولایت
علیہ السلام کا حال کہ یہ لعین کیسے آپس مین لڑتے مرتے ہین راوی
کہتا ہے دو سو آدمی شامی و کوفی اوسدم آپس مین لڑکر مرگئے بعد اسکے ہامان
دلیر وہان سے مع قاسم و ہاشم وغیرہ اور طرف روانہ ہوا ناگاہ نوفل لعین کے خیمہ
کے برابر جا پہنچے وہ بھی پانچ سو آدمیونکی جمعیت سے نگہبانی شہر کی کرتا تھا وہ
لعین جب مقابل پر آپہنچا تو محبان جناب امام حسین علیہ السلام
نے تکبیر بلند کرکے مشعلدار کو ایک تیر مار کر سوئے جہنم پہنچا دیا کی لڑنا شروع کیا تو نوفل
نے اپنے لوگون سے پوچھا ارے تیرہ بختون یہ کیا حال ہے اور روشنی کو کیا ہوا کسی نے
مشعل کو بجھا دیا وہ ملعون ابھی بات تمام نہ کرچکا تھا کہ قاسم دردکردی
نے برابر اوس کے جاکر ایک تیر ایسا سینہ پہ مارا کہ وہ پشت اسکے سے پار نکل گیا اور
قلابازی کہا وہ لعین گھوڑے سے گرکے دار البوار کو چلا گیا بس تمام لشکر سب کا اوس شب
تاریک مین باہم ایک دوسرے کو بیتکلف فی النار سقر کرتا تھا اور اوس مقام پر
کفارون مین مانند شور قیامت ایک شور و غلغلہ بلند ہورہا تھا ایک مرتبہ عیار

پھر بدستور سیاہ پوش دار گروہ اہل شہر مدینہ سے نکل کے روانہ ہوئے ہاشم نہاوندی
نے بہ نرمی سب سے کہا اے یارو جلدی سے ہامان کو دیکھیں کہ وہ جوان کہاں ہے
غرض ہامان نامدار کے پاس جب یہ سب عیار دیندار آ پہنچے اور تمام احوال
اون سے بکمال ندامت بیان کرنے لگے تو ہامان نامور سب حال سنکے اونکو تحسین و
آفرین کی خلعت بخشی سے سرفراز کرنے لگا اتنے مین ایک سمت سے فرخ
اروستانی مع رفقا برابر صفوان ابن حجر و محمد اشعث کے جا پہنچا یہ دو لعین
بھی پانسو آدمیونکی جمعیت سے صبح سے تلاش کنندہ سنان ابن حجر مین پھرتے
تھے از بس عیار دلاور نے اون لوگون کو دیکھکر ایک تیر قضا پیکر کمان سے ملا کر
سب سے پہلے شیطان دوزخی کو مار کر ہلاک کیا جب اون سب بدبختونکی نظرون مین
اوس ناریکی مارے جانے سے دفعتاً تیرگی سے چھا گئی تو اوس گروہ مومنین
نے نعرہ حیدری بلند کر کے درود محمد و آل محمد علیہ السلام
پڑھکر تیغ و کٹار کو نیام سے کھینچ لیا اور فرخ دلیر نے مع رفقا اونکا
ایک تیر اونکے جانب مثل پیغام قضا اوسی تیرگی مین روانہ کیا اور پھر
گروہ بے پیر پر کے ہر ایک عیار نے مانند قہر حضرت قہار اون بدکیشون کو جا کے
بیحد و حساب قتل کرنا شروع کیا پھر تو اون بدکرداروں نے شور الامان ایسا بلند
کیا کہ ابن زیاد پلید نے یہ غل سنکے کہا کہ شاید ابوترابی حملہ کر کے شہر مین گھس آئے
ہین لہٰذا وہ مردود گھبرا کے قیس ابن اشعر کو ہمراہ لیکر بام قصر پر چڑھکے دیکھنے
لگا اوس شب تار مین بھلا دکھلائی تو کیا دیتا مگر غل لوگونکا سنا کہ تمام شہر
کوفہ مین اوسوقت قیامت بپا ہے یہ معاملہ دیکھکر عبید اللہ زیاد نے ؛

قیس ابن اشعر سے کہا کہ یہ شور و غل البتہ ایسا ہیونکا معلوم ہوتا ہی چلو دیکھین تو
قیس ابن اشعر نے کہا اے امیر آج ہمارے تمہاری تقدیر کے کسکی تقدیر نہین بخدا
اسوقت باہر نکلنا مناسب نہین ہی خدا جانے کیا اتفاق ہوئے خیر جب روز روشن
ہوگا تو تحقیق ہو جاوے گا ایک سمت **محمود اصفہانی و ابو الفتح**
ہمدانی یزیدیون کو قتل کر رہے تھے ناگاہ طارق ابن خسرو پانچ سو نامردونکی
جمعیت سے وہان آپہنچا **شاد مہری** رفیقون سے کہا کہ ای محبان **امام حسین**
علیہ السلام تم یہین پر ٹھہرے رہو جب تک مین انکی مشعلچی کو مارون
یہ کہکر برق صفت وہ مشعلچی کے پاس پہنچکر اوس سے کہنے لگا اے برادر
ذرا ٹھہر جا میرے پاس سو دینار سرخ تھے ابھی وہ میرے کمر سے یہین پر گر پڑے
ہین ای بھائی ذرا مشعل مجھے دے یا تو ہی ادہر لے آ مین اونکو ڈھونڈ ہلون
غرض وہ مشعلچی اس طمع مین آ کے جیسے ہی شاد مہر کے پاس پہنچا اوس دلاور
نے اس سرعت سے ایک تلوار اوس نابکار پر جڑی کہ کام اوس مردود کا
تمام ہوگیا فوراً وہ مشعل شاد مہری ہات مین لیکر طارق ابن خسرو کے
منہ پر اس زور سے لگائی کہ سب مونچہین اور ڈاڑہی اوس بدبخت کی جل گئی
اور منہ جھلس کر آزار ہوگیا ابن خسرو بدگہر نے اپنے لوگون سے کہا کہ
ای یارو اس مشعلچی کو پکڑ کر اسنے تو میرا کام تمام کر ڈالا اتنے مین مشعل کو
شاد مہری بجھا دیا بس پھر سب عیار برادران عیار جیوانات چلا کر تیغ زنی
کرنے لگے دم بھر مین چالیس نامردونکو واصل جہنم کر دیا اور سب عیار
ناماان کسطرف حیران پریشان بہ انتظار ہوئے لیکن وہ یزیدی ابن خسرو

ادہر بیچ میں ... دیا ... اسی بین لشکر کے داخل باہم ہوتے تھے ہے اور شور زرگو
شہر کوفے میں ایسا بلند تھا تمام اہل کوفہ کے ہوش بجا نہ تھے راوی لکھتا ہے
ہامان ابن اسحاق بہت سہتا ہوا دروازہ واسط کی طرف جب چلا تو یہ
سب پندرہ عیار بھی اوس نامدار کے پاس جا پہونچے تمام و کمال احوال اپنا
اپنا اوس کے روبرو بیان کرنے لگے **ہامان** نے ہر ایک کو سرفراز کر کے
کہا کہ چلو دروازہ واسط کو اب تصرف میں لا کے کھول دیوین جب **ہامان**
مع عیاران دروازہ [illegible] کے پہنچا تو دیکھا کہ پانچ سو سوار [illegible] جمعیت سے سلیمان
شامی اوس دروازے کے نگہبانی کے لئے متعین ہیں **ہامان** چار سو پیدل
اپنے ہمراہ لیکر برابر اوس بدگہر کے جا کے پکارا کہ اسے بدکردار آگاہ
ہو سمجھا ... کر اب تو اہل شہر میں گھس آئے ہیں اور ابن زیاد چوراستے
چوک شہر میں لشکر لیکر ہر طرف سے فوجکو اپنے پاس بلا کر جمع کر رہا ہے اور
لوگونکو حکم دیا ہے کہ ہر دروازے پر حکم پہنچا دو تا فقط پچاس پچاس
آدمیونکو ہر جا پر چھوڑ کے باقی سب لوگ میرے پاس چلے آوین یہ سنکے
ہامان پچاس آدمی وہان چھوڑ کے باقی لوگ ہمراہ لیکر جہان
جہان فوج لعین کے لوگ متعین تھے اون سے لڑتا ہوا بازار چوک
کی طرف راہی ہوا جب ہر طرف سے لعین چوراہی شہر میں جا کر پہنچے
تو سب نے تامل آپس میں ایک دوسرے کو حریف جانکے لڑنے لگے
ہامان بن اسحاق اوس دروازے پر جا کر عیاروں سے کہنے
لگا کہ نقارے بجا کے علم کو مع نعرہ **یا آل ثارات الحسین**

اولاد محمد حنفیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام برپا
کرو غرض آواز کوس اہل اسلام مع طبل جنگی ذکرنامی رزمی جب
بلند ہوئی تو ابن زیاد لعین یہ آواز سنکے بام قصر سے نیچے اتر کر کہا ہوا
کہ تمام سردار و امیر و پہلوان بھی ابن زیاد کے پاس حاضر ہوئے ادھر یہ پچاسون
جوان جو دروازہ واسطے حفاظت کو رہ گئے یہ حال دیکھکر گھبرا گئے تو ہامان
نامدار نے اونپر حملہ ور ہو کر ایک چشم زدن مین اونمین سے بیس آدمیونکو قتل کر ڈالا
اور بعین باقی چھپکے اپنی جان بچا کر اوس شب تار میں ... ہامان
نے اوس گرز کو اوٹھا کر یا علی کنندہ در خیبر کہکر اس زور سے دروازہ
پر مارا کہ وہ پرزے پرزے ہو کر گر پڑا اور عیاران اسلام نے اوسوقت بسبب تمام
تختہ پل خندق پر ڈال دیا کہ قلعہ کے باہر جناب محمد حنفیہ علیہ السلام
و امیر مسیب و امیر مختار و تمام سرداران لشکر اسلام جو مسلح و مکمل منتظر
کھڑے تھے ہامان نے جا کر جلدی سے حضرت محمد حنفیہ علیہ
السلام کو سلام کر کے کہا کہ یا حضرت فتح قلعہ کوفہ آپکو مبارک ہوئے بس آپ
بزودی تمام مع فوج ظفر موج داخل قلعہ شہر ہو جئے ہامان یہ سنکے حضرت
محمد حنفیہ علیہ السلام نے ہامان کو گلے سے لگا کے بہت
سا پیار کیا اور مع سپاہ اسلام شہر کوفے مین داخل ہو کے کوس حربی ذکرنامی
رزمی کو جسدم بجوایا تو ایک شور قیامت اہل کوفہ مین اس آواز کے سننے سے برپا
ہو گیا بس خسرو ابن آیاز نامی ایک حرامی ابن زیاد سے جا کر کہنے لگا کہ ای امیر سپاہان بیر
غضب ہو گیا کر رہا ہے دیکھ تو پسر ابو تراب علیہ السلام

نے تمام فوج سے شہر میں داخل ہو کے اپنا بندوبست کیا ایسا ہی یہ سنکر عبیداللہ
زیاد حد سے زیادہ خفا ہوا اور اوس سے کہنے لگا اسقدر جھوٹی خبر بیان
کرنا تیرے خیر خواہی سے بعید ہے ای ناداں کیا میری سپاہ مر گئی تھی جو ابو ترابی
شہر میں داخل ہو گئی اتنے میں آیا طارق ابن خسرو عولیش آبرو سوختہ ابن
زیاد کے روبرو آ کے کھڑا ہوا تو ملعون نے اوسے دیکھکر کہا ای ابن خسرو یہ حال
تیرا ہو گیا اور کس نے تجھ سے سلوک کیا اوسنے جواب دیا ای ابن زیاد یہ سب تیری
شومی کا سبب ہے لیکن وہ بی حیا باوجود اس کا بخت کے سنکر کہنے لگا سچ کہتا ہے
وہ بدبخت کہنے لگا ای امیر عیاران لشکر اسلام نے میرا یہ حال کیا اور پسر شیر
خدا حضرت محمد حنفیہ علیہ السلام مع فوج اسلام داخل شہر
ہو گیا پس یہ خبر وحشت اثر سنکے ابن زیاد بد گھبرا کے تمام مال و اسباب جلدی جلدی
اس خیال سے لدوانے لگا کہ تمام مال و خزانہ لیکر شہر سے نکل جاؤں لیکن حسن اتفاق
اوسیوقت حجر ابن حجاز بھی وہاں آپہنچا اور ابن زیاد کو اسطرح سامان میں مصروف دیکھکر کہنے لگا
کہ اے امیر اپنی جان لیکے کہیں جلدی بھاگ جاؤ الا جناب محمد حنفیہ
علیہ السلام ایک دم میں یہیں آیا چاہتے ہیں بھلا یہ وقت اسباب لاد
لیجانے کا ہے یا جان بچانے کا غرض وہ ملعون یہ سنکر سعادہ اپنے پسر کو ہمراہ
لیکر گھوڑے پر سوار ہو کے جب بھاگا تو ایک دربیا اوس کا زیاد ثانی تھا
وہ ہمیشہ دس اونٹ روپی اشرفیوں اور جواہرات وغیرہ کے جلدی سے لدوا کے
دروازہ شام کی طرف یہ سوچکر چلا کہ راہ میں اپنے باپ سے کہیں جا ملوں
گا مگر جب اوسنے دروازہ شامی پر جا کے دربان سے کنجی طلب کی تو دربان

نے جواب دیا کہ قسم ہے روح معاویہ ابن ابو سفیان کی ابھی تیرے باپ سے
محمد اشعث کے ہاتھ اس دروازہ کی کنجی منگوائی ہے وہ ملعون یہ سنکر با آہ و نالہ
رو کے سر پیٹنے لگا اور ہر چند تدبیر شہر سے نکل جانیکی کرتا تھا مگر کچھ بن نہ پڑ
تی تھی سکتے ہیں اس عرصہ مین جناب محمد حنفیہ علیہ السلام
مع محبان جناب امام حسین علیہ السلام داخل شہر
کوفہ ہوے اور مومنین نے صدائے تکبیر بلند کر کے یکبار نعرہ یا آل ثارات
الحسین علیہ السلام اس زور شور سے بلند کیا کہ وہ آواز تمام
شہر مین پہنچ گئی اور بیرون شہر جتنی فوج اسلام تھی سب کے سب تکبیر
حملہ کر کے شہر مین گھس آئے اور دشمنان اہلبیت کو جہان جہان
پایا وہین کچھ نہ کر ڈالا القصہ اوسدن شہر کوفہ مین اتنے بدکردار مارے گئے
کہ شہر کے راستے لاشون سے بند ہوگئے تھے جب صبح ہوئی اور خسرو
فلک آفتاب عالمتاب نے کشور پر اپنا عمل کیا تو جناب محمد حنفیہ
علیہ السلام نے اوسوقت منادی کو بلا کر حکم دیا تا شہر مین کوچہ
بکوچہ جا کر ندا کر دی کہ دشمنان اہل بیت مین سے کسیکو جو کوئی اپنے گھر مین
چھپا رکھیگا اور بے اطلاع ہمکو رکھیگا زن و بچہ اوسکا قتل کر ڈالونگا راوی
لکھتا ہے کہ لشکر اسلام نے دلاور مع عیاران و بیدار جب شہر مین ہر طرف
پھیلنے لگے تو ناگاہ مومنین کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ دروازہ شام کیطرف
ابن زیاد کا بیٹا کچھ اونٹ خزانے اور جواہرات وغیرہ کے لد واکے لیکر
گیا ہے یہ سنتے ہی مومنین نے آکر ہامان کو اطلاع کی ہامان ابن اسحاق

چند عیاران فوج ... اپنے ہمراہ لیکر اوس طرف روانہ ہوا جب وہ لاور
وہاں پر پہنچا تو دیکھا ابن الحنیفہ اونٹ لیے ہوے کھڑے ہیں اور
پسر ابن زیاد بھی دروازہ کھولنے کی تدبیر کر رہا ہی ہامان نے دوڑ کر ایک
چہرا اوسکے گھوڑے کے شکم پر ایسا مارا کہ تا بستہ غرق ہوگیا اور مرکب
نے تڑپ کر اوس بدبخت کو گرا دیا ہامان نے برابر اوس ملعون کے جاکر
ایک گھونسا منہ پر مار کے چار دانت اوسکے توڑ ڈالے تو اوسوقت پسر
ابن زیاد کہنے لگا اے سرہنگ نامدار مجھے نہ مار اور یہ سب مال جہان تیرا جی
چاہے لیجا مین نے تجھ پر مال کو حلال کیا ہامان نے کہا اے لعین یہ مال
تو ہمارا ہی اسمین تیرا کیا احسان ہی تو اپنی طرف سے چھوڑے تو البتہ تیرے
ممنون ہوویں اور اگر سمجھے اپنی جان عزیز ہی تو مناقب جناب شاہ
ولایت بیان کر تا تیری جان سلامت رہے ورنہ کسی صورت سے تجھکو نجات
نہوگی یہ سخن سنکے ملعون نے جواب دیا اگر مجھکو ٹکڑے ٹکڑے کرے تو مین مدح
جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہرگز ایک کلمہ بھی زبان
پر نہ لاؤنگا ہامان نے یہ بات سنکر اوس بعدین کے ناک چہیدکے مہار شتر اسکی
ناک مین پہنا اور مثل سگ کشان کشان اوس بے ایمان کو جناب
محمد حنفیہ علیہ السلام کے پاس معہ شتربان خزانہ مال لیے آیا
حضرت نے ہامان سے پوچھا یہ کون ہی ہامان ہاتھ باندہ کر عرض
کرنے لگا یا حضرت یہ لعین زیاد ابن پسر زیاد ہی کہ یہ وسق دنت خزانے
وجواہرات وغیرہ کے لدوا کر اپنے باپ کے پاس لیکر چلا تھا لیکن جب

مجھے خبر ہوئی تو مین نے جا کے اوسکو گرفتار کیا اور اس سے مناقب و فضائل
جناب امیرالمومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام
پوچھے اوسنے جواب دیا کہ مجھکو اگرچہ ریزہ ریزہ کروگے تو بھی مدح حضرت
شاہ اولیا مین ایک کلمہ زبان سے نہ نکالونگا یہ سنکر حضرت نے
ہامان کو تحسین و آفرین کہکر فرمایا کہ جلدی اس مردود کو کہین لیجا کر قتل کرو
کرامیر مختار ابن ابوعبیدہ ثقفی جو وہان بیٹھا تھا اوسنے آداب
بجا لا کر عرض کیا یا حضرت اس ولد القلب ابن الحرام کے بند بند جدا کرنے لازم
ہین بس یہ کلمہ الحق اوس شریر کے باب مین مختار سے سنکے جناب
محمد حنفیہ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہان یہی سزا اسکے لیے مناسب ہے
غرض لوگون نے اوس کو چومیخا کر کے باندہا اور دو سو لکڑیان مارکے
بیسون ناخون اوسکے چھید کے مختار کے سپرد کیا اونے اپنے لوگو سنگے
سپرے مین اوسکو رکھکر عذاب سنگ گران مین مبتلا کیا اتنے مین ابوالغاز
وقاسم وہاشم و بہزاد و ابوالفتح عیاران لشکر اسلام
جب اور دس اونٹ خزانے کے لیکر پہنچے تو حضرت محمد حنفیہ
علیہ السلام نے اونکو دیکھکر فرمایا کہ انکو بھی رہنے دو بعد الفراغ جنگ
ابن زیاد اس مال کو تقسیم کرینگے راوی لکھتا ہے کہ شیعیان
جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام تمام شہر کو زمین سیدون
کو ڈھونڈہ ڈھونڈ کر قتل کرتے پھرتے تھے اور اکثرونکو زندہ دستگیر کر کے
جناب محمد حنفیہ علیہ السلام کے پاس لے آتے تھے جو شخص کہ

مدح جناب امیر المومنین علیہ السلام بیان کرتا تھا وہ امان حاصل پاکے حصول خلعت و زر سے کامیاب ہوا جاتا تھا اور جو بد نہاد لوگ امام دین کے فضائل بیان نکر سکتا تھا اوسکو بعذاب شدید ہلاک کرتے تھے القصہ اسطرح کی باتون سے تہوڑی عرصہ مین بخوبی نظم و نسق خلف جناب شاہ ولایت نے شہر کوفہ مین انتظام کر لیا۔ اِنَّ اللّٰہَ مِن تَبَرَّآئہٖ

تتوز معرکہ بست وسیوم

راوی خوش تقریر ابوطاہر طوسی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتا ہے کہ جب بسپر مرجانہ سا تہہ ہزار خارجیون کے جمعیت سے چہہ امیر کو مانند حجر ابن حجاز وقیس ابن اشعر و محمد ابن اشعث و ازرق ابن نعیم و خسرو ابن زیاد وزید ابن طارق کے ہمراہ لیکر شہر کوفہ سے بھاگا تو راہ مین اپنے رفیقون سے کہنے لگا اے یارو ہمکو راہ سے بے راہ چلنا مناسب ہے اسلئے کہ ابو تراب کی تعاقب ہم تک نہ آپہنچین یہ کہکر وہ بدگہر راستہ چہوڑ کر جنگل کی سمت روانہ ہوا جب پانچ فرسنگ تک سب شقاوت بنیان بیم جان سے مانند کتون کے ہانپتے ہوئے بھاگتے چلے گئے تو یکبار اوس صحرا مین لشکر قہر خدا دشمن آل عبا کے انتقام مین اون بدکردونکو اسطرح گرفتار کیا کہ جب آفتاب عالمتاب سلالراس آسمان مین درجہ نصف النہار پر پہنچا تو ایسے لو چلنے لگی کہ شدت تشنگی سے زبانین اون بدکردارونکی مونہونپر نکل پڑین بس اوس دم وہ بدکردار لاچار ہوکر وہین صحرا مین سب

سوائے اسکے کوئی تدبیر ابن زیاد بے پیر کو نہ سوجھی کہ بدگہر نے اپنے تمام لشکر کو
سمجھا کر کہا ای دوستو میرے نزدیک تو یہی بہتر ہے کہ اسوقت یہان سے چلکر
کسی آبادی محل میں شہرین تا صورت آب و نان سے آسودہ ہوین غرض سب آوارہ
دشت ادبار اوس نابکار کے کہنے سے شب تیرہ و تار میں اوسی صحرا مین ٹھوکرین
کہاتے پھرے اور کہین آبادی کا پتا اونکو نہ دکھائی پڑا صبح کے وقت ایک
ریگستان مین کہ جہان آب و دانہ طائرون کو بھی میسر نہ ہوتا تھا قدرت خدا سے وہان
پرجا پہنچے جسوقت مجمر افق چرخ سے شعلہ حرارت آفتاب بلند ہوا تو ایسی لو چلنے
لگی کہ ناریون مین اصلا طاقت رفتار بسبب شدت تشنگی و گرسنگی کے باقی نہ رہے
اور بیطاقت ہوکر تمام بدگہر زمین پر گر پڑے تو پیاس کی شدت سے کتون کی طرح
زبانین نکال کے ہانپنے لگے راوی لکھتا ہے جب پھر شام ہوکر پھر رات کے قریب
شب گذری تو ابن زیاد نے پھر وہان سے کوچ کا ارادہ کرکے سب سے کہا
ایہا الناس اسوقت ہوا سرد ہے ہمت کرکے اس بیابان ریگ سے کہین نکل
چلو نہین تو آفتاب کی گرمی سے سب کے سب یہین مرکے رہ جاؤ گے
ابو طاہر نامور لکھتا ہے یہ سنکے سب معدود بیقرار ہوکے یکبار بزودی تمام وہان سے
روانہ ہوئے کہ سلطے کہ تشنگات سو مرکب اون لعینونکے شدت گرسنگی و تشنگی سے
اور بارہ ہزار نفس بدکار بھی اوس بیابان مین واصل جہنم ہوئے لیکن اس سبب سے
سب بدبخت بخوف ہلاکت جان اوس میدان بلاخیز سے گرتے پڑتے بھاگے
مگر شومی عمل سے شب بہر کہین پانی کا اور بستی کا ہرگز پتا نہ تھا غرض اسی حال اضطرار
میں تشنہ لبی سوز سے رو کشش ہوا ہر چند اون بدگہرون کو امید زیستی باقی نہ رہی

مگر پریشان خستہ و نیم جان آب نان بات آنیکی امید پر چلے گئے ۔ القصہ
جب شہسوار عرصۂ فلک چہارم آفتاب جہانتاب مرکب نصف النہار پر سوار
ہو کر دن ملعونوں کے قتل پر بسبب شدت حرارت سے آمادہ ہوا تو تمام ۔
شوم بخت زمین پر بیطاقت ہو کر گر پڑے اور بستر ریگ گرم پر موہنہ
کے بھل لیٹ کر رہ جادۂ المصیبۃ گئے جبکہ تمام جمعیت قوم کفار مین
سے کہ ساٹھ ہزار سید مین سے تھے فقط چھ آدمی زندہ نیمجان بچے اور یہ چھون
سنگدل یعنے عبید اللہ زیاد و سعادۃ ابن زیاد و زید ابن طارق و خسرو
ابن طارق و قیس ابن اشعر و حجر ابن حجاج نابکار اوس ریگستان مین باوجود
تمازت آفتاب راہ کو طی کرتے ہوئے چلے تو اوسی حال پر ملال مین ناگاہ
صفوان نامی جاسوس سے کہ ابن زیاد نے ننگ ناموس تھے اوسی یزید
کے پاس نامہ لیکر بھیجا تھا اوسی صحرا مین ملاقات ہوئی لکھا ہے کہ یزید
کو جب صفوان نے نامہ ابن زیاد بدنہاد کا پہنچایا تو مردود نے نامہ ۔
کو پڑھ کر صفوان کو عنایت خلعت و زر سے سرفراز کرکے کہا کہ تو عمر
سعد سے جا کر میری طرف سے کہہ کہ ای ابن سعد جلدی سے اپنی فوج کو
تیار کرکے ابن زیاد کی امداد کو راہی کوفہ ہو جب صفوان یہ پیغام یزید
کا عمر سعد کو دیکے جنگل کی راہ سے کوفے کیطرف ابن زیاد کے پہنچے
پاس خبر آئی ابن سعد لیکر روانہ ہوا تو تین شبانہ روز مین وہ دوست جہگر
سوز آل نبی امیہ اوس راہ چند روز کو طی کرکے اوس صحرا مین وارد ہوا
اور دیکھا ... ایک اوس میدان مین ایک گورخر ملک ۔

کہ در حقیقت وہ پیغام برحال ابن زیاد کا تھا صفوان کو نظر پڑا صفوان بے ایمان طمع شکار سے اوسکے پیچھے دوڑا تو وہ بیچارہ ہر چند کہ لشکری تھا لیکن خوف جان سے اس قاصد گروہ ظلم کے روبرو سے ڈر کے ایسا بھاگا کہ صفوان شقی دو فرسخ تک اوسکے پیچھے تعاقب کر کے دوڑا گیا مگر وہ ہرگز ہاتھ نہ آیا جب بدگہر نے اوسکو نہ پایا تو آخر کار دل تنگ ہوکر فوراً ٹھہر گیا اور بہت سے ندامت اوٹھاکر باصد ملال اپنی راہ لگا کہ یکبار اوس میدان میں صفوان نے دیکھا کہ چند آدمی بحال پریشان مانند حیوانون کے بھاگے چلے آتے ہیں یہ اونکے حال خراب دیکھکر از بس متحیر ہوا جب قریب پہنچکر دیکھا تو ابن زیاد مع لپسر و انصار پیرون میں چھالے پڑکر ہوے اور گرد افلاس سر پر جمے ہوے گرتا پڑتا چلا آتا ہے صفوان نے آگے بڑھ کے ابن زیاد کو سلام کر کے کہا ای امیر تیرا یہ کیا حال ہے لپسر زیاد صفوان کی آواز سنکے کہنے لگا ای صفوان جلدی سے مجھے ایک ٹکڑا روٹی کا اور چلو بھر پانی دے کہ میری جان بھوک اور پیاس کی شدت سے تمام ہو نے پر ہے یہ سنکے صفوان جاسوس حیران ہوگیا اور جلدی سے اوسنے زنبیل عیاری میں سے کچھ نان نکال کر مع مشکیزہ آب اوسکی روبرو رکھدیا جب ملعون نے نان و آب کو خوب سا زہر مار کیا تو کچھ حواس بجا ہوے اور عبید اللہ زیاد لعین کی آنکھوں میں جسدم جہان تیرہ رنج و الم روشن ہوگیا تو صفوان سے پوچھنے لگا ای برادر کچھ حال خوشی کا کہہ کہ تا دفع رنج و ملال ہو صفوان نے سب حال یزید کا جو کچھ معلوم تھا مفصل بیان کیا لپسر زیاد

پسر زیاد بسکی مشتغص ہوا اور کہنے لگا کہ خیر اس ذکر کو جہنم مین ڈال ابہی تو اپنی جان بچنی
کے لالے پڑے ہوئے ہین اے برادر یہ خبر تو کہہ کہ آبادی یہان سے کتنی دور ہے
اوسنے جواب دیا اے پسر زیاد ایک بستی تو سترہ فرسخ پر ملیگی اور اگر داہنی ہاتہ کی سمت
اس راستے کو چہوڑ کر چلین گے تو چار فرسخ پر ایک گاؤن ملیگا یہ گفتگو صفوان کی
سنکے ابن زیاد نے کہا کہ اے صفوان مجہہ مین تو طاقت چلنی کی نہین ہے
کہ ابہی تک مین بہوک و پیاس سے سیر نہین ہوا ہون اے مہربان تو بہے
کچہہ وہان تک ہمارے پہنچانے مین کوشش کر کہ ہم تو بقول شخص بیدست
پا ہو رہے ہین یہ کلمہ اوس بے ایمان سے سنکر صفوان اپنے
دل مین کہنے لگا کہ معقول تو ہے اس بیدین نے میرے دس دن
کی غذا ایک لقمہ مین کہالی ہے تو بہی پہر وہ ابہی بہوکا پیاسا رہگیا بس اوسوقت
صفوان نے اوس برگشتہ بخت سے کہا اے امیر تو آہستہ آہستہ لوگونکو
ہمراہ کے پیچہے پیچہے لیکر چلا آ کہ مین آگے چل کر تمہارے لئے آب و نان کی کچہہ
تدبیر کرتا ہون صفوان یہہ کہکر جب روانہ ہوا تو وہ سب گمراہ بہی ناز اپنے
رہنما کی پیچہے رہی ہوے لیکن صفوان نے اوس گاؤن مین جاکر روساے
دہ سے حال ابن زیاد کا تمام و کمال جبدم بیان کیا تو اہل دہ نے ایک خوان طعام
اور چند گدہ اون خوردن کے لئے اپنے لوگون کے ہمراہ روانہ کی جب وہ خوان طعام
مع جماعت الاغ ابن زیاد کی نظر سے گذرا تو وہ نابکار خوشی کے مارے
شادی مرگ ہو گیا اوسوقت صفوان نے کہا اے امیر اب اس حال مین طعام
جا جنہین کو منظور رکہکر چلو یہان سے جبتک کہ مین تمہاری خبر

ابن سعد کو پہنچا کے تمہارے پاس لے آؤن یہ سنکے ابن زیاد
نے کہا ای صفوان یہ وہ لوگ نفے سے بہت نزدیک ہی ایسا نہو کہ
ابو ترابی بیابان میری تلاش مین آکر مجھکو گرفتار کر لیوین اے برادر مین تو اس سامنی
والے دہ کی طرف روانہ ہوتا ہون یہ کہکے عبید اللہ زیاد مع رفقا اون گھوڑون پر
سوار ہوکر چلا تو صفوان بھی مانند طائر پران اونکے ہمراہ روانہ ہوا مگر اونسے سب
سے آگے جا گے اہل قریہ کو حال ابن زیاد سے جسدم آگاہ کیا تو رؤسا وہان کے
یہ خبر سنکے مجتمع ہوکر عبید اللہ زیاد کے استقبال کو چلے اور وہان اوس سے ملاقات کرکے باتسلی
دولداری مالک دہ ابن زیاد سے کہنے لگا ای امیر صفوان اگر تجھکو نہ ملتا تو یقین ہے
تیری جان نہ بچتی کسلئے کہ اوس بیابان مین جہان پر تم اونسے ملے تھے وہ راہ مکہ
معظمہ کی ہی القصہ پسر زیاد تو وہین ٹھہرا صفوان ابن سعد کی طرف راہی ہوکر
اوسکو حال کوفے سے مطلع کرکے کہنے لگا کہ اے ابن سعد مین ابن زیاد کو فلان گانون
گانون مین پہونچا آیا ہون لازم ہی کہ تو بھی جلدی جلدی راہ طی کرکے کسیطرح اپنے تئین
تئین اوسکے پاس پہنچا یہ سنکے عمر سعد لبسرعت تمام اوس راہ دور و دراز کو طی کرکے
جسوقت ابن زیاد کے پاس پہنچا تو مردود نے تمام حال کوفے کی
لڑائی کا مع احوال پریشان پسر مرجانہ کہ صدمات راہ کے سبب سے ہوا تھا
مفصل لکھکر یزید کے پاس بھجوا دی کہتا ہی کہ جناب محمد حنفیہ
علیہ السلام نے جب شہر کوفے مین چند روز توقف فرما کے سب
مال اسباب غنیمت سپاہ اسلام کو تقسیم کر دیا تو ایک جاسوس نے آکے خبر
دی کہ اے شاہ ابو تراب علیہ السلام عمر سعد اور ابن زیاد بہر تھانہ

کوفہ ہوئے ہین یہ خبر سنکے امیر مسیب نے جناب محمد حنفیہ علیہ السلام سے عرض کیا یاحضرت اون بیدینون سنے راہ سخت و دور کو بہت قریب و آسان کر دیا ہی بس ہمکو بھی لازم ہی کہ چند فرسخ باہر نکل کر اپنا لشکرگاہ مقرر کرین کہ وہ لعین لاچار ہو کر بیابان مین اوترہ پڑین یہ سنکے جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے پوچھا کہ میدان جنگ کونسا مقام کیا جاوے گا امیر مسیب سنے کہا کہ یاحضرت صحرائے عاجزین کو خیمگاہ مقرر فرمائی تو مناسب ہے یہ جواب باصواب اس نیک نہاد سے سنکے حضرت نے امیر مختار کو پانچ ہزار سوارے مقدمہ لشکر روانہ کیا اور اونکے بعد امیر مسیب نامدار و سرداران قزوین کو پے در پے راہی کر کے بعد ازان آپ وہ جناب مع سپاہ اسلام کوفے سے نکل کر دشت عاجزین مین مقابلہ ابن زیاد بدنہاد کے لئے جاکر اوترے پسر زیاد بدنہاد نے یہ حال سنکر عمر سعد سے کہا ای ابن سعد پسر ابوتراب عاجزین مین آکر مع لشکر اوترا ہی اسے برادر کہہ اب اسکی کیا صلاح ہی یہ سنکے عمر سعد نے کہا ای امیر ہم بھی چلکے وہان اپنا لشکرگاہ درست کر کے ایک حملہ مین تو ابوترابیونکو تباہ و خراب کر دینگے اور بفتح و ظفر کوفے مین چلکر اپنا عمل اور دخل کرکے بعیش و عشرت آرام پذیر ہونگے نکہای کہ یہ بدبخت تو اس مصلحت مین مصروف تھے اور ملاعان ابن اسحاق سیرانی و ابو الفتح ہمدانی و ابو الفراس رازی و ابو الحارث طہرانی و مسعود قزوینی عمر سعد

لعین کے لشکر مین جا پہنچے اور تمام حال وہان کا معلوم کرکے جناب
محمد حنفیہ علیہ السلام کے خدمت مین آکر عرض کیا حضرت کو
معلوم ہو کہ شبید الله زیاد و عمر سعد کا ارادہ یہ ہے کہ عین غفلت مین ہمپر
شبخون کے لئے آوین پس یہ خبر سنکر جناب محمد حنفیہ علیہ السلام
فوج اسلام کی سپاہ جرات پناہ کو مع سرداران قزوین و طبرستان و عرب
و عراق ہمراہ لیکر مانند سد سکندر میدان مین آکر جب صف آرا ہوے
تو اسی عرصہ مین ایکبارگی بیابان مین سے ایک سمت کچھ غبار بلند ہوا دیکھا کہ
وہ نشان انکی جلو مین فوج قاہرہ روان دیکھی اور تھوڑی دیر کے بعد ایک گروہ عظیم ہے
بکروفر تمام عمر سعد و ابن زیاد کو باہم چلے آتے دیکھا القصہ اس تمام لشکر
شقاوت اثر مین اسی ہزار آدمیونکی جمعیت سوار و پیدل ونکی تھی لیکن جب
عمر سعد بدگہر و ابن زیاد پلید نے اوس گروہ خارجین کو ہمراہ برابر لشکر ا...
اسلام کے صف آرا ہوے تو لشکر مومنین صفین درست کرکے آمادہ قتال
ہوگئے اور ابن سعد و پسر زیاد نے اپنی فوجکو حکم دیا کہ یا ایہا الناس سب
یکبار حملہ کرکے ابوترابیونکا نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹادو تا مسند و ارِ خلعت
و نعمت کے ہوجاؤ یہ سنکر اسی ہزار نابکار جیسے ہم یکبار حملہ ور ہوے تو یہ دونو
عدد رحملہ کرکے فوج مومنین کو قتل کرنے لگے انکی ... کہ یہ دیکھا لشکر
اسلام بھی مانند موج بحر زخار اپنی جا سے حرکت کرکے انکا ... سپہ پر ...
جا گرے اور تکاپو سے ... و اسلحہ تیغہا کے ... گرد و غبار نے
روشن کو شب تار جیسا کر دیا تو تیر دونون طرف سے ... مضمون شہاب

تا ... ہیار کرنا شروع کیا اور تلوار دونوں جانب بر عکس ... نکلے
... ابر بہار قرار دیکر مدعا شے برق خاطف ظاہر کرنے لگے تو والا دو ... ان
... ان کی صدا صورت رعد ہو گئے غرض بارش تیر و شمشیر از رم
... بارانِ مرگ کو جوش و خروش پڑا کے بنائے خانمان ہستی و بنیاد حیات
... گرنے لگے اور مومنین نے قتل مشرکین سے ہر چند خانہ ہمت منافقین خراب
... بنیاد قصر جرات اہل دین کو استوار کرتے تھے مگر کفار سب کے
سیل ... پیش شمشیر برش آبدار سے اوس وقت ... بے خبر ... اہل دین
... مشہور ہے کہ اوس دن ابن زیاد و عمر سعد آپ ہی میدان ... مین
خوب مصروف کارزار رہے اور اسطرح کی آتش ... آویزش فوج طرفین
سے ہر لحظہ شعلہ ور ہوتے تھے کہ ہر دم یہی گمان ہوتا تھا کہ اب کی مرتبہ امداد
تند باد حملہ مبارزین سے شہرستان لشکر فریقین میں سے کسی کا ...
خانمان حیات نہ بچیگا ہر چند از روے انصاف جرات و ہمت دلاوران
لشکر اسلام حیرت افزاے دلیران کفار تھی مگر از روے بی حیائی ابن
سعد بد نہاد و پسر زیاد سے بتعجب تمام کہنے لگا کہ اے امیر اگرچہ ابو
ترابیون میں بھی بڑے بڑے دلاور ہین اے ابن زیاد تیرا بھی شمار ... بہت
بہت مین آجکے دن زمانہ میں مجھکو نہین دکھائی دیتا ہے بخدا سخت
نہایت تعجب ہی کہ ابو ترابیون سے باوجود ... ... ملی
... ہمت موجود ہوا ... ... گیا اسے ... چاند آج لو اسے

نے جواب دیا اے ابن سعد ہرچند میرے بھاگنے کا سبب باعث برگشتگی
طالع یزید کا ہے لیکن ابو ترابیون مین بھی ایسی ایسی سوار و سادت
مین کہ رستم و اسفندیار بھی اگر انسے مقابل ہوتے تو زنہار تاب نکار نہ
لاسکتے ای پسر مرجانہ مین انکی لڑائیو نکے حال کو خوب جانتا ہون تو ابھی
انکے احوال سے ماہر نہین ہوا ہے لکھا ہے کہ امیر مسیب و امیر بختیار
و امیر اسفندیار و امیر ماہیار و امیر ارسلان بن سیار
و فرامرز سام و محمد سمنانی و شہیم و شہریار
و ہامان اسحاق سیرانی و ابو الفراس رازی و محمود
اصفہانی و مسعود قزوینی و قاسم ذرود کرد
و ہاشم نہاوندی و ابو الفتح ہمدانی نے بھی اسدن میدان قتال
مین خوب کوشش رستمانہ کر کے کافرونکو قتل کیا جب قریب تھا
کہ سپاہ اسلام لشکر شام کو بھگا دیوے یکبار لشکر کش وقت تھا
شام درمیان مین آگیا پس جب یہ حال دیکھکر بے اختیار طبل آسایش
لشکر جانبین مین بجنے لگے تو طرفین کی فوجین اپنے لشکر گاہ کو پھرین اور
احوال لشکر طرفین سے کشتو نکا زنہار اوسدن از روے شمار کچھ صاحب
اخبار کی سمجھ مین نہ آیا کہ کتنے تھے فقط عالم الغیب آگاہ ہے غرض جناب
محمد حنیفہ علیہ السلام جب اپنے خیمہ مین آکر داخل ہوے تو حضرت
نے غسل فرما کے تبدیل لباس کیا اور بعد ادائے نماز دسترخوان آراستہ
کرنیکے لئے حکم فرمایا جب طعام حاضر ہوا تو حضرت نے با جمعیت مومنین کھانا

تناول فرما کے شکر عنایت کارساز بے نیاز ادا کرکے طلایہ میر نیبے سنے
لوگون کو روانہ کیا اور زبر ہ بعد بنیاد استادہ کروا کے اپنے خیمے مین داخل ہو
طلایہ روانہ کرکے اپنے رفقاؤن سے کہنے لگا کہ یا ایھا الناس میری نظر
مین تو جب سے حضرت آدم خلق ہوئے ہیں ایسی لڑائی کبھی ہوئی نہین معلوم نہ
ہو کہ یہ ابوترابی کیا بلا کے لوگ ہیں مید ونشا ۔ لڑ بھڑ کے اپنے ہاتہہ
رکھہ لیتے ہین خیر دیکھین یہ لوگ کہانتک ہمت جانبازی پر مستعد ہو کے
لڑتے رہین ابی یارو امیر شام یزید جب فوج قاہرہ ہمراہ لیکر یہان آویگا تو یقین
ہی دوست ان ابوترابیون کا نام ہی نہ باقی رہیگا القصہ وہ مردود
تا سحر شراب خواری مین مصروف رہا اور فوج طرفین نے ہرچند اثر شب گرد
ماہ منور کی امداد سے مملکت بیخوفی شبخون مین مقیم ہوکر سامان مقاصد خواب
و آسایش کو حاصل کرنے کا ارادہ کیا لیکن دست درد انگیز نکرہات زمانہ
نے آسودگی سے ذرا کسیکو سنسنے کی جگہہ نہ دے کر مردم کو رات بھر مین ایکدم
بھر بھی استراحت نصیب ہوئی جسوقت خسرو ملک زر آفتاب عالمتاب سنے
بہ بیقراری تمام بالش کوہ بدخشان طلوع سے سر اوٹھا کر حلم آرائیگی بزم
ترددات فرمایا تو عبید اللہ زیاد سنے اپنے لوگون کو مخاطب کر کے
کہا کہ سبھے ایک نامہ یزید کے لئے لکھہ بھیجنا ضرور ہے تا وہ بھی اس
حال سے باخبر ہو جاوے یہ کہکر فوراً ایک نامہ یزید کے لئے احوال
گذشتہ کا رقم کروا کے یہ عبارت بھی لکھوائی کہ اے ابن معاویہ تو اسقدر
خواب غفلت مین کیون سوتا ہے کہ دنیا کسطرح کی خبر سننے سے تجہہ کو

ہوشیاری حاصل نہین ہوتی ہے لازم ہی کہ اس نامہ کے پہنچتے ہی تمام فوج
دریا سے اس طرف روانہ ہو کیونکہ کچہ سو سوار نے حسینی خبری ہی کہ سپاہ
عراق و خراسان ابن ابوتراب کی امداد کو آتی ہی لکھا ہی جب یہ نامہ
یزید کے پاس پیک سریع السیر لیکر جانب دمشق گیا تو دیکھا کہ لشکر یزید شہر
دمشق سے بیس منزل بھر کے فاصلہ پر سر راہ کوفہ کے اوترا ہوا ہی یہ دیکھکے قاصد
ابن سعد و پسر زیاد نے اوسوقت جا کر وہ نامہ دیا کہ محفل نجس یزید مین
تمام امیر و سردار فوج مجلس آرا تھی اور وہ بدبخت مثل بندر کے تخت پر
بیٹہا ہوا ہر ایک سے باتین کر رہا تھا غرض یزید نے جب ایک منشی کو نامہ
پڑہنیکے لئے اشارہ کیا تو اوس بدتقدیر نے نامہ کو بعد رنج و ملال پڑہ کے یزید
کو ایسا سنا دیا کہ وہ چپ و راست سرداروں اور امیروں کی طرف دیکھ کے
کہنے لگا ای ہوا خواہان آل بنی امیہ کچہ لوگ تم مین سے مجھکو ایسے درکار
ہین کہ وہ ہمت کر کے کچہ فوج ہمراہ لیکر ابن سعد و عبید اللہ کے امداد کو جا کے
مجھے دست زبردست رنج و الم عدو سے نجات دیوین یہ سنکے فوج
کے سرداروں نے ہاتھ باندھ کر اوس بانی فساد کو جواب دیا کہ اے امیر
شام جسکو تو ارشاد کرے وہ ابھی راہی منزل مقصود ہو جاوے یزید شقاوت
بنیاد نے یہ سنکے کہا اے یاورو بہتر ہے کہ زید ابن حارث عبد القہار
حلبی سیار ابن تمیم سعادۃ موصلی اسی ہزار جوان کی جمعیت سے روانہ
ہوویں یہ کہکر جسدم اونہین مع لشکر و نشان رخصت کیا تو وہ ہمہ نہادہ
اوسیدم مستعد شومی ہو کر وہان سے کوفہ کو چلے اور بعد اوسکے یزید

بدکردار آپ بھی فوج کثیر ہمراہ لیکر بازار جنگ گرم کیا راوی کہتا ہے کہ پہلے اُس
روز کچھ صورت جدال و قتال کی جب ظہور میں نہ آئی اور اُسی دن شب کو
بعد از فراغ تناول طعام جناب محمد حنفیہ علیہم السلام نے
دربار سے تمام سرداران کو بلایا بلکہ نہایت جانفشانی کی اپنے آرام گاہ
کو گئے تو بابان ابن اسحاق سیر تکی نے عیاران اسلام سے کہا کہ
اے عاشقان آل شہادت امام حسین علیہ السلام میرا ارادہ آج ان
کافروں پر شبخون کرنے کا ہے آپ تمام لوگ کیا صلاح دیتے ہیں یہ سخن سنکے سب نے
کہا اے بابان ابن اسحاق رحمت خدا تیری اس صائب رائے پر یا خوب
بات ہر وقت تیرے ذہن رسا میں آجاتی ہے اور ہم بھی اسیکے طالب اور
تیرے مطیع فرمان ہیں القصہ بیس عیاران نامدار خنجر گذار باہم اتفاق کر کے
سامان شب خون سے درست ہو کر سپاہ دشمن کی طرف چلے اور راستے میں
بارگاہ کبریا میں عرض مناجات و دعا اس طرح پر کی کہ پروردگارا واسطے
محمد مصطفی و علی مرتضی و ام الحسنین و سبطین رسول
الثقلین کے لشکر کفر و ضلالت اشرار پر ہمکو فتحیاب کر خداوند تو آگاہ ہے
کہ طمع مال دنیا سے ہم نے اس جنگ و جدال کو اختیار نہیں کیا ہے پروردگارا
فقط انتقام حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت کے
اپنے اوپر لازم کر کے لشکر گاہ اعدا میں گھسنگے یا معین خیر الناصرین کہتے
ہوئے وہ مومن برابر بارگاہ ابن سعد کے پہنچے دیکھا کہ وہ لعین مع احباب
دلا ارمیں پچاس آدمیوں سے بیٹھا ہوا شغل شراب خمر ہے لیکن یہ خیال تھا

دیکہکر ہامان ابن اسحاق نے اپنے رفیقون سے کہا آج یہ لعین نشۂ شراب شامت سے خوب مست معلوم ہوتا ہے مین یقین ہی کہ بہت سے کفار قدح نوش مع ضرب شمشیر آبدار مدہوش ہو جاوینگے اسی حال مین ایک خارجی طفیل ابن عامر نامی بارگاہ ابن سعد سے ایسا مست مدہوش نکلا کہ بدکہر عاقبت تباہ پاؤن ڈالتا کہین تہا اور بے اختیاری مدہوشی سے کہین جا پڑتا تہا بلکہ اکثر وہ بدگہر زود رفتار کے تکان سے گر گر رحمت کش صدمہ غلطیدگی ہو جاتا تہا لکہا ہی کہ یہ بدکردار پانچ ہزار جوانونکا سردار دربار یزید مین بڑی عزت دارون مین محسوب تہا نبس ہمراہ اوس بدکردار کے جو صحبت سے ملازم تہے یہ دیکہ کے دو طرف سے دو خادم اوس ظالم کو تہامے ہوے چلنے لگے اور سگ صفت اوس بدسیرت کو کشان کشان جب چند قدم بارگاہ ابن سعد سے دور نکال لائے تو ملازمون نے اوسکو بہزار مشقت پکڑ دبکڑ کے گہوڑے پر سوار کر دیا اور ایک نابکار اوسکے پیچہے اوسی گہوڑے پہ سوار ہو کے اوسکو پکڑے رہا کہ بدگہر مرکب سے کہین گر نہ پڑے اور بہت سے خارجی پس و پیش اوس لعین کے محافظ بنکر روانہ ہوے راوی کہتا ہی سر پر اوس بدبخت کے کلاہ زر دوزی و چہار قب طلا کار زیب جسم ناپاک و کمر بند مرصع کمر مین بندا ہوا تہا ہامان بن اسحاق سیرابی اس صورت سے اوس لعین کو دیکہ کر اپنے رفیقون سے کہا کہ اے یارو اگر تم بہی ہمت و دلاوری ہمراہ دو تو مین اس خارجی کو مار لیتا ہون کہ یہ لعین سزاوار اس کمر بند و تاج و چار

فتح طاہا لی اسے نہین ہے بجنا مین اس ملعون کو واصل جہنم کرکے یہ سب ا
اسباب بھیجتا ہون مین سے آتا ہون لشکر ملکہ تم لوگ بھی میری راے
سے موافقت کرو یہ سنکے **ابوالفراس** نے کہا اے برادر
اسے نادان آپ بہت ... لوگ ہین اور ہم انکے لشکر گاہ مین پہنچ کے ایسا نہ
ہو کہ بہت حسد زمانہ یا نجات ... زخم ہمکو یا تمکو پہنچے زندہ نہین
اوس سبب سے محزون گریبان ہو دین **ہامان** نے کہا اے برادر اندیشہ
نکر انشاء اللہ تعالے امداد **آل عباسی** ان سب کو واصل جہنم کردونگا
مگر جو کوئی ان مین سے بھاگے تو اوسکو تم لوگ زنہار زندہ نہ چھوڑنا
وہی باعث ... کا ہو جاوے گا علاوہ اسکے جو کوئی جسطرف
کسی کام کو نہین جاوے آخرکار یہین پر آکے ٹھہرے پس **ہامان دلاور**
سب کو اس بات سے آگاہ کرکے طفیل کے پیچھے روانہ ہوا اور طفیل نے
تھوڑی ہی راہ طے کرکے اجل جو گریبان گیر ہوئی تو عنان مرکب پھیرکے وہ
جو خادم اوسکے پیچھے سوار تھا اوسی گھوڑے سے اوتار دیا اور سب نوکروں سے
یہی کہا کہ تم لوگ آگے چلو مین بھی پیچھے سے آتا ہون یہ کلام اوس بدانجام
کا سنکے جب سب ہمراہی اوسکے آگے چلے گئے تو اوس سیدین کے ہمراہ فقط
ایک غلام امرد رہگیا اور دو نوکر تھے سب جنگل کر جب اوسکے پاس
دور نکل گئے طفیل ملعون مرکب سے اوترکے شاید اوس غلام بدانجام سے
اغلام کرکے یا بعد انفراغ پانی لیکر طہارت کرنے مین مصروف ہوا
کہ ایک بارگی نشہ غضب **ہامان نامدار** اوسکا ... برابر

ابدار عطا کردہ جناب حیدر کرار لیکر آپہنچا اور اوسی آن دست مین متوجہ
پاسکے مصلحت وقت دیکہکر پہلے ایک لات اوس کے سر پر
ایسی جڑی کہ وہ منہ کے بہل زمین کے اوپر گر پڑا اور پہر جلد ایسی وہ کاردِ
صفائی کے ہاتہہ سی اوس پر لگائی کہ سر بدگہر کا صاف تن سے مثل خیار تر
جدا ہوگیا وہ غلام امرد یہ حال دیکہکر جب بہاگنے لگا تو ہامان نے
ایک پتھر کفہ فلاخن مین دیکر ہاتہہ سے گردن پر اوسکے ایسا مارا کہ وہ
غلام بدانجام بہی تمام ہوکر واصل جہنم ہوا اور ہامان نے دو ٹکڑا اوسکا
سر بہی تن سے جدا کر ڈالا اور تاج و کمربند و چار قبہ طفیل کا لیکر
عیاران اسلام کیطرف چلا مگر جب طفیل ابن عامر کے خادمون
نے دیکہا کہ اوس نابکار کو بڑی دیر ہوگئی اور وہ آتے معلوم نہین ہوتا
ہے وہ سب آپسمین کہنے لگے ای یارو چلو اوس بدخو کو دیکہین تو
کہان ہیگا لیکن کچہہ پہر سوچکے ایک نے کہا کہ وہ بدگہر شاید غلام سے
مصروف غلام ہے کہ اب تک نہین آیا دوسرے نے کہا کہ صبر کرو وہ بہ بسیر
آپ ہی فارغ ہوکے چلا آئیگا بخدا اگر ہم جاوینگے تو ملعون ناحق ہم پر خفا
ہونے لگیگا یہ سنکے ایک اور نے کہا بالفرض اگر وہ مشغول فعل قبیح بہی ہو
بنے تو بہی کہان تک اوسکو تو بڑا عرصہ گذرا ہے ایسا نہو کہ نشہ شراب مین
کہین بیہوش ہوکے گہوڑے سے گر پڑا ہووے تو اوسوقت اکیلے طفل امرد سے
کیا ہوسکیگا آخر سب کے سب یکدل ہوکر تلاش لعین مین روانہ ہوے
اور تہوڑی سی راہ اون سب نے طی کی تو دیکہا کہ وہ بدانجام معہ غلام

بے سر زمین پر پڑا ہوا ہے یہ حال دیکھ کے ہر چند اون لوگون سنے
غل مچا کر رونا شروع کیا مگر اہل لشکر مین سے کوئی بھی اونکی داد کو نہ پہنچا
کسلئے کہ ہر ایک اپنے مزے مین بیٹھا ہوا تھا کہتے مین جب تمامان نامور
عیاران اسلام کے پاس پہونچکر خوشی خوشی تمام احوال اوس کا
بیان کرنے لگا تو اوسیدم ایک ساعت بھر کے بعد ابو عون دمشقی مصاحب
یزید کا دو ہزار آدمیون کا سردار لباس زرین پہنے اور کمر بند مرصع کمر
مین باندہے ہوے دربار سعد پسر زیاد سے رخصت ہوکر سوار ہوکے
اپنے خیمہ کیطرف چلا یہ دیکھکے ابو الحارث طہرا سے نے
کہا کہ اے یارو مین اس بیدین کے پیچھے جاکے اسکا کام تمام
کرتا ہون یہ کہہ کے اوس مردود کی فکر مین چلا اور آگے بڑہ کے بارگاہ
ابو عون کے پیچھے اندہیرے مین جاکر کہڑا ہو رہا لیکن جب ابو عون
مردود اپنی بارگاہ مین پہنچا اور سب لوگ اوسے گہیر کر کہڑے ہو گئے
تو ایکبار خیمہ طفیل ابن عامر سے رونے کا شور و غل برپا ہوا ابو عون
نے وہ شور سنکر اپنے لوگون سے کہا اے یارو دیکھو تو خیمہ طفیل
مین یہ کیسا شور و گریہ وزاری ہے یہ سنکے اوسکے آدمیون نے جاکر طفیل
کے لوگون سے جب احوال گریہ و بکا پوچہا تو اون سبہون نے بیان کیا
کہ اے یارو کوئی شخص طفیل کو مار کر تاج و کمر بند مرصع اوسکا لیگیا ہے
القصہ ابو عون کے خادمون نے یہ حکایت سنکر سب احوال ابو عون
سے آکر بیان کیا وہ حرامزادہ اپنے دل مین سمجھا کہ یہ زادہ زنا ... از ...

خوش طبعی مجھ سے یہ کلمات کہتے ہیں یہ خیال کر کے وہ بدذات تلوار
کھینچکر کہنے لگا ارے ولدالحرام یہ تلوار پسر ابوتراب کی جان ہے تم دیکھنا کل
اسی تلوار سے میں کام اوسکا تمام کرونگا اور یہ کہکر وہ بدقوم بکرتبہ شدت نشہ
شراب حقیقی داشنگیار میں ایک تلوار اپنے خادم کی گردن پر اسطرح مار بیٹھا کہ
کہ سر اوس ناپاک کا تن سے جدا ہو کر کئی قدم پر جا گرا بس یہ حال دیکھکر اور سب
خادم بھاگ کر جب خیمہ سے باہر نکل آئے تو ابو عون نالائق بھی بڑی
دور تک اونکے پیچھے دوڑا چلا گیا اور ابوالحارث طہرانی اوسدم فرصت
کا وقت غنیمت سمجھ کر جلدی سے اوس بدبخت کے خیمہ میں جا کر تخت کے نیچے
چھپکے پوشیدہ ہوا کہتے ہیں ابوعون مردود جب پھر اپنے خیمے میں آیا تو بدنہاد
شدت نشہ شراب سے بیہوش ہو کر گر پڑا اور ابوالحارث نے یہ حال دیکھ
کے جلدی سے تخت کے نیچے سے نکل کے مانند تیر اوس بدکار کے حلق پر پنجہ
ہو کر اس زور سے گلا اوس بدبخت کا گھونٹا کہ سانس سینے اور پر سے نکلنے کی راہ
نہ پا کے گھبرا کر براہ بر زستم تواز سے اپنی راہ لی غرض ابوالحارث
نے جلدی سے کار آمد ار سے شکم اوس نابکار کا مارہ کر کے دونو ہاتھ بھی اوس
نابکار کے کاٹ ڈالے اور جو کچھ اسباب قیمتی وہان رکھا تھا وہ لیکر جب اپنے
یاروں عیاروں کے پاس چلا تو بیرون خیمہ ناگہان دو شخص ابوالحارث
کے برابر آ گئے اور ابوالحارث کو خیمہ سے نکلتے دیکھکر اپنے دل میں سمجھے
کہ ابوعون نے ہمارے بلانیکے لئے بھیجا ہے یہ سوچکے اون دونو میں سے ایک
شخص نے بے تامل ایک گھونسا ابوالحارث کی گردن پر مار کے

کہا اے نادان کیون اپنی جان کو اوس مین زحمت دیتا ہی جا کے ابو عون
سے کہدے کہ وہ مجھے نہین ملے ابوالحارث نے کہا کہ خیر یہی کہدونگا اب
اسدم تو آقا سو گیا ہے یہہ سنکے دوسرے نے کہا کہ خدا نکرے کہ وہ بیدار ہووے
ای یارو لازم ہے کہ ہمسے دست بردار ہوکر تو بھی کیطرف جا کی جہپ پا شتر ابو
عون سے تو بھی اور ہم بھی محفوظ رہین اے بندۂ خدا اگر ہم یہانسے جا چھپینگے
تو تجھے کیا فائدہ ہوگا یہہ گفتگو اون دونوکی سنکے ابوالحارث دلاور
آری پلی کرکے وہانسے چلکر جب اپنے رفیقونکے پاس آکر بخوشی تمام سب حال اونسے
بیان کر چکا تو سب عیارون نے وہ حال سنکر اوسکو از بس تحسین آفرین کرکے دعائے
خیر سے یاد کیا القصہ جب ایکساعت بھر گذری تو ایک حاجب الجہ عون کے خیمے مین کسی کام
کو گیا اور وہ اوسکو دیکھکر اوسکے خادمون سے کہنے لگا ارے بخبرو ابو عون
کے حال کو دیکھو کہ کس حال سے پڑا ہوا ہے یہ سنکے سب کے سب خادم اوس
کے دوڑے اور یہہ حال اونکے بیدین کا دیکھکر شیون و فغان بیحد کرکے ایک عالم
بیقرار کرنے لگے لیکن جب خیمہ طفیل و ابو عون مین شور و غل رونیکا بانتہا
برپا ہوا تو عمر سعد وہ شور و غوغا سنکے اپنے لوگون سے کہنے لگا کہ جاکر خبر
تو لاؤ کہ یہ کیسا شور و غل برپا ہے سکتے مین یہہ اسی گفتگو
مین سے تھے کہ ملازم ابو عون و طفیل ابن عامر کے روتے پیٹتے
عمر سعد کے روبرو آکے نالہ و فریاد کرکے کہنے لگے کہ اے
شخص تو نے یہہ کسکو بہیجکر ہمارے آقاؤن کو قتل
کرواڈالا کہ سرکار امیر الفجار یزید غدار مین میرے سوا ر

کوئی سردار نہ رہے اور عمر سعد اس حال سے کچہ آگاہ نہ ہوا وہ بدخو یہ گفتگو
سنکے خفا ہوکر لینے لگا کہ یہ مردود کیا بیہودہ بکتے ہین انکو پکڑ کر
باندہ کے خوب سا مارو بس وسہدم ملازم طفیل و ابو عون یہ سنکے
کہنے لگے کہ ای زادۂ زنا ہمارے سردارونکو تو قتل کروا چکا اب ہمارے
مار ڈالنے کی تدبیر مین ہے دیکہو ہم بہی تجہسی کیسا سلوک کرتے ہین کہ تمام
عمر کسیوقت اوسکو نہ بہولیگا غرض عمر سعد یہ کلام اون بدنجاموں نکا سنکے
از بس خفا ہو کر جب محفل مین سے اوٹہہ کہڑا ہوا اور اپنے لوگون سے
یہ کہتا ہوا اونکی طرف چلا کہ خبردار یہ بدکار لعین جانی نپاوین انہین
پکڑ کے خوب زدوکوب کرکے بیجان کر ڈالو یہ سنکے پسر سعد کے لوگون
نے جب اون کے پکڑنیکا ارادہ کیا تو وہ لوگ بہی تلوارین علم
کرکے اونکے مقابل ہوکے لڑنے پر آمادہ ہوے اوسزمانہ مین ابن سعد
کو بہی شیطان نے بہش کرکے جب اون بدکارون سے آمادۂ پیکار
کردیا تو وہ دو گروہ آپسمین مصروف دغا ہوگئے یہ حال دیکہہ کر
ابوالفراس رازی نے سب عیارون سے کہی کہ اے یارو دیکہو تو خون
ناحق بیکنہ جناب امام حسین علیہ السلام کا کیا اثر ہے کہ یہ آپسمین
لڑکے فی النار ہوتے ہین اسے محبو دادِ مردانگی دینے کا یہی وقت ہے
پس ہمت کرکے تم بہی انکو قتل کرو جسطرح یہ آپسمین ایک دوسری کو مار رہے
ہین یہ سخن سنکے سب عیار مع اوسن دلاور کے کاردو خنجر ہاتہومین لیکر قتل کو غارت پہ
آمادہ ہوکے بارگاہ ابن سعد لعین پر بلا کیطرف یہ کہتے ہوے چلے کہ ای [illegible]

ہماری امیرونکو تو قتل کیا اور اب ہمکو بھی کیا مارا چاہتا ہی خیرای بیدین ذلیلو ہم بھی
تجھے سبے مارے نہ چھوڑینگے یہ کہکے حملہ ور ہوئے جو کم بخت سامنے
پڑ گیا اوسے تیغ و سنان سے واصل جہنم کرنے لگے اور ملازمین طفیل و ابو عون
کو اس حال کے دیکھنے سے اور اوس کلام بد انجام کے سننے سے اور
اشتعالک سے ہوکہ وہ بد گہر دلیر ہوکر پسر سعد کے لوگون سے بیشتر لڑنے
لگے اور عبید اللہ زیاد بھی یہ شور و غوغا سنکے منغص ہوکر صحبت شرب
خمر سے بیزار ہو گئے جب اوٹھ کھڑا ہوا تو اوس سرور قوم کفار سے زید ابن
طارق پکار اٹھکے کہنے لگا کہ اے امیر پسر زیاد تو یہان خیمے مین کیڑا ہوا کیا
کر رہا ہی ذرا باہر چلکے تو دیکھ کہ تمام سپاہ تیری آپس مین لڑکے کٹی جاتی
ہی اور ایسی کوشش بیفائدہ آپس مین کر رہے ہین کہ اگر لشکر عدو سے
کرین تو دم بھر مین فتحیاب ہو جاوین یہ سنکے عبید اللہ زیاد ہاتھ پر ہاتھ مار کے
جب باہر نکل آیا تو دیکھا کہ مردم لشکر آپس مین کشت و خون بیحد و حساب
مین مصروف ہین وہ بدذات یہ صورت واقعہ دیکھ کر مجنون وار وہان سے
بھاگ کے دور جا کر کھڑا ہوا غرض عیاران فوج اسلام نے جب دیکھا کہ ہمراہی
پسر سعد کے خوب مبتلائے بلائے عظیم جنگ و جدال ہو گئے کئی دلاور مانند
شیر گرسنہ اوس معرکہ مین سے نکل کر توشک خانہ و خزانہ عمر سعد کے
طرف چلے اور خزانہ ابن سعد بد بنیاد کو جا کر لوٹنے لگے لیکن ابو
العلای طبرستانی و فرہاد امغانی و یوسف نطا ہمی
و کامیار گیلانی جب تمام مال و زر و جواہر و خلعت و اسباب مانند کہنہ

وشمشیر مرصع کو یزید نے اون بید ینون کو دیا تھا لوٹ کر اپنے مقام پہ
سب یارونکے پاس آکر پہنچے تو ابو العلای طبرستانی نے کہا کہ
دوستان جناب امام حسین علیہ السلام بس چلو خیمہ ابن سعد مین
آگ لگا کے ہم تو یہان سے نکل چلین یہ کہکے بیسون عیار نامدار اوس
بدکردار کے خیمے مین آگ لگا کر جب وہان سے روانہ ہوے تو صبا وار ایک
آن مین نیم فرسنگ راہ سوے صحرا طی کر کے اپنے لشکرگاہ کے قریب آ پہنچے لکہا ہے
عبید اللہ نے بارگاہ مین سے باہر نکل کر جب مردم لشکر کا یہ حال دیکھا تو بید ین
اپنے لوگون سے چلا چلا کر کہنے لگا ارے کم بختون کیون آپس مین لڑ سے
مرتے ہو کیسے اوسکا کہنا نہ مانا مگر جب ابن سعد کے خیمے مین آگ بہڑک کر شعلہ ور
ہوئی تو اوس بید ین نے آگ کے روشنی دیکہکر منہ پہیر کے یکبار دیکہا تو اوسکے
خیمے کو آگ سے جلتا پا کے پکار کر کہا ارے بید ینون ذرا اسطرف متوجہ
ہو کے تو دیکہو کہ کیا ہو رہا ہے یہ خیمے تمہارے جلے جاتے مین اور اسی
حال مین ایک ہوا کا جہونکا جو آیا تو دس بارہ خیمے جہٹ پٹ جل گئے
پس یہ حال ابن سعد مال نے جب دیکہا تو اوسکے سب نشی اوتر گئے
بدحواس ہو کر لوگون سے پکار کر کہنے لگا اے یارو خدا کیواسطے آب آتش
افروزی جدال و قتال سے کنارہ کش ہو کر کسیطرح سے اس آتش خانہ سوز
کو بجہاؤ اور ایکطرف عبید اللہ زیاد بہی کہنے لگا ارے نار یوا بشعلۂ
آتش غضب کو آب غم خوری سے بجہا کے اس آتش شعلہ ور قہر خدا کو کسی نہ
کسیطرح پر فرو کرو القصہ جب فوج اشرار نے خیمون مین آگ لگی ہوئی دیکہی

تو خاطر پریشان ہوکے کینہ جو جیسی دل سرد ہوکر آتش خانہ سوز کے بجھانیکی فکر
مین سرگرم ہوے راوی کہتا ہے اوسوقت تک اسی خیمے نار لوگونکے جل چکے
تھے جب سب آگ بجھانے پر مستعد ہوے اور سب یکمرتبہ دوڑے تو شور
و داد و شش بدکاری کفار سے اوسدم ایسی باد تند پیدا ہوئی کہ یکبارہ
شعلہ آتش مانند باد صرصر دوڑنے لگا اور جبتک یہ آگ بجھاتے رہے
بیحد و حساب خیمونکے جلنے پر نوبت آگئی لیکن ابن سعد پسر زیاد جب اور
خیمے کے قریب پچاس بارگاہون کے ناسوختہ موجود تھے استادہ
کرواکے اونمین جاکے تخت حسرت واندوہ پر بیٹھکے اپنے بخت سے
تمام شب کلمات ندامت و پشیمانی سے ہمکلام رہے جب صبح ہوئی
تو نقیبونسے کہنے لگے اریسیہ کم بخوت شمار تو کرو کہ آج رات کو
کتنے لوگ ہماری فوج کے ضائع ہوئے ہین نقیبونے شمار کرکے
کہا کہ بارہ ہزار خارجی واصل جہنم ہوگئے ہین یہ سنکے ابن سعد اوسوقت
ابن زیاد سے کہا کہ مجھے پھر نامہ یزید کے لئے مشرح لکھوا کر
بھیجنا لازم ہے کہ شاید اس نامہ کا حال دیکھ کر ابن معاویہ جلدی
ادہر چلا آوے یہ کہکے وہ جب نامہ رقم کرنے لگا تو ایک قاصد
کو کہا کہ تو جاکے جناب محمد حنفیہ علیہ السلام سے
میری جانب سے تین روز کی مہلت مانگ دیکھون تو وہ کیا
جواب دیتے ہین بخدا اگر وہ مہلت دیوین گے تو
ہمارے سب مطلب برآوینگے اور شاید یزید اسی اثنا مین قریب

تم آجاوسے گا تو پھر ابو ترابیون کو روز جنگ ایک حملہ مین بھگا دیوینگے لکھا ہے کہ یہان جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نماز صبح سے فراغت حاصل کرکے مشغول وظایف ہوسے یکبار عیاران لشکر اسلام وہ جو مال و زر لشکرگاہ ابن سعد پسر زیاد مین سے لائے تھے اوس جناب کے روبرو حاضر کرنے لگے یا حضرت شب کو ہم نے سب بے اجازت جناب جاکر طفیل ابن عامر و ابو عون کو مع بہت سے لعین قتل کرکے خیمہ ابن سعد کو لوٹ کر آگ لگا دی اور رسوائی اسکے وہ بیدین اپس مین بہت سے مارے گئے ہین یا حضرت ہم لوگ امیدوار اس الطاف و کرم کے ہین کہ ہماری اس کوشش کو بھی جناب اپنی ارشاد کے جدوجہد مین محسوب فرما دین اور تمام حال و عیاران نیک خصال مشرح حضرت کے روبرو جب بیان کر چکے تو جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے اونکو تحسین و آفرین فرما کے ارشاد کیا کہ ای یارو یہ سب مال تمپر حلال ہی اسکو بے تامل تم لوگ آپس مین تقسیم کرکے اپنے تصرف مین لاؤ یہ سنکے شتیار نامدار ہاتھ باندہ کے عرض کرنے لگے کہ یا حضرت اس متاع مین یہ کمر بند و خلعت سزاوار توشک خانہ سرکار کے ہین امیدوار ارشاد مین کہ اسے داخل خلعت خانہ سرکار کر دیوین کس واسطے اگر کوئی بادشاہ دنیا طلب آوسے گا تو یہ اوسکے دینے کے لایق ہے اور اوس خلعت کو تحویلدار سرکار کے حوالے جب کر چکا تو اوس وقت جناب محمد حنفیہ علیہ السلام اوسکو ... [illegible]

ہر ایک کو اپنے توشک خانہ مین سے خلعت عنایت کی اور لشکر اسلام
کے سرداروں کیطرف دیکھکر فرمانے لگے یقین ہے اب فوج ابن سعد
کو ہرگز ہمت جنگ و جدال باقی نہو گی یہ سنکے امیر مسیب
ابن محمد قعقاع کہنے لگا یا حضرت اگر آج بیدینون نے ارادہ لڑنیکا
کیا تو مین اونکی سزا کو اونہین پہنچا دونگا اور اگر چپکے بیٹھے رہے تو بہتر
ہے کہ ہماری سپاہ کو بھی آج کے دن ایک راحت حاصل ہو جاویگی
غرض ابھی یہی بات چیت ہو رہی تھی کہ وکیل ابن سعد تین روز کی
مہلت مانگنے کے لئے آکر حاضر ہوا اوسوقت محمد حنفیہ
علیہ السلام نے فرمایا کہ جاؤ ہمنے تمکو مہلت دی اپنے
لشکر مین خوب سامان جنگ درست کر لو یہ سنکے جب وہ قاصد
پھر گیا تو حضرت نے امیران لشکر اسلام سے فرمایا کہ اسے دینداروں
اس کا تین روز کی مہلت مانگنے مین مطلب یہ ہے کہ شاید اس عرصہ
مین یزید آن پہنچے لکھا ہی کہ یہ ارشاد حضرت سنکے امیران لشکر
اسلام نے کہا کہ یا حضرت سچ ہے اوس کی یہی مراد ہے لیکن
ہم بھی تا مقدور تائیدات جناب آئمہ اطہار علیہم السلام سے
اسکو مع یزید قتل کر کے دوزخین معاویہ کے پاس بہیجدینگے بلکہ یہ گفتگو
ان دلاوروں کی سنکے محمد حنفیہ علیہ السلام نے سب پر بہت سا
لطف و کرم فرمایا اور بہت سے کرسند خلعت جنکو اسکے دو نوکر سند
بچو کنا مان عبد ابو الحارث لائے تھے اون دو نوکو مرحمت کئے

اور اٹھارہ کمر بند اٹھارہ عیارونکو دیکے سرداروں اور امیرون کو کمر بند
و خلعت موافق مرتبہ جب مرحمت فرمای تو سب لوگ یہ عنایت بی پایاں
دیکھکے کچھ شرمسار ہوکے دست بستہ حضرت کے روبرو کھڑی ہوکر عرض
کرنے لگے کہ ای مولا ہم لوگ طمع سے یہ کار زار نہیں کرتے ہیں فقط خشنودی خدا و رسول
کرلئے ہم اس کام مین مصروف ہیں یہ سنکی حضرت نے اونکو بہت سی تحسین و
آفرین سی اسپر سرفراز فرمایا اور ناماں و ابو الحارث کی خلعت بیش قیمت
جو خزانہ ابن سعد سی لائی تھے پھر خلعت خانہ حضرت این ہجو اکر کہا کہ امیر طہوی
سوری وغیرہ کو یہ خلعت دیئی سزاوار ہیں القصہ جب سردار و عیار جناب
محمد حنفیہ علیہ السلام کے دربار سے مخلع ہوکے خوشی خوشی باہر نکلے تو ادہم
ناماں نی عیاران اسلام سے کہا کہ اے آل ثارات الحسین علیہ السلام
ابتو چند روز لڑائی موقوف رہتی ہوی معلوم ہوتی ہے ہم تم سب عیار ملکر کسیطرح
سی کچھ رنج و الم دشمنان حسین کو پہنچادین تو بہتر ہے یہ حرف دل پسند اوس جوان
ارجمند سی سنکر ابو الفراس رازی نے کہا کہ اے برادر تیرا جو کچھ ارادہ
ہووے وہ بیان کر کہ ہم بھی تیرے شریک حال رہیں ناماں
نے کہا کہ ای یارو میرا ارادہ تو یہ ہے کہ چل کے لشکر
عمر سعد مین بالادوی کریں اور جو کچھ بن پڑے محبت اہلبیت
نبوت مین جان بازے کرکے اون کے دشمنون
کو رنج و الم دے کے ثواب آخرت سے کامیاب
ہووین پس ناماں کی اس تقریر کو سنکے سب عیار

تحسین و آفرین سے اوسکے دل ہی کر کے اوسکی رفاقت پر مستعد ہوا فقط انما المؤمنون اخوۃ و اللہ یحب المؤمنین

معرکۂ بست و چہارم

محرر دفتر اخبار کے زبان قلم سے یہ حال ظاہر ہوتا ہی کہ جب عیاران نامور لشکر اسلام دشمنان دین کے آزار دینیکے کام پر آمادہ ہوے تو ماہان ابن اسحاق سیرانی و ابو الفارس رازی و ابو الحارث طہرانی و ابو الفتح ہمدانی و مسعود قزوینی نے آپس مین یکدل ہو کر اپنا غول باندھا اور باقی عیارون سے کہا کہ تم الگ الگ سب آدمی ہمارے بعد چلکے ابن سعد پسر زیاد کیطرف آنا یہ کہکر وہ پانچون دلاور غلام خاص جناب حیدر رحمۃ اللہ علیہ لشکر عمر سعد کیطرف راہ چھوڑ کے بے راہ ہمیں بدلا کر روانہ ہوے جب لشکرگاہ عمر سعد کے برابر ایک دشت مین جا کر پہنچے تو دیکھا کہ ایک شخص اپنے رفیق سے کہتا ہے کہ بھائی یہان سے نیم فرسخ اس ٹیلہ ریگ کے پیچھے ایک چشمہ پانی کا اور سبزہ زار خوش ہے چلو وہان جا کر اپنے گھوڑون کو پانی اور گھاس دیکر سیراب کر لاوین یہ سنکے ماہان نے اپنے رفیقون سے کہا کہ اے یارو اسوقت یہان ٹھیرنا خوب نہین ہے اگر ہم تم بھی وہین چلکر ذرا دم لیکے آسودہ ہو وین تو مناسب ہے سب نے کہا اے دلاور یہ بات تو نہایت مناسب ہے بلکہ اس سے کشایش کچھ مدعائی دلی وہان سے ہے برآوے یہ کہکر وہ دلاور اوس طرف

روانہ ہوگئے جب اوس چشمۂ آب پر پہنچے تو دیکھا کہ ایک مرغزار سا
ہی یعنے چند درخت سایہ دار و چشمۂ آب و گیاہ سبزہ خوش سے وہ مقام
دلچسپ ہو رہا ہی جسدم عیاران نام وارنے وان پر جاکے ذرا دم لینے
کا ارادہ کیا تو یکبار ابوالفراس رازی نے کہا اے یارو
ہمکو تو اس پانی کو پینے سے بڑی بھوک لگی ہے کچھ تدبیر کہانے کی ہم سوچا نیکی
کیا چاہیے یہ سوال اوس نیک خصال کا سنکے ہامان نے کہا کہ تم
سب لوگ یہین بیٹھے رہو مین لشکرگاہ ابن سعد سے جاکر کچھ تدبیر طعام
کر لاتا ہون یہ کہکر جانب لشکر عمر سعد جب تن تنہا وہ دلاور روانہ ہوا تو ادھر دو
لشکر مین پہونچا اوس دلاور نے دیکھا کہ ایک جاسوس مانند باد تند عمر سعد
کے پاس جاتا ہی یہ حال دیکھکے ہامان ایسے کاٹ کر ایک گوشہ صحرا کی طرف
اس خیال سے راہی ہو گیا کہ یہ لوگ کہین مجھے نہ پہچانے جب وہ دلیر نیم
فرسخ راہ نکل گیا تو ایکبار شیرہ نامی جاسوس مانند برق طی ارض کرتا ہوا
ہامان کے برابر آکے پکار کر کہنے لگا کہ او جانے والے تو کون ہے اور کہان
جاوے گا ہامان نے کہا اے بھائی مین شتربان ہون میرا اونٹ اسی
صحرا مین کہو گیا ہے اس سبب سے مین اوسکی تلاش مین حیران و سرگردان پہرتا
ہون شاید ہاتھ آجاوے یہ گفتار اوس دیندار کی سنکے شیرہ نے کہا ادھر
آؤ ہا ہم تم دشت مین جا ئیم چلین کہ محل خوف و خطر ہے اسے شتربان نادان
تنہا کہان پہرتا ہے میرے ہمراہ رہ کے اونٹ کو تلاش کرو تو البتہ اوسکو
تحقیق کرکے جہان ہوگا تجھے دلوا دونگا یہ حرف طعن و رمز کے سنکے

ہامان نے رنجیدہ خاطر ہوکر اوس سے کہا کہ ای بندہ خدا تو میری ساتھ نہ چل سکیگا اور سوای تو اپنے جس کام کو جاتا ہے ادہر چلا جا مین اپنے کام مین معروف ہون بھلا مین تیرے ساتھ کیا کرنیکو چلون یہ سنکر شیرہ ہنسنے لگا کہ تو سچ کہتا ہے ای شتربان علاوہ اوربا تو کے اول سراسر یہہ میری نادانی ہے کہ تجکو اپنے ہمراہ چلنے کے لئے کہتا ہون اے شتربان بھلا تو میرے ہمراہ کب چل سکیگا کس لئے کہ خواہش خدا سے دنیا مین کوئی شخص سہ روی مین میرا ثانی نہین خلق ہوا ہے اے نادان یہ تجکو دعوی ہے کہ مین بڑا چلنے والا ہون اور مجکو دہمکاتا ہے بھلا تیری اس بات کو کیونکر باور کرون ہامان سنکے جواب دیا کہ سچ ہے بغداد مین بھی ایک شخص تو پہلے دعوا کرکے کہتا تھا کہ مین چالیس گز اوچک جاتا ہون مینے کہا کہ فقط دس گز میری سامنے اوچک جا تو مین البتہ باور کرون جب امتحان کیا تو کچھ نہ تھا بس ای برادر تیرا کلام بھی کچھ فضول معلوم ہوتا ہے اور تجکو اگر میرا کہنا باور نہین ہے تو کچھ شرط کرکے امتحان کرلے مین تیرے ساتھ چلنے کو موجود ہون راوی لکھتا ہے کہ تمام تقریر شیرہ کی سنکے ہامان اپنے دلمین سمجھ گیا کہ اسکا مال میرے نصیب مین ہے اور شیرہ کو جب بیشتر گبہرا تو ہامان سے حجت کرکے ساتھ چلنے پر آمادہ ہوا جب تو نے قدم زنی کرنی شروع کی تو ایکدم مین دو فرسخ ہمراہ طی کرڈالی مگر ہامان نوجوان کا یہہ حال تہا کہ دم بدم مثل شعلہ آتش ہلاک ہو جاتا تہا اور یہہ سید بن جب دوڑنے لگا تو ایک جا پر تہک سکے کھڑا ہو رہتا اور سس کو

جب حاجت بول کی ہوئی تو شدت بول سے بولا کہ ہامان سے کہنے لگا کہ اے
برادر ذرا تو بھی ٹھہر جا کہ مین پیشاب کر لون یہ کہکے وہ تو بیٹھا اپنی تان و نقعہ کا
گلے سے نکالکے ہامان کو دیکر کہنے لگا کہ ذرا اسکو لیے رہو تو مین احتیاج
ضروریہ سے فارغ ہو جاؤن ہامان تو اسی خیال مین تھا جلد لیسے وہ تو بیٹھا اور
سے ایک مشغلے لگا جب وہ قضای حاجت مین متوجہ ہوا تو ہامان نے
میدان مین قدم بڑھا کر کہا کہ ای شیر مین آگے چلتا ہون تو بھی میرے پیچھے دوڑ کر
آ پہنچیو غرض ہامان نامدار یہ کہکے جب برق کردار ہاتھی روانہ ہوا تو شیر
پیشاب کرنیکو کیا بیٹھا تھا کہ ہامان کا یہ حال دیکھکر گھبراہٹ کی مارے گویا لنگوٹ نکال
گیا اور بہت جلد بیٹا دشکر ہامان کے پیچھے دوڑکر پکار کے کہنے لگا کہ ای برادر اتنا جلد کہ
چلا ایسا نہو کہ تو کہین تھک کر گر پڑے اور بہت مجکو میرے سبب سے زحمت ہو چکی
ہامان نے جواب دیا کہ اے بھائی تو بہ آرام تمام چلا آ کہ مجکو یہ سب محنت
راحت ہے کیسلئے کہ مال خدا جب لگا ہے پر سب حلال ہے یہ کہکے وہ
اور بھی تیز چلنی لگا القصہ جب یہ دوڑتے دوڑتے تھک گیا اور ہامان
کے گرد راہ کو بھی نہ پہنچا تو مکاری سے ہامان کو کہنی لگا کہ اسے بے
بھائی عیار اور ہیرا استے جدہر کو تو جاتا ہے بخدا اے نادان
تجھی خوب معلوم ہے کہ اسطرف بڑا جنگل ہے ہامان نے اوس
کی بات کا کچھ دہیان نکیا کہ یہ کیا بکتا ہے بلکہ ہنس کر اوس
سے پوچھا کہ سچ بتلا دے تیرے تو بڑے مین کیا ہے
وہ بدگہر یہ سخن سنکے جھنجلا کر کہنی لگا کہ اے نادان میرے

کم بختی نے تجھکو کیون گھیرا ہے ای بیخبر کیا تو مجھے نہین جانتا ہے کہ مین ابن
سعد کا جاسوس ہون اور کچھ پیغام ضروری پاس لئے جاتا ہون اسکی علاوہ
بھلا تو کون ہی جو تجھے اپنے توبڑے کے حال سے آگاہ کر دون ای جاہل مجھے
کچھ اپنے سے کم نجانیو یہ سنکے ہامان نے گالی دیکے کہا کہ پھر مجھے کیا کام
ہے اگر تو قاصد ابن سعد کا ہے یا بذات خود مسافر ہے وہ بد ذات یہ جواب سنکر
تھا بے زبان ہامان نامور سے سنکے کہنے لگا اے برادر للہ میرا توبڑہ
مجھے حوالے کر کے تیرا دل جدھر چاہے چلا جا ہامان نے کہا ای بدبخت جاسوس
قاصد عمر سعد کے لئے حمال بھی ضرور ہے تا اوسکے ہمراہ رہے کسلئے کہ تو بھی
تو حمال بنانے کے دھیان سے مجھکو اپنے ساتھ لئے جاتا تھا خیر اگر توبڑہ
تجھے درکار ہے تو میرے پیچھے چلا آ مین تجھسے حمالی کی مزدوری نہ مانگونگا یہ سنکے
شمر نے کہا کہ بس زیادہ ہنسی نہین کرتے مین مجھے ایسا حمال نہین
درکار ہے اور یہ کہتا ہوا وہ لعین گرتا پڑتا اوسکے پیچھے جب روان ہوا تو
ہامان نامدار تیز قدمی سے مثل باد صرصر سناٹا بھرے چلا گیا ازدی کہتا
ہے اوسی توبڑے مین نامہ عمر سعد کا رکھا تھا اور ابن سعد نے اوس کمینہ کو تاکید
کر دی تھی کہ خبردار اگر تجھسے کوئی راستے مین پوچھے کہ تو کہان جاتا ہی یہ جواب
دینا کہ عمر سعد نے کسی شخص کو بلایا ہے سو اوسکو بلانی کو جاتا ہون خبردار یہ کہنا
کہ یزید کے پاس مجھکو عمر سعد نے بھیجا ہے اور زنہار یہ نامہ راہ مین کسیکو
نہ دکھلانا غرض شمر نے جب دیکھا کہ یہ شتربان کسیطرح پر نہین ٹھہرتا ہے وہ
بدگہر گھبرا کر اپنے دل مین [illegible] کہنے لگا کہین ایسا غضب نہو کہ یہ توبڑہ

کو کہو لکر نامہ نکال لیوی ابن سعد مجکو جلا الکر مروالیگا یہہ سوچکر وہ ناما ن
سے پہر کہنے لگا اے عزیز میرا تو بڑہ مجہی دی بہلا تجکو اسکے لیجانیسے کیا فائدہ
ہو ویگا اور مین شیرہ جاسوس ہون تو مجہے کہین نہ جا سکیگا یہہ سنکے ناما ن
ولا اور بہی خفا ہو کے جب ایک اور دشت کی راہ لی تو یکایک ابو الفتح
ہمدانی سے وہان ملاقات ہوگئی کہ وہ بہی کسی فکر مین چلے تہی یہہ حال دیکہکر
ناما ن سے اوسنے پوچہا ای برادر یہہ کون شخص ہے جو تیرے پیچہے دوڑا آتا ہے ناما ن
نی کہا کہ اے بہائی بیان کچہہ نہ پوچہہ چپکے چلے آؤ سب فیقونکی پاس پہنچکر اسکا
احوال بیان کرونگا جب ناما ن وابو الفتح سب عیارونکے پاس آکر
پہنچے تو ناما ن نی وہ تو بڑہ سب کی سامنے دہر کے تمام حال اپنا اور شیرہ
کا بیان کیا بلکہ تو بڑہ کہولکر جو کچہ اوس مین نان و پنیر تہا نکال کر سب کے
روبرو رکہکے کہا پہلے اسکو تناول کرلو پہر جیسا کچہہ ہووے گا دیکہا
سمجہہ لینگے لیکن اتنے مین شیرہ جاسوس سبے ننگ و ناموس
بہی وہان پر آپہنچا اور یکتبہ اوسنی دیکہا کہ پانچ عیار ولاد خنجر
گذار بیٹہی ہوے مین بد حواس ہو کر وہ اپنے دل مین کہنے لگا
دیکہیے اب کیا ہوتا ہی اب تو ہم مین نہ پاے رفتار باقی ہے
اور نہ قوت کارزار دیکہین کیونکر انکے ہات سے نجات پا وینگے
القصہ یہہ اسی خیال مین تہا کہ یکبار ابو الفراس رازی کے چہرہ پر اوسکی
نظر پڑگئی اسکو پہچانکر وہ اپنے دل مین کہنے لگا کہ افسوس صد افسوس اب مفت
میری جان تلف ہوئی کیونکہ یہ شخص مجکو پہچانیگا زنہار زندہ نچہوڑیگا یہہ

دیہان کر کے وہ بدکردار چپکا کھڑا ہو رہا ابوالفراس نے کہا اے
بندہ خدا کیون کھڑا ہے بیٹھ جا اسے بے ہنر اپنے دل مین کچھ اندیشہ نکر ہم تجھکو زنہار
اذیت ندینگے یہ سنکے ناچار وہ گرفتار بند بیچار کے بیٹھ گیا اور عیارون نے
جو کچھ سامان خورش اوسکے توبڑے مین سے نکالا تھا اوسکے روبرو رکھکر
کہا کرے تو بھی کچھ کھا لے یقین ہے کہ تجھے بہی بہوک لگی ہوگی یہ کلمہ جب بعض
عیارون نے کہا تو ابوالفتح ہمدانی بولا وہا کہ پہلے اسکو کھانے دو تا معلوم
ہوجاوے کہ اسمین کچھ ملایا تو نہین ہے یہ کلام اوس عیار نیک انجام کا سنکے
شیرہ ملعون کھانے لگا اور مومنین نے بھی جو رزق عنایت کردہ کریا کہ سے زحمت
ہاتھ آیا تھا تناول کر کے شکر نعمت رزاق مطلق ادا کیا کسلئے کہ مال خوارج
مومنون پر حلال ہے لیکن جسوقت سرہنگ ابوالفراس نے
کہا اے بدخو کیا شیرہ جاسوس تیرا ہی نام ہے وہ کہنے لگا اے مہربان
مجھے لوگ یہی کہکے پکارتے ہین یہ کہکے ابوالفراس نے کہا
کہ اسوقت کہان جاتا ہے وہ کہنے لگا کہ ایک دیہہ یہان سے بہت قریب ہے
اوسمین کچھ کام کے لئے جاؤنگا اسی اثنا مین یکبارگی سعود قزوینی نے
توبڑے مین ہاتھ ڈال کر وہ نامہ نکال کے ابوالفراس کے
ہاتھ مین دیا ابوالفراس نامور نے اوس نامہ کو پڑہا معلوم
ہوا کہ یہ بن ابن سعد کا نامہ یزید کے پاس لئے جاتا ہے یہ حال معلوم
کر کے ابوالفراس نے اپنے رفیقون سے کہا کہ اسکے مار ڈالنے سے
بجز اسکے کیا فائدہ ہوگا اسے یہ نامہ دیکے چھوڑ دو یہ سنکے عیارون نے

اوس لعین کو وہ نامہ دیکے کہا کہ اے لعین جا تجکو جناب محمد حنفیہ
علیہ السلام کے صدقے مین ہمنے آزاد کیا بس یہ کلمہ جان بخش سنتی ہی
شیرہ وہ نامہ لیکے عیارونکو تحسین و آفرین کہتا ہوا مثل باد ہا سنے
روانہ ہوا لیکن خوف کے مارے ہر دم پیچھے پھر پھر کر دیکھے اپنے دل مین
کہتا جاتا تھا کہ ہرچند ابو ترابی مرد نیک و با مروت و راست کردار ہین
مگر ایسا نہو کہ شومی طالع یزید و عمر سعد وغیرہ سے پھر مجھے پکڑا کے کھین
مار ڈالین غرض وہ ملعون یہی بیان کرتا ہوا جلد لیسے خیمہ عمر سعد مین
آکر سب گذشت بیان کرنے لگا عبید اللہ زیاد نے سب حال سنکے
کہا کہ جلد کہ سپاہ کو طیار کرکے اونکے گرفتار کرنے کے لئے بھیجنا لازم ہے
شاید اتنے آجاوین اوسی حال مین ماماں نامور نے عیاروں سے تھوڑی
دیر کے بعد کہا کہ اے یارو اب یہاں بیٹھنا مناسب نہین ہے ایسا نہو
کہ شیرہ اپنے لشکر مین جاکر اس حال کی اطلاع کرے اور وہان سے
سپاہ لعین ہماری تلاش مین آکر ہمسے دوچار ہو جاوے اسی اثنا مین
یکبارگی دور سے پانچ ہزار سوار ونکی جمعیت دکھائی دی کہ عروہ ابن
احنف اونکا سردار تھا یہ حال دیکھکر ماماں نے اپنے رفیقوں سے
کہا کہ اے یارو سامان حرب درست کرلے اوس ٹیلہ ریگ پر چلو
بہت نزدیک ہے جسدم وہ برابر پشتہ ریگ کے آپہنچین گے تو ہم لوگ
او طرف سے اوپر سے اوتر کر وہ جو بلندی نظر آتی ہے شاید
وہ کوئی قلعہ کہنہ ہے اوسپر چلے جاوین گے یہ کہکر سب

بندرین قبائین پہنکر اوس بیابان ریگ پر جا کے منتظر اون لوگونکی کہڑی ہوئی
جب ابن اخنف مع فوج وہان پر پہنچا تو پکار کے کہنے لگا ای ابوتراب یو اس ٹیلہ
ریگ پر کیونکر تم لوگ چڑہ گئے کیا تم لوگ کچہ جادو بہی جانتی ہو ابو الفراس
نے کہا کہ ای ملعون بری خدا کی تجہپر اور اون لوگونپر جو جادو گر ہین ہم لوگ غلامان
حیدر کرار سیفی نام علی ابن ابیطالب علیہ السلام سی عقدہ مشکل کو
کو آسان و دشمنونکو ہلاک کرتی ہین القصہ جب قریب شام وہ عیاران نامدار سکے
برابر آئی اور عزاوہ بدنہاد دعوی سپہگری سے پیش دستی کرکے شمشیر سر
رکہکے بصد خشم اون عیارون پر حملہ ور ہو کے چلا تو عیاران نامدار نی فقط قبا ئی
بندی کو اپنے اسپر سمجہ کے فلاخن سرون سی کہولکر پتہر اونمین رکہ کرخارجیون
پر لگانی شروع کئی بلکہ وہ بادہ جو پشتہ ریگ پر آنے کی تہی اوسیطرف
سے ملعونون پر باران سنگ ابر فلاخن سے خوب سا برسایا اور
عیاران دینداروہ گروہ مومنین اوس ٹیلہ ریگ پر گویا سد سکندری
و کوہ برہر پر کہڑے تہے کہ اونکے پاس کوئی حربہ بعینہ نکا نہ پہنچتا تہا
صدائے تکبیر و نعرہ یا آل ثارات الحسین علیہ السلام وہ مومنین
بلند کرتے تہے تو تمام صحرا اونکی آواز سے گونج جاتا تہا لکہا ہے کہ عزاوہ
ابن اخنف سیہ حال بطیش غیظ میں آ کے ایک گرز گران ہات مین
لیکر مانند خوک خشمناک جانب پشتہ ریگ روانہ ہوا ؛
نامان نے بسرعت تمام ایک سنگ تراشیدہ و خراشیدہ
رو بارے کف فلاخن میں دے کے ایسا اوس خارجی کی وشی

پر لگایا کہ تا بنوضربت رسیدہ اوس بدخو کا درو سند و زخم خوردہ ہوگیا و یقین
تھا کہ بدکردار اگر جوشن زرہ نہ پہنی ہوتا تو بیشک واصل جہنم ہو جاتا بس وہ سراسیمہ
وار بھاگ کر اپنے لشکر کے انبوہ مین پوشیدہ ہوا اور لوگونسے کہنے لگا کہ ان ابو
ترابیون کو اب تیر و نسے مار کر غربال کردو غرض بیہ حکم اوسکا سنکر وہ سب
بیدین ملند ابر بہار باران تیر مومنین پر برسانی لگے اوس شب کو طلایہ داری لشکر
اسلام کی فرامرز سام کے سپرد تھی کر وہ وبیدار رہا پہر ا جوانونسے طلایا پہرتا
تھا کہتے ہین سبب زنا مدار اونہونے مشغول غنا ہوگئے جو صدای تکبیر و نعرہ یا ال
ثارات الحسین علیہ السلام بلند کرتے تھے تو آواز مومنین کی فرامرز سام
سنکے حیران ہو جاتا تھا اور اپنے لوگون سے کہتا تھا کہ ای یارو کوئی خبر لاؤ کہ یہ آواز
جوانان لشکر اسلام کی کہانسے آتی ہے یکبار اسی عرصہ مین فیروز کرمانی و فرہاد
دامغانی و شادکام قزوینی و شادمہر دامغانی و یوسف نطاسے
روقت شام جانب لشکر ابن سعد پر بہر قتل و غارت جاتی تھی اوس جا
پر پہنچکے فرامرز سام سی دوچار ہوگئی اور اوسنی اون عیاروں نے
دیکھکر کہا اسے یارو یہ آواز مبارزان لشکر اسلام کی سے کہ طرف
سے آتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی وبیدار کہین پر لشکر
جفا شعار سے مصروف عزا ہے یہ کلام راستی انجام فرامرز
سام کا سنکے سب عیار دبیند ار بہی اوس آواز کو خوب پہچان کے
کہنے لگے ای فرامرز سام معلوم ہوتا ہے کہ ماں سپہر استے
کہین لڑتا ہے اگر صدائی تکبیر اونہی کی سی ہمارے کانمین آجاتی ہے

کیونکہ وہی تیغ بیداد عیاروں کے آج دن سے لشکر ابن سعد مین گیا ہے یہ
کہکے فیروز کرمانی نے فرامرز سام سے کہا کہ اے سرور
دین اسکی جاکے خبر لاتا ہون یہ کہنے نوجوان دریافت کرنے کو چلا تو
جسقدر جانب نیلہ رنگ زہ ملی کرتا تھا آواز تکبیر اوس سے
قریب ہوتی جاتی تھی جب برابر اوس نیلہ رنگ کے جاکے پہنچا تو دیکھا
کہ فوج عظیم گرد اوس تیلہ رنگ کے کھڑے ہوئے کسی سے لڑ رہی ہے
یہ حال دیکھکے فیروز کرمانی نے ایک خارجی بیدین سے پوچھا
اے بندۂ خدا یہ کیا ہنگامہ برپا ہے اونسے کہا کہ اے شخص ا
پانچ آدمی عیاران لشکر ابوتراب مین سے اس ٹیلہ رنگ پر کھڑے
مین اور سپاہ ابن سعد نے آکر اونکو گھیر لیا ہے یقین ہے کہ اب کوئی دم
مین ہم انکو پکڑ لیتے مین یہ سنکر فیروز کرمانی نے
ایک کارد آبدار اوس بے پیر کے پہلو پر ایسے لگائی کہ دوسرے پہلو
سے پار ہو گئی اور وہ لعین جب سوئے جہنم چلا گیا تو فیروز نیک سا وز
مانند صبا یہ خبر لیکر فرامرز کے پاس جا پہنچا جسدم فرامرز سام
سے اونسے تمام و کمال حال عیاران لشکر اسلام کا بیان کیا تو وہ دلاور
پانچ ہزار آدمیونکی جمعیت سے بے توقف و تامل اوسطرف روانہ
ہوا لیکن جسوقت اوس لشکر ظلم کے برابر پہنچا تو دیکھا کہ بیدینون نے
تیر ہائے کمان سے ملا کر مینہ تیرونکا اون لوگونپر برسانے کا ارادہ کیا
اوسوقت فرامرز سام نے یکبارگی اپنی جمعیت سے ملعونون پر

حملہ کرکے کہا کہ اے محبان جناب امام حسین علیہ السلام
ان بدکارونکو آج زندہ نرکھو کہ خداوند عالم اسکے مزدمین بہشت عنبر
سرشت تمکو عنایت کریگا القصہ یہ کلام فرامرز سام کا سنکر سب
غلامان حیدر کرار یکبار تلواریں لیکے اون بدکارونپر جا پڑے اور دیندارون
نے پہلے حملہ مین دو ہزار پانچ سو خارجیونکو مار کر واصل جہنم کیا یہ حال قہر
ناگہان ایزد بے ہمال دیکھکر اوسدم اہل ستم ہراسان ہوکر بھاگنے لگے
تو عزاوہ ابن اخنف نے اپنے لوگونکا یہ حال دیکھا کہ سب لوگ بھاگے
جاتے ہین پکار کر کہا اے کم ہمتو مین تو ابھی زندہ وسلامت دشمنونسے
کھڑا لڑ رہا ہون تمکو کیا آفت پڑی ہے کہ بھاگے جاتے ہو یہ سنکے
سب ملعون یکمرتبہ مجتمع ہوکر مومنین سے پھر لڑنے لگے اوسوقت عزاوہ
ابن اخنف لعین ایک تلوار مثل ارہ نجار تختہ کردار ہاتھ مین لیکے لشکر اسلام
پر حملہ ور ہوا مگر فرامرز سام نے جب اوس ملعون کو آتے دیکھا تو
للکار کے کہا اے بیدین اگر ہوس امتحان سپہ گری ہے تو میرے مقابلہ
مین آکے دست برد آل ثارات الحسین علیہ السلام کا حال
تجھپر کھلجاوے یہ سنکر اوس لعین نے اوسیطرف عنان مرکب کو پھیر کے
متوجہ رزم فرامرز سام ہوکر وار تلوار کا اوس دیندار پر کیا
فرامرز عالی وقار اوسکا وار روک کر پکارا اے لعین دین حق
محمد و دولت لازوال حب آل محمد علیہم
السلام ہے یہ کہکر نام جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام

آئے تو جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے یہ حال سنکر دعائے خیر دیکے فرامرز سام اور سب عیارونکو خلعت و زر عطا فرما کے ارشاد کیا اے دیندارو ریح مظہر جناب حیدر کرار و جناب امام حسین علیہ السلام ہمتے خوشنود رہئے کہ اولاد نبی و علی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دوستی سے انتقام خون جناب امام حسین علیہ السلام مین شریک ہوکے دشمنون سے لڑتی ہو جب خوان سالار نے طعام لاکر حاضر کیا تو سب مومنون نے کھانا تناول کرکے بعد ادائے حمد ایزد و ثنائے حدیث محمد علی وغیرہ وقت آرام اپنی اپنے خیمونکی راہ لی اور دوسرا روز بھی جب باستراحت تمام بسر ہوگیا تو چوتھے دن اور نماز صبح جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کوس حربی دنائے رزمی و دمامہ ایلی و نفیر ترکی و بوق رومی بجاکر سپاہ کو آراستگی کی خبر دو جب موافق حکم والا لوگ عمل مین لائے تو بہادران لشکر اسلام صدائے جنگ سنکر طیار ہوگئے اور لشکر ابن سعد بھی آواز طبل جنگی فوج دین سنکے سلاح جنگ سے آراستہ ہوکر میدان رزم مین آکر کھڑا ہوا اوسوقت جناب محمد حنفیہ علیہ السلام چتر زمردین سر پر رکھکر علم نصرت اثر کا پھریرا کھلوا کے مع جمعیت اہل اسلام میدان وغا مین آکے صف آرا ہوئے اور حبیب شاہ خباب مع امیر مسیب قعقاع خزاعی و مختار دیندار و امیر سعید و امیر اسفندیار وغیرہ جماعت افسران لشکر و جمعیت مومنین

قلب لشکر میں آکر کھڑے ہوئے تو سرداران غزوینی تیغ فوج دریا موج [illegible] سپر کو استوار و اسیر حلقہ سفید تیغ فرزندان وجمعیت سپاہ بہت پناہ صف بندی لشکر کو درست کیا جب ابن سعد اپنے لشکر کے قلب میں پناہ پذیر ہوا تو یزید ابن طارق و قیس ابن اشعث کو کہنے لگا کہ تم میمنہ لشکر کو جا کر مرتب کرو لیکن ابن زیاد نے تیغ حجہ ابن حجاز با جمعیت بیشمار جب صف میسرہ کو آراستہ کیا اور صفین لشکر بائین کی درست ہو چکین تو لشکر طرفین سے لوگ ایک دوسرے کیطرف اس نظر سے دیکھنے لگے کہ دیکھیں آج کون دلاور سبقت کر کے میدان داری کرتا ہے یہ صورت مردم کارزار دیکھ کر یکبارگی لشکر اسلام میں سے مسعود قزوینی کلاہ زربفت سر پر رکھے ہوئے اور زرہ بیش بہا بر مین پہنے اور کمر بند مرصع کمر مین باندھے ہوئے ڈیڑھ گز کا چہرا کمر مین کھونس کے اور نیزہ پیادگانہ ہاتھ مین لیکر گوپن سر سے لپیٹ کے توبڑہ سنگ رودبار کا کاندھے مین لٹکا کے جانب میدان وغا روانہ ہوا مگر جب ابن سعد لعین کی نظر اوس بہادر پر جمال با ہیبت و جلال جناب محمد حنفیہ علیہ السلام پر پڑی تو بدبخت کے اندام ایسے رعشہ ناک ہوگئے کہ بیہوش ہو کر پشت مرکب سے زمین پر گر پڑا جب سرداران لشکر شقاوت اثر نے دوڑ کر پانی اوس بدگہر کے منہ پر چھڑکا تو وہ مردود پھر ہوش میں آیا کہ بدبخت کو گھوڑی پر سوار کر کے پوچھا اے ابن سعد اسوقت تیرا یہ کیا

حال ہو گیا تباہ ہو۔ کہنے لگا اے یار و جب سے مینے خلف حیدر کرار کو قلب لشکر مین باشان غضنفری کھڑے ہوئے دیکھا تو بے اختیار میرے دل پریشان حیدری کا خوف ایسا طاری ہو گیا کہ مجھے ضبط کا یارا نرہا اوسوقت مجھکو یہ معلوم ہوا کہ گویا جناب شیر خدا پہلوے محمد حنیفہ علیہ السلام مین کھڑے ہین بس اسد رجہ اونکی ہیبت میرے دل مین سما گئی کہ مین بیہوش ہو کر گھوڑے سے گر پڑا یہ بات اوس بد سیرت سے سنکے تمام سرداروں نے ہنسکر اوس سے کہا اے ابن سعد اب کبھی جناب محمد حنیفہ علیہ السلام کیطرف نہ دیکھنا تا اونکی ہیبت سے ایمن رہے ورنہ پھر ایسا خوف اونکا تجھپر غالب ہو جاوے گا کہ اونسے مقابلہ کرنیکا مقابل نرہے گا القصہ جب مسعود قزوینی نے مبارز طلب کیا تو ایک نابہنجار ستمگر ابن یونس نامی لشکر پسر سعد مین سے مرکب کوہ پیکر پر سوار ہو کے ساتھ آرنج کا نیزہ ہاتھ مین لیکر ایک تلوار مثل تختہ دوکان عطار آرہ وار حمایل کر کے اور دوسری تیغ زیر ران دبائے ہوئے چوالیس پارہ سلاح جنگ سے آراستہ خود عادی مثل تنور سر پر رکھکر سپر مصری وہ فرعون سیرت زیب پشت کیے ہوئے باشان مردودی مسعودی قزوینی کے برابر آکے کہنے لگا اے ابوترابی تیرے یہ طاقت ہی کہ دوستان امیر شام سے مخالفت کر کے تو انپر لعنت کرے اور ان باتون مین لگا کر دو ہو کے مین ایک بھالا مسعود دیندار کو مارا مسعود نفضل رب معبود سے

قبائے نمدین زیر زرہ پہنے ہوے تھا وہ نیزہ اوس غضنفر پر کارگر نہوا کہ نوک نیزہ قبامین اولجھ گئے، مسعود نے گلوگاہ سے نیزے کو پکڑ کے ایسا ایک جھٹکا مارا کہ نیزہ اوس بدکار کے ہاتھ سے نکل گیا بس مسعود دلاور نے نیزہ چھین کر میدان مین پھینک دیا تو اوسوقت نجالت زدہ ہوکے وہ مردود تلوار علم کر کے مسعود پر حملہ ور ہو للکار کے کہنے لگا اے ابوترابی یہ ضربت تو میری بھلا روک یار و کر دیکھون تو عیاری مین کیسا کامل ہے تو یہ سنکے مسعود نے اپنی چالاکی اوس بدگہر کے دکھا نیکے لئے تلوار بھی اوس سے چھین لی اور وہی شمشیر آبدار اوس نابکار کی گردن پر ایسی جڑی کہ سر اوس مردود کا تنشی الگ ہو کر دور جا گرا اور لشکر اسلام سے صدائے احسنت شان مسعود مین بلند ہونے لگی اوسوقت حضرت محمد حنفیہ علیہ السلام نے فرمایا کہ کوس شادی جلدی بجاؤ کہ لشکر ظلم و ستم گرفتار اندوہ و الم ہو جاوے غرض جسدم نقارہ شادی دنیای سرور نے نوبت بلند آوازی حاصل کی تو یکبار ایک اور بدکار بڑا قد آور کہ پانچ گز کا قد اوس بدبخت کا تھا اور سب سے وہ بلند قامت سراسر حماقت جو تھا تو نیزہ تلنے ہوے برابر مسعود دلاور کے آکر کہنے لگا اے ابوترابی ہوا داری یزید و پسر زیاد و خدمت گاری میرے اختیار کر کہ ابن زیاد و عمر سعد کے پاس لیجا کر تجھے خلعت زر سے سرفراز کروا دون و الا مانند کرپاس کے پکڑ کے ابھی سنے تجھے چیر ڈالونگا یہ بات سنکے مسعود و ینداد نے تو بڑی مین

سے ایک پتھر نکال کر اوس نابکار کے سامنے گیا اوس نابکار نے برابر آکے ایک نیزہ اس ضرب سے مارا کہ اگر کوہ پر پڑتا تو نصف نیزہ بطن کوہ مین غرق ہو جاتا مگر مسعود دلاور نے اوسکے نیزے کا وار روک لیا اس عرصے مین وہ پتھر اوسکی پیشانی پر مارا کہ وہ بدبخت مثل بچہ کبوتر قلابازی کھاکے گر پڑا اور مانند بسمل تڑپ کر بخدمت مالک دوزخ مین ارشاد ملک الموت سے چلا گیا بعد اوسکے ایک اور نابکار آمادہ بھی گرفتار تشنہ اجل ہو کر اسیطرح بے گفتگو راہی ملک عدم ہو گیا غرض جب مسعود نے پینتیس مردود ونکو مار کر واصل جہنم کیا تو عمر سعد غیظ مین آکر ازبس تاؤ پیچ کھا کے اپنے لشکر کی سپاہ سے کہنے لگا ارے کم بختو تم مین کوئی ایسا نہین ہے کہ اس ابوترابی کو قتل کرے بخدا جو شخص اسکو مارے گا یا زندہ پکڑ لاوے گا یہ گھوڑا جسپر کہ سوار ہون مین دس ہزار دینار دیگر یا پنج ہزار آدمیونکا سردار کر دونگا یہ پیغام وعدہ مال ومنال سنکے سنان دمشقی چالیس پارہ سلاح سے مسلح و مکمل میدان رزم مین مسعود کے برابر آکر مشغول حرب ہوا اور بسبر عت تمام ایک تیر مسعود پر لگایا مگر مسعود نے دامن تدبیر سے تدبیر اوسکے تیر کی ضرب کو روک کر جسدم رد کیا تو اوسنے دوسرا تیر یکہ کے لگایا کہ اے ابوترابی بھلا اسکو تو روک یہ سنکے مسعود نامور مثل طائر پران مستعد پردازی ہو گیا جب اوسکے تیر سنے چلہ کمان سے جدائی اختیار کی تو وہ دلاور ضرب تیسر

خالی دیتیکے اپنے پانچ گز اونچا زمین سے اچک گیا یہ حال دیکھے
سنان نے عاجز ہو کے کہا اے جوان مین اپنے وار کر چکا اب تو بھی
اپنا ہنر دکھلا یہ سنکے مسعود دلاور نے بھی تیر تین متواتر اوس بے پیر پہ
لگائی اور اوسنے سب خالی دیئے اوسوقت مسعود نامور نیزہ تان کے
اوس مردود پر چلا لیکن وہ پرکین بھی نیزہ لیکے جب مقابل ہوا
تو آپس مین خوب نیزہ بازی ہوئی جسدم نیزہ بازی سے دل تنگ ہوے
تو تیغ و سپر لیکے دونو مصروف کارزار ہوگئے غرض جب دونو کی سپرین
کٹ کے پرزے پرزے ہوگئین اور کوئی مجروح بھی ہنوا وہ تلوارین پھینک
کے گرز ہاتھون مین لیکر ایک دوسرے پر حملہ ور ہوے جب ساٹھ وار
گرز کے بھی رد و بدل ہوے تو مسعود دلاور نے کمند پھینک
کر سنان بدگہر کو حلقہ کمند مین گرفتار کر کے اس ضربت سے کھینچا کہ وہ
دلیر سپہ شام بے اختیار خانہ زین سے جدا ہو کر زمین پر آرہا اب مسعود
دیندار اوسکو گرفتار کر کے کشان کشان جناب محمد حنفیہ علیہ
السلام کے روبرو لے آیا اوسوقت فرزند وصی پیغمبر خدا علیہ
الصلواۃ والسلام نے مسعود کو بہت سے شاباش کر کے
پوچھا کہ اے دلاور اسے زندہ کیون لایا تو کیا محبت جناب حیدر کرار
کو اسنے اختیار کیا ہے مسعود نے جواب دیا اے مولا اسی خیال سے
مین لے آیا ہون شاید کفر سے توبہ کر کے محبت اہل بیت
نبوت کو اختیار کرتے یہ سنکے جناب محمد حنفیہ علیہ السلام

سے نے سنان دمشقی سے فرمایا اے سنان محبت یزید کو دل سے دور کر
دلائے علی ابن ابیطالب جناب امام حسین و علی ابن الحسین
علیہم السلام کو اختیار کر کہ یہ بات تیرے کام آوے گی اور صراط المستقیم
اسی کا نام ہے چنانچہ خداوند عالم نے قرآن مجید مین خبر دی ہے اے
سنان دشمن علی شمشیر خدا ہمیشہ سزاوار عذاب دوزخ و دوست ولی
خدا کی جا بہشت مین ہے اے نادان تو دنیا کے لئے اپنی عاقبت
کو خراب نکر یہ سنا ہی چاہیے ۔ درست لکھا ہے کہ قلب سنان دمشقی
مین تیر وعظ او سنکی چشم باری اثر آئین کا ایسا اثر کر گیا کہ یکبار یزید
و تمامی بنی امیہ پر لعنت کر کے خدمت حضرت مین عرض کرنے لگا کہ ای
پیشوائے اہل جہان مین ابتک انکے نان و نمک سے جو زندگی
بسر کرتا تھا اس سبب سے انکے شریک ہو کے حق نمک ادا کیا
اور اب یہ غلام خدمت حضرت مین رہ کے اپنی عمر بسر کرے گا حضرت
نے فرمایا اے سنان یہان بھی فضل خدا و بتصدق آل عبا علیہم
السلام سے خلعت و نعمت و دولت بحساب ہے اگر اسکی طلب
رکھتا ہے تو لے مین تجھے مالا مال کر دیتا ہون یہ سنکے اوسنے قدم
مبارک جناب محمد حنفیہ علیہ السلام پر اپنی آنکھین ملین تو حضرت
نے اوسکی پیشانی کا بوسہ لیکے خلعت ملبوس خاص سے سرفراز
کرکے زمرہ مومنین صف سپاہ اسلام مین شامل کیا اور ابن سعد
نے جسوقت اس حال سے مطلع ہو کر لشکر زیاد کو اپنے پاس بلا کر

کہا کیا اس بیر اور یہ لیا ما جرا ہے کہ سپاہ شقی یزید بھی ہم سے منحرف
ہوئی جاتی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس جوان قزوینی کو کوئی افسون
یاد ہے کہ وہ جب آتا ہے ہماری فوج کے لوگوں کو ہلاک اور اپنا
مطیع کر لیتا ہے ابن زیاد نے کہا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ جوان کیسا دلاور
و بہادر ہے اگر یہ ہماری طرف آ جاتا تو بہت مناسب تھا یہ سنکے عبیداللہ
زیاد نے جواب دیا کہ اے پسر سعد میں انکو خوب جانتا ہوں کہ یہ کیسے لوگ
ہیں خدا اگر یہ قزوینی امداد جناب محمد حنفیہ علیہ السلام
کے لئے نہ آتے تو ملک کوفہ میرے تصرف سے نہ جاتا اور ابن ابوتراب
لوگوں کا یہ ہلاک کیا ہوتا یہ تقریر ابن سعد پر کی سنکے ابن سعد نے
کہا اے پسر زیاد آگاہ ہو کہ اسطرح کی لڑائی میں تو ہم ان لوگوں سے کبھی نہ
بر آوینگے اور تو کیا نہیں دیکھتا ہے کہ انھوں نے کیسے کیسے جوان ہمارے
لشکر کے مار ڈالے ہیں بس اگر مصلحت ہو تو آج جنگ مغلوبہ
کا حکم دیوین کہ شاید کچھ مطلب براری ہو جاوے عبیداللہ زیاد
نے کہا کہ آج اس بات کا موقع نہیں ہے کس لئے کہ شام ہونے پہ ہے
ایسا نہو کہ ہماری سپاہ دست برد فوج اسلام دیکھکے گھبرا کر بھاگ جاوے
یہ سنکر ابن سعد نے جواب دیا کہ پھر کیا تدبیر کریں یہ ابوترابی تو نئی نئی باتیں
کرتے ہیں بھلا سپاہی کا قتل کرنا تو ایک بات بجا ہے یہ زندہ آدمی
کو جو بہلا کے لیجاتے ہیں کہو اسکا کیا چارہ کروں چنانچہ
ستان دمشقی ایسے جوان دلاور بہادر کو منحرف کرکے محمد حنفیہ

علیہ السلام نے اپنی طرف ملا لیا ابن زیاد نے کہا اسے پسر سعد اب سوائے صبر کرنیکے کچھ علاج ہے دیکھو تو کیا ہوتا ہے القصہ اس حال مین مسعود نامور نے پھر میدان رزم مین جاکر مبارز طلب کیا اور لشکر ابن سعد مین کوئی ستمگر قتل ہونے کے خوف سے پھر اوس دلاور کے مقابلے کو نہ آیا اوسوقت جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے اپنا مرکب خاص مسعود قزوینی کے لئے بھیجا کہ اوسکو اسپر سوار کرکے بتوقیر تمام میدان رزم سے پھرلا جب وہ کوتل مرکب حضرت کی سواری کا اوس دیندار کے لئے رزمگاہ مین لیکر گئے تو رکاب مرکب کو بوسہ زن ہو گئے وہ مومن پاک اوس پر سوار ہو کر خدمت جناب محمد حنفیہ علیہ السلام مین آکے بصد آداب تسلیمات بجالایا مگر حضرت نے اوس دیندار کو بعد تحسین و آفرین بے حد خلعت وزر سے سزاوار کیا تو اوسوقت ہاشم نہاوندی قبا سے نمدین پہنکر فلاخن سے ریپٹ کے دستہ تیر خدنگ کمر سے باندھکر کمان قبضہ عاج بازو مین لٹکا کے اور ایک کمان کردہ گریبان مین لٹکا کے سپر کے زیب پشت کر کے تیغ دودم ہندی کو حمایل کر کے باشان و شوکت دلاوری جناب محمد حنفیہ علیہ السلام کے روبرو آیا اور اجازت میدان وغا حاصل کر کے حرگاہ مین جا کر کفار کے سامنے کھڑا ہو تو عمر سعد اوسکو دیکھکر اپنے مصاحبون سے کہنے لگا بخدا اگر ایسی سپاہ جناب امام حسین علیہ السلام ہم

کے ہمراہ ہوتے تو ہتھیار کبھی اونکا حریف ہو سکے اونسے نہ لڑ سکتا
غرض جب عمر سعد اسی گفتگو میں تھا ایک شامی دست چپ ہاشم سے قسم
مارے غصے کے تاؤ پیچ کھاتا ہوا میدان میں آیا اور ہاشم کو للکار کر
تیر چلہ کمان سے جوڑ کے اوسنے تا مقدور زور سے ہاشم پر لگایا
مگر اوس بدبخت کے تیر کو ہاشم نے جب قبا سے نمدین پر روکا تو از
بس خفا ہو کے تین تیر متواتر اوس بے پیر نے ہاشم پر لگائی اور
ہاشم غلام نام ماہ بنی ہاشم نے جب سب تیر اوس برگشتہ
تقدیر کے روکے لوگوں سے کہو لکر ایک پتھر دو من کے وزن کا
کف غلاخن میں رکھکر گوپن کو اپنے سر کے گرد پھرانے لگا پس یہ حال
دیکھکر شامی حرامی نے سپر کو پناہ سر کر لیا اوسوقت ہاشم نے دور
کر قریب سے وہ سنگ نحمت آہنگ ایسا تاک کر اوس ناپاک بے
باک کے سر پر لگایا کہ اوسکی ضربت کی آواز دو لشکروں نے سنی
اور وہ نابکار بھی اوس ضربت کے صدمے سے چندھیا گیا تو اوس
لعین نے ذرا دم لیکے سپر کو سامنے سے ہٹا ہاشم کیطرف دیکھا کہ آیا
اب کس کام میں مصروف ہے مگر یہ صورت اوس بدسیرت کی دیکھتے ہی ہاشم
نے دوڑکر ایک خنجر اوس غدار کی ناف پر ایسا لگایا کہ اسفل تک
چاک کر کے اوسکو زمین پر گرا دیا کہتے ہیں کہ یہ حال دیکھکر عمر سعد
گھوڑے پر سے بیہوش ہو کر گر پڑا جب ہوش میں آیا تو ایک غلام
نیزہ بدانجام گیاش نامی لشکر ستم میں سے ہاشم کے برابر آ کر

تیر اوس دلاور کو مار بیٹھا ہاشم نامور نے اوسکا تیر خالی دیا جیسے جلادے کے لپک کر ایک تیر قضا تاثیر مار کر اوسکو جہنم واصل کیا عمر سعد اپنی خصلت بیحیائی سے سپر لوگوں سے کہنے لگا اسے یارو دیکھو تو یہ ابو ترابی ایک سے ایک زیادہ سرکش ہین کہ انکے ہاتھوں سے جان تنگ ہو رہی ہے بخدا جو اس ابو ترابی کو قتل کر کے مجھے خوشنود کرے گا پانچہزار دینار اوسکو عطا کر کے سپاہ شام مین اوسے ممتاز کرونگا یہ سنکر جو خارجی طمع زر سے اوس دلاور کا اگر حریف ہوا وہ ایک دم زدن مین پنجہ ملک الموت مین گرفتار ہو کر داخل جہنم ہو گیا جب ستائیس خارجی عمر سعد تاریکی لشکر کے واصل جہنم ہوئے تو کندہ جہنم نے اوس عمکر فریب کو پھر مشتعل کر کے آتش طمع سینہ ہر دوزخی مین ایسی شعلہ زن کی کہ اوس گروہ کفار کو بے اختیار جنگ مغلوبہ پر آمادہ کر دیا لیکن وہ سب بدکار یکبار جبدم حملہ ور ہو کے مشغول وغا ہوئے تو زبانہ آتشین ضرب شمشیر مومنین جناب محمد حنیفہ نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہر ایک دلاور برق وار لپک کر یک شعلہ ضرب خرمن حیات ہر تند خو کو دم زدن مین ایسا جلا دیتا تھا تاب نہ لا کے مثل باد صرصر جنگاہ سے اپنے لشکرگاہ کو بھاگنے لگے جب وقت شام قریب ہوا تو عمر سعد نے اپنی فوج کا یہ حال دیکھکر جلدی سے طبل بازگشت بجوایا تو ادہر کوس نواز لشکر اسلام نے بھی نقارہ ترک حرب کو بلند آوازگی بخشی مگر لشکر طرفین جدا ہو کر جسوقت اپنے آرامگاہ کو پھر گو تو

جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے باسپاہ نصرت پناہ خیمون مین
جاکر تمام امیران فوج دین و عیاران شجاعت آئین کو تحسین و آفرین
سے سرفراز کرکے مسعود و ہاشم کو خلعت بیش قیمت سے مخلع
کیا ان دونون نے دست مبارک حضرت کو بوسہ دیکر مع تمامی امیرون
اور عیاران لشکر شادی و مسرت مین بدل مصروف ہوئے تو اوسی اثنا مین خوان
طعام آئے اور کھانا کھایا حضرت نے مع سرداران گروہ مومنین خاصہ تناول
کرکے طلایہ نگہبانی لشکر کے لئے روانہ کیا لیکن عمر سعد جب اپنے خیمہ
مین پہنچا تو ملعون ازبسکہ رنج و الم کھاکر سیر ہو گیا تھا بیدلی سے
کچھ کھانا بیمار کرکے جلدی سے تمام سرداران لشکر کو رخصت آرام
گاہ دیکر اور درد مرگ سے آپ بھی ہم بستر ہوا اور چاروناچار وہ شب
کینہ بہ رنج و ملال اور کینہ بطاعت ذو الجلال بسر کی وقت صبح کوئی
شادمان اور کوئی خائف و ہراسان اپنے بستر رنج و راحت سے اوٹھا
جبکہ کشور آرائے ممالکت آفتاب عالمتاب نے چہرہ کو افق مشرق
سے پرانوار کیا کے دیدۂ دیدار روزکور روشن کیا تو جناب
محمد حنفیہ علیہ السلام طبل آراستگی لشکر بجواکے مرکب پر
سوار ہوکر سوئے رزم گاہ تشریف فرما ہوئے اور سرداران لشکر دین
نے بہت دلیران مومنین سے خصوصاً سب سے پہلے اہل قزوین
آکر میدان مین صف جنگ آراستہ کی اور تمام سپاہ اسلام مین صف
بندی جب ہو چکی تو حضرت محمد حنفیہ علیہ السلام نے

قلب لشکر مین کھڑے ہوکے کوس حربی وکرناے رزمی کو بجانیکا حکم دیا
راوی لکھتا ہے کہ ابن سعد بھی اوسوقت ناچار مع سپاہ دین پناہ قوم مشرکین
میدان مین آکر لشکر کی صفین آراستہ کرکے قلب سپاہ مین پناہ سمجھکر جب کھڑا ہوا
اور فوج طرفین انتظار آغاز میدان قتال مین کھڑے ہوکے اس خیال سے ایک
دوسرے کو دیکھنے لگے کہ دیکھین آج کونسا دلاور کس طرف سے حربگاہ مین
سبقت گزین ہوتا ہے ناگاہ امیر مسیب ابن محمد قعقاع خزاعی لباس
شایستہ شاہی سے آراستہ ہوکر رزمگاہ مین لشکر عدو سے دوبدو ہوا تو دیکھا
کہ وہ دلاور چار قبہ طلائی زیب سے کئے ہوے خود زرکار جادی سرپر رکھکے
سلاح جنگ تیر و تبر و شمشیر وغیرہ سے خوب آراستہ مرکب بادپیکر بادپاے
ہر چار دست و پا سفید پر سوار اس مضمون کا مناقب مدح جناب شاہ
ولایت حیدر کرار مین بزبان عربی بجاے رجز پڑھتا ہوا زیب بخش
میدان وغا ہے نظم حیدر لشکر شکن فاتح خیبر علی * قاتل مرحب علی شاہ
دوعالم علی * باب حسین و حسن نایب خیر الورا * قاسم رزق جہان حامی دین نبی
مالک عترت ہے وہ باپسر عبد ود * قاتل کفار ہے مونس جان نبی * جبکہ وہ ہو
رہنما اوسکو بھلا ڈر ہے کیا * اوسکے سوا کون ہے ہادی شرع نبی *
کشور دین کا وہی خسرو ذیجاہ ہے * واقف سر خدا ہے وہ وصی نبی *
ہے وہ ولی خدا خلق کا مشکلکشا * شان مین اوس شاہ کے آئی ہے نادعلی
ساقی کوثر ہے وہ خلق کا رہبر ہے وہ * حقیقت اوسیکو کہا خلق مین اپنا ولی
* بعض یہ کلمات ادا کرکے یزید و معاویہ تمام بنی امیہ پر لعنت کہکر سیاہ رز *

... بیت ابو تراب کا ... تھا ...

... نے طلب پایا تو وہ ... کہتا تھا او ابن

سعد یہ شخص کون ہے جو اس ... جناب ابو تراب

کے ... اوس بدبخت نے جواب دیا کہ یہ جوان ابو ترابیون کا سردار ممتاز

کیا گیا فرمان دستخطی خاص ... کر ... انتقام خون جناب

امام حسین علیہ السلام میں امیر مسیب نامدار ہے اور یہ

اوسی منشور کی تقویت سے یہ بات کہتا ہے یہ عمر سعد نے اپنی لوگون

سے کہا اے اہل شام ہوا خواہان یزید ابن معاویہ ولد الحرام اس ابو ترابی کا

قتل کرنا تم پر فرض ہے کہ یہ سب سے زیادہ دشمن امیر شام کا ہے اے

دلاورو جو کوئی اسکو قتل کرکے اسکا سر لاوے گا پانچ ہزار دینار و خلعت

خاص ملبوس اوسکو مرحمت کرونگا یہ سخن سنکر شبد نامی ایک خارجی میدان

رزم کیطرف بصد شوکت و شان راہی ہوا شہسوار گروہ [illegible] اپنے

تئین شیر جنگ جو سے کامل سمجھکر ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ جنگ یزید میں آوے

گا زنہار ابو ترابیون سے میں جدال و قتال نکرونگا [illegible] مانے میں

مجھکو صلاح اس کام کا سوائے یزید کے کوئی ندے سکیگا لیکن اوس وقت

جب اجل نے گریبان اوس بے ایمان کا کھینچا طمع زر سے [illegible] نے میدان رزم

کیجانب امیر مسیب کے مقابلے کیلئے روانہ کیا تو وہ بد گہر

مسیب عالی وقر کو تنہا اسنا کر ابو ترابیون کو برا کہنے لگا اور [illegible]

ہو کے وہ سگ ناپاک اوس غلام شہید پر ایک وار تلوار کا بھی کر بیٹھا

اوس شقی نے بقصد قتل امیر کے ہاتھ اونچا کیا اور دوسرے وار کے اغیظ تمام رحمت
ورشت سے امیر مسیب نے غضب آلود ہو کر یا علی شیر خدا کہہ کر
ایک تلوار ایسی لگائی کہ اوس شقی کے سر سے لیکر زین تک چشم کاٹ کر دو
حصہ کر کے اوسکے نجس لاشہ کو پشت اسپ سے زمین پر گرا دیا لکھا ہے
کہ اوسوقت جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے ضرب شمشیر مسیب
نامدار کو ملاحظہ کر کے تحسین و آفرین شدید فرما کے طبل شادی بجانیکے
لئے حکم دیا اور تمامی گروہ مومنین نے شور و غل صداے احسنت و مرحبا
اوس سادت نشان پر کیا اور بآواز بلند درود محمد و آل علیہ الصلواۃ
والسلام پہونچایا دیکھتے دیکھتے دو یا تین ساعت سے پیچ و تاب کھا کے
ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچ بس و نیز شقی تعین اکبر تبہ عبد شامی
اپنے پر سے نکلکر میدان رزم میں آیا اگر مسیب کینہ جو سوار اوس دلاور
نے تیغ برق کردار سے اوسکو بھی ماریکر تب واصل جہنم کیا تو براق نامی
ایک شامی بہر حرب میدان جنگ میں آکر اوس دیندار سے کارزار کرنے
لگا مگر مسیب نامور نے اوسکو بھی ایکدم میں تہ تیغ بے دریغ کر ڈالا
القصہ اسیطرح جبتک آفتاب نے قلب آسمان فلک میں آکر اپنا
قدم رکھا اوسوقت تک ۱۱۹ آدمی بڑے بڑے نامی لشکر شام کی امیر مسیب
غازی نے قتل کئے اور ہر دم وہ دلاور مبارز طلب کرتے جب
بازار کارزار کو گرم کرنے لگا یہ دیکھ کے علیہ ابن خیطر نامی ایک شامی
دیکھ کر امیر کے گھٹنے سے میدان رزم میں جاکے امیر مسیب

ستے مقابل ہوکر بڑی سرعت و جرات سے نیزے کا وار کیا مسیب نے
اوس وار نیزے کے جب اوس بدکا کے روکے تو اوس ملعون نے نیزہ
پھینک کے گرز اوٹھا کر امیر مسیب پر اس ضرب سے لگایا کہ
اوسکے روکنے کی تاب شاید کوہ کو بھی نہو تی اور اگر کوہ کے سر پر وہ
ضرب پڑتی تو اوسکی کمر مین بھی ویچک آجاتی و لیکن مسیب دیندار
نے اوس بدکردار کے اس وار کو بھی باسانی تمام روکر کے قربوس زین
سے اپنا گرز نکالکر بالاے سر لیجا کر کہا کہ اے لعین بس ہوشیار ہوجا کہ
اب یہ غلام حیدر کرار تجہپر اپنا وار کرتا ہے یہ سنکے اوس لعین نے
سپر کو جب پناہ سر کر لیا تو امیر مسیب نے یکبار یا علی مدد
کہکے ایک گرز ایسا اوس لعین کے قبۂ سر پر مارا کہ بعد ین مع مرکب
ہیجان ہو کر زمین نیستی ہموار ہوگیا بس یہ حال کو دیکہ کر تمامی لشکر
کفار نے مع ابن سعد و پسر زیاد نعرہ آہ جگر سوز ایسا بلند کیا کہ اوسکے
شور سے صداے شادیانہ لشکر اسلام نے دوبالا ہوکر گوش ہوش
ساکنان جہان کو پراگندہ کرنے مین کچہ باقی نہ رکہا اور ستمگر آپس مین
ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یہ عرب ایسا صاحب قوت و ضرب
ہے کہ زمانے مین اسکا نظیر نہین ہے یہ سنکے عبید اللہ زیاد نے
کہا کہ اے یار و اگر یہ شخص ابو ترابیون مین بادشاہی کرے تو سزاوار
ہے غرض اسی حال مین جانب صحرا سے ایک گرد عظیم بلند
ہوئی کہ روے خورشید کو حجاب وغیرہ گرد و غبار سے اوسکے نے

آفتاب کو روپوش کردیا اور اوسکے گرد و غبار کے پردے مین سے صدا سے
کوس و غلغلہ بوق قرقیس وارہ نادہ اپنے آنے لگے اور صحرا اسکا ریز م
مین ایک زلزلہ پڑگیا مسیب نامدار یہ سامان دیکھکر اونکا سب سپاہ
مین آسکے کھڑا ہو گیا اور سپاہ طرفین او س وقت جنگ کو ملتوی کرکے
اوس طرف مصروف ہو کے دیکھنے لگے مگر جب اوس غبار کے
دامن کو ہوا کے جھونکے نے شگاف کیا تو معلوم ہوا کہ فوج دریائے موج
ملک عجم کی بیس ہزار آدمیونکی جمعیت تیس ۳۰ نشانون سے بہرام
شاہ ابن ماہوے سوے و عبدالوہاب نیشاپوری
و عادل ابن مظفر سیرانی و بہزاد طوسی و محمود ابن حسن
باوردی و محمد سمناقی و ابوالعلاء ترشیشی کے جلومین سے چلے
آتے ہیں بس اوس دم امیران فوج و سرداران لشکر مومنین
یہ حال دیکھکر اون لوگونکے استقبال کو روانہ ہوے جب وہ لوگ
قریب جناب حضرت محمد حنفیہ علیہ السلام کے پہنچے اور
سب کے سب یکبار پیادہ ہو گئے تو حضرت نے بھی یہ حال اون
دین دارونکا دیکھکر ارادہ کیا کہ مرکب سے اوترکر اونکو ملاقات سے مشرف
فرماوین لیکن بہرام شاہ خراسانی یہ ماجرا دیکھ کے التماس کرتا ہوا
دوڑا کہ یا حضرت بخدا و رسول و جناب علی ابن ابیطالب علیہ
السلام آپ مرکب سے نہ اوترین فقط حضرت کا ہماری طرف
متوجہ ہو کر نظر فرمانا باعث ہماری عزت و حرمت کا ہے القصہ

دو دالماس رکاب حضرت کو بوسہ دیکر صف لشکریان کو روانہ ہوا تو حضرت محمد
حنفیہ علیہ السلام اوسی پر کمال توجہ سے سرافراز فرماکر یہ باتین
زیب سنت کرچہ ساتھ کوس وصال کہ بابا [illegible] جلوچہ [illegible]
اور جس نشان [illegible] بیس ہزار جوانان [illegible] سوار [illegible]
حضرت محمد حنفیہ علیہ السلام نے جب بہرام شاہ خوارزمی
[illegible] شمس الدین حقانی و حسن بخاری سے کو پہنچا کر آپ یہ بات
[illegible] جس پر نشان لایا حضرت یہ مسعود شاہ سے
یہ باتین ہو رہی تھین کہ اسٹنے مین اوسنے آکر ان مرکب و رکاب
حضرت محمد حنفیہ علیہ السلام کو بوسہ دیا اوسوقت اوس جناب
نے ہزاران مہربانی سے اونکو بھی سرافراز فرماکے صف سپاہ میں صف
آرا ہونے کا حکم دیا اسے حال مین سبب پر آواز کوس دہل با گرد و غبار
پیدا ہوئی تو دیکھا کہ تیس ہزار آدمیونکی جمعیت سے تیس نشان چلے آتے
مین یہ دیکھ کے حضرت محمد حنفیہ علیہ السلام نے پھر بہرام شاہ
ابن ماہرو سے معوزی سے مخاطب ہوکر پوچھا کہ اسنے نامور
یہ کونسے لوگ نکا انبوہ آتا ہے بہرام شاہ نے کہا کہ یا حضرت
ہامان شاہ سمرقندی و ناہیار علیا بادی و علاء بخشی و
فرہاد کیشی و عبدالمجید حقانی و عبدالصمد خجندی و سلطان
محمد ترمذی و ابو الہواء کاشغری و عبدالغفار طہرانی ہیں اس
جمعیت مین سبکے غرض وہ لوگ بھی آکر شرف ملازمت سے

جب مشرف ہوکر صف لشکر مین جاگیر ہوے تو پھر اور ایک گروہ
چھبیس ہزار آدمیون کا کہ اونمین سولہ ہزار سوار اور دس ہزار پیادی تھے
چھبیس نشانونسے باصداے کوس و کرنا نمایان ہوا جناب محمد حنفیہ علیہ
السلام نے جب بہرام شاہ سے فرمایا کہ اے دیندار اب اور کونسا
سپہ سالار غلام حیدر کرار آتا ہے وہ دست بستہ ہو کر عرض کرنے لگا
کہ یا حضرت غلا از لی میرا پدر خوش سیر ماہوے سوری
خراسانی آتا ہے لیکن دیندار زیارت جناب محمد حنفیہ علیہ السلام
سے کامیاب ہو کر بے اختیار رونے لگا کہ امنے اوس جناب کو عہد
جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام مین عجب شان
و شوکت خسروی سے دیکھا تھا اور ماہوے سوری سننے
جب گھوڑے سے اوترکر رکاب حضرت کا بوسہ لیکے مع تمام سرداران
کے سر برہنہ ہو کر مصیبت جناب امام حسین علیہ السلام
مین خوب سا گریہ و بکا یا آہ و نالہ کیا تو عبید اللہ زیاد و عمر سعد اس فوج
دریا موج کو دیکھکر متعجب ہو کر کہنے لگا اللہ اکبر اسقدر ابو ترابی ابھی
دنیا مین موجود ہین یہ سنکے ایک شخص لشکر شام مین سے کہ برابر ابن سعد
کے کھڑا ہوا تھا کہنے لگا اسے امیر تو ایسا کس خواب خرگوش مین گرفتار
ہے یہ ابھی فقط ایک اقلیم کے لوگون نے خبر شہادت جناب امام
حسین علیہ السلام کی سنی ہے تو اسقدر لوگ آئے ہین اور
جب سب اقلیمونکے لوگ اس حال سے آگاہ ہو وینگے تو ادسم

گیا ہے اسے یارو کیا کہون کہ میٔنے اسی عبث آزردہ تھا لکھر گیا ہے حقیقتاً
یہ شخص مجنون معلوم ہوتا ہے لکھا ہے جب وہ جوان میدان رزم مین پہنچکے
ایک لحظہ بہ دم لیکر پھر مرکب کو بھگا کے قلب لشکر اسلام کیطرف ابو ترابیون؛
کی فوج کیطرف ہوا چلا اور برابر اونکے جا کر مرکب سے اوتر کے رکاب حضرت
محمد حنفیہ علیہ السلام کو بوسہ دیکے کہنے لگا کہ لعنت خدا یزید ابن معاویہ
کو بد گوہر لوگونکو گمراہ کر کے ایمہ دین سے منحرف کرتا ہے یا حضرت مجھے زمرہ
سوالیان علی ابن ابیطالب علیہ السلام مین شریک جان کر کے
اجازت میدان وغا عنایت فرمائے کہ کچھ آدمی قوم مشرکین مین سے قتل
کر سکین یہی ثواب آخرت حاصل کرین حضرت نے فرمایا کہ یہ بات تو دلسے
کہتا ہے یا زبانی اسنے جواب دیا کہ یا حضرت مین بدل آپ کے غلامی
میں جان حاضر ہے لیکن ان حرامزادون نے سچ کہنے پر مجھے ستایا ہے اور کپڑے اوتار کر
تمام بدن اپنا دکھلایا کہ وہ جا بجا نیلا ہو گیا تھا مگر یہ حال اوس جوان کا دیکھ کے
جب حضرت نے پوچھا کہ یہ رنج کسنے تجھے دیا ہے اوسنے جواب دیا کہ ستم
عمر سعد و ابن زیاد و قاتلان فرزند ختم المرسلین سے مجھے یہ اذیت
پہنچی ہے یہ سنکے جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے خلعت
فاخرہ اوسے مرحمت کر کے رزم گاہ کی اجازت دی وہ جوان وہ دولت
لوٹین سے کامیاب ہو کے مرکب پر سوار ہو کر رزم گاہ مین جا کے بکمال قوت
ظالمون سے مبارز طلب کرنے لگا کہ اسے عمر سعد تو سمجھ اپنا دوست جانتا تھا
اسلئے کہ تو نے مجھے مار کھلوائی تھی اسے بدبخت بیچیدکو

پہلوان کو زمین اوسے مار کر سوئے جہنم بھیجدون یہ سنکے ابن زیاد بد نہاد نے
عمر سعد سے کہا اے نادان تو جانتا ہے کہ ہزار ہا ان ابوترابی مرد پسر ابوتراب
کو مانتے ہین پس اگر ایک شخص نے نادانی سے سچ یا جھوٹ کچھ کہا تھا تو تجھکو
اوسے مار ڈالنا کیا ضرور تھا اب یہی کیا دشمن جانی بنا ہوا ہے اذا اسے یہ کلام اوسکا
سنکے عمر سعد تو مانند خوک خشمناک غضب مین آکر تاؤ پیچ کہانے لگا اور پسر زیاد
بیدین نے تمام لشکر سے پکار کر کہا کہ اے دلاور کوئی پہلوان رزمگاہ مین جاکر
اسکو مار کے یہ خلعت جو پسر ابوتراب نے اسکو دیا ہے لیلے یہ سخن سنکر ایک
شخص تھو ثوری نامی لشکر ابن سعد سے ملمع خلعت اوس تازہ مسلمان سے
لینے کو چلا مگر جب برابر اوس دیندار کے پہنچا تو کہنے لگا اے آزاد مرد
تو نے یہ کیا حرکت کی کہ دوستی یزید کو ترک کرکے مطیع فرمان ابن ابوتراب
ہوا ہے اسے برادر کیا عبید اللہ زیاد و عمر سعد کے پاس ایسا خلعت نکلتا نہ تھا
کہ جو تو نے اسکی ملمع سے اونکی رفاقت چھوڑ کر اپنے تئین عاصی کیا یہ سنکے
اوس مومن موالی جناب حیدر کرار علیہ السلام نے اوسکو جواب دیا کہ اے
بندۂ خدا ابن سعد پسر زیاد بد نہاد کیا سگ خوک ہین کہ اونسے ملمع خلعت چندر
کوئی انسان کرسے ارے نادان ان ظالموں نے آپ ملمع خلعت و زر سے
نور چشم رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام
کو شہید کرکے اپنے دنیا و دین کو خراب تباہ کر دیا ہے بخدا اسے برادر مین
تو اس گروہ ناپاک کے اسے عمل قبیح سے بیزار ہو کر امام برحق فرزند جعفر
صادق حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا مطیع فرمان

ہوا ہون اور جیسے انکی محبت میں بے اختیار کی ہے دل میرا مثل خورشید تابان
نور ایمان سے روشن و مانند شیر پر جوش محبت جناب حیدر صفدر
سے دلیر ہوگیا ہے اے مہو لثوری مجھکو اپنی مرگ کا کچھ اندیشہ نہین ہے کہ
دولت دنیا و دین سے بے نیاز ہوگیا ہون مہو لثوری اوسکی یہ باتین سنکے مثال
گل شگفتہ ہوکے کہنے لگا اے دلاور اگر مانند خضر تو میرا رہبر ہوکر خدمت جناب
محمد حنفیہ علیہ السلام مین مجھے پہنچادے تو مین بھی حلقۂ اطاعت یزید
سے نجات پاکے رہ سوارہ مستقیم ہوجاوین یقین ہے کہ تجھکو بھی اس امر خیر کی
کوشش مین بہت اجر عظیم حاصل ہوگا یہ سخن اوس مرد حق پرست سے سنکے اوسنے
جواب دیا کہ اے بھائی بہتر اس سے کیا ہے چل مین تجھکو بھی اوس جناب کی دولت ملازمت
سے مشرف کردون تا تو بھی دیکھلے کہ برکت محبت اہل بیت اطہار سے کیسا
سیر دل کا ہوجاتا ہے۔ بیت۔ دست در دامن حیدر زن و اندیشہ مکن ۞ ہر کہ با
نوح بہ کشتی است چہ غم طوفان نیست۔ غرض جب وہ دونون دلیر مرکبون کو
دوڑاکر خدمت جناب محمد حنفیہ علیہ السلام مین آئے اور
اوس مومن نے احوال اس کامل اعتقاد تازہ مسلمان مہو لثوری کا اوس
خلف امام مبین سے بیان کیا تو حضرت نے اوسکو بھی بعد بزرگی تحسین و آفرین
خلعت و زر بیقیاس سے سرفراز فرماکے دولت جاودانی ایمان سے مالا
مال کیا۔ راوی کہتا ہے کہ اوسوقت عمر سعد اس حال کو دیکھکے اپنے بخت
بد پہ نفرین کرکے آپس مین کہنے لگے کہ بس معلوم ہوا اب یزید کا اقبال برگشتہ
ہوگیا ہے لیکن جسدم وہ دونوجوان صف مومنین مین آراستہ ہوکر کھڑے ہوے

وہ بدگہر مرکب طوسی پر سوار ہو کے بہ قصد جنگ میدان ستم مین برابر اوس جوان نیشاپوری کے پہنچا اور تیر کو چلہ کمان سے جوڑ کر کہنے لگا اے ابوترابی ابھی تک خیر ہے کہ تو میرے ہمراہ ابن سعد کے پاس چل تا مین تیری تقصیر معاف کرا دون الا اس تیر سے ابھی تیری طائر روح کو پرواز مرگ مین لاؤنگا لکھا ہے کہ اوس جوان نیشاپوری نے یہ حرف درشت اوس بے دین سے سنکے کہا اے بدگہر ایک مت تالا کہ خدنگ لعنت خدا کا تیرا اور عمر سعد و پسر زیاد کا مرنے روح تا قیامت بدف ہی گا اسے بدگہر میدان جنگ مین آکر زبان سے یہ کیسے کلمات بیہودہ نکالتا ہی اگر تجھے محبت یزید پلید کا سبب دعوی ہے تو کچھ میرے روبرو دست بازو سے اوسکے فرط محبت کا اظہار کر یہ کلام اوس نیک انجام کا سنکے سفیان مردود نے غیظ مین آکر ایک تیر اوس مومن نیک تقدیر کیطرف چلہ کمان سے روانہ کیا اوس لاور نیشاپوری نے سپر پیش کر کے اوسکو سو کیا اسیطرح اوس خارجی نے متواتر تین تیرون تک اپنا وار اوس بیدار پر کیا مگر اوس مومن کامل نے اون سبکو رد کیا اور کہا کہ اے بدنہاد ہوشیار ہو کہ اب میرے تیر کی باری آئی ہے یہ کہکر نام علی ابن ابیطالب علیہ السلام کا لیکے ایک تیر اوس بے پیر پر ایسا لگایا کہ قبضہ سر کو مع سینہ ستمگر توڑ کے پشت سے باہر نکل کر نظر سے غائب ہو گیا سفیان مردود محبت آل ابوسفیان مین گھوڑے سے گر کے مالک جہنم کے پاس روانہ ہوا وہ جوان نیشاپوری پھر مبارز طلب کر کے کہنے لگا اے شامیو جسکو شربت مرگ سے سیراب ہونا منظور ہو وہ گھر جلا [illegible] نکلکر میرے پاس آوے یہ سنکے اغوائے شیطان کے مطلب اجل سے اوسوقت طلیعہ شین آکر ایک خارجی جب اوسکے مقابل کے لئے آیا تو اوس مومن نے اوسکو بھی مانند اوس

رعب سے اوسکے ہاتھ سے قتل ہوا جب اوس ناپاک کو مار ڈالا تو
سپاہ بیدین سے کوئی اوسکے مقابل کو نہ آیا یہ حال دیکھکر لاچار ہو کر اوس لشکر
نحس سے قالب پر حملہ کرکے بہت سے بیدینوں کو مار کے بیت
المقدس کی سمت راہی ہوا یہ حال دیکھکر لاوی کا دیکھکر عمر سعد و شمر بد گہر نے
اپنی فوج کو پکار کر کہا کہ اے یارو اسے کسیطرح گھیر کے مار لو یہ سنکے پانچسو
آدمی یکبارگی اوس دلاور پر حملہ کرکے جا پڑے جب وہ سب بدبخت یکبار اوس
بیدار کے گرد ہو گئے تو اوس جوان نیشاپوری نے تکبیر کہہ کے شمشیر آبدار سے
اکثر ناریونکو مار کر دار البوار میں بھیجنا شروع کیا لکھا ہے کہ ایک دم زدن میں پچیس
آدمیونکو مار کے جب باقی بیدینوں کو رزمگاہ سے بھگا دیا تو عمر سعد اپنے لشکر کا
یہ حال دیکھکر کہنے لگا اے تیرہ بخت شامیو لعنت خدا تمپر کہ ایک جوان سے
پانچسو نامرد بھاگ گئے پھر یہ ہوا ابو طاہر طوسی کہتا ہے کہ اوس جوان نیشاپوری
نے جب دوبارہ قصد حملہ کرنے کا کیا تو یکبار جلید فیل تن پہلوان تہمتن نے مرکب
دوڑا کر اوس نامور کے برابر آکر للکار کے ایک وار تلوار کا اوس غلام حیدر کرار
پر کیا مگر نیشاپوری نے اوس شیر دلیر نے وار اوس بدکار کا خالی دیکر للکار کے ایک تلوار
یا حیدر کرار کہکے اوس بدنہاد پر ایسی چھوڑی کہ ملعون نے سایہ سپر میں پناہ
لیا اور اوس شمشیر آبدار نے سپر کو کاٹ کر تا ناف اوس نابکار کو مثل خیار تر
شگاف کر کے زمین پر گرا دیا یہ حال دیکھکر سپاہ خوارج سے شور الحذر الحذر کا
بلند ہوا اوسوقت مومنین نے درود محمد و آل محمد علیہ الصلوٰۃ
والسلام پہنچا کے اوس کو تحسین و آفرین کے کلمات سے یاد کیا اور

حضرت محمد حنفیہ علیہ السلام نے اوسوقت ماہو سنے
نوری سے پوچھا کہ اس جوان کا کیا نام ہے آیا تم اسے پہچانتے ہو یا نہین
وہ کہنے لگا کہ یا حضرت اسکو نیشاپوری کہتے ہین اور یہ جوان ہامان
بن اسحاق سیرانی کا بڑا دوست جانی ہے یا سپہر حیدر کرار
کیا آپ کو یاد نہین ہے کہ یہ دلیر عہد جناب شیر خدا مین سیر سے سیراوس
سرور دوجہان کے زیارت کو آیا تھا اور اتفاقاً ایک دن جب یہ اوس حضرت
کی زیارت کو گیا تو وہ جناب زیر سایۂ آسمان کھڑے ہوئے تھے ناگاہ بہت سے
کلنک ہوا ے آسمان مین اوڑتے معلوم ہوئے جسدم وہ حضرت اون کلنگون کی
سمت توجہ فرمائی تماشا ہوئے تو اسنے عرض کی کہ یا حضرت اگر ارشاد ہوئی تو ایک
کو اس انبوہ مین سے ہدف تیر کرکے حضرت کے روبرو آسمان پر سے زمین پر گرادون
یہ سنکے حضرت شاہ ولایت علیہ السلام نے اوسکو اجازت فرمائی کہ
بیٹھ کے تیر لگا اس جوان نے حضرت کے سامنے بیٹھ کر پہلے ہی تیر مین ایک
کلنک کو مار کر آسمان سے زمین پر گرادیا بس یہ حال دیکھکر جناب شاہ مردان
علیہ السلام نے مسرور ہوکر اسکو دعائے خیر سے یاد فرما کے یہ جو تلوار اسکے گلے
مین حمایل ہے لطف و مہربانی سے عطا فرمائی اوسی سے یہ ملعون کو بیخوف و خطر
قتل کر رہا ہے لکھا ہے کہ وہ تلوار بادشاہ یمن نے اوس جناب جہان
مآب امام جن و انس کے لئے بطور ہدیہ و تحفہ بھیجی تھی القصہ جناب
محمد حنفیہ علیہ السلام نے یہ سنکے تمام فوج دریا موج اہل اسلام کو
حکم دیا کہ سب یکبار حملہ کرکے لشکر کفار پر دوڑ جاؤ تا اس جوان نیشاپوری

گو کہ چشم زخم پہنچے لیکن یہ حکم والا شان کے امیر مسیب و امیر مختار و امیر علقمہ و امیر سعید و ماہوی سوری و امیر اسفندیار وغیرہ سب سرداران لشکر ظفر اثر مومنین کے یکبارگی ملکر گئے نزدیک لشکر ضلالت پیکر اہل شیر کے جا کھڑے ہوئے اور شیر زن نیشاپوری نے یہ دیکھا کہ لشکر اسلام کے سردار امیری امداد کو آئے ہیں اوسوقت وہ دلیر زیادہ تر شیر ہو کر قلب سپاہ اعدا میں گھس گیا اور جس خارجی کے سر پر وہ تیغ عنایت کردہ حیدر کرار لگاتا تھا اوسکو تا مرکب چیر پارہ کر کے زمین پر گرا دیتا تھا اور کسی کی کمر پر تلوار لگاتا تو کیرے کی مانند خیار تر اوسے دو ٹکڑے کر ڈالتا تھا چنانچہ اوس سب میں ہامان ابن اسحاق سیرافی اپنے دوست جانی شیر زن نیشاپوری کی جرات و ہمت و قوت بازو کا تماشا دیکھکر از بس مسرور ہوتا تھا مگر جب اوس حال سے اوس نیک خصال کو دیکھا کہ وہ ہمت سے قلب لشکر عدو میں تنہا گھس کے شمشیر زنی کر رہا ہے اندیشہ چشم زخم کے وہ یہاں سے بیتاب ہو کر بمعیت سرداران نامدار مانند ابو الغراس رازی و ابو الحارث طہرانی و مسعود قزوینی و قاسم قرود کردی و شاہ مہر دامغانی و کامیار گیلانی و فرہاد کرمانی و داراب کردی و یوسف نظامی و ابو الفتح ہمدانی و شاہ دکام وغیرہ کے اپنے ہمراہ لیکر میدان کارزار میں بمدد اوس دلاور نامور نیشاپوری کے آپہنچا جب مومنین نے دیکھا کہ وہ دلاور جوش شجاعت سے بے محابانہ حملہ آور ہو کے فوج اعدا کو ایسا قتل کر رہا ہے کہ ہزاروں شامی قتل ہو گیا اوس شیر کی ہیبت سے بھاگے جاتے ہیں سب شیعیان جناب

علی ابن ابیطالب و منتقمان خون حضرت امام حسین
علیہ السلام اوسکو مرحبا و آفرین کرنے لگے راوی کہتا ہے کہ ابن سعد و
ابن زیاد و شمر ذی الجوشن و حجر ابن حجاز و صفوان و قیس بن اشعر و زید ابن طارق
اپنی سپاہ بے تباہ کو بزم دلداری کر کے کہتے تھے کہ اے یاروان ابوترابیون
کو کہین جلدی سے مارلو کہ خلعت و نعمت بقیاس یزید سے کامیاب ہوجاؤ
یقین ہے کہ یزید نقد و جنس اسپ و شتر و خلعت و زر و ملک و غیرہ اس کام کے
صلہ مین بہت سا تم لوگون کو دیوے گا اے بہادرو خبردار زنہار راہ فرار بھی
زن ہونا کہ موجب مایوسی حصول مراد ہے غرض ہر چند وہ بدگہر یہ کہکر اس خیال
سے کرہمت بندہاتے تھے کہ ایسا نہو کہین بھاگ جاوین لیکن فوج شام بدانجام
ہر لحظہ زیادہ ترست ہوتے جاتے تھے جب عبید اللہ زیاد بدین نے دیکھا
کہ فوج ستم کوئی دم مین بہاگا چاہتی ہے بدبخت نے یہ کلمات غیرت فزا لوگون کہ
کہنے شروع کئے کہ اے ہوا داران یزید و معاویہ یہ وقت شرم کا ہے اور مقابلہ عدو
سے بہاگنا مردونکے لئے بدتر مرگ سے ہے بخدا اگر اسوقت تم عدو کے مقابلے
سے بھاگوگے یہ تو ابوترابی تمہارے تعاقب مین ہوکر تم مین سے ایک کو بھی زندہ
نہ چھوڑینگے اور انکے ہاتھ سے بچ بھی جاؤگے تو ریگستان مین زحمت تشنگی
و گرسنگی سے منزل گور کے کنارے پہنچوگے اے یاروں اس سے تو دادِ مردانگی دیکر مردان
کارزار مین مرنا بہتر ہے کہ تا قیامت اسبات کا اہل دنیا مین چرچا رہے گا القصہ
اوس مردود کا کہنا خار جہنم کی ذہن ناقص مین جب آگیا تو کہنے لگے کہ ہان
اے سپہسر مرجانا تو سچ کہتا ہے اور بہاگنے سے بازرہ کر میدان وغا مین

پھرے سپاہ اسلام سے جنگ نہ دیتے سیدھے یادشاہ کوشش کرنے لگے اور مجاہدان
فوج دین بھی کیفیت مین کچھ کمی نکرتے تھے چنانچہ ایران توران فارس و
وداراب کردستان طبرستان ایران خراسان ترکستان عراق و عربستان و
غیرہ ان ملکون مین نشان پاک لگے دلیس پیاران جناب سید الساجدین
علیہ السلام میدان رزم مین جب دشمن کشی پر اوتارے ہوئے تو جو
بدبخت جس کسی کے منہ چڑھا اوسنے اوسکو پہچان کرکے سپاہ شام کو ایسا
پسپا کیا کہ فرار لشکر کفار کا سامان ظاہر ہوگیا قریب تھا کہ تمام لشکر ظالم شامیون
شام بھاگ کر شام کو چلا جاوے مگر ناگاہ پشت لشکر ابن سعد سے ایک گرد عظیم
نمایان ہوئی اور اوس گرد مین سے ایسی صدائے کوس حربی و کرنائے زریں
آنے لگے کہ وہ دشت رزم سراسر اوس صدا کی ہیبت سے کانپنے لگا یہ دیکھکر
مسیب نامدار نے میدان رزم سے پھر کر خدمت جناب محمد حنفیہ
علیہ السلام مین جاکر عرض کی کہ یا حضرت لشکر شام کیطرف سے ایک
گرد عظیم باصدائے کوس و کرنا بلند ہے معلوم ہوتا ہے کہ فوج یزید مدد ابن سعد
و پسر زیاد کو آتی ہے یہ سنکے حضرت نے فرمایا کہ نقیبون سے کہدو تا وہ بہادران
لشکر اسلام کو آگاہ کردیوین کہ زنہار کوئی آج کی شب جنگ عدو سے ہاتھ
نہ روکے مین آج رات بھر ان بدگہرون سے لڑکے مانند جنگ صفین یہان بھی لیلۃ
الہریر کا سامان ظاہر کردونگا اور خبردار زنہار طبل آسایش اسطرف سے کوئی
بجاوے نہیں تو وہ لوگ اپنے دل مین سمجھینگے کہ فوج اسلام کثرت سپاہ شام
کو دیکھکے ڈر گئے پس امیر مسیب نامدار نے یہ سنکے میدان رزم مین :

جا کر وہ کوشش مردانہ و تردد دلیرانہ انتقام خون شاہ شہیدان امام مظلوم مین کیا کر لشکر ستم کے چھکے چھڑوا دیے اور ہر دم وہ دلاور پکارکے کہتا تھا کر یا آل ثارات الحسین علیہ السلام مردانہ وار کوشش کر کے تا مقدور کافرونکو خوب قتل کرو اور مرنے سے زنہار اندیشہ ناک مہو ناکہ ہزار جان شیرین ہماری فدا ہے اوس حلق مبارک پر کہ جو میدان کربلا مین ظلم اعدا سے بریدہ ہوا اور اوسکے حال پر اختلال شکر سے نے رحم نکیا الغرض اوسی حال مین وہ لشکر کفار اسی ہزار نابکار کی جمعیت سے اسی علم سرخ و زرد و کبود و منقش سے کے پھریرے کھلے ہوئے چلا آتا تھا جب لشکر برابر ابن سعد کے آکے پہنچا تو وہ بدبخت اون لوگون کے آنے سے نہایت خوش ہو کر استقبال زید ابن حارث عبدالقہار جلی رسیار ابن تمیمی و سعد موصلی کے لئے کہ وہ اوس لشکر کے سردار تھی سوار ہوا اور اوسے بغلگیر ہو کر اپنے لشکر مین اونکو لاکر تمام فوج کو جلدی سے آراستہ کر فوج اسلام پر یکبار حملہ ور ہوا اوسوقت جناب محمد حنیفہ علیہ السلام بھی مع سپاہ اسلام و عیاران و بندار میدان کارزار کے بازار کو قتل کفار سے آراستہ کرنے لگے عجب طرح کی لڑائی ہوئے کہ اوسکی تعریف مین ذہن کامل ناقص ہے لیکن اوسی حال مین لشکر ستم مین سے ایک پہلوان نامی خنک عادی پر سوار قبا سے نرد پہنے ہوئے زرہ و جوشن و خود زرنگار کنگرہ دار و ساقین و زانو بند وغیرہ سے آراستہ گرز گران ہاتھ مین لیکے ایک تیغ مانند قطرہ آب کمر مین حمایل کئے ہوئے میدان رزم

ٹٹن دکہائی دیا تو فرہاد سیستانی نے میدان حرب مین جاکر اوسکو
گھیر کے ڈیڑہ گز کا ایک چہتر اوس بد نہاد کو مارا مگر بیدین ابن الوالجدر نے وار
فرہاد کا رد کر کے ایک گرز گمر فرہاد پر ایسا مارا کہ وہ دلاور بیطاقت ہو کے
زمین پر گر پڑا اور اوس بدبخت کے لوگون نے فرہاد کو جلد سے پکڑ کر باندہ
لیا عمیر ابن حارث کرمانی نے یہ حال دیکھ کر جست کر کے اوس بدگہر کے
پیچہا کر ایک وار خنجر کا اوس بدکردار پر کیا اوس مردود نے اسکے وار کو بہی
رد کر کے جلد سے اوس دلیر کے سر پر ایک گرز ایسا مارا کہ بیہوش ہو کر وہ دلاور
بہی زمین گیر ہو گیا اور خارجیون نے اوس موسن کو بہی باندہ لیا بس
اوسوقت ہاشم نہاوندی نے لپک کر ایک نیزہ مین اوس بیدین پر
لگایا اوس بد اصل نے اوس نیزہ مین کو بہی خالی دیا ہاشم نامدار دوسرا
وار نیزہ مین کا اوس بدکار پر کرنے لگا اوس بد نہاد نے جب سپر کو پیش
رو کر لیا تو یہ دیکہکے ہاشم نے نیزہ مین پہینک کر ڈیڑہ گز کی تلوار میان سے
کہینچکر ارادہ کیا کہ اوس بدبخت کے شکم پر مارے کہ یکایک پاؤن ہاشم
دلاور کا ایسا لڑکہڑایا کہ بے اختیار وہ نامدار زمین پر گر پڑا جب ہاشم نامور
نے قصد اوٹہنے کا کیا تو اوس مردود نے لپک کر ایک گرز شانے پر اوسکے
اس ضربت سے مارا کہ وہ پہر گر پڑا اوس بدکار کے ہمراہیون نے اوس
دیندار کو دوڑ کے پکڑ لیا بعد اوسکے شاہ مہرداد مغانی نے سپر کو
پناہ سر کر کے اوس بدکردار کے برابر جاکر للکارے ایک وار اوس نابکار
پر کیا الا اوس ظالم نے اوسے باسانی رد کر کے گرز اوٹہا کر ایک عمود قبہ

سر شاہ مہر پر ایسا لگایا کہ گرز قبہ سپر سے اوچٹ کر دوش شاہ مہر پر
آکے لگا اور اوس ضربت سے شاہ مہر نامور کا شانہ ٹوٹ گیا کہتے ہین جب
اوسکو بھی بیدینون نے گرفتار کر لیا تو یکبار فوج ستم مین طبل شادی تمام
لختیاں بد مآل بجانے لگے اور مومنین نے ہامان ابن اسحق سے بہاگ کر
حال بیان کیا تو وہ دل آگاہ اس خبر کو سنکے افسوس کرکے پوچھنے لگا
اے یارو تمکو کچھ معلوم ہے کہ نام اوس بدبنیان کا کیا ہے جسنے ہمارے
چار دلاورونکو خستہ و مجروح کرکے گرفتار کیا ہے یہ سنکے ایک مومن نے
کہا اے دلاور شمر ذی الجوشن علیہ اللعنہ اوسے بد گہر کو کہتے ہین ہامان جی لاور
یہ خبر سنکر مانند شیر غضبناک گہبک کر پکارا کہ ایہا الناس اوس بد کردار
کا قتل کرنا ہمپر بہر صورت فرض ہو گیا کہ وہ ہمارے مولاے غریب
کا قاتل ہے یہ کہکر وہ حربہ عنایت کردہ شیر کردگار علم کرکے برابر شمر
بد گہر کے جاکر ایک وار اوس بدکار سر جاتے ہی کیا اوس بدبخت
بیدین نے ہامان کے وار کو خالی دیکر ایک گرز اوس دلاور پر
لگایا مگر ہامان نے بسرعت تمام اوس مردود کے بغل کے تلے سے نکلکر پشت
پر جاکر کتف بد گہر پر یہ حربہ آبدار ایسا مارا کہ زرہ و جوشن کو کاٹ کے
دو انگل گہرا زخم اوسکے جسم ناپاک پر پڑ گیا بس شمر بدبخت زخمی
ہوکر جلدی سے ہامان کے سامنے سے ہٹکر زخم کو باندہکے کہنے لگا اے
ابو ترابی خبردار ہو جا کہ تو نے مجکو مجروح کیا ہے اسکے ما وارث تو اصلا
خائف نہوا کہ تو نے مجہپر یہ ضربت کاری لگائی خیر دیکہ تو ابکی مرتبہ ضربت

گرز سے کیسا تجھکو بھی زمین سے ہموار کر دیتا ہون یہ سنکے ہامان نے
اوسکو یہ تمام جواب دیا کہ اے حرامزادے تو وہی ہے کہ تو نے جناب
امام حسین علیہ السلام کو قتل کرتے کچھ خوف اور اونکے احوال پر کچھ رحم
نہ کیا کہ اوس جناب کے تن نازنین پر ایک ہزار دو سو پچاس زخم کاری لگے
ہوئے تھے اور اوسی حال مین اوس فرزند احمد مختار کے سینے پر تو نے
زانو رکھا سر مطہر اوس جناب کا تن سے جدا کیا اے بد گہر ہیدین دیکھ تو تجھکو
تیرے عمل کی کیسی سزا دیتا ہون کہ تیری جان کے لیے پنجہ شیر قضا ہو کر تیرا بند
بند کاٹ کر ابھی الگ پھینکدیتا ہون ہامان کے اس کلام سے شمر ولد الزنا نے
از بس غضبناک ہو کر دھوکا دیکے ایک گرز پھر مارا اوسوقت ہامان
نے جست کر کے شمر بد نہاد کے اوس وار کو بھی خالی دیکے اس حسن
سے آلہ عنایت کردہ شیر خدا اوس بدبخت کی ران پر مارا کہ چار اونگل وہ
چھرا اوسکے ران مین اوتر گیا وہ بد کردار اپنے اوس زخم ران کو دیکھکے غصہ
مین آکر ہامان سے کہنے لگا ای ہامان لا ورے میری اس ضربت
کو تو روک یہ سنتے ہی ہامان نے پیشدستی کر کے بد گہر کی دوسری ران
پر ایک اور ضربت اسطرح کی لگائی کہ ران کو مجروح کر کے پہلو سے مرکب
پر ایسی بیٹھ گئی کہ گھوڑا اوس بد گہر کا زخمی ہو کر بھاگ گئے الغرض ہوا اور شمر
بدبخت تھوڑی دور جا کے بیطاقت ہو کر گھوڑے سے گر پڑا اوتو ہامان نے
پھر قصد کیا کہ جا کر شمر کو کسیطرح واصل جہنم کرے ایک مرتبہ تین سو جیتے
اوس جہنمی کے دوڑ کر مع تیغ وسنان ہامان نامدار پر حملہ ور ہوئے

ناچار قہر دلاور اونسے منصرف روو بدل ہوگیا جب مسعود قزوینی
نے یہ حال دیکھا کہ سگ بیدین اوس شیر بیشہ جرات پر حملہ کرتا ہے اوس
نے امداد ہامان کو پہنچکر شمر مردود کے بڑے بیٹے کو ایک چھرا
پیٹ مین مارکے مرکب سے گراکے واصل جہنم کیا جب منجھلا بیٹا
شمر بیدین کا مدبر نامی یہ حال اپنے برادر کا دیکھکر مسعود دلاور پر جھپٹا
تو یک مرتبہ ہامان سنے دوڑکے اوس بدبخت کے کمربند مین ہات
ڈالکر پشت زین سے بلند کرکے اس صدمہ سے اوسکو روے زمین
پر دے مارا کہ وہ بدنہاد بیہوش و حواس ہوکر پابند قید ناچاری ہوگیا
اور جلدی سے دلاورون نے اوسکو باندھکر اپنے لشکر مین بھیجکے اوس
شمر کے بچے کی ہلاکت کا ارادہ کیا دیکھا کہ شمر بدگہر اسی عرصہ مین فرصت پاکر
گرتا پڑتا بھاگکر اپنے لشکر مین پہنچ گیا جب تیسرا بیٹا بھی شمر بدبخت کا اپنے
بھائیون کا حال دیکھکر بھاگ کے چلا تو اوسے ابو الفتح ہمدانی نے
دوڑکر پکڑ لیا غرض جب شمر مردود اپنے لشکر مین پہنچا اور اپنے بیٹون کا حال
سنکے مانند عورتون کے بیقرار ہوکے رونے لگا تو سرداران لشکر یزید نے
کہا اے شمر تو اسقدر کیون اشکبار ہے یہ نبرد گاہ محل امتحان ہے تو بہلوان ہے
بےبس تو اپنے بیٹون کے خون کا عوض جاکر ان ابوترابیون سے
کیون نہین لیتا ہے بھلا اس رونے سے تجھکو کیا حاصل ہووے گا وہ بدنہاد
یہ سنکے منہ پیٹ کر کہنے لگا اے یارو کیا کرون تمام مجروح ہورہا ہون
اور طاقت خوب ذرا بھی اپنے مین نہین دیکھتا ہون والا ابوترابیون

کے قتل سے مین زنہار باز نرہتا یہان مومنین لیسران شمر پلیدین کو جب اپنے
لشکر مین لاکے حال شمر اور اوسکے بیٹون کا آپس مین بیان کرنے لگے تو
اہل اسلام کو یہ سنکے بڑی خوشی حاصل ہوئی کہ شمر ستمگر قاتل جناب امام
حسین علیہ السلام کا مجروح ہوا اور ایک پسر بھی اوس بد گہر کا
مارا گیا ہے علاوہ اسکے دو پسر اور بھی اوس بد سیر کے گرفتار ہو گئے آئے
ہین القصہ اوس دن آدھی رات تک خوب لڑائی رہے بعد اسکے طبل آسایش
لشکر کے بجانبین مین بجنے لگا تو دونو طرف کی سپاہ اپنے اپنے لشکر گاہ کو روانہ
ہو گئے ہین اوسدن لشکر طرفین سے اپنی اپنی فتح و فیروزی مین
تا مقدور کوتاہی نہین کی تھی لیکن صورت حصول مقصد آیینہ الفرام در برآمد
کا مین جلوہ گر نہ ہوسے کہ تحریک ذرہ الا باذن اللہ ؛

معرکہ بست و پنجم

قلم وقایع نگار اخبار نویس کارگذاران مملکت جد و جہد کے زبان سے
یہ ثابت ہوا ہے کہ جب جناب محمد حنفیہ علیہ السلام
لشکر گاہ مین تشریف لا کے اپنے خیمہ فلک بارگاہ مین رونق افزا ہوے
تو اوسدم سب امیر فوج بھی خیمہ حضرت مین اپنے اپنے منزلت سے بیٹھہ
کے ہر ایک ثنا سے خیر اپنی زبان پر اوس حضرت کی شان مین لایا اور
مسعود قزوینی نے خبر گرفتار ہے عیاران فوج اسلام کے جب
حضرت کی خدمت مین عرض کی تو وہ جناب از بس بدیدہ ہو کر فرمانے
لگے کہ حفظ و حراست ایزدی مین سب ہین اونکو سپرد کیا انشاء اللہ تعالے

بزور ہی تمام بصحت و عافیت شہر سے اکر ملینگے یہ سنکے ہامان ناموس نے کہا کہ یا ابن حیدر کرار مین بھی لپسر شمر نابکار کو گرفتار کرلایا ہون اور ابوالفتح ہمدانی بھی ہاتہہ باندہ کر عرض کرنے لگا کہ یا حضرت مینے بھی اوس بد گہر کے چھوٹے بیٹے کو کہ مسعود کے رو برو سے بھاگا تہا گرفتار کرلیا ہے یہ خبر سنکے وہ حضرت خوش ہوکر انکے حق مین دعاے خیر فرماکے کہنے لگے اسے مومنو سگ بچون کا فرون کو بہوشیاری تمام عبید اللہ زیاد کے بیٹے کے پاس کہ جسکو کوٹے مین پکڑ لایا تہا قید کرو انشاء اللہ تعالے کل صبحکو مین ان ہمہ بیونکو سزا اُسے کال دونگا غرض جب ان دونو نابکارونکو اوس حرامزادے سیکے پاس لیجاکر قید کر چکے تو جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے خاصہ طلب فرمایا یہ سنکے خان سالار نے آگے دسترخوان بچھا دیا جب حضرت مع مومنین خاصہ تناول فرماکے بعد ادا اسے حمد کبریا ملا یہ نگہبانی لشکر گاہ کے لئے روانہ کیا تو اوسوقت سب سردار و عیار اوس جناب سے مرخص ہوکر اپنے اپنے مقامونپر گئے اور عیارون نے باہم مشورہ کرکے مع شیر از نیشاپوری نے بھی کہ چالیس عیارونکی جمعیت کا سردار تہا سب سے متفق ہوکے ہامان ابن اسحق شیرازی کو اپنے گروہ کا افسر کیا راوی کہتا ہے وہ شب لیالموننے بعد رنج و تعب خصوصًا شمر مردودنے بیٹونکے رنج سے اور اپنے زخمون کے اندوہ سنے باچشم گریان بسر کی صبحکو بعد طلوع آفتاب

ابن سعد بیدین نے ایلچی خدمت پسر جناب شاہ ولایت
علیہ السلام میں بھیج کر ایک روز کی مہلت اس حیلہ سے طلب
کی کہ ہم کو آج کچھ مہمان نو کی دعوت کرنی منظور ہے عذاب خدا
اوس بدگہر پر کہ مہمان کربلا جناب سید الشہدا علیہ
السلام کی دعوت کا خیال کچھ نہ کیا اوس فرزند فاطمۂ زہرا
علیہا السلام کئی روز تک اہل حرم بھوکا پیاسا رکھکر تیر و سنان کے
نیزون کے زخمون سے اور شمشیر خنجر آبدار کی پرسش سے مہمانی کر کے
تشنہ دست کربلا میں کنارہ نہر فرات پر زندگی سے سیر کیا القصہ سوال دعوت
منظور فرمایا حضرت نے آپ دیدہ و دانستہ خیال مہمان نوازی سے اوسے
اجازت دی کے رخصت کیا ایک مرتبہ ماہوری سوری جو کچھ اسباب
واسطے فرزند حیدر کرار کے لئے مانند سو غلام رومی و پچاس
غلام حبشی کے با کمربند مرصع و قبائے زربفت و سو اسپ تازی مع
ساز و یراق مرصع و دو و سو شتر بختی کردہ دو کوہان کے بوجھے پر بار
تحفہ و ہدایائے عجیبہ ملک عجم سے اور ایک خنجر بیش بہائے نظیر
وایک مصحف مجید بخط خاص جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب
علیہ السلام کا لایا تھا اپنے ہمراہ لیکر خدمت حضرت میں
حاضر ہوئی اوس کلام اللہ کو ہاتھ میں لیکر اوس جناب سے عرض
کرنے لگا کہ یا مولا میں اس حمائل کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہون
کیونکہ مولائے دو جہان جناب شیر یزدان کے ہاتھ کی لکھی

ہوئی ہے اور اسے مولائے محب صادق کو لازم ہے کہ جو چیز کہ زیادہ
عزیز رکھتا ہو اپنے آقازادے کی خدمت مین پیش کرے پس اسنے زیادہ کوئی
چیز عزیز نہین ہے اس سبب سے مین اسی حضرت کے پاس بطور ہدیہ
لایا ہون امیدوار ہون کہ اب آپ اسکی تلاوت فرمایا کرین مین فقط خوشنودی
خاطر حضرت کے لئے اسے لیتا آیا ہون حضرت محمد حنیفہ علیہ
السلام اوس حمائل کو دیکھ کے بہت مسرور ہوئے اور آنکھون سے
لگاکر جناب شاہ ولایت کو یاد کرکے رونے لگے ماہوسے
سوری اوس جناب کو گریان دیکھکر بعد رفع شدت گریہ باہزاران ادب
دست بستہ ہوکر عرض کرنے لگا یا حضرت بادشاہ ترکستان نے میرے
لیے ایک بارگاہ اطلس ہفت رنگ کار ترکستان بطرز تحفہ بھیجے تھے مین
وہ بھی پیشکش حضرت کے لیئے لایا ہون اور چاہتا ہون کہ وہ بھی نظر
قبول سے گذرے یہ سنکے اوس جناب نے درجہ اجابت سے اوسے بھی سرفراز
کرکے باصد عنایت ولطف اوس بیدار کو مع تمام سرداران ملک خراسان
وماوراالنہر وغیرہ کے دعوت طعام گوناگون و مرحمت خلعت سے سرفراز
وممتاز فرمایا چنانچہ اوسدن انجام دعوت کا مہتمم امیر مسیب
نامدار تھا لکھا ہے جب ابن سعد و پسر زیاد بدنہاد نے حیلہ دعوت سے
دو دن اپنی فوج کو آرام دیا وہ بدبخت باوجود اسقدر فوج آشفتہ تھا
بدحواس و پریشان خاطر ہے پس اضطرار اون بدمالون نے دیکھکر زید
ابن حارث و عبدالقہار سلمی و سیار ابن تمیمی و سجادہ سو صلی الن

مدو لو بیدینونکے خاطر جمع کر کے کہنے لگے کہ تم کچھ اندیشہ نکرو یقین ہے
کہ یزید بھی اب جلدی ادہر کو آویگا اسے یار و اوسکو کچھ اور فکر سوا ے
جنگ و جدال عسقلان کے درپیش نہین ہے بس لئے کہ زبیر خزاعی نے خروج
کر کے کئی مرتبہ فوج یزید کو شکست جودی تو وہ اسی خیال سے اسطرف نہ
آنے مین پس و پیش کرتا ہے اے سرور اس بات کا کچھ اندیشہ نہین ہے جب
ابن معاویہ آویگا ہم لوگ اپنے مطلب برآری کرینگے اور مار و نگا اسکی
وہ خود آکر دم بھر مین انکو زیر و زبر کر ڈالیگا مگر شمر ولد الزنا اپنے الم سے
بہت بیقرار ہوگیا اور آتش کینہ مومنین کا لون اور سینہ بیدین مین زیادہ
جب شعلہ ور ہوے تو بمر تبہ بد گہر اپنے لوگونسے کہنے لگا ارے بدبختو جن ابو
طبیون کو بیٹے کل پکڑا ہے اونکو میرے سوبرو لے آؤ کہ مین اونکی گردن ماردون
جب اوسکے ملازم اون مومنونکو اوس بیدین کے سو برو لائے تو عبید اللہ
زیاد و ابن سعد بھی شمر بدگہر کے پاس بیٹھے ہوے تھے اوسوقت ابن زیاد
اندروے تمسخر اونکو دیکھکر کہنے لگا کہ تم کون لوگ ہو اور تمہارا کیا نام ہے شاہ مہر
و اصفہانی نے جواب دیا کہ ہم لوگ غلام حضرت شاہ ولایت و
جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی خادم ہیں منافقین
مین یہ کلام و سکا سنکے ابن سعد نے خشمناک ہو کر کہا دیکھو تو یہ لوگ کیسے
بیخوف و بے تمیز ہین کہ ایسا کلمہ درشت ہمارے روبرو زبان پر لاتے ہین
یہ سنکے فیروز کرمانی نے جواب دیا کہ ہم تمسے کیون ڈرین تم لوگ
تو بدتر از خوک و سگ ہو تم نے تو نور چشم رسول اکرم کو دشت روز

تنگ بند شش آب و دانہ کا قدغن کیا اے کربلا مین تشنہ و گرسنہ
شہید کیا ہے حیف کی جا ہے کہ تمکو ذرا بھی خدا کے غضب کا دل مین خوف
نہ آیا اور اس معصوم و مظلوم ابن شبیر کے سر مبارک اوسکا نیزے
پر چڑھا کر سامنے اہل حرم تا شام محنت انجام لیگئے اے بیدینون جب
دنیا کے لیے تم نے دین کو کھویا اور نہ ڈرے تو ہم کس لیے ڈرین تحصیل
دولت صواب مین مصروف ہین اب وہ وقت آیا ہے کہ ہمارے ہاتھون سے
خاک ہلاکت تمہارے کاسہ ہاے سر مین پر ہووے اور تم لوگ باوجود جرأت
بہادران لشکر ابن ابوتراب سے بے آبرو ہو کے تمام خاک مین ملکر آتش
دوزخ مین پہنچو گے اے کافرو تم لوگ اگر دلاور جناب ابوتراب
علیہ السلام مین آج پانچ وہان شہید ہونگے تو کل بے تامل روضہ
رضوان مین جاکر استراحت کرینگے علاوہ اسکے تم کس خیال مین ہو انشاء اللہ
تعالے شب کو ہامان ابن اسحاق عبرانی و شمر ازغیشا
پوری وغیرہ اگر تم سب کو قتل کر کے جہنم مین پہنچا دین گے اگر ہم
قید مین تو ہون اور ہماری جان جاسکے تو جائے اوس دم شمر بیدین اونکے
یہ باتین سنکے آتش غضب سے جلکر ... جلادان یزید انکو کچھ نہ بولنے
دو اور جلادان ابوترابیون کو ... دن مارو لکھا ہے کہ وہ چار دن
مومن پاک یہ بات اوسکا ... خدا حافظ حقیقی مین بامید نجات مصروف
مناجات ہو کر کہنے لگے بیت اے بے نیاز خبر تو کسے بے نیاز نیست
اے چارہ ساز خبر تو کسے چارہ ساز نیست خداوندا بحق تو

وآل نبی و علی علیہم الصلواۃ والسلام ہمکو گرداب بحر
[illegible] شر اعدا سے محفوظ رکھکے ساحل نجات پر پہنچا دینا غرض ابھی یہ
لوگ [illegible] مشغول دعا تھے کہ حجر ابن مجا آکر کہنے لگا اے شمر خبردار ان
ابو ترابیون کو نہ مارنا نہیں تو بہتر ہے اونکو بیٹے اور پسر ابن زیاد جو
[illegible] اسکے [illegible] قتل اگر تونے میری بات
کو [illegible] پھر وہ وقت [illegible] افسوس کے اور کچھ تیرے
ہاتھ [illegible] گا یہ سنکے شمر [illegible] ابو ترابیون نے
بھی ایک بیٹے کو میرے مار ڈالا اور [illegible] زخمی کیا ہے مین بھی زنہار اونکو
زندہ نہ چھوڑونگا اور بیٹے جناب امام حسین علیہ السلام
کو جب شہید کیا تو یہ کیا پیغمبر [illegible] قتل سے باز رہے نہیں اونسے کہا
کہ ابھی تو ایک پسر کے لئے اتنا روتا ہے پھر دونو کے لئے اپنا بیٹے گا
لکھا ہے کہ اس بات سے بھی وہ بدبخت کچھ اندیشناک ہوا اور کہنے لگا کچھ ہو
انکو تو بے قتل کئے باز نہ رہونگا بھلا دنیا مین اسکا بھی ذکر قیامت تک
باقی رہے یہ کہکے جلادین نے حکم کیا کہ ہر ایک کو تین تین سو کوڑے
مار کر قریب ہلاکت کرو جب کوڑے لگ چکے تو اون چارون
مومنون پر تو سعید دربان کو بلا کر اون چارون کو حوالے کرکے کہنے لگا کہ بازار لشکر
مین لیجا کر انکو الگ الگ دار پر کھینچ دے اور پچاس پیادے انکے نگہبانی
کے لئے مقرر کر دیجیو تا انکو دانا پانی نہ دیوین اور دار سے نہ اوتارنے پاوین
جب تک بہ شدت تشنگی و گرسنگی سے تڑپ تڑپ کر مر جاوین اوسر

اوسنے موافق حکم شمر کے جب عمل کیا تو لوگون نے دیکھا کہ وہ مومن
اوس عذاب کے سبب بیہوش ہوگئے تھے اور مرجانے مین اون بیچارونکے
کچھ باقی نرہا تھا مگر بفضل خدا سے زندہ وسلامت رہے راوی لکھتا ہے
کہ شمر و ابن زیاد جو اپنے بیٹونکے لئے روتے تھے یہ حال اونکا دیکھکر صفوان
و بزدل جاسوس بعد آداب سلام ابن زیاد سے کہنے لگے اے سپہر جانہ
تو اندیشہ ناک نہو کہ ہم آج شب کو تیرے نور دیدہ کو مع مہر و قہر پسران شمر
کے جاکر لے آتے ہین یہ سخن سنکے عبید اللہ زیاد اور شمر کو کچھ تسکین سی
ہوئی صفوان و بزدل جاسوس سے کہنے لگے کہ تم دونونکو ایک ہزار
دینار انعام بھیج دونگا یہ سنکے اوسیوقت صفوان و بزدل جاسوس صوفیانہ
لباس سے آراستہ ہوکر عصا ... امداد روح معاویہ کو ایک مرتبہ دستگیری
مین یاد کرکے مکر کی تسبیح پڑھتے ہوئے قریب اردوے معلے شاہ
اسلام کے آکر باعلان تمام یزید معاویہ پر لعنت کرنے لگے جب لشکرگاہ ظفر
پناہ اسلام کے برابر پہنچے تو بزدل نے صفوان سے کہا تم یہین کھڑے رہو
تا مین جاکر اونکی خبر لے آؤن یہ کہکے بزدل نفرین کرتا ہوا خیمہ
ہامان ابن اسحاق کے برابر آیا دیکھا کہ تمام عیاران دیندار ہامان
کے ساتھ بیٹھے کہانا کہا رہے ہین لکہا ہے جب بزدل نے قریب سوال
کیا تو شیر از نیشاپوری کی اوس پر نظر پڑی لوگون سے کہا اسکو
بھی کچھ کہانا دینا لازم ہے کہ دشمنان دین پر یہ لعنت کرتا ہے غرض ایک
عیار طعام اوسکو دیکے کہنے لگا ای مسکین تو کسواسطے یزید کے قرب پر کیون

اے زیاد و بہلا ہمکو اسے مارڈالنا یا ستانا کب مناسب ہے اگرچہ شمر بھی ہو تاہم وہ بھی
مداحی شیر خدا کے لئے آزاد کردینا لازم تھا اور یہ جاسوس عیار ہو تا تو ہمارا
شمر و ابن زیاد کے بیٹوں کا ذکر نکرتا بالفرض اگر یہ عیار بھی ہو تو لیا دیگا بلکہ اپنے اوپر
دکھاتا کہ کہدو کہ وہ موجود ہیں جسکا دل کردہ مثل شیر ہو وہ انکو آکر لیجا وے
ہے سنکے شیر از نیشا پوری نے کہا اے ہامان یقیناً یہ جاسوس ہے
اسکو شکنجے میں کھینچ تو ابھی قبول دیوے گا ہامان نے کہا کہ جو شخص
حیدر کرار پر پڑھے اوسکو ستانا مناسب نہیں ہے یہ سخن سنتے ہی
ہو گئے سب عیار آمنا و صدقنا کہکے چپ ہو رہے ہامان ولاور سنے
مزدل بدکار کو رخصت کر دیا وہ بدبخت پھر اوسیطرح یزید وغیرہ پر لعنت
کرتا ہوا صفوان کے پاس آیا جب مزدل کو صفوان نے دیکھا کہ رنگ منہ اوسکا
زرد ہو گیا ہے وہ کہنے لگا تیرا کیا حال ہے اوسنے جواب دیا کہ بھائی کیا پوچھتا
ہے میں تو بچہ ملک الموت سے بچکے آیا ہون یہ کہکے تمام احوال اپنا اوس سے
بیان کر کے کہا اے صفوان زحمت کشی میں شمر کے بیٹون کو دیکھکر آیا ہون کہ
قابل بیان کے نہیں ہے القصہ جب وہ بدکار شام پھر وہان سے اپنے
لشکر میں آکے ابن زیاد و شمر پلیدین سے کہنے لگا کہ وہ ہزار دینار جو دینے کہے
تھے ہمکو دو ابکی مرتبہ جاکر میں اونکو لئے آتا ہون یہ سنکر ابن زیاد نے منکر ہو کہا
کہ تم اپنی آنکھو سے کیا اون سب کو وہان دیکھ آئے ہو جہان پر وہ
قید میں ہیں مزدل نے اقرار اس بات کا کرکے جو کچھ حال اون بدخصالون کا
دیکھا تھا اسے مفصل بیان کیا ابن زیاد و پلیدین نے مزدل سے پوچھا اے دلاور

کیا تجھے کسی نے نہیں پہچانا اوس نے کہا ای امیر سو عیار بلاے روزگار ایکجا
بیٹھے ہوے تھے مگر مجھکو کسی نے نہ پہچانا بلکہ فقیر کے دہوکے میں ہوکر مجھے مع گوشت
روٹی دی کہ مین نے وہین بیٹھ کر وہ کھا لی یہ سنکر سعید نے خوش ہوکر وہ ہزار دینار
اوسی وقت دے کر کہا کہ اسوقت اور کچھ موجود نہیں ہے والا اسکے علاوہ اور بھی دیتا
اب یہ عہد کرتا ہون جب اونکو لے آؤ گے تو اوسیدم عمر سعد سے عرض کرکے تمہین
اور [illegible] دلونگا غرض وہ دونون مرد عیار خوش ہوکر لشکر اسلام کیطرف روانہ ہوے اور ادہر سعید نے ہامان
[illegible] عیارون سے کہا چلو آج کوشش کرکے ہم لوگ اپنے [illegible] صفی الدین [illegible] یہ سنکے سب نے کہا [illegible]
[illegible] آج اس کام سے اطمینان حاصل کر لین لیکن شیر از نیشاپوری نے
[illegible] ہامان سے کہا ای برادر کچھ لوگ ہمین [illegible] الناس [illegible] عبید اللہ زیاد کو
[illegible] تمام [illegible] نظر لین ایسا نہو [illegible] ہمین بہاگ [illegible] ایک عیار [illegible] خبر سے اوکو
[illegible] قید ہین یہ سنکے قاسم دردو کردی نے کہا کہ [illegible] آکر اونکی خبر لے
آتا ہون [illegible] جانب لشکر ابن سعد [illegible] بازار [illegible] ابن سعد کے
[illegible] ہشمت [illegible] بیٹھے ہوے [illegible] بہت [illegible] اوسکے
محافظت کے لیے ہوشیار بیٹھے ہوے ہین القصہ [illegible] شیراز نیشا
پوری نے حال مفصل بیان کیا یہ سنکر ہامان ابن اسحاق سیلی و ابو
الفراس رازی و مسعود قزوینی و ابو الحارث طہرانی و قاسم
دردو کردی و ابو العلای طبرستانی و شیراز نیشاپوری و کاسیار
گیلانی آٹھون عیار نامدار سامان شب روی سے درست ہوکے لشکرگاہ عمر سعد
کیطرف راہی ہوے حسب الاتفاق اوس دن طلایہ داری لشکرگاہ پر بہرام شاہ مغربی کا

جب ہامان وغیرہ نے دیکھا تو اوسکو بھی اس حال سے مطلع کرکے ایک فرسخ بہر لشکر
چھوڑ کر ہزار کوشش و جانبازی اپنے تئین باز ار لشکر عمر سعد مین پہونچا کے اون چوکیدار
سونگے برابر جو کہ نگہبانی دار کے لیے معین تھے دیکھا کہ اوسوقت سب نگہبان شراب خوری مین
مشغول مین مگر دور سے کچھ روشنی بھی شعلونکی سی نمایان ہے عیارون نے دریافت کیا
تو ثابت ہوا کہ حجر ابن حجاز بد گرا ناہی جب وہ پہنچا تو اوسنے وہان آکر سعید نابکار کو
اس شغل مین مصروف دیکھکے کہا ای سعید یہ مقام شراب پینے کا نہین ہے میرے
نزدیک ابوترابیون کے تئین مارنا اور دار پر چہڑانا محض بیجا ہے اور دیکھنا کہ اسکا انجام
کیا ہوتا ہے خیر ای بیخبر تو اپنی طرف سے ہوشیار رہنا ایسا نہو کہ ہامان ابن اسحاق
سیرانی اس حال سے آگاہ ہو کے یہان آپڑے بخدا اگر وہ اس امر سے مطلع ہو گیا
تو وہ سلوک تجہسے اور فوج ابن سعد سے کریگا کہ قیامت تک داستان مین اوسکا ذکر ہوگا
ای سعید بیر الصنا مان کہ شراب خوار یکو ترک کرکے ہوشیار ہو کے بیٹھ نہین تو وہ آکر
تمکو غافل پا کے ان محبوسونکو چھڑا لیجائیگا اگر جان عزیز ہے تو اسکا خیال رکھو ورنہ بہت
پچھتا وینگا یہ بات سنکر سعید دمشقی اوس سے کہنے لگا کہ قسم ہے خاکپا سے یزید کے اگر
سیب ابن محمد قعقاع خزاعی ولسیر ابوتراب یعنے
جناب محمد حنفیہ علیہ السلام بھی تمام سپاہ اپنی
ہمراہ لیکر اوینگے تو بھی ان قیدیونکو میرے ہاتھ سے چھوڑا کر نہین لیجا سکینگے پھر
ای ابن حجاز کیا مین اوسنے کچھ ہمت و شجاعت مین کم ہون کہ تو مجکو ڈراتا ہے حجر نے
جواب دیا ای بد نہاد تو جان لے اپنے فعل کا نتیجہ دیکھیگا یہ کہکر وہ تو چلا گیا سعید نابکار
بعد اوسکے تشنہ شراب کی رنگ مین آگئے پکار کر کہا ای یارو کوئی شخص جلدی

گویا جب وہ بدبین اوسنے پیکے خوب بدمست ہوگئے اسطرح زبان بکنے لگے
کہ ایک نے دوسرے سے کانون پر ہاتھ رکھکے کہا کہ او خر نا سمجھ ارے گاؤ دم تیرے
سینگ کیون نکلے ہیں اوسنے جواب دیا کہ ابے بد نہاد اونٹ کی سی گردن
بڑہا کر گدہونکی سی باتین کرتا ہے ارے نادان کیا تجھکو آنکھونسے نہین دکھلائی دیتا کہ
مین تو ایسا ہون کہ مجھسا دوسرا نہین ہے بس یہ گفتگو کرکے وہ آپس مین
بہشت و مشت کرنے کے خیال سے جب ایک دوسرے پر ہاتھ بڑہانے لگے تو دونو
بیہوش ہو کر گر پڑے اور کسینے خنک شراب اوٹھا کر یہ کہکر اپنے سر پر لونڈھانے
شروع کی کہ مین غسل طہارت احتیاطاً عمل مین لاتا ہون یہ سنکے دوسرا کہنے لگا اے
برادر خوب کہا تو نے مین تو حمام مین جاکر نہاؤن گا یہ کہکر ایک قدم پر چلکے وہ
بدگہر زمین پر گر کے پیر رگڑنے لگے سنتے ہین کہ اسطرح ہر ایک بدگہر نشے مین سرشار
ایک ایک حرکت عجیب غریب کرتا تھا اوسوقت منہ لوگون کا دیکھکے سعید
شقی کو کچھ خیال لینہ جوئی کا آگیا تو کہنے لگا ارے حرامزادو میرے ہتیار جلد کہ
لے آؤ کہ مین ابوتراب سے لڑنے کے لئے جاکر اونکو زندہ دستگیر کرکے حاضر
کرون یہ کہکے وہ بدبخت ہتیار لگانیکے خیال سے اوٹھا یکبار بیہوش ہوکر زمین پر
گر پڑا اور اگلے زمانے مین داروی بیہوشی کا یہ اثر تھا کہ جو کوئی گرتا تھا پھر بے قیامت
کے نہ اوٹھتا تھا بس یہ دیکھکے ہامان مع اور عیارون کے دوڑ پڑا اور سینے
پر چڑھکے گلا گہونٹ کے کہنے لگا ابے بیدین اب تو ابوتراب کے نور چشم
سے لڑتے کو جا اور اس زور سے اوسکا گلا دبایا کہ بدگہر کا اوسوقت گویا دم
نکل گیا القصہ حبیب اور عیارون نے باقی نگہبانون کے سرتن سے قلم کرکے

بجاکر نیسون کی پشت پر جا پہونچے تو فتح ابن اسحاق بی ابو الفتح
ہمدانی سے اون بید بینون کا حال بیان کیا بس دونون سرہنگون نے لپک کر
اون بدکارون کے پاس جاکے دونو کانگا اس زور سے دبایا کہ بید بینونکی جان
نکلنے لگی اور خوک صحرائی کیطرح غرغر کرکے ایسا شور کرنے لگے کہ امیر
مسیب یہ آواز اپنے خیمہ مین سنکر نیند سے چونک پڑا جب ماجرا اسکے
شور و غل کا پوچھا تو فتح ابن اسحاق و ابو الفتح ہمدانی اون دونو کو
پکڑکے امیر مسیب کے روبرو لاکر عرض کرنے لگے کہ ای امیر یہ دو بہ شعار
لشکر ابن سعد و پسر زیاد کمپیار شیران اسلام کے بیشہ لشکرگاہ مین کچھہ شکار
کرنیکو آئے تھے الا امداد محمد و علی علیہ السلام سے ہمنے ان بید بینون
کو گرفتار دام حسرت و اندوہ کر لیا امیر انکے حق مین جو کچھہ ارشاد ہووے وہ
عمل مین لاوین یہ سنکے امیر مسیب نے خوش ہوکر کہا کہ اسوقت ان
بدکردارون کو پابند قید رسن کرکے رکھو اور صبح کو خدمت جناب محمد
حنیفہ علیہ السلام مین لیجاکر حاضر کرو وہ جو فرماوینگے موافق اوسکے عمل
کیا جاویگا القصہ یہ حرف سنکے ابو الفتح ہمدانی و فتح زنگانی
کہنے لگے کہ ای امیر ان انکا زندہ رکھنا مناسب ہے کسلئے کہ اگر یہ ابن سعد وغیرہ
ہمارے چارون عیارون کو چھوڑ دیوینگے تو ہم بھی انہین آزاد کر دینگے والا ان
بید بینون کو مار کر ہم اپنے عیارون کو کوشش کرکے چھڑا لاوینگے کہتے ہین
جب وہ شب تمام ہوکے صبح صادق نمودار ہوئی تو جناب محمد
حنیفہ علیہ السلام مع سرداران لشکر اسلام نماز صبح ادا کرکے مصروف بہت

وہان آئے ہوتے اور بعد فراغت ورود وظایف کے رونق بخش بزم
ہوئے تھے کہ ہامان ابن اسحاق سیرانی وشیر نیشاپوری وغیرہ
عیار ان نامدار فیروز وہاشم وشاد مہر کو ہمراہ لیکے خدمت حضرت
مین حاضر ہوئے حضرت محمد حنفیہ علیہ السلام انہین دیکھکے کیفیت
حال سے مطلع ہوکر انکو مرتبہ تحسین آفرین سے سرفراز فرمانے لگے اور ادہر
ابوالفتح ہمدانی وفتح ابن اسحاق زنگانی صفوان وغیرہ ... کی
... سے بہت خدمت حضرت مین لاکر کہنے لگے کہ یا حضرت آج شب کے ...
وہ لوگ عیار جاسوس لشکر کفار ابن زیاد بد نہاد کے اسطرح پکڑے گئے مین اور تمام
صورت انکی گرفتار ہونیکی جب مفصل بیان کرنے لگے تو یکبار لشکر اسلام مین
یہ خبر مشہور ہوئی کہ وہ چارون عیار لشکر ابن زیاد مین جو گرفتار تھے ہامان
وغیرہ آٹھ عیار نامور جا کے انکو قید سے چھڑا لائے ہین ابوالفتح ہمدانی
وفتح زنگانی بھی جو دو جاسوس لشکر شام کی آج شب کو پکڑے ہین وہ
جناب محمد حنفیہ علیہ السلام کے روبرو گئے ہین یہ خبر سنکے سپاہ
لشکر اسلام خوش ہوئی اور ہر ایک وضیع وشریف بھی اوسکے دیکھنے کو آمادہ
کہتا ہے کہ جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے اوسدم اس سامان شادی
کو ملاحظہ کرکے بکمال فرحت وسرور ارشاد فرمایا کوس شادی کو منصب بلند
آواز کی بخشو مگر جسدم یہ ماجرا بھی سناکہ شمر وابن سعد ولپسر زیاد نے فیروز
وفرہاد وہاشم وشاد مہر کو کوڑے لگوائے تھے حضرت نے غضبناک
ہوکر مومنین سے فرمایا تم بھی اونکے مجبوسونکا یہی حال کرو بس مومنین نے

حسب الارشاد والا صفوان و بزدل سے وہی سلوک کرنا شروع کیا اور ابن زیاد
و شمر بدنہاد جو اپنے خیمے مین اس خیال مین بیٹھے ہوے خوشی سے باہم باتین کر
رہے تھے کہ صفوان و بزدل ہمارے بیٹونکو ابوترابیون کی قید سے چھڑا کے
لاتے ہونگے اتنے مین ناگاہ بازار اردو سے ایک شور و غل ایسا برپا ہونے لگا جسکے
سننے سے ہوش و حواس ابن سعد کے پراگندہ ہوگئے پس سعد نے خبرداروں سے
پوچھا اسوقت یہ کیسا غل و ہنگامہ ہے خبرداروں نے خبر لاکے کہا اے امیر شبکو کچھ
ابوترابی اگر سعید و ربان کو مع نگہبانونکے واصل دوزخ کرکے سعید کو مع اونین
آدمیونکے دار پر چڑھا کے اپنے عیارون کو لیگئے ہین یہ خبر سنکے اوس بدبخت کا
تمام اندام مانند بید کے کانپنے لگا اور ابن زیاد کو اوس سے زیادہ خوف طاری ہوا
جب حالت غشی عارض ہوگئی تو عمر سعد نے شمر سے کہا کہ عیاران لشکر اسلام کا یہ
حال کرکے اپنے بیٹون اور پسر ابن زیاد کو خوب بلا مین ڈالا تو مجھے یقین ہے کہ اب
تیرے لڑکونکو ابوترابی بڑے عذاب شدید مین مبتلا کرینگے اور اگر مار بھی ڈالین
تو تعجب نہین ہے شمر بیدین نے کہا اے برادر یہ سب گناہ صفوان کا ہے اگر وہ اونکے لانیکا
اقرار نکرتا تو مین یہ دلیری نکرتا غرض وہ دونو بیدین یعنے ابن زیاد و عمر سعد نے مع
مصاحبان سوار ہوکر بازار اردو مین پہنچکر دیکھا کہ سعید بدگہر تو دار مین لٹکا ہوا ہے
اور باقی نگہبان بستر مرگ پر لیٹے ہوے ہین اس حال کے دیکھنے سے بدکارون کی
آنکھون مین دنیا روشن تاریک ہوگیا مگر اسی اثنا مین کارخانہ قدرت ایزدی سے
ناگاہ سعید شقی کو پابندی دست اجل سے جو رہائی ہوگئی تو بدبخت کا ہاتھ کچھ جنبش
مین آیا اور رگ ہاے گردن بدگہر سے آواز آنے لگی یہ حال دیکھکے عمر سعد نے کہا

کرا دیا اور معلوم ہوتا ہے کہ بیہوش ہو گیا تھا نہ یہ کہ اسمین جان نہین ہی کیونکہ ہاتھ رکھا بل
رہا ہی ارسے با [illegible] ہوا ہے اسکا درد اچھے اختیار لو یہ سنتے ہی اونہون نے
جب رسی کاٹ کے اوسکو دار سے اوتار لیا تو حجر ابن حجاز آب برف سے مانند
ہوش نیم جان نیس بیہوش کو ہوش مین لائے کہنے لگا ای سعید مین نے
تجھسے نہین کہا تھا کہ یہان بیٹھ کے شراب خواری مین مصروف نہو بلکہ ہر دم
وہر لحظہ ہوشیاری تمام ان قیدیونکی خبرداری مین رہ [illegible] تو نے کہا کہ ابن
ابو تراب اگر اپنا تمام لشکریان لیکے او یگا تو مین اوس سے بھی مقابلہ
کرونگا پھر اب کیا ہوا الٹا تو بہت موت سے خدا خدا کر کے چھوٹا اور رفیق تیرے
پابند قید اجل ہوئے ہوے ہین یہ سنکے وہ مردود ہوش مین آ کر اپنے بچاؤ
کی فکر مین [illegible] شمر و عمر سعد و ابن زیاد کی عتاب سے کسطرح بچونا کیسلئے
کہ اگر کہونگا [illegible] سو گیا تھا تو یہ باور نہ کرینگے اور اگر بیان کرونگا کہ مین شراب پی
غافل ہو گیا ایسا [illegible] تھا ہو سکتا ہے مار ڈالینگے یہ سوچ کے بد گہر کہنے لگا ای
حجر مین کیا کہون [illegible] مجھے فقط اتنا حال معلوم ہے کہ قریب پانچ سو دیون کے
آگر یکبار جب میرے دو دین ہو گئے تو دو ابو ترابیون نے آ کے یہ
حال میرا کیا اور ایسے زور سے میرا گلا گھونٹا کہ مین بیہوش ہو کر گر پڑا اور اب تک
مجھے ہوش نہ آیا ای [illegible] اور دیکھیے حافظ حقیقی کیونکر انکے ہاتھ سے ہماری
جان بچائی ہے یہ سنکے سب نے کہا ہان تو سچ کہتا ہے اور ابن سعد و لپسر زیاد زخم خوردہ
سرکی طرح سر پیٹتے ہوئے وہان سے اپنے خیمون مین آ کے سفوان و مبرذل
کے خیال مین متفکر بیٹھ کے کہنے لگے کہ دیکھین وہ کب آتے ہین مگر اسی حال

مین ایک شاگرد صفوان کا وہان اون بیدینون کے روبرو آکر کہنے لگا ای سردار مین جاکر اون دونون کی خبر لاتا ہون یہ سنکے اوس جاسوس سے ابن سعد نے کہا ای بہروسے تیرا دستاد بھی تو گیا تھا کہ مین جاکر پسران شمر و ابن زیاد کو قید سے چھوڑا کے لاتا ہون سو وہ بد نہاد تو کل سے گیا ہوا ابھی تک نہین آیا ہی دیکھین اب تو جاکے کیا کریگا خیر جاکر دیکھ تو اونکا کیا حال ہوا ہی وہ بدبخت کہنے لگا ای امیر تمہارے نمک کی قسم کھاتا ہون کہ مین اسیدم جا کے ضرور اون کی خبر لے آونگا بس یہ کہ کے نزرہ بیدین وہانسے شل باد روانہ ہوکر لشکرگاہ اسلام مین پہنچا دیکھا کہ عیاران فوج اسلام نے ہر ایک بدنہاد کو پانچ پانچ سو کٹریان مع پسران شمر و ابن زیاد مارکر بیہوش کر کے زمین پر ڈال دیا ہے اور بہت سے دلاورون کا پہرا کردیا ہے سب بیدینونکے بیٹھا ہوا غرض نزرہ بدگہر شاگرد صفوان یہ حال اون بدگہرون کا دیکھکر مانند صبا وہانسے بھاگ کر ابن سعد و شمر و ابن زیاد کے پاس آکر اونکا احوال بیان کرنے لگا وہ بدنہاد احوال زبونی اونکا سنکے زار زار شل ابر نوبہار رونے لگا اور ابن زیاد بدبخت شمر بیدین سے کہنے لگا ای بدکردار تو نے ابوترابیون کے عیارون کو مار ڈلوا کر اپنے بیٹونکے ساتھ میرے پسر کو بھی مارڈالا ورنہ ابتک آج تک میرے بیٹے کو انہون نے کبھی نہین مارا تھا یہ کلام ابن زیاد سنکے شمر بیدین خجالت زدہ ہو کر کہنے لگا ای امیر یہ تمام فساد صفوان نے کیا ہے اوسی نے فریب دیکے اس بات پر آمادہ کیا تھا لکھا ہے کہ جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے اوس دن امیران

خوارزم و خراسان و ترکستان و عرب کو رسم دعوت سرفراز کر کے چار قبہ طلا دوز و کیسہ زر واریدا علی امیر ماہوی سوری کو دیکر امیر بہرام شاہ کو بھی خلعت بیش بہا عنایت کر کے امیر مسعود و خوارزمی و تمام امرائے ترکستان کو خلعت بیش بہا جب مرحمت کئے تو ان لوگون نے بھی دولت سعادہ حضرت سے دست بوسی حاصل کر کے نقد ثنا کو نثار جناب • الا کیا القصہ جب وہ رات شب بسر ہو گیا تو دوسرے دن وقت صبح جناب محمد حنفیہ علیہ السلام پھر آراستگی معرکہ کارزار نقارہ حربی و نائے زرین و کرنائے زرین کو بجوایا کہ تمام صحرا مین زلزلہ پڑ گیا اور دلیران لشکر اسلام و دلیران فوج دین کینہ جوئی خون ناحق ریختہ جناب امام حسین علیہ السلام مسلح و مکمل جوق جوق میدان و غا کی طرف روانہ ہو کر میمنہ و میسرہ قلب و جناح کی صفین آراستہ کر کے آمادہ جدال و قتال ہو کر ایستادہ ہو گئے جسم ابن زیاد و شمر و عمر سعد نے بھی اپنے لشکر جناب محمد حنفیہ علیہ السلام جنگ گاہ مین غازیان اسلام کے مقابلے مین سنے تو بصد ناچاری اپنے لشکر کی صفین درست کین باد صبا طرہ علم کے سرداران سپاہ پر جلوہ گری مین لائے اور ایک دوسرے کی صورت اس نظر سے دیکھنے لگے کہ دیکھین رزم گاہ مین آج کونسا بہادر کسطرف سے سبقت کر کے ضرب چوگان شمشیر سے گوئے نام آوری اپنے قبضہ مین کرتا ہے کہ ناگاہ لشکر اسلام مین سے ابوالفرس

ارے جناب محمد حنفیہ علیہ السلام سے اجازت
میدان رزم حاصل کیکے سنے خدمت حضرت میں حاضر ہو کر کہنے لگا یا مولا
آج اجازت حرب گاہ مجھے فرمائے کہ جا کر آپ کے کچھ دشمنونکو
ہلاک کرون یہ سوال اوس نیک خصال کا سنکے جناب والا نے
دعائے خیر سے اوسکو یاد کر کے دست شفقت اوسکے سر پر پھیر کے شرف
اجازت رزم گاہ سے سرفراز کیا وہ دلیر قوی ہیکل ہتھیار جنگ کمان و تفنگ
کو زیب دوش بطور حمایل کر کے ایک تو سن پر سوار ہو کے تا شیدہ
دو بازی کر کے ایک سنگ وزن میں لیا اور توسن کا تھا کاندھے پر
لگا کر ذرہ گز کا چہرے پیش نافہ کھولے میدان گاہ میں جا کر یہ شعر رجز کے
کے بدلے پڑھنے لگا شعر علی امام من است ہمیشہ امام علی ہزار جان گرامی
فدائے نام علی اور بعد اوسکے یزید و معاویہ و ابو سفیان و تمام بنی امیہ
پر لعنت کر کے یہ رباعی بھی پڑھ لے لگا رباعی اگر حب علی فریضہ لت بود
امید شفاعت ز رسولت نبود ور طاعت حق جملہ بجا آرے تو
بے حب علی ہیچ قبولت نبود اور یہ بات بلند کہنے لگا اے کچھ نہو
جلدی رزم گاہ میں میرے مقابلے کے لئے آؤ تا کہ مارکے دوزخ میں پہنچاؤں
کہ جہنم تمہارا منتظر ہو رہا ہے ابھی یہ سنکے لشکر ابن سعد میں سے
حطالہ شامی میدان رزم میں آ کر نعرہ زن ہوا کہ اے ابو ترابی کیا
اپنی جان سے بیزار ہے تو جو یہاں میدان میں آیا ہے ابو الفراس
رازی نے کہا اے ساکن شہر شام میں مرد دہقانی گھوڑے پر نہیں چڑھا

او سپہ وہ بدکار سوے جہنم چلا گیا ابوالفراس دلاور نے گھوڑے
آواز [illegible] کے مع اسلحہ بدکار اپنی فوج مین بھجوا کے پھر وہین پر کھڑے ہوکر
مبارز طلب کیا بس یہ سامان دیکھکے سپاہ اسلام نے درود محمدؐ و آل محمدؐ پڑھ
کر طبل شادی بجا کر کوس جنگی و نائے رزمی کو بلند آوازگی بخشی تو تمام صحرائے
وغا مین زلزلہ پڑ گیا سنتے ہین کہ لشکر ابن سعد نے اوسدن تک کبھی اس طرح کی
[illegible] مین دیکھی تھی کہ ایک ضرب مین کار انسان تمام کر دیا جب اوسدن یہ حال
دیکھا کہ ابوالفراس رازی نے ایک ضرب سنگ سے حطامہ کو مار لیا
تو ابن سعد و پسر زیاد و شمر متعجب ہو کر حطامہ کے ماتم مین گریان ہو کے نالۂ جگر
سوز بلند کرنے لگے اور برادر شامی حطامہ کے بہائے تھے اپنے قوت بازو کو اوس
بلا مین مبتلا دیکھ کر میدان رزم مین آکر اوسی خاک و خون مین غلطان پا کے بعد گریہ و
زاری ایک تیر چلہ کمان سے ملا کر ابوالفراس پر رہا کیا لیکن ابوالفراس
نامور نے وہ تیر آتے دیکھکے اوسکی زد سے پانچ گز زمین سے سوئے آسمان
اوچک کر وار اوسکا خالی دیا وہ بدبخت یہ حال دیکھکر حیران ہو کے
اپنے دل مین کہنے لگا کہ ای تن خاکی تیرا دونو نے مفت اپنی جان کو برباد کیا یہ
ابوترابی انسان نہین معلوم ہوتا شاید کوئی دیوزاد ہے یہ کہکے بدگہر نے
دوسرا تیر بسرعت تمام پھر اوس نیکنام پر لگایا ابوالفراس نے
اوسکو بھی قبائے نمد پر اوسیطرح روک کے رد کیا اور اوس قبا کو مثل سپر
کر کے آپ الگ ہو گیا تیر اوس پر لگ کے اوچٹ کر پھر گیا یہ حال دیکھکے
متحیر ہو کے کہنے لگا کہ یہ ابوترابی حقیقت مین دیوزاد ہے کہ اس

سرعت سے میرے تیر کو ٹال دیا ہی جیسے میدان سے نہ خشنودی ہوتے تیر ابھی
پھر لگایا ابو الفراس رازی نے اوسے سبی روکرکے اپنا رستہ لیا ای
خارجی ست سے تگیر تو مین وار کرچکا ہی اب میرے ایک تیر کی ضرب
کا بھی جام نوش کر مین اسدم تجھے اپنے وار سے آگاہ کیے دیتا ہون کسواسطے کہ
نیک لوگ غلام شیر خدا نے غفلت مین کچھہ اپنا وار کیا یہ کہکے ایک سنگ
گران دو من کے وزن کا گوپن مین رکھکر دسر پہ پھیرایا اوس خارجی نے جلد سے
سپر کو پناہ سر کر لیا یہ دیکھکے ابو الفراس دلیر نے ہمہ اپنا
ہاتھہ روک لیا سر و رشادی سمجھا کہ ابو الفراس نے شاید ابھی پتھر فلاخن
مین نہین رکھا ہے یہ سوچ کر وہ میدین سپر کو سامنے سے ہٹا کر دیکھنے لگا بس
ابو الفراس نے وقت مہلت دیکھکر وہ پتھر اوسکے بھی سر پر ایسا
جڑا کہ مثل حیطان وہ بدبخت بھی اوسکا ہم بستر ہوگیا شمشکہ یہ حال دیکھکے ابن
سعد ایک نعرہ آہ بلند کرکے حارث ابن یزید سے کہنے لگا ای برادران ابو
تراب والون کا بھی کچھہ حال دیکھتا ہی کہ کیسی زبردستی سے دلاوران شام کو ہلاک کرتے
مین گویا ان لوگون کے آگے آدمی کا مار ڈالنا کچھہ حقیقت نہین رکھتا اگر ایسے
سفاک لوگ میدان کربلا مین امام حسین بن علی علیہ السلام
کے شریک ہوتے تو لشکر کوفہ و شام مین سے ایک بھی جیتا نہ بچتا ای حارث
بھلا اسکی کیا تدبیر ہو سکے کس سے لڑکر کیا ہی دلاوران سے جاکر مقابل ہو وے
یہ سنگدل ہم سبھون مین ایک پتھر مار سکے اوسے مارتا ہی بالتحقیق مین ای برادر بڑا مشکل کرنیکا
مقام ہی کہ یہ لوگ کربلا مین نہین آئے والا ہم لوگون سے وہان بھی کچھہ نہو سکتا

حارث ابن یزید نے جواب دیا ای پسر سعد اگر یہ وہان نہ آ سکتے ہین،
بیان تو موجود ہین اب اونکا انتقام تم سے بخوبی لیتے ہین یہ سُنکے
عمر سعد شرمندہ ہوکر بات کو ٹال کے کہنے لگا کہ کیا جانئے اس پسر بیت ابوترابی
کا جو رزم مین گھرا ہوا ہی کیا نام ہی بخدا اسکے ہول سے تو میری روح کو ایک صدمہ
عظیم ہی یہ کلام پسر سعد کا سُنکے ابن زیاد نے جواب دیا ای بیخبر ابوالفراس
اوسی کا نام ہی واللہ اس دلاور کے آتش کارزار کے شعلہ دری کھلے
خوب بیحد و حساب میرے دل و جگر کو رنج احباب کھلا کے کباب کیا ہی ای ابن
سعد تونے تو ابھی آتش جگرسوز وغا کا دہوان بھی نہین دیکھا ہی اب آگے دیکھنا
کہ یہ ابوترابی کیا کیا کام کرتے ہین غرض وہ بیدین تو بحسرت و اندوہ و یاس
گفتگو مین تھے اور جو شامی بڑا نامی کامی ابوالفراس نامور
سے اگر مقابل ہوتا تھا اوسنے ظفر سے ہلاک ہوکر وہ نور دیجادہ بئس المصیر
ہوتا تھا چنانچہ جب تک شہسوار عرصہ فلک آفتاب عالمتاب قطب چرخ نے شمایلہ
چرخ کے برابر آیا اوس دلیر نے پینتالیس نامیونکو سرداران بلند فوج
شام مین سے مار کے واصل جہنم کیا یہ حال دیکھکے عمر سعد او سدم خفا ہوکر
اپنی سپاہ بیدین سے کہنے لگا ای بیحیاؤ ایک پیادہ نے کیسے کیسے سوار نامی
شام و شامات کے مار ڈالے اور تم سُنکے سب کھڑے ہوئے تماشا دیکھتے
ہو تمکو غیرت نہین آتی ہی کہ نام ہزاران شام کا خاک مین ملا جاتا ہی یہ سُنکے
شامی احمر نامی ایک خارجی کمر ہمت کو استوار کرکے ایک شمشیر [illegible] جھپٹا
تیور بدلکے [illegible] سے [illegible] ابن سعد سے کہنے لگا ای [illegible]

گھوڑا مجھے دیکر اجازت جنگ جدال دیو سے لیا او نپر سوار ہو کر اس سے ابوترابی کے مقابلے کے لئے جاکر میدان وارد ہوا کر کے اسکا سر تیر سے کاٹ لاکے حاضر کرون کہتے ہین عمر سعد بدبخت اوسدن ایک گلگون مرکب باد رفتار پر مع گھوڑا زرانداز بیش قیمت ڈالے ہوے سوار تھا بدلگام اونسے اوتر کے اوسکی نے جھکے چار و ناچار بشرط شرطی گھوڑا سنبھالے اوتر کے شیر سلیمی کو او پر سوار کر کے راہی جنگگاہ کیا اور اپنے لئے ایک اور گھوڑا منگوا کے سوار ہوا شیر سلیمی نے چوالیس پارہ اسلحہ سے آراستہ ہو کر نبردگاہ مین جاکر ابوالفراس کو للکار کے کہا اے عاصی بیباد سے ابن سلیمان کو اگر اپنے ہاتھ سے پہنچایا ہے تو البتہ مین تجھسے تیر آزمائی کرون کہ مردان جنگی کا ہنر تیغ و سنان تبر سے آشکارا ہوتا ہے ابوالفراس نے کہا کہ اے مکار اگرچہ بزرگون کا قول ہے کہ دشمن کی بات پر عمل کرنا خوب نہین ہے مگر تیری راے کے موافق کرون گا تا تیرے دل مین آرزو رہنجاوے یہ کہکے گوپن کو سر سے باندہ لیا شیر سلیمی نے تیر و کمان ہاتھ مین لیکے ایک تیر بنظر درشت ابوالفراس رازی پر لگایا اوس دلاور نے جب تیر اوس بے پیر کا مثل طائر پران آتے دیکھا تو بسان عقاب جست کر کے تیر کو چھرے سے کاٹ ڈالا بس یہ حال دیکھکے اوس بیدین نے خفا ہو کر دوسرا تیر کمان مین جوڑ کے کہا کہ اے ابوترابی اگر مرد ہے تو بھلا اس تیر کو تو کاٹ یا اسیطرح توڑ ڈال ہا مین تیری چالاکی و جرأت کو امتحان کرون ایسے ناوان مین اس فن تیر اندازی مین ایسا کامل ہون کہ ملک شام مین کوئی میرا نظیر نہین ہے

اور اسی کمال کے سبب سے یزید ابن معاویہ یہ تیری ایسی عزت و حرمت
کرتا ہے کہ تمام امراے شام سوز آتش رشک سے دل سوختہ و جگر خستہ
تھے القصہ یہ بیہودہ گوئی کر کے بدگہر نے تیر زور سے اوسکا نشان سے
جدا کیا ابو الفراس دلیر نے اوسے بھی قبانے نہ دیا روک کے توڑ کے
پھینک دیا یہ ماجرا دیکھکے بیدین بہت غضبناک ہوا اور پھر تیر کو چلہ کمان سے
ملاکر ابو الفراس سے کہا کہ اے ابو ترابی یہ ایک اور بھی تیر روک لے
اس مین اگر تو زندہ رہا تو سمجھ تیرا جو جی چاہے وہ بات ہے جواب ابو الفراس
نے کہا کہ اے بدگہر کہین جلدی یہ تیر بھی لگا کہ جس سے تیری
جنگ سے فراغت حاصل کر کے اوس کا بھی کام تمام کیا ہو نیکے
سخت نکلے بیدین غضبناک ہو گیا اور کہنے لگا کہ اے ابو ترابی مین تو
انسے بحث کلام کرتا ہون اور تو بحث کی باتین کرتا ہے کہ یہ
بس اس تیر کو تو روک کہ جاکر یزید کے دست و بازو کا پر زور
معلوم ہو جاوے یہ کہکے تیر کو حکم پرتاب دیا ابو الفراس نامدار نے
دس گز اوچک کے اوسکو بھی رد کیا بس اس کار عیاری نے شمر جہری
پیر کو متحیر کر دیا وہ بدکردار اپنے دل مین کہنے لگا کہ یہ ابو ترابی فی الحقیقت
دیو سیرت یا کوئی آفت ہے یہ خیال کر کے ابو الفراس سے کہنے لگا
کہ اے ابو ترابی میری اس عمر مین کبھی کسی شخص نے میرا تیر نہین رد کیا
ہے مگر تو نے یہ تین تیر آج ایسی تدبیر سے خالی دے کہ میری عقل
اس مین حیران ہے مشہور ہے کہ حضرت سیدین ایسا تیر انداز تھا کہ کبھی مرتبہ

اسکے تیر نے نہالی کو برمایا تھا لیکن بدگہر کی اجل جو دامن گیر ہوئی تھی
یہاں تیر سے کار نجار بھی ظاہر نہوا غرض تا بسدم ہیں تیر اوس بے پیر نے
ابو الفراس نامور پر کرچکا تو اوس لا ادر نے تفنگ کو گریبان سے
نکال کے پانچ پاؤ سن شتقال کا مہرہ زر منہ میں لگا ارادہ کیا کہ
کردار کو اوسکی ضربت سے راہی دار البوار کرے مگر شہ جبید بین نے یہ حال
دیکھا سر کے بچانے کے خیال سے جلدی سے سپر کو پناہ ردکرلیا ابو الفراس
رازی نے تفنگ کو بائیں ہاتھ میں لیکر جلدی سے ایک گول سول پتھر توبرے
سے نکال کے ران پر اس زور سے مارا کہ بد سیر نے بدحواس
وبیطاقت ہو کے سپر کو پھینک کر دونو ہاتھوں سے ران کو پکڑ لیا بس
اوسی دم فی الفور وقت مہلت دیکھکر ابو الفراس نامور نے
وہ مہرہ زر تفنگ سے پھونک کر لیا اوسکی پیشانی پر مارا کہ سر دود
ماتھے میں گھس گیا اوسکے لگنے سے وہ بیدین تیورا کے گلگون [illegible]
گھوڑے سے گر پڑا ابو الفراس نے لپک کر کار وا بدا [illegible]
جھٹ پٹ سر اوس بیدین کا کاٹ کے تمام سلاح اوسکا لیکے اوسکے
گھوڑے پر سوار ہو کر شامیون کو اپنا غلبہ دکھا کے مبارز طلب کیا
اور پکار کے کہا کہ ای خارجیو جو کوئی کہ مجھے آگاہ نہیں ہے الا خبر دار
ہو کہ میں ابو الفراس رازی غلام جناب شہنشاہ
ولایت قاتل دشمنان اہل بیت الطاہرین علیہم
السلام ہوں ای گمراہو جو شخص کہ تم میں [illegible] بہرہ مند ہو وہ

لڑنے کے لئے آوے اور اگر سپاہیوں مین سے کوئی نہ آوے تو عمر سعد
سے کہدو کہ وہ آپ حرب گاہ مین آکر مجھ سے آمادہ کارزار ہوتا ایک
ضربت تیغ سے اوسے سوئے دوزخ بھیجون القصہ عمر سعد بد لعنت و ملامت
سنکے اور ابوالفراس کو اپنے مرکب پر سوار دیکھکر رنج والم سے
مانند مار خشمناک پیچ وتاب کھاتا تھا ابوالفراس رازی ہر چند رزم
گاہ مین کھڑا ہوا سید مبارز طلب کرتا تھا مگر کوئی عازم میدان وغا
مین نہوتا تھا سب خارجی اوس سے ڈرے ہوے تھے پس لشکر ابن سعد
مین سے جب کوئی ستمگر میدان کارزار مین ابوالفراس نامور
سے لڑنے کو نہ آیا تو لاچار اوس دلاور نے گھوڑے کو مہمیز کی تلوار سے علم
کے آپ قلب لشکر سپاہ اعدا پر حملہ ور ہوکر اون خارجیوں کو ایسا قتل کرنا شروع
کیا کہ ایک ساعت بھر مین پچاس خارجیونکو مار کر زمین پر ڈالدیا لیکن
جب وہ دلاور قتل اعدا سے ہاتھ اوٹھا کر صف سپاہ اعدا سے پھر
کر اپنے مقام پر آگے پھر مبارز طلب کرنے لگا اور کوئی ہم پیکار نہ آیا
تو پھر حملہ ور ہوکے لشکر اعدا پر جانے لگا کہ اوسیدم جناب محمد حنفیہ
علیہ السلام نے بھی سپاہ جرات پناہ کو حکم فرمایا کہ ہمارے ہمراہ
فوج دریا موج اسلام کے چند سردار مع سپاہ وسیندار لشکر اعدا پر یکبار
حملہ ور ہو کے جنگ مغلوبہ کرین اور یہ کہہ کے وہ جناب طبل جنگ مغلوبہ
بجوا کے امیران نامور مانند امیر مسیب و امیر ماہوی سوری
و مسعود شاہ و امیران سمرقند و ترکستان و طبرستان

دعیا ان بازیب وفریب باتین ہوا ان ہیبت ... خون ناحق جناب
امام حسین علیہ السلام کا بھی ایکدم درپے اور جب ستمبر
شل قہر خدا ایسا پڑے تو وہ بھی ناچار مصروف جنگ ہوگئے اوس
روز ایسی لڑائی ہوئی کہ بیان اوسکا فہم انسانی سے باہر ہے غرض شور
صدا سے ہو وہاں سے مبارزان ناموروآواز کوس طبل جنگی ذمانے رزمی دمامہ
زریں و گاؤ دم وسفید مہرہ سے اوس دن گوش ساکنان افلاک بہرے
ہوگئے تھے اور لشکر ظفر اثر جناب محمد حنفیہ علیہ السلام مین دس ہزار
آدمی فقط بادشاہ اور شاہزادے وامرا اور امیر زادے اور عیار یکہ سوار
نامدار مثل امیر سیب عالی وقار وامیر سعید وامیر علقمہ
وامیر اسفندیار قزوینی وامیر مختار وامیر مسعود شاہ خوارزمی
وناماں اردستانی وماہیار گیلانی وامیر ماہروے سوری و
بہرام شاہ اوسکا پسر ناموروپوسف نظامی وارسلان
شاہ وناماں شاہ کرمانی وغیرہ موجود تھے اوس لڑائی کیا
ہوا اوس وقت عجب طرح کا سامان جنگ مہیا تھا کہ ہر ایک نامور داد مردانگی
دیکے کاتب زبان ملک سے گروہ فلک پر ان سب کے دست وبازو
پر صد ہزار آفرین کرتے تھے ملک بے پایان احسنت پر مصروف ہوگیا تھا
جب قریب ہوا کہ سپاہ شام ملاحظہ کثرت کشتگان مردم شام سے گبھرا کر بھاگ
جاوے یکبارگی اس کارزار رشک کارنامہ رستم واسفندیار کو دیکھکر اصلاح بخش
بے نیاز عین وقت نماز شام بہ بیابان میں آگیا اور لشکر جابجا بیٹھ +

میں جسوقت طبل آسایش بجنے لگا دونو طرف کے لوگ اپنے اپنے آرامگاہ
کو پھر گئے اوسوقت جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے بھی خیمہ بلند
پایہ بارگاہ میں داخل ہو کے مسند عزت و اجلال پر جلوس فرمایا اور
سب عیاران نامدار اور امیران عالی وقار اپنی اپنی جا پر آکے بیٹھے تب ہر ایک
جوانان نامدار کو انعام و الطاف و مرحبا و بے پایان سے حضرت نے سرفراز
کیا جب خوان سالار نے خوان طعام نعمات رنگارنگ عنایات ایزدی کو
حاضر کیا حضرت نے خاصہ مع سرداران نامور تناول فرما کے شکر نعمات خدا کے
برتر ادا کیا بعد ازان تھوڑی دیر مصروف اذکار ضروری کے حاضرین مجلس
کو حکم استراحت پذیری فرما کے طلایہ کامل حفاظت لشکر گاہ و خیمہ
و شکار گاہ کے لیے معین کر کے آپ خوابگاہ میں تشریف فرما ہوئے وہ سب
لوگ بھی اپنے اپنے خیمہ میں جا کر شب بسر یا سو گئے تمام سوئے مگر جب
ابن سعد و پسر زیاد و شمر عاقبت خراب اپنے خیمہ میں آکر بیٹھے امرا
منجس قدم بیٹھے تو سبکو دربار کمال یاس و ہراس ایک بات
کو نصیحت و وصیت کرنے لگے اتنے میں طلبی نے دسترخوان
بچھا کر کھانا بیدینو نکے لیے زہر مار کرنے کو نہ [illegible] اوس
کھانے پر اسطرح سے گرے کہ گویا کئی روز کے فاقہ سے [illegible] سعد
نے رنج کے مارے ہاتھ آلودہ غذا نکیا یہ دیکھ کے ابن زیاد نے پوچھا اے
پسر سعد کیا سبب ہے کہ تو کھانا نہیں کھاتا ہے وہ کہنے لگا اے پسر زیاد و سبب
اپنے گھوڑے کے جانے کا بڑا رنج ہے کہ شتر سلیمی [illegible] انتشار اس

ابوترابی لیگیا ہی ای ابن مرجانہ اگر مین یہ جانتا تو یہ گھوڑا شرحہ سلیمی کو
ہرگز نہ دیتا عبید اللہ زیاد نے کہا ای پسر سعد کیا مجھسے اور شمر سے
بھی زیادہ تجھکو رنج پہونچا ہی کہ ہمارے جگر پارون کو ابوترابی
لیگئے ہین جب ہمارے فرزندون کو پکڑ کے لے گئے ہین تو تیرے گھوڑے
کی کیا اصل ہی ای پسر سعد تیرا گھوڑا ابوالفراس کے پاس ہی مین بلکہ ایسا شیر
کوئی سپاہی ایسا ہمارے لشکر مین نہین ہی کہ اوس سے یہ گھوڑا اب لے سکے
کیونکہ وہ بڑا جوان مردہی سوائے صبر کے کچھ چارہ نہین ہی اور علاوہ اسکے
یزید کو اسقدر ویسے ایسے مرکب بہت سے ہاتھ آجاوینگے ای نادان مرے
دل کو یقین ہی کہ جب یزید کے آئے ہم لوگ زنہار انسے عہدہ برا نہو وینگے
غرض ابن سعد نے جب اوسکے سمجھانے سے کھانا کھایا تو طلایہ بھیجنے کے
لئے لوگونکو روانہ کرکے سب بدکردار اپنے اپنے خیمون مین جاکر سو نے
راوی بیان کرتا ہی جب وہ شب بسر ہوئی تو صبح کو جناب محمد
حنفیہ علیہ السلام نے مع امرائے نامدار نماز سے فراغت
حاصل کرکے واسطے تیاری لشکر کے طبل جنگی بجوانے کا حکم صادر فرمایا امیر
سیف نامدار و امیران خراسان نامداران ترکستان و سرداران طبرستان و دیران
فارس و سپاہ زران کرمان و جانبازان عراق و نامداران عرب اپنے اپنے گروہ سے آراستہ ہوکے
اور پیادے مسلح و مکمل خیل خیل و گروہ گروہ رایت شہامت افراشتہ نشان ظفر مبنیان علم
کرکے میدان جنگ مین آکر صف آرا ہونے لگے مگر امیر اسفندیار
قزوینی و امیر مسعود شاہ خوارزمی و امیر کرمان شاہ

جب میسرہ مین آکر کھڑے ہوئے تو ہامان اردستانی و امیران
گیلانی نے صف میمنہ کو آراستہ کیا اور حضرت محمد حنفیہ علیہ السلام
و امیر مسیب و امیر مختار و امیر علقمہ و امیر ماہوے
سوری و بہرام شاہ وغیرہ سب سردار قلب لشکر کو مرتب فرما کے
حلقہ سپاہ مین کھڑے ہوگئے اوسوقت عبید اللہ زیاد و عمر سعد و حجر
ابن حجاز بھی اپنی فوج کو مرتب کرکے جنگگاہ مین آکر صف میمنہ و میسرہ
و جناح درست کرنے لگے تو ابن زیاد میسرہ کے سمت اور حجر ابن حجاز میمنہ کی جانب
مع سپاہ کھڑا ہوا اور عمر سعد قلب لشکر مین جاکر استادہ ہوا ناگاہ جنود نامسعود و باجہا
بھی اپنی بہت جنبش پذیر ہوگی پھریرے علمونکے مثل افسر سردارون کے سرون پر
جلوہ مین لاکر جاروب کشی صحرا مین مصروف ہوئے جب سپاہ جانبین ایک
دوسرے کو اس خیال سے دیکھنے لگے کہ دیکھین میدان جنگ مین آج کونسا
مبارز سبقت کرکے ملک نام آوری کو اپنے تصرف مین لاتا ہے یہ حال دیکھ
کے یکبار بہرام شاہ ابن ماہوے سوری عجیب مرکب صبا رفتار خنگ
ختلی پر سوار ہوکر کہ مویز شاہان جدید و قدیم ممالک ہفت اقلیم مین اوسکا مثل
نہوگا ایک زانو و پا کھڑے ہوئے اور آپ لباس زرتار و چارقبہ طلاکار سے
زیب بخشش مین نازنین ہوکر جوشن و خود زرنگار سے فوج آراستہ ایک
تیغ آبدار حمائل کئے اور دوسری زیر ران دبائے ہوئے باکر و فر شاہی فوج
ہمی پایان جلادوری کو ہمراہ لیکر خدمت جناب محمد حنفیہ علیہ السلام
مین آکر عرض کرنے لگا اے گوہر بحر راحت جناب شاہ ولایت و

و کنجینہ بیت سینہ بے کینہ وصی مطلق بادشاہ مکہ و مدینہ امیدوار ہون کہ آج
سپہر برین غلامان جناب شیر یزدان خریدار جنس نماہوے بازار
بکار زار کو آراستہ ہے یہ سنکے حضرت محمد حنیفہ علیہ السلام نے ادسکے
گلے لگا کر باصد ہزاران دعائے خیر والطاف بے پایان جب اجازت میدان
دنبرد دی تو وہ والا و شاہزادہ عالی قدر دست مبارک جناب محمد حنفیہ
علیہ السلام کو بوسہ دیکے روانہ میدان رزم ہوا اور حضرت کے حکم
سے اوسکے لشکر کا نشان بھی کنارے رزمگاہ مین جاکر سر بسدم علم ہوا تو سپاہ
شام کے دل از عنا مثل سیماب بیتاب ہو کر بید وار لرزنے لگے راوی کہتا ہے
کہ بہرام شاہ کو جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ
السلام نے بخطاب فرزندی یاد فرما کے فنون سپاہ گری سے آگاہ و بلکہ
اس نیک اختر کو کلام اللہ بھی پڑہایا تھا اور جب ماہوے سوری کو
جناب شاہ ولایت نے تسخیر ملک خراسان کے لئے بھیجا تھا تو
بہرام شاہ نامدار مدت تک خدمت جناب امام حسین
علیہ السلام مین بھی حاضر رہا تھا بلکہ جناب مظلوم کربلا بھی
بہرام شاہ نامدار کو بھائی کہکر ہر دم یاد فرمایا کرتے تھے اور جب بہرام
شاہ اوس سرور دوجہان یعنے جناب امام حسین علیہ السلام
سے رخصت ہو کر جانب خراسان روانہ ہوا تھا تو فرزند جناب فاطمہ
زہرا علیہا السلام پانچ فرسخ تک اوس عالی گہر پہنچانے گئے تھے
پیارا اوس نامہ کا ذکر پھر کر جس زمانے مین یزید نے بنا سے مخالفت

کہ جناب امام حسین علیہ السلام سے بنیاد کے ...
بہرام شاہ نے مطلع ہوا اور دو ہزار آدمی مجتمع کر کے مدینہ منورہ
مین خدمت حضرت مین بہیج کے یہ کہلا بہیجا تھا کہ یا حضرت ...
بہی سامان سفر درست کر کے چلنے کا ارادہ کیا ہے انشاء اللہ تعالے
عرصہ قلیل مین شرف قدمبوسی سے مشرف ہونگا آکے ...
ہون مگر حضرت امام حسین علیہ السلام نے بہیجا اوسکو پیام
سنکے اوسے کہلا بہیجا تھا کہ مین تو ابہی مدینہ مین ہون اور مسلم
ابن عقیل کو لوگون سے بیعت لینے کے لئے کوفہ مین بہیجا ہے جب وہان کے
حال سے مطلع ہوگے مین اودہر جاؤنگا تو تم بہی معہ سپاہ ادہر کی
طرف آنا بس اسی سبب سے جناب محمد حنفیہ علیہ السلام
بہی بہرام شاہ کے بہت عزت و حرمت کرتے تھے القصہ جب
بہرام شاہ نے میدان رزم مین آکر گہوڑے کو اختیار جولان دے
دیکے تہوڑی دیر سنبر نیزہ بازی کو اظہار کیا تو لشکر طرفین کے
لوگ خوش ہو کر اوس پاک دین کی سرعت و ہنروری پر تحسین و
آفرین کرنیلگے اور حضرت محمد حنفیہ علیہ السلام نے اوسوقت اوسکی
وہ چالاکیان دیکہکے اشکبار ہو کر فرمایا کہ یہہ طریقہ سلحشوری کا میرے
پدر عالیوقار جناب شیر کردگار نے اسکو سکہایا ہے بہرام شاہ
شرافت دستگاہ و سدہم مناقب جناب امیر عرب علیہ السلام
مین اس مضمون کے شعر پڑہنے لگا نظم سمہ ... امیر عرب

شاہ مردان شیر یزدان امیر عرب ہے مالک ملک لافتا ہو علی شاہ اقلیم
دل اوسکا ہے علی کہ جسے کہو تو جہان مین غیر علی کے دوسرا کون
[illegible] نبی کے بعد ولی خدا وصی رسول امر حق سے ہوا ہے زوج
بتول [illegible] کہان نظیر اوسکا سب خلقت مین ہے وہ یکتا
[illegible] اوسکی لغت ہو بعد ذات کے بس جب
یہ ثنا صفت جناب شاہ ولایت پڑھکر یزید و معاویہ و ابوسفیان
پر تبرا کرنے لگا تو عمر سعد نے بہرام شاہ
[illegible] شان و شوکت سے دیکھکر اپنے لشکر شقاوت
[illegible] کہا اے یارو جانتا ہون کہ یہ پہلوان بہرام شاہ
[illegible] ہے پس جو شخص اسکو قتل کر سکے اسکا
[illegible] دے گا اوسکے لئے یزید ابن معاویہ سے سفارش
کر کے [illegible] خلعت ایک اقلیم کے دونگا یہ سنکے ایک خارجی
دو ہزار آدمیونکا مالک یزید بیس ہزار دینار سالیانہ اوسکو دیا
کرتا تھا مانند خوک خشمناک اسپ کوہ پیکر پر سوار مسلح و مکمل ایک
تلوار حمایل کئے دو سپر زیر ران دبائے تیر و کمان باندھے خود
عادی زرنگار سر پر دہرے کمند ناوک شصت بازی قربوس
زین مین لٹکائے نیزہ مثل مار ارقم ہات مین لئے بڑی سی سپر پشت
پر لگائے ہوئے میدان رزم مین آکر نیزے کو زمین مین گاڑکے
تلوار کہینچکر نکالا اور کہا اے ابوتراب یہ مقدور ہے کہ تو یزید کو بد کہتا ہے

یہہ کہکر پہیر دوسرا ایک وار تلوار کا اوس شہسوار پر کیا بہرام شاہ نے حفظ وحراست ایزدی پر نظر کرکے سپر کو پناہ چہرہ کر لیا اور وار کو اوس بدکردار کے اسطرح سپرد کیا کہ وقت ضربت سپر کو چرخ مین لاکے دست ستمگر کو لغزش پذیر کر دیا یہہ حال دیکہکے وہ خارجی شکستہ دل ہوکر کہنے لگا ای ابو ترابی اب تو بہی اپنا وار مجہپر کرتا تا تیرے دل مین وار کرنیکا خیال نرہ جائے یہہ سنکے بہرام شاہ نے یا حیدر رو صفدر کہکے تلوار نیام سے کہینچکر لپک کے اس زور سے اوس کے سر پر لگائی کہ اگر وہ شخص سپر کو پناہ سر نہ کر لیتا تو اوس کے سینہ تک اوتر جاتی مگر قبہ سر کو مع خود کاٹ کے دو او نگل اوس کے کہوپڑی مین اوتر گئی اوس بدگہر نے جلد اپنے نیزہ ہات مین اوٹہا لیا اور باہم نیزہ بازی ہونے لگی آہستہ وار نیزونکے آپس مین خالی گئے یہہ صورت جنگ بدگہر دیکہکر بہرام شاہ نامور غضبناک ہوکے اپنے دل مین کہنے لگا کہ اے جان عزیز کب تک اس شخص کے جنگ مین اوقات تلف کرے گا بہتر ہوا کہ مرتبہ حملہ ہوکے کسیطرح پر اوس کو مارے کہ جناب محمد حنفیہ علیہ السلام معہ ماہو نے سورہے پدر عالیقدر احقر و تمامی امرا سے تمام تیری طرف مصروف تماشا ہین یہہ جوان ابہی اسی خیال ہمت تہا کہ اوس شخص نے ہمت دستی کرکے کمند اوقر بوس زین سے نکال کر جہٹ پٹ حلقہ کر لیا اور بہرام شاہ عالی ہمت اس فرہنگ

ایک کرہ سے زور شور سے سینہ بہرام شاہ پر لگایا اوس دلیر نے جنبش
نہ کیا جناب شیر خدا بات بڑھا کر گلوگاہ سے اوسکے نیزے کو پکڑ ایک ایسا
جھٹکا مارا کہ نیزہ اوسکے ہات سے چھوٹ گیا اور وہی نیزہ اوس بدبخت کے
زیر سینہ بالا سے کرگاہ ایسا لگایا کہ بدگہر پشت زین سے اوچھلکر دس قدم کے فاصلے
روی زمین پر کرکے مانند ماہی بے آب تڑپنے لگا بعد تھوڑی دیر کے بہرام شاہ نے گھوڑیکو
بڑہا کے اوسکے برابر جا کے اوسی نیزے سے پے در پے اوسکے سینہ پر مار کر
کہ بدکردار مثل بسمل تڑپتا ہوا واصل جہنم ہو گیا الغرض ... تین
اوس دلاور نے جب سینتیس آدمی لشکر شام ... تو ایک پہلوان
ابو یونس شامی جنگاہ مین آکے بہرام شاہ سے ... مصروف
پیکار ہو گیا اور ایک تیر اوس بے پیر نے بہرام شاہ پر ... دلاور نے
اوسے رد کیا وہ بدبخت جھنجلا کر حرف سخت کہنے ... بہرام شاہ
نامور چاکر جناب شیر الہٰ نے کمان کو قربان مین ... لے کر
چلہ کے تئیں جوڑ کر جب اوس نے سپر لگانے کا ارادہ کیا تو اوس نے سپر کو پیش
سینہ و ناف کر لیا ولیکن بہرام شاہ شہامت دستگاہ نے ... قضا
تاثیر اوسکے سوہنہ پر ایسا لگایا کہ بدگہر کی پشت سے گردن کے مقام پر سے پار
نکل گیا اور ستمگر تڑپ کر گھوڑے سے گر پڑا اوس وقت بہرام شاہ نامور فارس
میدان دلاوری نے اوس پر گھوڑیکو دوڑا کے تمام اعضا ریزہ ریزہ کرکے اوسے
واصل جہنم کیا اور مرکب کو لگا پو مین لا کے ہر چند بہت مبارز طلب کیا مگر زنہار
کوئی ستمگار بہر کار زار اوس ہزبر بیشہ شجاعت کے برابر نہ آیا آخر جار ناچار

بہرام شاہ عالی وقار نے خشت شاہی کو قربوس زین سے اٹھا کے
ہات مین تولکے پچاس قدم اور آگے بڑھکر عمر سعد کے بیٹے کے سینہ پر جو شخص
زیر علم ازرق کہ وہ پیکر کھڑا ہوا تھا اس جذبے سے مارا کہ وہ خشت اوسکے
جگر مین در آیا اور وہ گھوڑے سے گر پڑا عمر سعد بیٹے کا حال اوسکا دیکھکے باآہ و نالہ اشک کے
ریزان بیہوش ہوکے گر گیا ولیکن وہ بدبخت روبرو اوسکے دو مرتبہ منہ کھول کے
فی النار جہنم گیا یہ احوال جانکاہ اوس بد مآل کا دیکھکے عمر سعد و تمام سرداران اوسکی سپاہ
کے باآہ و نالہ اوسکی لاش پر رونے لگے اور بہرام شاہ جرات پناہ نے یہ صورت
اون بد سیرتون کی دیکھکے کمان قبضہ میں لیا کہ تو فلک اوسکے خوف سے گوشہ گیر ہوا
سو قربان سے نکال کے ہات مین تھام کر بلند خدنگ جان گیر اوسکے ترکش مین سے
اپنے پیچھے سو سے قلب لشکر اہل غدر پر ہی کئے کہ ہر تیر نے ایک بے پیر کو بے جان کر کے
جہنم واصل کیا غرض یہ غلبہ شیعیان شیر ذوالجلال دیکھکر ابن سعد شدت خوف
سے مثل بید لرزان ہوا اور سپاہ شام مین عزم فرار کے ہل چل پڑ گئی اوسوقت
بہرام شاہ جرات پناہ نے قبضہ کمان کو قربان مین رکھکر نیزہ ہات مین
لیکے قلب لشکر سپاہ اعدا پر حملہ ور ہوکے یا محمدؐ و یا علیؑ کہکر پہلے ایک خارجی کے
سینے پر ایسا ایک نیزہ لگایا کہ نوک نیزہ پشت بدگہر سے پار ہوگئی اور اسی نوک نیزہ پر دوسرے
زبون کو بھی اوٹھا کے دوسرے کے سر پر اسطرح سے مارا کہ دونو ہلاک ہوکر باہم جہنم کو چلے گئے
چنانچہ اسیطرح ضرب نیزہ سے بہت اعدا کے تئین مار کر روے زمین پر گرا دیا تو اوسدم جناب
محمد حنفیہ علیہ السلام اوس دلاور کے یہ بہت جرات دیکھکر سپاہ اسلام سے یہ حکم فرمانیکے یکبار
یہ حکم سنکے تمام سپاہ دین حملہ ور ہوکے لشکر قوم مشرکین پر مانند قہر خدا جا پہنچے گروہ شام کی

تحریک و تحریض ابن زیاد و عمر سعد جنگ مومنین سے جب باز نہ رہے تو اوسدم عجب طرح کا سامان میدان جنگ مین نمایان ہو گیا کہ دلیران بزبر آبہنگ بیشہ و غا ہمت عدو افگنی مین مثل شیر گرسنہ ایک دوسرے پر حملہ ور ہوتے تھے اور امرایزد غیب دان سے اوسدم ایسا پردہ کینہ جوئی سپاہ طرفین کے آنکھون مین پڑ گیا تھا کہ بھائی بھائی کو خنجر آبدار سے مجروح کرتا تھا اور دم ضرب شمشیر باپ کو بیٹے کی صورت نہ پہچان پڑتی تھی اور روز محشر نمودار تھا کہ کوئی کسیکی امداد نکرتا تھا باوجودیکہ ابن زیاد و عمر سعد اپنی سپاہ کو وعدہ مال و منال دیکے بہت سے دلداری کرتے تھے مگر سپاہ دین گروہ بیدین شام کو ایسا تہ تیغ و سنان کرکے سوئے دوزخ بھیجتے تھے کہ الحفیظ کہنے کی جا تھی القصہ اوسدم ان یہ سامان سراسر حسرت نشان ظاہر ہو کر باعث تخریب بنائے وجود جنود مشرکین ہو گیا تھا لیکن جاسوس خسرو فلک ناہنجار نے کہ اوسکے کم عقلی پر طریقہ گرفتاری دلیل کامل ہے یکبار فتح مومنین کی خوشی سے آراستگی بزم و لیجیب خسرو ملک شب پرست کو مصروف کرکے شہسوار عرصہ روزگار کو بھگا کر خیمہ مغرب مین لیجا کے اوسنے مسند نشین کیا بس بادشاہ نور روشن محل غروب مین جاکے رد اسٹے ظلمت شب منہہ پر لیکے جب استراحت پذیر ہوا اور ملک زان شب تارنے محفل پر سرور مہیا کو آراستگی دیکر رقاصان زہرہ جبین انجم کو حکم پا کوبی دیا تو نوبج طرفین مین بھی طبل آسایش بجنے لگے اور مجاہدان دینداد

اطلاع

بخدمت حضرات مومنین شیعه امامیه کثرہم اللہ فی البریہ
کہ یہ کتاب صرف آپ صاحبان کے ملاحظہ کیواسطے نسخہ سوم
قرار دیکے تھوڑی سی چھاپی گئی ہے ورنہ دراصل یہ کتاب
بہت بڑی ہے اگر آپ صاحبان اس حصہ سوم کو پسند فرما کے
اور باعث حصول ثواب سمجھ کر اعانت بنظر خریداری فرماوینگے
تو چوتھا حصہ بھی آپ کی امداد سے معرض طبع مین آ کے باعث
اشاعت دین و موجب حصول اجر عظیم یقین ہے امید کہ
آپ صاحبان اس امر مین توجہ دلی فرماکے اس امر خیر کو
ضرور انجام دینگے ۔ الراقم

سید عابد علی عفی عنہ

مقام لکھنو محلہ وزیر گنج بتاریخ ۵ ماہ جمادی الاول ۱۳۱۰ھ ہجری
مطابق ۲۴ اکتوبر روز شنبہ ۱۸۹۳ عیسوی درمطبع حسینی اثنا عشری
باہتمام سید عابد علی عفی عنہ طبع شد

بفرمان معین مطلق و فضل خدای حق

الحمد لله والمنة که درین ایام بتاریخ انجام حصه چهارم کتاب مستطاب

حملۂ حیدری

معروف به

سیف باسم

تاریخ ۱۰ ماه فروری سنه ۱۸۸۵ عیسوی

مطابق ۲۴ ماه جمادی الاول سنه ۱۳۰۲ هجری

باهتمام خاکسار سید عابد علی واقع لکهنؤ محله وزیرگنج

در مطبع اثنا عشری جلیه طبع پوشید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی رسولہ محمد و آلہ اجمعین اما بعد خاکسار
سید سجاد علی ناظرین کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ بعد ملاحظہ کرنے
اس حصۂ چہارم کے کمترین کے حق مین دعاے خیر فرماوین اور اس تذکرہ شہدا
کے دیکھنے اور سننے سے ثواب بےحساب حاصل کرین۔

معرکہ بست و ششم

راوی اخبار ابو مخنف صداقت شعار اسطرح بیان کرتا ہے کہ جب سرداران
لشکر اسلام خدمت جناب محمد حنفیہ علیہ السلام سے رخصت ہوکر
اپنے اپنے خیمہ مین گئے تو بہرام شاہ عادل ابن مظفر سیرانی کو ہمراہ لیکر اپنی بار
گاہ فلک پناہ مین آئے اور ابو الفراس رازی و ابو المحارث طہرانی بھی پچیس
ہزار مومنین کی جمعیت سے طلایہ پھرنے مین مصروف ہوے یہان بہرام شاہ
نے عادل بن مظفر سے کہا میرا جی چاہتا ہے کہ آج لشکر ابن سعد پر شبخون
مارون آیا تمہاری کیا راے ہے اوسنے جواب دیا کہ بہت نزدیک آگئی

سانے یا تو اب معلوم ہوتی ہے اگر آج کی شب یہ امر واقع ہوگا تو امید قوی
ذات پاک کبریا سے ہے کہ ہماری فتح ہو جاوے کسلئے کہ آج لشکر شام کے لوگ
بہت مضطر معلوم ہوتے ہیں خصوصاً ابن سعد کہ اسکا بیٹا فی النار ہوا ہے وہ خواہ
نخواہ بسبب وفور الم جنگ مین پہلوتہی کر کے بھاگ جائیگا بہرام شاہ نے
کہا کہ ہان ظاہرا یہہ امر مناسب معلوم ہوتا ہے اچھا ہامان ابن اسحاق سیرانی
سے تو بلا کر پوچھین دیکھین اوسکا کیا ارادہ ہے جب آدمی بلانے کے لئے گیا
تو اوسنے دیکھا کہ ہامان ابن اسحاق سیرانی مع شیراز نیشاپوری اپنے
خیمون مین بیٹھے ہوئے مشورہ کر رہے ہین کہ آج لشکر ابن سعد مین شبخون
مار کر خارجیون کو قتل کرین یہان یہہ باتین ہو رہی تھین کہ پیامبر بہرام
شاہ نے ہامان ابن اسحاق سے کہا کہ اے دلاور تجھے بہرام شاہ بلاتے ہین
وہ نامور اونھکر بہادول کے ہمراہ خدمت بہرام شاہ مین حاضر ہوا اور
بعد ادائے مراسم دعا و ثنا آداب شاہی بجا لایا بہرام شاہ نے بعد بذل ملاطفت
بلطف و کرم پیش آیا اظہار مدعا کیا ابن اسحاق نے کہا کہ اے بادشاہ عالی
جاہ مین بھی اسی بات کا مشورہ کر رہا تھا سو لوگ بدل موجود ہین آپ
بھی لوگونکو انتخاب کر کے چلنے کی تیاری کیجئے یہہ کہکر ہامان نامور اپنے
خیمہ مین گیا اور ملکون بہرام شاہ اپنے ہمرازون سے بیان کر کے
باواز بلند کہا کہ اے دلیر و امیر بہرام شاہ آج لشکر عمر سعد پر شبخون مارنے
کے لئے مستعد ہے اگر تم لوگ بھی اس بات پر امادہ ہو تو اپنا سامان درست
کر لو یہہ سخن سنکے ہر ایک دلاور نے کہا بسم اللہ و باللہ توکلت علی اللہ

ادہر اٹھا رہے تھا کہ یہ ابن سعد کی لشکر مین جا کر ٹھہرے ہین القصہ
بہرام شاہ و عادل ابن مظفر مع سپاہ لشکرگاہ ابن سعد
کے برابر جا پہونچے ہامان ابن اسحاق نے بہرام شاہ سے
کہا کہ اے بادشاہ و سپاہ جیسے نعرہ یا آل ثارات الحسین
علیہ السلام بلند کرنا چاہیے تھا سپاہ شام گھبرا کر اوٹھے جسوقت وہ اپنی
جا سے حرکت کرین تو اوسوقت ہم سب اون نابکارون پر بارش تیر
برسائین بعد اسکے تلوار ونکی پیچھے دہر لین اور جسوقت نعرہ یا حیدر
وہ شنیدین تو سب لوگ اونکے لشکر سے فی الفور نکل آوین تا کہ
نہ ہون تا در وہ ہاسے غلطا او تیر پہنکوا کے اون اشقیا کو جلد دوزخ پہونچا
دالیے اور بسطو سے لوگ ضرب تیر و شمشیر سے اونکا کام تمام کرینگے اوسی
طرح آگ سے جی وہ اشقیا جہنم واصل ہونگے یہ سنکے سب نے کہا
کہ یہ تدبیر بہت مناسب ہے یہ کہکے مومنین نعرہ یا آل ثارات
الحسین بلند کرنے لگے اوسوقت گروہ یزیدین کے خورد و بزرگ
آواز نعرہ شیعیان جناب امیر علیہ السلام سنکے گھبرا گئی اور
ابن سعد و پسر زیاد و شمر ذی الجوشن مانند سگ دیوانہ افتان و
خیزان خیمون سے نکلکر پکارنے لگے کہ اے ہواداران بنی امیہ و نمکخواران
یزید ابن معاویہ جلد اسباب جنگ آراستہ کرلو اور لڑنے پر تیار رہو
کہ سپاہ محمد حنفیہ شبخون مارنے کے لیے آ پہونچی اہل ستم گھبرا کے خیمون
سے نکلے پہلے ہر ایک مومن نے پانچ پانچ تیر لگائے وہ یزیدین بہ حال

دیکھکے زیادہ تر بر... ان خائف ہوئے ایک دوسریکی صورت دیکھنے لگا
اعدائے سپاہ اسلام بیر تلوار پکڑ کے قتل کفار پر مستعد ہوئے جو جسکے
منھ چڑھا اوسنے اوسے بیجان کیا جب تھوڑی دیر مومنین قتل عام کر چکے
تو نعرۂ یا حیدر صفدر بلند کرکے لشکر کفار سے برق وار نکل آئے
اور نفط کے قاروسے فلاخن مین رکھکر لگانے شروع کئی لشکر ابن
سعد مین چہار طرف آگ کے شعلے بلند ہوے اوسی حال مین ابو
العلائے طبرستانی نے ایک شیشہ روغن نفط کا خیمہ عمر
سعد پر مارا کہ اوس شقی کا خیمہ جلنے لگا پسر سعد نے جب وہ خیمہ جلتے دیکھا
تو افسوس کرکے کہنے لگا کہ خون امام حسین علیہ السلام ہی میری
گردن پر رہا اور یزید کا عطیہ دنیا مین بہی میرے کام نہ آیا یہ کہکے کبہی
اپنی ڈاڑھی نوچتا تہا گاہے منہ پیٹتا تہا القصہ یہانکی یہ حالت ہے اور
اوس شب کو طلایہ داری لشکر ابن سعد کا عہدہ دار حجر ابن حجاز بد
کردار تہا دس ہزار آدمیونکی جمعیت سے وہ نابکار طلایہ پہر رہا تہا جب
ابو الفارس رازی و ابو الحارث طہرانی نے صدائے نعرۂ
یا آل ثارات الحسین علیہ السلام سنی تو یہ دلاور بہی مع فوج
دفعتًا طلایہ لشکر یزید پر حملہ آور ہوے اور اون دلیرون نے پانچ ہزار
ناریونکو جہنم واصل کیا باقی شامی جو زندہ بچے مع حجر ابن حجاز لعین
بہاگ کر اپنے لشکر گاہ کیطرف چلے مگر مومنین نے تعاقب کرکے تین
ہزار آدمیونکو واصل فی النار کیا فقط دو ہزار آدمی زندہ مگر بسبب زخمونکے

بدتر از مردہ عمر سعد کے پاس بھاگ کر آئے جب دیکھا کہ ہر طرف آگ لگی ہے
اور تمام لشکر کے خیمے جل رہے ہین تو وہ بدگہر زیادہ تر بدحواس ہوئے
جسوقت اون لوگونکو عمر سعد نے دیکھا تو کہنے لگا تمپر کیا آفت پڑی کہ اس
حال خراب سے نظر آتے ہو اونھون نے جواب دیا کہ اے پسر سعد طلایہ دار
لشکر اسلام **ابوالفراس وابوالحارث** دو سردار مع سپاہ بیشمار
غفلت مین ہم پر آ پڑے اور وہ تیغ زنی کی کہ ہمارے طلایہ کے لوگ سب کے
سب مارے گئے اور اون دس ہزار آدمیون مین سے ہم دو ہزار آدمی
زندہ بچکے بھاگ آئے ہین ابن سعد نے پوچھا کہ اے بیحیاؤ حجر ابن مجاہد جیتا
ہے یا وہ بھی مارا گیا وہ کہنے لگے کہ اوسکا حال ہمکو مفصل نہین معلوم ہے
کیا عجب ہے کہ وہ زندہ کسیطرف کو نکل گیا ہو کس لئے کہ اول مرتبہ کی زد و
کشت مین وہ میدان کارزار سے بھاگ گیا تھا یہ حکایت سن کے عمر سعد
کہنے لگا کہ ان **ابوترابیون** کے ہاتھ سے مین سخت پریشان ہون کوئی
تدبیر نہین بن آتی کہ انکے ہاتھ سے نجات پاؤن یہ کہکے اوس لعین نے
عبیداللہ بن زیاد سے کہا کہ اے پسر زیاد ہم لوگ کسیطرح **ابوترابیون**
سے سر بر نہون گے لازم ہے کہ اپنی جان بچانے کے لئے کچھ فکر کر اسوقت
بھاگنے کے سوا کوئی بات مناسب نہین معلوم ہوتی اسلئے کہ جب دن
ہو جائیگا تو **ابوترابی** ہمکو بھی مار ڈالین گے یہ سنکے شمر ولدالزنا
سب سے پہلے کلمات عاقبت اندیشی بیان کرکے کہنے لگا کہ ہان یہی صلاح
بہتر ہے کہ اسی تاریکی شب مین ہم لوگ بھاگ جائین ابن زیاد نے

تہی تدبیر کار یہان یہی بات کرنی لازم ہے جب یہہ رائے قرار پائی تو اوس وقت
ابن سعد مع پسر زیاد و شمر لعین پانچ سو آدمیونکی جمعیت ہمراہ لیکے اوسی
شب کو بہاگ گیا اور رات بہر کہین جا بجا توقف نکیا اگرچہ پانچ فرسنگ راہ
طی کر چکے اور آفتاب طلوع ہوا تو ایک تل ریگ پر جا کر ٹہرے ساعت
بہر اونکے گہوڑون نے دم لیا تہا کہ ایک جوان اونکے گروہ نافرجام
مین سے پکار کر کہنے لگا کہ شاید ابو ترابی ہمارے تعاقب مین چلے آتے ہون
یہہ سنکے عبید اللہ زیاد نے کہا کہ اب یہان ٹہرے کیا کرتے ہو یہہ
جوان سچ بیان کرتا ہے ایسا نہو کہ ابو ترابی یہان آپہنچین اور ہم مین کسی
کو بہاگنے کی راہ نملیگی یہ کلام اوس بد انجام کا سنتے ہی سب بدکردار
گہوڑون پر سوار ہوکے خوف جان سے پہر پہرکے دیکہتے ہوئے ایسے بہاگے
کہ کسی حیوان کا دم سینے مین نسماتا تہا تا وقت ظہر چہ فرسنگ راہ طی کی
اتفاقاً راہ مین ایک گانون ملا سب وہان ٹہرے اور اسباب اکل و شرب
و گیاہ بہم پہونچا کر مع حیوانات سیر ہوکر جب بخوبی آسودہ ہوچکے ایک رہبر
ہمراہ لیکر جانب دمشق راہی ہوئے راوی کہتا ہے کہ اون ملعونون کے
بہاگنے کی خبر اونکے اہل لشکر اور سرداران فوج کو نہتی جب صبح ہوئے
اور سپاہ نے اون گمراہون کا نام و نشان نپایا تو وہ بہی اپنی جان بچاکے
بہاگنے لگے چنانچہ زید ابن حارث و سفیان ابن اشعث دو ہزار آدمیونکی
جمعیت سے ایک طرف کو بہاگ گیا اور سعادہ ابن موصلی ہزار آدمیون سے
... سمت روانہ ہوا بہرام شاہ کو یہہ حال معلوم نہتا کہ لشکر خواجہ

کے گئے افسر بھاگ گئے ہین ابوالفراس رازی نے اوس دلاور سے آکے ... ل بیان کیا اوسوقت وہ تیک خصال استقبال سے باقی ماندہ کے قتل و ... پر متوجہ ہوا اور اون خارجیون کو شب بھر ایسا قتل کیا کہ تمام میدان میں ... بجا لاشون کے انبار ہو گئے اور خون کشتگان خوارج سے ایک دریا بے پایان اوس میدان مین روان ہوا راوی کہتا ہے اوسی حال جنگ و جدال مین ہامان ابن اسحاق سیرافی نے بہرام شاہ سے کہا کہ اگر مصلحت ہو تو مین شکست اہل شرک کی خبر جناب محمد حنفیہ علیہ السلام سے جاکر عرض کردون یہ سنکے بہرام شاہ نے کہا کہ ہان مناسب ہے کہ اونہین بھی اس حال کی اطلاع ہو جاوے ہامان ابن اسحاق نے ابوالفتح کو ... جاکے محمد حنفیہ علیہ السلام کو اس حال سے آگاہ ... خدمت جناب محمد حنفیہ علیہ السلام مین جاکر سب احوال بیان کیا حضرت نے یہ خبر سنکے تبسم فرمایا اور اپنا ملبوس خاص ابوالفتح کو عنایت کیا اور تیاری سپاہ کا حکم دیا مسیب و مختار و مسعود و علقمہ و ماہوی سوری وغیرہ کو ہمراہ لیکر با فوج ظفر موج لشکرگاہ ابن سعد و پسر زیاد کیطرف چلے مگر اوسوقت وہ وہان پہونچے کہ لشکر ستم مین سے کوئی متنفس میدان وغا مین زندہ باقی نہ تھا اور جو لعین قتل ہونے سے بچ گیا تھا وہ بھاگ گیا تھا غازی ابن مظفر و بہرام شاہ و ابوالفراس و ہامان ابن اسحاق

جب تشریف آوری جناب محمد حنفیہ علیہ السلام سے مطلع ہوئے تو مصافحہ ہوکر سلام کیا اور رکاب سعادت مآب کو بوسہ دیا آداب دعا ثنا بجالائے حضرت نے بشفقت اونکے سر و نپیر ہاتھ پھیرا اور خلعت تحسین و آفرین سے سرفراز فرمایا بعد اسکے عنان مرکب پھیر کے بفتح و فیروزی داخل خیمہ ہوئے مومنین نے اسباب غنیمت لا کے حضرت کے روبرو حاضر کیا حضرت نے تمام اسباب کے دو حصہ کیے اور فرمایا کہ نصف بہرام شاہ اور اوسکے لوگونکو دیدو اور نصف مال خزانچیدار دنکو حوالہ کرو جسدم بہ اموال مومنین کو تقسیم کرکے خلعت و انعام سے سرفراز فرما چکے تو خوان سالار کو دسترخوان آراستہ کرنے کے لیے حکم دیا مجاہدین نے کھانا تناول کیا بعد اسکے شکر ایزد بجالائے مومنین کو حضرت فرمایا سردار اپنے اپنے خیمون مین جاکر استراحت پذیر ہوئے اوسوقت ابوالعلاء طبرستانی نے ہامان ابن اسحاق سے کہا کہ اگر کہو تو مین جاکر خبر لاؤن کہ ابن سعد و پسر یزید کہان ہین کیسے ہین اور سپاہ اون بدگہرون کی کدہر آوارہ و پریشان ہے ہامان ابن اسحاق سیرانی نے جواب دیا کہ ان مناسب تو یہی اگر خبر اونکی معلوم ہو جائے تو جاکر ان سب کو قتل کرین ابوالعلائے طبرستانی چلنے پر آمادہ ہوا اور اسباب کر دی و فرخ آبستانی و فیروز کرمانی نے کہا کہ اگر مناسب ہو تو ہم بھی تمہارے ساتھ چلین اوس نامور نے سوال اون دلیرون کا قبول

کر کے ساماں سواری بعجلت کیا چار دن آدمی بعد نماز شام تبدیل لباس کر کے
روانہ ہوئے جب تیس فرسنگ راہ طے کر چکے تو دوسرے دن تین سو
سوار مسلح و مکمل شتر اشتر دو سو خچر پر از بار حلقے مین لیے ہو کے ایک
صحرا مین نظر آئے اون سواروں نے جب ان چار پیادونکو دیکھا تو
انکو پکڑ لے سہاب ابن نیظر نامے اپنے سردار کے روبرو لے گئے راوی
کہتا ہے کہ وہ شخص بڑا دانا و عاقبت اندیش تھا وسنے ابو العلا
سے پوچھا تم کون لوگ ہو اور کہان سے آتے ہو ابو العلا نے اوسے
کہا کہ پہلے تم تو اپنا حال بیان کرو کہ تم نے جو ہمکو عبث گرفتار کیا ہے تم
کون ہو اوس نے جواب دیا کہ میرا نام سہاب ابن نیظر یمنی ہے دو سال
کا خراج ملک یمن یزید ابن معاویہ کے لیے لیے جاتا ہون یہ سنکے ابو العلا
نے کہا اے ابن نیظر مین اس دیار کا زمیندار ہون اور پسر ابو تراب
محمد حنفیہ علیہ السلام نے جب نواح کوفہ مین ابن زیاد و عمر سعد
کو شکست دی تو یہ دونوں شخص پانچ سو آدمیونکی جمعیت سے بھاگ
کر ہمارے گانون مین آئے ہمارے رئیس قریہ نے بسبب دوستی یزید
اونکو سامان اکل و شرب مہیا کر دیا فرزند شاہ ولایت نے یہ خبر سنکے
بیالیس ہزار مرد جرار مع چار سرداران نامدار فرامرز اصفہانی
و ماہیار فردینی و شیراز نیشاپوری و ابو الفراس
رازی عمر سعد و ابن زیاد کی گرفتار کرنے کے لیے بھیجے اون لوگون
نے غفلت مین ہمارے قریہ پر شبخون مارا اور ہم لوگونکو ہلاک و تباہ

زبان شبینہ کو محتاج ہو گئے اے شقیو اب اسی ... ہم لوگ عبید اللہ زیاد کے پاس جاتے ہین تاکہ اس سے بیان کرین ... محمد حنفیہ علیہ السلام تیرے تعاقب مین آئے ہین دیکھین وہ کیا سلوک کرتا ہے یہ حال سنکے ابن نظر اس خیال سے گھبرا گیا کہ ایسا ہو کہ فوج فرزند ابو تراب آکے ہمسے یہ مال چہین لے گھبراکر ان یارون دینداروں سے کہنے لگا کہ آج کل عبید اللہ زیاد کہان ہے ابو العلاء نے جواب دیا معلوم ہوتا ہے کہ یہان سے پانچ فرسخ فلانے صحرا مین ایک مقام پر اوترا ہوا ہے یہ سنکے ابن نظیر نے اونسے کہا چلو مین بہی تمہارے ساتھ چلتا ہون اگر مجھے ابن زیاد کے پاس پہونچا دوگے تو مین تمکو بہت سامال و زر دونگا ابو العلاء نے کہا بہتر چلو تمکو بہی اوسکے پاس پہونچا دین یہ کہکے وہ دیندار اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوے ابن نظیر بہی عنان مرکب پہیر کر ساتھ اونکے ہمراہ چلا قریب شام ایک مقام پر پہونچ کے سب نے مقام کیا ابن نظر سے ابو العلاء نے کہا معلوم ہوتا ہے عبید اللہ زیاد شاید خائف ہو کے یہان سے بہی چلا گیا خیر اب یہان سے چلو آگے بڑہ کے اسیطرف دیکہین کہ وہ کہان اوترا ہوا ہے یہ سخن سنکر ابن نظیر نے کہا کہ اب اور دور چلنا ہوگا ابو العلاء نے جواب دیا ... دو تین فرسخ پر جا کے وہ اوترا ہوا ابن نظر نے کہا بہلا اب ... پہونچین گے رات تو یہین ہو گئی ابو العلاء نے ہنسکر

جواب تک کہا اے ابن نظر اسکا کیا اندیشہ ہے اگر چہ وہ یہان سے سو فرسخ
پر چلا گیا ہوگا تو ہم تجھے اوسکے پاس پہونچا دینگے یہہ کہکے وہ دس فرسخ
راہ بہی طی کی اور ایک مقام پر جاکے ٹہرے کیونکہ سب جانور تہک گئے
تہے ہیمان پریشان خاطر ہوکے کہنے لگا کہ اب ہمکو کسو وقت ابن زیاد
تک پہونچاؤگے ابو العلاء نے کہا خدا چاہیگا تو آدہی رات تک
پہونچ جاینگے خیر اب یہان ٹہر کے کچہہ کہا پی لو پہر آگے چلین یہہ کہکر اونکو
کہانے پینے مین مصروف کیا اور فیروز کرمانی سے کہا کہ اے برادر
اب تو جاکر ہامان ابن اسحاق کو اس حال کی اطلاع کر کہ وہ آکر
انکو گہیر لے فیروز نے جواب دیا اے ابو العلاء انکے ہاتہہ سے اگر
نجات ہووے تو مین ان سے چہپکر چلا جاؤنگا مگر کہین ایسا نہو کہ یہہ بدظن
ہوکر تمکو اذیت پہونچاوین یہہ کلام سنکے ابو العلاء نے کہا تو سچ کہتا ہے
دیکہہ مین جاکر ہیمان کو تیرے جانے پر راضی کرتا ہون یہہ کہکر ابو العلاء
نے ابن نظر سے کہا کہ اگر مناسب ہو تو ہم ایک آدمی بہیجکر خبر منگوالیں
کہ ابن زیاد کہان ہے پہر ہم لوگ یہان سے چلین یہہ بات سنکے ہیمان
نے جواب دیا ہان یہہ تدبیر بہت بہتر ہے پہلے اوسکے حال سے آگاہ ہو
جاوین تو ہم لوگ یہان سے چلین غرض ابو العلاء نے اون
لوگونکے سنانیکے لیے فیروز کرمانی سے پکار کر کہا کہ اے برادر تو جلد
جاکر خبر لے آ کہ ابن زیاد کہان اوترا ہے وہ دلاور یہہ سنکر مرکب باد
پا پہ سوار ہوا اور مثل باد صرصر لشکر ظفر پیکر جناب محمد حنیفہ علیہ السلام

کیطرف چلا جب نصف شب گذر گئی تو فیروز عالی ہمت کو کچہ روشنی
شمع و مشعل کی دور سے نظر آئی یہہ دیکہکر مثل برق چلی مسافت مین
معروف ہوا جب خیمہ ہامان ابن اسحاق مین پہونچا تو تمام و کمال
حال بیان کیا اوسنے بہرام شاہ سے یہہ سب کیفیت عرض
کی بہرام شاہ دس ہزار سوار جرار ہمراہ لیکر مع عادل ابن
منظفر فیروز کرمانی کے ساتہہ روانہ ہوا مگر جب قریب اوس مقام
کے پہونچا کہ جہان ابن نظیر اوترا ہوا تہا اوسوقت فیروز نے کہا بس اب
تم لوگ یہین ٹہر جاؤ تا مین اوسے بہلانے سے اوسکو یہے آؤن اور اسکی
وہ دیندار جا کے ابن نظیر سے کہنے لگا کہ جلد سوار ہو یہا سنے دو فرسخ
پر لشکر ابن سعد و پسر زیاد ٹہرا ہوا ہے وہ ناداں قافلہ کو بار کرکے روانہ
ہوا فیروز آگے آگے چلا مومنین ہر طرف صحرا مین بیٹہے ہوئے تہے ایکبار
آکے اون سب نے گہیر لیا یہہ لوگ حیران ہوکر کہنے لگے خدا وندا یہہ کیا ماجرا
ہے بہرام شاہ نے پکار کر کہا اے بندگان خدا اگر تمکو زندگی درکار
ہے تو بیعت جناب محمد حنفیہ اختیار کرو اور یہہ کلمہ اس لئے مین تمسے
کہتا ہون کہ تم لوگ اہل یمن سے ہو اور جناب علی ابن ابیطالب
علیہ السلام نے یمن جاگیر مین محمد حنفیہ علیہ السلام کو دیا تہا اور
اگر ایسا نکروگے تو مین تم مین سے کسیکو جیتا چہوڑونگا
ابن نظیر بہت عاقل تہا یہہ سنکے گہوڑے سے اوترا اور بہرام شاہ کے ہاتہہ
چوم کر کہا مع قافلہ کے جناب شیر خدا یزید و معاویہ و ابوسفیان پر لعنت

کرنے لگا او سوقت بہرام شاہ نے اوسے گلے سے لگایا جب
لوگون نے دیکھا کہ ابن نظر نے مدح جناب شیر خدا کو زبان پر
جاری کیا ہے تو وہ لوگ بھی یزید پر لعنت کر کے کہنے لگے کہ ہم اس
روز کے امیدوار تھے بیت شکر خدا کہ ہرچہ طلب کردم از خدا بر
منتہاے ہمت خود کامران شدم القصہ بہرام شاہ اون سبکو
مع خزانہ و مال اپنے ہمراہ لیکر اردوی اسلام مین وقت نماز سحر
ہو پہنچے اور ہامان نامدار نے سب کے پہلے جا کر خبر مراجعت بہرام
شاہ بہ فتح و فیروزی خدمت جناب محمد حنفیہ علیہ السّلام
مین عرض کی تو وہ نور دیدہ شہسوار عرصۂ لافتی اسرور
ہو کے حق مومنین مین کلمات تحسین و آفرین فرمانے لگا اور بہرام
شاہ ابن نظر کو ہمراہ لیکر حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا جب
تحفہ تحیت و سلام پیشکش کرنے لگا تو ابن نظر نے بھی شرف ادا ے
تسلیمات حاصل کیا اور حضرت نے اوسکو گلے لگا کر انواع عنایات
و الطاف سے سرفراز فرمایا وہ مال و زر کہ اشترون اور خچرون پر
لدا ہوا تھا اوس جناب نے بہرام شاہ و عادل ابن مظفر
و ہامان و مہتاب اور اونکے رفیقون کو عنایت کر دیا باقی
لوگون کو اپنی سرکار سے بہت سا مال و متاع مرحمت فرمایا
جب ابن سعد و عبید اللہ بن زیاد مع شمر لعین و جمعیت قوم شریر
پیشکش فرسنگ تک بھاگے چلے گئے آخر الامر ایک مقام پر جا کر ٹھہرے

ران مبارک پر رکھے ہوئے ازین قبل کلمات فرما رہے ہین بیت جب تلک انتقام خون حسین ٭ مین نہ لونگا ہنین ہے مجھکو چین ٭ انیس لعین اس کلام کو زبان پسر شیر خدا سے سنکے زرد ہوگئے اور اوسکے تمام اعضا بسبب خوف کے کانپنے لگے یہہ حال اوس بے ایمان کا دیکھکر مسیب نے پوچھا کہ اسے انیس یزید نے تجھے کس کام کے لئے بھیجا ہے اوس نے وہ سب پیام مفصل بیان کیا مسیب ابن محمد قعقاع خزاعی اوس پیام کو سنکر متغص ہوا اور کہنے لگا اسے انیس کیا تجھے یاد ہنین کہ یزید کا میرے خوف سے کھانا پینا چھوٹ گیا اب ایسی باتین کرتا ہے انشاء اللہ تعالٰے پھر بھی وہ بھولی ہوئی باتین اوسے یاد آجائینگی اور اوسپر حضرت محمد حنفیہ علیہ السلام نے بھی کلام بیہودہ اوس لعین کا سنکے فرمایا کہ ای انیس یزید سے جاکر کہدینا کہ محمد حنفیہ پسر ابو تراب تجھسے لڑنیکو آیا ہے انشاء اللہ تجھسے حسب دلخواہ خون ناحق امام حسین علیہ السلام انتقام لونگا یہ سنکے انیس خیمہ جناب محمد حنفیہ علیہ السلام سے نکلا اور یزید کے روبرو جاکر جواب پیام بیان کرنے لگا ابن معاویہ کا رنگ متغیر ہوگیا اوس وقت حضار محفل اوس لعین کو باخاطر پریشان دیکھکر کہنے لگے ای پسر معاویہ ان کلمات مسیب و فرزند ابو تراب سے دل تنگ نہونا چاہیے مگر سب ملعونون کو تمام شب تردد مین بسر ہوئی وقت صبح جب محمد حنفیہ علیہ السلام مع لشکر اسلام نماز سحر سے فارغ ہوچکے تو حضرت نے ارشاد کیا کہ سپاہ ظفر پناہ کو درستی سامان کارزار سے آگاہ کرو

غرض جسوقت اہل لشکر مسلح و مکمل ہو چکے تو محمد حنفیہ علیہ السلام فوج ظفر موج کو ہمراہ لیکر میدان جنگ میں آئے اور صفوف میمنہ و میسرہ اور قلب و جناح آراستہ کر کے آپ قلب سپاہ میں مع مسیب کھڑے ہوئے اور یزید بھی اپنے لشکر شقاوت اثر کے میمنہ و میسرہ کو درست کر چکا تو وہ ولد القلب بھی قلب سپاہ میں جا کر کھڑا ہوا اسوقت مسیب نے یلدار سب سے پیشتر میدان کارزار میں آکر شان جناب شاہ ولایت علیہ السّلام میں اس مضمون کے اشعار پڑھنے لگا نظم علی مرتضی شیر خدا ہے ؛ وصی احمد کا شاہ اولیا ہے ؛ وہی ہے واقف اسرار سبحان ؛ نہیں ہے اوسپہ کوئی راز پنہان ؛ میں حب علی سے ہوں میں سرشار ؛ نثار اوسپر میری جان اور گھربار ؛ خلیفہ ہے نبی کا شیر یزدان ؛ امام الانس و جان ہے شاہ مردان ؛ یہ مناقب پڑھکر یزید و بنی امیہ پر لعنت کر کے کہنے لگا کہ اسے سگ ناپاک تو نے اپنے دین کو طمع دنیا میں خراب کیا اسے یزید میں مسیب ابن محمد قعقاع خزاعی غلام علی مرتضی علیہ السّلام ہوں بھیجدے کسے اپنے ہواخواہ کو میدان وغا میں کہ ضرب دست شجاعان عرب سے آگاہ ہو جائے یہ کلام سنکے یزید غدار نے اپنی سپاہ سے کہا تم لوگوں میں کوئی بھی ایسا ہے کہ اس ابوترابی کو قتل کرے اور سر اسکا میرے پاس لے آوے تا میں اوسے اوسکے ہموزن جواہر عطا کروں اور عہدہ سالاری فوج سے سرفراز کروں اگر یہ شخص مارا گیا تو محمد حنفیہ پھر مجھسے نہ لڑسکینگے اسکے مارے جانیسے ابوترابیوں کی جمعیت پریشان ہو جائیگی ایسا انعام

آگاہ ہو کہ جب سے اپنے میرے اوپر خروج کیا ہے میں نیند بھر کے نہیں سویا مشہور ہو کہ یہ کلام اوس بد انجام کا سنکے ایک نامی شقیقہ ابن راشد نام سے اونتیس ہزار آدمیونکا سردار گھوڑے سے دوڑ کر مسیب کے برابر جا کے کہنے لگا کہ اے ابوترابی تیری کیا مجال ہے کہ شہنشاہ زمان ابن معاویہ کو برا کہو اور اپنے زندگی بار آرام کرتے مسیب ہیچ نہ ابھی تجھے ضرب تیغ خون آشام سے بیجان کرد ون غرض وہ ملعون ہذیان بکتا رہا اور یہاں مسیب نے غضبناک ہو کر ایک نیزہ ایسا مارا کہ اوسکی پشت سے نمودار ہو گیا بعد اسکے گھوڑے سے بلند کر کے زمین پر دے ٹپکا کہ تمام ہڈیاں اوسکی چور ہو گئیں جب وہ لعین مسیب دیندار کے ہاتھ سے مارا گیا تو لشکر اسلام میں نعرہ صلوات بلند ہوا اور پھر مسیب نامدار نے مبارز طلب کیا اور فرمایا شعر اے قوم شوم میں ہون غلام ابوالحسن کیا سمجھ کسیکا ہو جو میرے آگے تیغ زن یہ سنکے شقیقہ ابن راشد کا بھتیجا مرکب دوڑا کر مسیب کے برابر آیا اور کمند کو مسیب کیطرف پھینکا مسیب نامدار نے گھوڑا اوڑا کے ایک نیزہ اس زور سے اوسکے پہلو پر مارا کہ سنان نیزہ دوسرے پہلو سے پار ہو گئی اور وہ لعین بھی مرکب سے گر کے واصل جہنم ہوا اور یزید پلید یہ حال دیکھکے پکارا کہ جو اس ابوترابی کو قتل کریگا اوسے لاکھ دینار دیکر شرف دامادی سے سرفراز کرونگا یہ وعدہ سنکے ضمیر ابن نیزہ نامے ایک لعین مسلح و مکمل ہو کر باکروفر عازم میدان قتال ہوا اور مسیب نامدار کے مقابلہ میں آیا مسیب نے پہلے ہی

حملہ مین ضربت گرز گران سے اوس شقی کو واصل جہنم کیا الغرض جو لعین لڑنے کو آتا تہا ایک چشم زدمین رہ نورد جادہ بئس المصیر ہوجاتا تہا القصہ مسیب نامدار جب اونتالیس خارجیونکو ہلاک کرچکا تو پہر کوئی اظلم لشکر ستم سے اوسکے مقابلہ کو نہ نکلا اوسوقت مسیب نامدار نے یا حیدر کرار کہکر ایک تیر قضا تاثیر چلہ کمان سے ملاکر جانب قلب لشکر یزید پہینکا اتفاقاً وہ حذنگ راشد دمشقی کے سینہ پر پڑا وہ شقی مرکب سے گرکے بیجان ہوگیا گروہ خوارج نے یہ دیکہکر یزید پلید کو سپرونکی آڑمین کرلیا لکہا ہے کہ مسیب نامور نے اوس وقت ساتہ تیر پے درپے لگا کے ساٹہہ خارجیون کو واصل جہنم کیا بعد اوسکے پکار کر کہا کہ اے یزید بیدین قسم ہے مجھے روح جناب حیدر کرار علیہ السلام کی اگر تو نے کوئی جری میرے مقابلے کے لئے بہیجا تو تیرے قلب سیاہ مین گہسکے تیرے اور تیری فوج کے قتل کرنے مین کوتاہی نکرونگا اوسوقت یزید نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ سب لوگ یکبار حملہ کرکے اس دلاور پر جاپڑو غرض وہ سب لعین اوس بیدین کے کہنے سے قریب پانچ لاکہہ نامردونکے مسیب نامدار پر حملہ آور ہوئے وہ دلاور اونکے حملے سے اصلا ہراسان ہوا اور ضرب تیغ و سنان سے خارجیونکو واصل جہنم کرنے لگا یہ حال دیکہکے جناب محمد حنیفہ علیہ السلام نے بہی دو لاکہہ جوان ہمراہ لیکر اون ملعونون کو تیر و شمشیر سے تا شام قتل کیا کثرت تیغزنی سے میدان رزم مین ہرسمت سوائے لاشون اور دریائے خون کے کچہہ نظر نہ آتا تہا لیکن شام کو دونون طرف کی سپاہ رزمگاہ سے

پہر کر اپنی لشکرگاہ کو چلے جسوقت جناب محمد حنیفہ علیہ السلام او بیتیہ
کو سرتاپا آلودہ بخون دیکہا تو فرمانے لگے کہ اے مسیب کیا تیرے جسم پہ
کوئی زخم لگا ہے اوسنے کہا کہ مین عنایت خدا و ندلایزال سے مجروح
نہین ہون مگر مین نے بہت سے ملعونونکو قتل کیا ہے اسوجہ سے آلودہ
بخون ہوگیا ہون یہ سنکے حضرت نے اوسکے حق مین دعاے خیر کی اور
خیمہ اقدس مین داخل ہوئے بعد ادائے نماز مع مومنین طعام تناول فرمایا
بعد اسکے طلایہ روانہ کرکے حضرت محمد حنیفہ علیہ السلام خوابگاہ مین
تشریف فرما ہوے اور تمام سردار غلامان حیدر کرار بہی اپنے خیمونمین
جاکر استراحت پذیر ہوئے راوی کہتا ہے کہ جب یزید اپنے خیمہ مین جاکر
سرداران لشکر سے محفل آراستہ کرکے مصروف ذکر واذکار ہوا تو برسبیل
تذکرہ کہنے لگا کہ آیا تمنے اس عرب صحرانشین کے حال کو بہی دیکہا کہ آج
کسطرح بیخوف وخطر میدان رزم مین صرف وغا رہا یہ بات سنکر سب کہنے
لگے کہ اے امیر شام کیا اندیشہ ہے جسوقت تیرے لشکر کے جوان رومی
وپہلوانان شامی جنگگاہ مین جاکر اوس سے رزم جو ہونگے تو مسیب
تبرا سا ومی اونکے روبرو نہ ٹہر سکینگے یزید اون لوگونکی اس حرف کو سنکر بہت
مسرور ہوا کہانا کہاکر خلوت گاہ مین جاکر سو رہا جب شب گذر گئی اور
صبح نمودار ہوئی تو جناب محمد حنیفہ علیہ السلام بہی نماز مین مصروف
ہوئی با جماعت مومنین نماز ادا کی بعد نماز سب مومنین اسباب حرب
سے درست ہوکر منتظر حضرت کی سواری کے کہڑے تہے حضرت سوار ہوکر

مع سپاہ جانب میدان وغا روانہ ہوئے اور میدان رزم مین آکر جا بجا صفین
اپنے لشکر ظفر پیکر کی درست کین اور یزید بھی مع سپاہ جنگاہ مین آیا
راوی کہتا ہے کہ فرزند شہسوار عرصۂ لا فتیٰ قبائے سیاہ زیب جسم کر کے
اور عمامۂ سیاہ مع خود فرق مبارک پر رکھکے تیغ جناب شاہ ولایت حمائل
کئی ہوئے کمان و ترکش حضرت اسحاق زیب دوش فرماکر نیزہ حضرت
امیر حمزہ علیہ السلام گوش مرکب پر رکھے ہوئے مرکب بادپا پر سوار ہو کر
بنفس نفیس عازم میدان قتال ہوئے جب حضرت اس شان سے جانب
رزمگاہ روانہ ہوئے اور میدان غزا مین تشریف لائے تو رجز پڑہنے لگے
یزید غدار اوس شہسوار معرکۂ شجاعت کو دیکھکر فوج سے کہنے لگا کہ اے ہوا
داران معاویہ پسر ابوتراب علیہ السلام یہی شخص ہے تم مین سے جو
کوئی پہلوان جانبازی کر کے اگر اسے قتل کرے گا تو آدہی سلطنت اور
نصف خزانہ دیکر اوسے سرفراز کرونگا یہ سنکر امامیہ ابن اماز نامے ایک خارجی
دست چپ راست یزید پلید سے مرکب کوہ پیکر پر سوار ہو کر جناب محمد حنفیہ
علیہ السلام کے مقابلہ کو آیا اور کہنے لگا کہ اے پسر ابوتراب دیکھ آج مین
تجھسے کیسا سلوک کرتا ہون کہ جسکا ذکر دنیا مین قیامت تک باقی رہے اوس
لعین نے یہ کہکر ایک ضرب گرز اوس نورچشم امام جلیل پر لگائی محمد حنفیہ
علیہ السلام نے سپر کو پناہ سر کر لیا فضل خدائے لایزال سے حضرت محمد حنفیہ
علیہ السلام کو اوس ضرب سے کچھ صدمہ نہ پہونچا اور اسطرح اوسکی
ضربت کو رد کیا کہ وہ ملعون حضرت کی صورت دیکھنے لگا حضرت اوسے انجام

سے فرمانے لگے کہ اے لعین اب اپنی نجات کی فکر کر مین پسر شیر خدا علیہ السلام
ہون جبن نے بائیس برس کے سن مین در خیبر کو ایک حملے مین اوکھاڑ اتھا اسوقت
مین تجھسے وہ سلوک کرونگا کہ تیرے لشکر کے انسان وحیوان کو عبرت ہوگی
یہ کہکے اوس خلف شیر کردگار نے گرز بلند کیا اوس لعین نے سپر کو پناہ سر کیا
لیکن حضرت نے اس زور سے اوسکے قبہ سر پر گرز مارا کہ بقول شاعر شعر
سر وگردن و ودش درہم شکست ؛ بیکدم بخاک زمین پست گشت ✤ القصہ
وہ ملعون مع مرکب سرمہ سا ہوکر واصل جہنم ہوا جناب محمد حنفیہ علیہ السلام
نے پھر مبارز طلب کیا حلقوم یا جلوم ابن عمر نامے حرف لاف وگزاف بکتا ہوا
جناب محمد حنفیہ علیہ السلام کے برابر آکر کھڑا ہوا حضرت نے دم لینے کی مہلت
نہ دی اور اوس لعین کے سر پر ایک وار تلوار کا ایسا لگایا کہ مع دو پیکر سر و
سینہ وجگر کو شگافتہ کرتی ہوئی قاش زین پر جاکے ٹھہرے اور ایک روایت
سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد حنفیہ علیہ السلام نے اوس پیدین کو بھی مثل اوسی
خارجی کے بضربت گرز گاؤ سر مع مرکب نیست ونابود کردیا اور پھر مبارز
طلب کیا ایک تیسرا اجل گرفتہ گر حضرت سے مقابل ہوا اوس خلف حیدر کرار
علیہ السلام نے اوسکو بھی مار کر جہنم واصل کیا غرض اسیطرح تا غروب
آفتاب حضرت نے ستر خارجیونکو اکیلا لشکر شام مین سے قتل فرمایا
یزید نے یہ حال دیکھکر لوگون سے دختر باکرہ دینے کا وعدہ کرکے کہا کہ
ایہا الناس جو شخص محمد حنفیہ کو قتل کریگا اوس سے یہ دختر بیاہ دونگا اور
شریک سلطنت کرونگا راوی کہتا ہے کہ بظاہر ورنیدی نامے ایک خارجی کا

نہایت قوی ہاتھون سے نکلی و نیز دست بستہ ہو کر مدد تائید یزید کی صف سے رزمگاہ کیطرف
روانہ ہوا جناب محمد حنفیہ علیہ السلام کے برابر جا کر بسرعت تمام
کمربند حضرت مین ہاتھ ڈالدیا اور ایسا زور کیا کہ اگر درخت کہن سالہ یا کوہ
فولاد یا دیو عوج قامت ہوتا تو زمین سے اوسکو بھی حرکت ہو جاتی لیکن وہ
بدکردار فرزند شیر کردگار کو سر مو بھی جنبش نہ دے سکا باوجودیکہ
سو تدبیرون سے تین بار اوس شوم بخت نے زور کیا مگر وہ مراد کو نہ پہونچا
اور عرق عرق ندامت ہوگیا اوسوقت جناب محمد حنفیہ علیہ السلام
نے فرمایا اے بدکردار خبردار ہوجا کہ جان و جگر کشندہ در خیبر اب اپنا زور
تجھے دکھلاتا ہے یہ کہتے ہی حضرت نے اوس بدگہر کی کمربند مین ہاتھ ڈالا
اور صدر زین سے جدا کر کے جانب آسمان پھینکدیا وہ ملعون ایسا بلند ہوا
کہ لشکر طرفین کی نظرون سے غائب ہوگیا بعد ایک لمحہ کے جب وہ لعین
پھر سوے زمین آیا تو حضرت نے ایک تلوار اوس نابکار کی کمر پر ایسی لگائی
کہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا اور رہ نورد جادۂ اسفل السافلین ہوگیا بعد اسکے
حضرت محمد حنفیہ علیہ السلام قلب لشکر یزید پر مثل شیر درندہ حملہ آور
ہوئے اور ایک سو باسٹھ شقی اور بنا بر بعض روایات کے بارہ سو ناری
فی النار کئے اوسوقت مسیب نے بھی تمام سرداران لشکر اسلام کو مع سپاہ
ہمراہ لیکے فوج یزید پر حملہ کیا اور بہت سے کفار داخل جہنم کئے راوی
کہتا ہے کہ صبح سے تا بشام لشکر طرفین مین ہزارون آدمی گھوڑون کے سمون
سے پامال ہوگئے اور اسی اثنا مین جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے علمدار لشکر

یزید کو ضربت شمشیر آبدار سے مع اسپ چار پارہ کرکے زمین پر گرا دیا سپاہ
یزید مین اس حال کے مشاہدے سے ہر فرد بشر عازم فرار ہوا اگر یزید بد
کردار نے فریب انگیز باتین کرکے کوس حربی کو بجوا کر سپہ کو آمادہ جدال
و قتال کیا اتنے مین شہسوار عرصۂ فلک آفتاب عالمتاب خیمہ مغرب مین
جا کر بیادر شب منھ پر لیکے استراحت پذیر ہوا اور جناب محمد حنیفہ علیہ السلام
نے بخیال ماحیا سبب سنتہ لیلتہ الہریر با آواز بلند فرمایا کہ اسے مجاہدان
دیندار نماز شام کو ادا کرکے آج رات بھر قتل اہل شر سے دست بردار نہو نا
سب لوگ نماز شام اوسی میدان وغا مین پڑھ کے مشعلین روشن کرکے
مصروف کارزار ہوئے شبرہ جاسوس نے مہلت پاکر نزرہ لعین سے کہا
کہ چلو ہم تم صفوان و بزدل پسران شمر و ابن زیاد کو قید لشکر سے چھڑا
لا دین کہ یزید اسبات سے خوش ہوکر ہمین مال و منال سے بے نیاز کریگا
غرض نزرہ و شبرہ دونون مشورہ کرکے جانب لشکرگاہ اہل اسلام چلے
اون دونون بدگہرونکو یہ حال نہ معلوم تہا کہ وہ لوگ کہان قید ہین مگر وہ
بدگہر بحیلہ و مکر تا بارگاہ جناب محمد حنیفہ علیہ السلام جا پہونچے اوسدن
طلایہ داری لشکر اسلام توران شاہ کرمانی کے سپرد تہی وہ دلاور دو
ہزار آدمیون سے طلایہ پہر رہا تہا اور اوس دیندار کی نظر فقط لشکر غنیم کے
شبخون کی حفاظت پر تہی اوس نامور نے ایک دو آدمیونکی آمد شد پر توجہ
نکی اور وہ دونون بدسیر بہ چالاکی محمد حنیفہ علیہ السلام کے خیمہ کے برابر
جا پہونچے دیکہا کہ ایک شخص توران شاہ کرمانی سے کہہ رہا ہے کہ اسے امیر

نہر سے تعجب کی بات ہی کہ سلطان محمد ابن علی علیہ السلام نے نزیم
کرنے لشکر کی بندیونکو اب تک قید حیات مین رکہا یہ سنکے توران شاہ کرانی
نے کہا کہ اے خردمندابھی اسبات کا موقع نہین ہے یہ امر اپنے وقت پر کیا
جاویگا اورخوب وقت پر تو نے اونکا ذکر کیا اب چاہیی کہ اون لوگون کے
پاسبانون سے جاکر تاکید کہدے کہ وہ اون لوگون سے ہوشیار رہین
ایسا ہو کہ لشکر کفار سے کوئی شقی آکر اونکو نکال ایجاوے یہ حکم توران
شاہ کا سنکے وہ شخص نگاہبانون سے تاکید کرنے کے لئے چلا یہ دونون
جاسوس بہی اوسکے پیچھے روانہ ہوے جب قید خانے کے دروازے پر
پہونچے دیکہا کہ چالیس آدمی اونکی نگہبانی کے لیے مستعد کہڑے ہین
اوس شخص نے پیغام کو پاسبانون سے بیان کیا اون لوگون نے جواب
دیا کہ ہم سب ہوشیار رہین القصہ جب وہ شخص پیام کہہ کے کرمان شاہ
پاس آیا تو شبرہ ونرزہ ایک جا پر پہونچے اور چھپکے بیٹھے رہے جب دم وہ
لوگ جو نگہبانی خیمہ زندان مین مصروف تہے مجبوس غنودگی ہو گئے تو
اوسوقت شبرہ ونرزہ فرصت کو غنیمت سمجھکر اوس خیمہ مین گہس گئے
دیکہا کہ پسران شمر وابن زیاد بند قفل وزنجیر مین گرفتار ستون خیمہ سے جکڑے
ہوے بندھے ہین وہ بدکردار یہ حال دیکھکر آپس مین کہنے لگے کہ اب کیا
تدبیر کرین ان دونون کا چھڑانا بہت دشوار ہے مگر صفوان دبیر دل فقط
بندرسن مین گرفتار ہین اونکو نکال کر لیچلو یہ کہکے وہ دونون جاسوس
اون بدمعاشون کو خیمہ سے باہر نکالکر لشکرگاہ جناب محمد حنفیہ علیہ السلام

سے اپنے لشکر کی طرف شاداں و فرحاں روانہ ہوئے جب نیر تاباں و جہانتاب
مشرق سے نمودار ہوا جناب محمد حنفیہ علیہ السلام تمام شب بیدار رہنے سے بسبب ضعف
ہوئی نہایت پاک کے سرداران فوج نے اوس شقی سے کہا اے سعد ہمارا کسی
شخص میں نہ طاقت حرب ہے نہ قوت رفتار چاہیے کہ تو اب طبل بازگشت
بجوادے تا شب ہو میں آکر غازیان لشکر اسلام رزمگاہ سے پھر جائینگے اگر سپہ
حیدر کرار غارت سے فارغ ہو کے پھر درپے کارزار ہوگا تو تیری سپاہ کا کوئی
شخص تندہی نکریگا بلکہ عازم راہ فرار ہوجائیں گے یہ سنکے اوس شقی نے
طبل بازگشت بجانے کا حکم دیا دونوں لشکر جدا ہوئے طبل بجنے لگے اپنے
لشکرگاہ کو پھرے اور ایک راوی کہتا ہے کہ اوس دن بوقت نماز
پیشین تک معرکہ کارزار گرم رہا لیکن جب دم و دست و بازو سے دلیران مومنین
کثرت تیغ زنی و نیزہ بازی سے عاجز ہوگئے تو یہ حال دیکھکر سپاہ نے حضرت
محمد حنفیہ علیہ السلام سے کہا کہ اے نور عین شہسوار بدر و حنین
اب کسی جوان دیندار میں بسبب بھوک اور پیاس کے طاقت حرب باقی
نہیں رہا اگر ارشاد ہو تو آج جنگ موقوف کیا جاوے یہ سنکے حضرت نے
ارشاد فرمایا کہ سپاہ کو جانب لشکرگاہ روانہ کرو حسب الارشاد محمد حنفیہ
علیہ السلام مومنین جانب لشکرگاہ روانہ ہوئے اس دن پہر کی لڑائی
میں جو لوگ فوج طرفین کے قتل یا مجروح ہوئے تھے اونکا حال نہ معلوم رہا
کیونکہ علی الحساب لوگ مارے گئے القصہ جب شمر و سنزہ و صفوان و بنول
چاروں شقی یزید غدار کے روبرو پہنچے تو وہ ستمگر اونہیں دیکھکر کہنے لگا

کہ سپہر آن پشتہ گرد ابن زیاد کو بھی لائے یا نہین شبرہ نے کہا کہ اے امیر تمام وہ
دونون شہزادے بشکر بند مین گرفتار تھے رہائی کی صورت اس سبب سے نہین ہو
سکی کہ کوئی ہتھیار ایسا ہمارے پاس نہ تہا کہ اوس سے بند آہنی کاٹے جاتے اور
اتنی مہلت بھی میسر نہوئی کہ ہم کچھ اونکر کرکے اونکو قید سے رہا کرتے اے
امیر اب کے سب سامان لیجا کر اونکو بھی نکال لاوینگے یہ حال سنکے عبید اللہ
زیاد و شمر لعین زار زار روتے کہنے لگے کہ جب آج اس حال مین تم اونکو
نہ لاسکے تو اب کیا لاسکتے ہو راوی کہتا ہے جسوقت جناب محمد حنفیہ
علیہ السلام مع سپاہ رزمگاہ سے پہری اور اپنے خیمہ مین تشریف لاکے
مسند عظمت و اجلال پر رونق افزا ہوے تو ایک جاکر حضرت کے روبرو
آکے عرض کرنے لگا کہ یا حضرت صفوان و بزدل جاسوسان لشکر یزید کے
مین آج شب کو کوئی شخص قید خانہ سے نکال لیگیا حضرت نے ارشاد فرمایا
کہ معلوم ہوا ابھی اون دونو کی اجل نہ آئی تھی کہ پسران شمر لعین و عبید اللہ
زیاد بیدین کو مصاف گاہ مین بسیاست تمام قتل کرنا لازم ہوتا اون نا
بکارونکو رہائی کی امید نہ ہے اتنے مین خوان سالار نے طعام لاکے حاضر
کیا جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے باجمعیت مومنین طعام تناول فرمایا
بعد ادائے حمد بہ انتہائے کبریا سب کو رخصت فرما کر آرام گاہ مین تشریف
فرما ہوے جب دوسرے دن حضرت نماز صبح پڑھ چکے تو مع سپاہ
میدان رزم مین تشریف لائے اور اپنے لشکر کی صفین آراستہ کین
یزید بد نہاد بھی مقابلہ مین آکر صف آرا ہوا اوسوقت حضرت نے غازیان

لشکر اسلام کو اذن رن دیا ناگاہ مختار ابن عبیدہ ثقفی آیا اور
رکاب حضرت کو بوسہ دیکے اجازت حرب طلب کرکے عرض کرنے لگا
کہ یا حضرت امیدوار ہون کہ آج میدان کارزار میرے متعلق کیا جاوے
تا کہ خارجیو ن کو قتل کرکے مین بھی دولت ثواب سے کامیاب ہون یہ
التماس اوس خجستہ خصال کا سنکے محمد حنفیہ علیہ السلام نے فرمایا کہ
اے مختار دیندار پہلے پسران شمر لعین و پسر زیاد بد نہاد کو رزمگاہ
مین دار پر کھینچلے تو پھر کفارون سے عازم کارزار ہو اوس دلاور نے اون
نابکارون کو بلاکر اتمام حجت کے لئے کہا کہ اے ملعونون یزید ابن معاویہ
اور تمام بنی امیہ پرست کرو تا تمکو بند اجل سے آزاد کردون وہ بدکردار کہنے
لگے کہ اے مختار اگر تم لوگ ہمین تیغون سے پارہ پارہ بھی کردوگے تو بھی
مدح جناب امیر علیہ السلام مین ایک کلمہ زبان سے نہ نکالینگے
اور مذمت یزید کا خیال تو تادم مرگ بھی دل مین نہ لاوینگے یہ جواب سنکے
مختار نامدار نے جلاد کو حکم دیا کہ اون ملعون کے گلے مین رسی باندھکر
دار مین لٹکاوے چنانچہ اوس نے اون ستمگارونکو دار مین لٹکا دیا یزید
نے جب یہ حال دیکھا کہ پسران شمر و ابن زیاد دار پر کھینچے گئے ہمین تو وہ بد
گمراہی سپاہ سے کہنے لگا کہ سب لوگ حملہ آور ہو کے انکو دار سے اوتار لاؤ
یہ کہتے وہ نا ہنجار قریب پانچ ہزار آدمیونکے اپنے ہمراہ لیکر اس ارادہ
سے آگے بڑھا اوسوقت حضرت محمد حنفیہ علیہ السلام نے مختار
نامدار سے پکار کر کہا کہ اے دیندار ان نابکارون کو تیرباران کرکے ستم گار

زندہ نہ باقی رہین یہ سنکے مختار رعالیوقار نے اپنے لوگون سے کہا کہ ای
دلاورو ہان بہ نیت ثواب تیرون سے ان بدکردارونکو فگار کردو
ایکدم زد میں تیراندازون نے تیرونکا منہہ برساکے بناے ہستی
اون خانمان خرابونکی طغیانی سیلان جراحات سے نیست و
نابود کردے یزید مع لشکر پسپا ہوکر اپنے مقام پر صف لشکر مین
جاکر کہڑا ہولیا مختار نامور خدمت جناب محمد حنفیہ علیہ السلام
مین حاضر ہوے اور اجازت رزم حاصل کرکے مثل شیر درندہ حرگاہ
مین جاکر مبارز طلب کرنے لگے اور کہنے لگے کہ اے خارجیو مین
مختار ابن عبیدہ ثقفی غلام جناب مرتضی علی علیہ السلام
تمسے لڑنے کو آیا ہون مین جو کوئی دلاور ہو وہ رزمگاہ مین آکے میرا
امتحان کرے یہ کلام اوس نیک انجام کا سنکے یزید نے اپنے لوگون
سے کہا کہ ان ابوترابیون کا عجب حال ہے ہر روز ایک نیا اونمین
جنگاہ مین آکے ہمکو تیر ملامت کا نشانہ کرتا ہے ای دلیران ملک شام تم
مین سے کوئی شخص ایسا ہے کہ جاکے اس سے مقابل ہو اور آب شمشیر
سے اسکے لاف وگزاف کے شعلہ کو فرو کرے اور اسکا سر میرے پاس
لے آوے تا پچاس ہزار دینار اوسکے صلہ مین مجھسے لے یہ سنکے سواس
ابن صفار دست راست یزید سے گہوڑے کو جہپٹ کر مختار نامور کے برابر
آیا اور ایک وار نیزے کا اوس بدکردار نے مختار دیندار پر کیا اوس
دلاور نے اوسکا وار خالی دیکے ایک گرزگاو سرا اوس نابکار پر لگایا کہ

اسیطرح مختار نامدار نے پچیس خارجیونکو ضرب تیغ وسنان سے راہی
دار البوار کیا تو محمد حنیفہ علیہ السلام نے ابو الفتح کے ہاتھہ اپنا مرکب خاص
اوس دیندار کی سواری کے لئے بھیجکر اوسے بلوا بھیجا وہ دلاور سوار
ہوکر خدمت حضرت مین حاضر ہوا اس اثنا رمین دونون لشکرون سے
دو گروہ حربگاہ مین بہر کارزار آئے اور جدال و قتال مین مصروف
ہوئے طرفین سے دونون کی امداد کے لئے پے درپے فوجین آنے لگین
تا اینکہ نوبت بجنگ مغلوبہ پہونچی اور اسوقت سے تا شام دلاوران
لشکر اسلام نے بیحساب اہل شام کو تہ تیغ کیا قریب غروب آفتاب
مردمان سپاہ جانبین از سرتا پا غرق عرق بعضے مجروح اکثر سلامت
اپنے اپنے لشکرگاہ کیطرف روانہ ہوئے چنانچہ صحراے رزمگاہ لاشہاے
مقتولین سے ایسا مملو تہا کہ پاے مور زمین تک پہونچنا دشوار تہا
شمار اونکا نہو سکا لہذا مترجم نے بہ تصریح تحریر نکیا۔

معرکۂ بست وہفتم۔ راویان اخبار نے راست راست اور
ناقلان آثار نے بے کم و کاست اس طرح تحریر کیا ہے کہ جب سپاہ جانبین
اپنے اپنے خیمون مین جاکر پہونچی تو لشکرگاہ یزید سے ایک شور گریہ و
بکا ایسا بلند ہوا کہ صحرا مین سواے صداے گریہ اور کچھہ آواز نہ آتی تہی
یزید غدار اپنے خیمہ مین زانوے تفکر پر سر جہکاے بیٹہا تہا لیکن جناب
محمد حنیفہ علیہ السلام بعد اداے نماز و الفراغ از تناول طعام طلایہ
روانہ کرکے تدبیر کفن و دفن مقتولان لشکر اسلام مشغول ہوئے اور

اور مجروحان سپاہ زخم دوزی کے لئے حکم دیا اور سرداروں انکو رخصت کرکے
آپ خوابگاہ مین تشریف لیگئے اور تا ہنگام نماز صبح تسبیح و تہلیل مین
مصروف رہے جب صبح منور ہوئی حضرت نے باجماعت مومنین نماز
ادا کی اور تعقیبات سے فارغ ہو کے منتظر آمد سپاہ شام رہے مگر وہ بھی
اپنے لشکرگاہ سے حرکت پذیر نہوئے اوس دن جناب محمد حنفیہ نے
بھی جنگ کو موقوف رکھا وقت شام ہامان ابن اسحاق سپراتی
نے اپنے ہمراہیونکو بلا کے کہاکہ اے دلاورو میرا ارادہ ہے کہ آج شبکو
مین لشکرگاہ یزید مین جاکر اپنی دستکاری اونکو دکھلاؤن شاید
فضل خدا و جناب ائمہ ہدا علیہم السلام سے کچھ مطلب برآری
ہوجاوے یہ سنکے سب نے کہاکہ اے سرتاج دانشوران روزگار
تیرا دل چاہتا ہے تو چل ہم بھی تیرے ہمراہ رکاب مین یہ کہکے دس
آدمی ہامان شب روی سے آراستہ ہوکر چلنے پر مستعد ہوئے
ہامان نامور اونکو ہمراہ لیکر اردوی یزید کیطرف روانہ ہوا جب
بارگاہ یزید ابن معاویہ کے برابر پہونچے دیکھا کہ مروان بن حکم بارگاہ
یزید سے نکلکر اپنے خیمہ کی سمت جاتا ہے یہ دیکھکے ہامان نے اپنے
ہمراہیون سے کہا کہ اس دشمن خاندان محمد و علی علیہ السلام
کے قتل کی تدبیر کرنی ضرور ہے یہ ارشاد اوس والا تبار اد کا سن کے
ابوالفراس رازی نے کہا کہ مین اس بدگہر کی فکر مین جاتا ہون
جب وہ اوسکے پیچھے روانہ ہوا تو ہامان نے کہا اے برادر حبیب

او سمت فرات سے بہ فتح و فیروزی پھرنا تو فلانے درخت کے پیچھے ٹھہر کے ہمارا
انتظار کرنا تاہم سب لوگ بھی وہین آکے مجتمع ہون گے یہ کہکے جب
اوسے رخصت کیا تو دیکھا کہ خیمہ یزید غدار سے عبید اللہ زیاد لباس
سیاہ پہنے ہوے باشمع و فانوس وانبوہ مردم اپنے خیمہ کیطرف جاتا
ہے ہامان نے کہا اے دلیرو یہ لقمہ تمہاں خون ناحق مظلوم کربلا ہے
اسکے قتل کے بجنے ذریعے ہونا ضرور ہے یہ سنکے قاسم وزرود کردی
اوسکے پیچھے راہی ہوا ناگاہ خلیل ابن شمیط بارگاہ یزید سے نکلے چلا
بعد اسکے ورقا ابن اطہر بھی یزید سے رخصت ہوکر گھوڑے پر سوار
ہونے لگا اوس لعین کو اوسکے خادمون نے ہاتھہ مین ہاتہ دیکر گھوڑے
پر سوار کیا ہامان نامور کے کہنے سے ابو العلا طبرستانی اوسکے
قتل کی تدبیر مین روانہ ہوا ایک مرتبہ حطامیہ ابن اطہر حاجری نشہ
شراب مین سرشار خیمہ یزید سے نکلا یہ حالت قبیح دیکھکے ہامان
ابن اسحاق نے کہا اے وفیدا اس کافر کو جہنم واصل کیجئیو یہ سنکر
ابو الفتوح اوسکے پیچھے چلا اتنے مین عمر سعد بھی بارگاہ یزید سے نکلا
اور یزید روسیاہ بھی اوس سے باتین کرتا ہوا چلا آیا جب اوسے
رخصت کیا تو شیر از نیشاپوری نے ہامان سے کہا کہ اس
حرامزادے کے پیچھے مین جاتا ہون جب راہی ہوا تو اوسکے صفوان
ابن ہلال کے پیچھے فیروز کرمانی روانہ ہوا القصہ جب یہ سب ملعون
بارگاہ یزید سے چلے گئے تو اوس بیدین کے خیمہ مین سوا فراشون

اور پھرے والونکے کوئی باقی نرہا وہ لعین جب اونسے باتین کرنے لگا
تو ہامان ابن اسحاق نامور نے کہا کہ اب کیا صلاح ہے مسعود
قرونی و بہزاد و ابوالحارث نے جواب دیا کہ بارگاہ یزید مین فقط
چند آدمی سو گئے ہین اور باقی سب لوگ بیدار ہین ہامان نے کہا
کہ پھر کیا کرنا چاہیئے مسعود نے کہا کہ ابھی ذرا تامل کریں یہان تک کہ کوئی
تدبیر ذہن مین آوے یہ سنکے اور دانشورون نے کہا کہ ہم تو اپنی جان
سے ہاتھ دہو چکے ہین چلو اوس لعین کو قتل کرین ہامان نے جواب
مین کہا مین نقب کہودونگا اس لعین کو زندہ دستگیر کرکے حضرت
محمد حنیفہ علیہ السلام کے پاس لیجاؤنگا یہ کہکر پانچ قدم آگے بڑھکے
دیکہا کہ ایک گڑھا ہے ہامان اوسکے برابر بیٹھ گیا پہرے سے زمین کہودنے
لگا یہ دلاور تو اس کام مین مصروف ہوا اور ابوالفراس رازی جو
مروان کے پیچھے گیا تھا وہ نوجوان تا دربار گاہ مروان اسطرح چلا
گیا کہ کسیکو اوسکے حال کی اطلاع نہوئی مگر جب مروان بن حکم اپنی
بارگاہ مین جاکر تخت پر لیٹ رہا اور پچاس آدمی اوس بدکردار کی
بارگاہ کے گرد پھرنے لگے یہ حال دیکھکر ابوالفراس نے دل مین کہا
کہ دیکھئے کیونکر مطلب برآری ہوتی ہے آخرکار وہ دیندار انکے گرفتار
بند خواب ہونیکا منتظر رہا یہانتک کہ وہ نگہبان سو گئے ابوالفراس
خیمہ مین جاکر اون راحت گزینان بستر خواب کے ہمراہ لیٹ رہا
ناگاہ اون نابکارون مین سے کسی خارجی اوسپہ نیک سیر نے پکارکے

پوچھنے لگے تو کون ہی ابو الفراس نے جواب دیا کہ مین عبد اللہ ہون
طہارت کے لیے باہر گیا تہا یہ سنکے اون بیدینون نے کچھ نہ کہا اور پہر سو رہے
ابو الفراس رازی نے اوسوقت خنجر کھینچکر اونمین سے آٹھ آدمیون کو
واصل جہنم کیا اتفاقاً اون ملعونون مین سے دو آدمی بیدار ہوکر اسکو
استادہ دیکھ کے پوچھنے لگے تو کون ہی بعد اسکے وہ دونون لعین
ابو الفراس کیطرف اس ارادے سے چلے کہ اوسے پکڑ لین یہ دیکھکے
اوس نے اپنے دل مین کہا کہ افسوس جو مطلب تہا وہ نہوا اب دیکھی
کیا ہوتا ہی یہ خیال کر کے چھری کو کہینچا اور اون بدگہرون پر جا پڑا جس
دم دونونکو مار چکا تو سب خارجی نیند سے چونک پڑے اوسوقت
ابو الفراس نے بغیر کارزار چارہ نہ دیکہا مثل شیر درندہ اون بزدلونپر
حملہ کر کے دم بہر مین دس نابکارونکو واصل جہنم کیا اور باقی جو لعنا دو تھے
بہاگ کر خیمہ مین گہس گئے ابو الفراس رازی بہی خیمہ مین گہس
گیا دیکہا کہ مروان بن حکم جاگتا ہے ابو الفراس نے دوڑکر اوس
لعین کا گریبان پکڑا اور ارادہ کیا کہ اوس شقی کو تخت سے اوٹھا کر دم
مارے مگر وہ لعین اس نامدار سے چمٹ گیا ابو الفراس نے ایک گہونسا
اس زور سے مارا کہ چار دانت اوس کے ٹوٹ کے حلق مین جاتے
رہے جب اس دیندار نے یہ قصد کیا کہ اوس ملعون کے شکم پر ایک
چھری مارے کہ وہ بدگہر واصل جہنم ہو تو اوسوقت سب پاسبان لشکر
ابو الفراس پر ٹوٹ پڑے مروان وقت پاکے نکل گیا اور چلتے چلتے

مروان بن حکم کے جو تر ون مین ایک چھری ایسی ماری کہ ایک بالشت بھر کا زخم پڑ گیا بعد اسکے فی الفور کمر بند مرصع اوسکی کمر سے لیکے او راوس شقی کا کمر کاٹ کر راہی ہوا پھر کسی لعین کا حوصلہ نہ پڑا کہ اوس ولاور کا تعاقب کرے ہر چند مروان نے لوگون سے پوچھا کہ یہ کون شخص تھا اور کہان گیا لوگون نے جواب دیا کہ ہم خود بدحواس ہین ہمکو کیا معلوم کہ کون تھا اور کہان گیا دوسرے دانشور ونکا حال اب بیان ہوتا ہے کہ جب قاسم وزرو دکر دی عبید اللہ زیاد کے پیچھے چلا گیا تو اوس لعین نے اپنے خیمہ کے دروازے پراوتر کے چوکیدارون سے کہا خبردار بہت ہوشیار رہنا ایسا نہو کہ ابو ترابی آنکر کچھ بے عنوانی کرین یہ سنکے ایک منافق نے جوابدیا اے امیر تو بیخوف رہ اگر تمام ابو ترابی جمع ہوکر آدین گے تو ہم ایک کو بھی در خیمہ تک نہ آنے دینگے پس کے وہ شقی خیمہ مین گیا اور غلام اوسے کہا کہ صراحی شراب و جام بلورین لے آ تا بزم شراب کو مرتب کرین وہ غدار صراحی شراب و جام بلورین لے آیا اور پے در پے دو تین پیالے اوسے دیئے جب وہ ملعون شراب پی چکا اور خوب مست ہوا تو یہ شعر ساقیا بادہ بیاور کہ دکر نوروز است ؎ غم فردا نتوان خورد کہ روز امروز ست قاسم نامور نے جب اوسکے ایسی بیہودہ حرکت دیکھی تو وہ دیندار غیظ سے اوس بدکردار کے بارگاہ کے پشت پر ایک خیمہ کیطرف گیا کہ وہ بارگاہ سے ملا ہوا استادہ تھا ایک تیغ اوکھاڑ کے قنات کے نیچے سے گھسکے بیٹھ رہا جب سب پاسبان سو گئے اور وہ غلام بچہ

اہرد عبید اللہ زیاد کو شراب پلا کے جتی کرنے لگا تو اوسوقت قاسم
وزودکردی نے بارگاہ لعین مین گھس کر ایک گھونسا گردن عبید اللہ
زیاد پر مارا جب لعین نے سراوٹھا کر دیکھنے کا ارادہ کیا تو قاسم نامور
نے ایک اور گھونسا اوسکی کنپٹی پر مارا کہ تین دانت بدگہر کے ٹوٹ
گئے قاسم دلاور نے ہاتھ بڑہا کے تاج مرصع و کمربند و قبائی طلائی
اور صراحی شراب کہ اوسپر کئی لال جڑے ہوے تھے اوٹھا کر کہا کہ اے
حرامزادے یہ مال ہمارا ہے تو کون جو اسپر متصرف ہوا یہ سنکے عبید اللہ
زیاد قاسم کو گھرک کر حرف درشت کہنے لگا اوس دیندار نے ارادہ
کیا کہ اوس لعین کو چھری مار کر ہلاک کرے وہ دیندار اوچک کر تخت
کے نیچے ہو رہا اور غلام امر قاسم نامور سے چمٹ کر کہنے لگا تو کون
ہے جو میرے آقا کو مارنے کے لئے آیا ہے قاسم دلیر ایک چھری مار کے
واصل جہنم کیا ابن زیاد نے غل مچایا سب پاسبان جاگ اوٹھے قاسم
نامور نے ابن زیاد کے بھی ران پر ایک ایسی چھری ماری کہ چار
انگل تک زخم پڑ گیا جب عبید اللہ زیاد بیہوش ہو گیا تو یہ دلاور اوسکی
خیمہ سے نکلکر راہی جادۂ مراد ہوا اب حال تیسرے دانشور کا بیان
کیا جاتا ہے کہ اسمعیل اردستانی جب خلیل ابن سمیط کے پیچھے چلا گیا
تو یہ دلاور اوسکے خیمہ مین گھس کر زیر تخت بیٹھ رہا اور وہ لعین اپنے خیمہ
کے دروازے پر پہونچا گھوڑے سے اوترکر لوگون سے کہنے لگا کہ ابو ترابیون
سے ہوشیار رہنا ایسا نہو کہ وہ آنکے کچھ زحمت پہونچاوین یہ کلام اوس

والدالحرام کا سنکے ایک بدگہر نے جواب دیا کہ اے امیر کسکی مجال ہے جو تیرے
خیمہ کیطرف آنکھ اوٹھا کے دیکھ سکے یہ سنکے اوس بدکردار نے دس ہزار
دینار اوسے دیئے اور خیمہ مین جا کر خادمون سے کہنے لگا کہ میرے محبوبونکو بلا لاؤ
تا عیش و عشرت دنیوی سے محروم نر ہون ایک خادم جا کے خیمہ حرم سرا سے
دو کنیزونکو لے آیا اوس لعین نے اونسے پوچھا تم اتنا عرصہ کر کے کیون آئین اب تک
کہان تھین اون دونون کنیزون نے جواب دیا کہ کل لڑائی مین جو لوگ مارے
گئے تھے اور زخمی ہوئے تھے اونکے ذکر و اذکار مین ہم مشغول تھے اے امیر
للہ یہ بیان کر کہ جو اس لڑائی مین مارا جاویگا اوسکا مآل کیا ہوگا ابن شمیط
نے کہا کہ جو شخص ہمارے لشکر کا مارا جاویگا وہ تو داخل بہشت ہوگا اور
ابو ترابی دوزخ مین جاینگے یہ حرف سنکے [illegible] نے جواب
دیا کہ تم لوگ بہشت کے [illegible] دوزخ [illegible] لیکے [illegible] فرقہ [illegible] کو شہید
کیا ہے یہ جواب سنکے ملعون نے [illegible] ایک [illegible] ماری کہ
اوسکے آنسو نکل پڑے [illegible] بات سچ کہنے کی یہی سزا
ہے وہ ملعون کہنے لگا تجھے ان باتون سے کیا کام ہے اور قبضہ شمشیر پہ ہاتھ
رکھ کے اوسکے قتل پہ مستعد ہوا [illegible] اور [illegible] یہ تخت کے
نیچے سے نکل کے اوس بے دین کو چھری ماری [illegible] تمام کر دیا دونون
لونڈیان اسمعیل اور [illegible] کے پیرون پر گر پڑین اور کہنے لگین
کہ ہم دونون جناب امام حسین علیہ السلام کی لونڈیان ہین خدا
کیواسطے ہمکو اس لشکر سے نکال لیچل اسمعیل نے کہا تم اس خیمہ سے نکلکے

سراہ کھڑی ہوئین تمکو خدمت جناب محمد حنیفہ علیہ السلام مین پہونچا
دونگا وہ دونو کنیزین اپنے خیمہ مین جاکے صندوق جواہرات ... غلامونکے
ہمراہ لیکے باہر نکلکر کھڑی ہوئین اور اسمعیل نامور بہی جوکچہ کہ اسباب
بارگاہ مین تہا اوسے لیکر پشت خیمہ سے قنات پہاڑکے باہر نکلا اون دونو
لونڈیون اور غلامونکو ہمراہ لیے ہوے اوس درخت کے طرف جہان کا
وعدہ تہا روانہ ہوا جسوقت وہان پہونچا دیکہا کہ قاسم وابوالفراس
بہی کہڑے ہوے ہین ایک دوسریکو دیکہکے باہم پرسش احوال مین
مصروف ہوے راوی کہتا ہے کہ فیروز کرمانی جب صفوان ابن ہلال
کے پیچہے پیچہے اوسکی بارگاہ پر پہونچا تہا ... مین دروازہ بارگاہ پر کہڑا
ہوکے لوگون سے کہنے لگا کہ دو آدمی جاکے زیدابن ورقا سے کہو کہ اپنے بہائی
کو لیکے یہان چلا آوے دو آدمی اوسے بلانے کو گئے اونہون نے دیکہا کہ
مشعل کی سی روشنی معلوم ہوتی ہے جب برابر پہونچے دیکہا کہ زید ابن ورقا
چلا آتا ہے دوڑکر اون دونون نے پیغام صفوان بیان کیا اوسنے کہا کہ وہ
مشعل کی روشنی مین صارم چلا آتا ہے اوس سے بہی تمہین جاکے کہدو
ان دونون نے اوس سے بہی جاکر کہدیا وہ بہی بارگاہ صفوان کیطرف پہرا
ابوالعلاسی طبرستانی اونکے نکل جانیکے انتظار مین کہڑا ہو رہا جب
دونو ہمراہ صفوان کے پاس جاکے بیٹہے تو صفوان نے شراب منگواکے
باہم پینی شروع کی اور اون سے کہنے لگا کہ اے زید وصارم کل مختار ابن
عبیدہ نے ہرچند حکمانہ مین تردد دلیرانہ کیا لیکن اوسے کیا فائدہ ہوا کیونکہ

جتنا تیرے دل مین آوے لیجا اور اگر کہہ تو مین بھی سب مال و زر اوٹھا کر
تیرے ہمراہ چلون القصہ فیروز نابدار سب نقد و جنس لیکے سر بدسرشت
خام پولاد کے اپنے ہمراہیون کے پاس جا پہونچا - ابوالعلا سے خطیرستانی
جسدم زید ابن ورقا کے پیچھے پیچھے اوسکے بارگاہ کے پہونچا تو زید در
بارگاہ پر جاکے اپنے لوگون سے کہنے لگا کہ اگر ابوترابی شبخون مارنے
کو آوین تو اونکے مقابلے پر آمادہ رہنا یہ کہہ کے وہ اپنے خیمے مین گیا
صارم کرنے لگا اگر زندگی ہے تو کل شب کو ہم شبخون مارینگے اور ابوترابیون
کو ہلاک کرینگے جب وہ لعین بیہودہ بکتا ہوا اپنے خیمے مین چلا گیا تو
ابوالعلا نے پاسبانون مین ملکر اونکا ہم آواز ہوا لکھا ہے کہ سعد ابن
سعید نامی ایک دوست خاص زید ابن ورقا کا بارگاہ کے دروازے پر
بیٹھا شراب پی رہا تھا اوسنے ابوالعلا کو اپنے پاس بلاکر بٹھایا جب وہ
ملعون اور سب اشقیا شراب کے نشہ سے بیہوش ہوگئے تو ابوالعلا نے
کاروآبدار سے سب پاسبانون کے سر مع ابن سعید جدا کئے اور سعید کو
ایک چادر سفید اوڑھا کر اوس لعین کے پگڑی کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے ہر ایک
مردود کے سر پر ایک ایک ٹکڑہ مثل مقنع اوڑھا دیا اور وہان سے
اوٹھکر بارگاہ زید ابن ورقا مین گیا اوس کا بھی سر کاٹ لیے
بلجمعی تمام اسباب نقرہ و طلا لے کے خیمہ سے نکلکر
جانب بدبخت روانہ ہوا راوی کہتا ہے ابوالفتح ہمدانی
جب خطامہ ابن الاشعث خارجی کے درپئے ہوکر

بھی دم نکل گیا جب اوسے بھی کچھہ دیر ہوئی تو ایک اور اوسکے خبر کیلئے
چلا وہ بھی یہین مارا گیا القصہ اسیطرح ایک دوسرے کی خبر لینے کو نکلتا
تہا اور واصل جہنم ہو جاتا تہا حتی کہ چالیس نابکار پے در پے وارد نیا سے راہی
جہنم ہوے اوسوقت ہامان نامدار سبد قفا کو ہمراہ لیکے نقب مین گہسا
دیکھا کہ چار غلام تخت یزید کے پہلو مین سوتے ہین اون دونید اروانچ چاروں کو
مار کر سراپردہ خلوت گاہ مین سر ڈالا دیکھا کہ یزید پلید تنہا سوتا ہے خوش ہوکر
وہ سب اندر گہسنے لگے ناگاہ یزید روسیاہ نیند سے چونکا اور ریحان
نامے ایک غلام کو پکار کر کہنے لگا کہ او بدبخت مجھے پانی پلا کہ مین پیاس
سے ہلاک ہوا جاتا ہون یہ سنکے ریحان نے جواب دیا کہ اے امیر مین
پانی لیکے حاضر ہوتا ہون ہامان نے جلدی سے بردے کو چھوڑ دیا
اور یہہ چارون نامدار زیر تخت چھپ رہے تب ریحان نے اوس
بے ایمان کو پانی لاکے پلایا تو وہ پلید ریحان سے کہنے لگا کہ ذرا بیٹھہ
کیمیرے پاؤن دبا مجھے نیند آجائے وہ بدگہر بیٹھکر پاؤن دبانے لگا
جب یزید بدمآل غافل ہوگیا اوسوقت ہامان عیار پہر بارگاہ یزید
بدسیر مین اد ہرادہر دیکہنے لگا دیکھا کہ ادہر چہہ غلام ایک مقام پر بیخبر
سوتے ہین اون چہون کو بھی مار کر واصل جہنم کیا خواب گاہ یزید خاص
یزیدیہ مین گہس کے دیکھا کہ یزید بے جنبر پڑا خراٹے لے رہا ہے اور ریحان پاس
یزید بیخبر کہے ہوے سوتا ہے ہامان نے اشارہ کیا کہ ہان جلد مصروف
کار ہونا چاہیے اور آپ ہی بیٹھ یزید بدگوہر پر چڑھکر قتل ملعون پر آمادہ ہوا

اور مسعود قہر و پیش تشنہ گیان کا گلا پایا کہ وہ لعین مثل مرغ نیم بسمل
تڑپ کر رہ گیا اور یزید غدار شیقہ سے جو لگا ہامان کو اس صورت سے دیکھ کر
آنکھین بند کر لین اور کہنے لگا معاذ اللہ کیا خواب بد دیکھ رہا ہون اور
اپنے تئین نیند مین ڈال کے کہا کہ اے شخص تو کون ہے جو میرے سینہ
پر چڑھا ہوا ہے ہامان نامسعود نے جب دیکھا کہ یہ لعین جاگتا ہی ذرا دیر
زور سے اوسکے سینہ کو دبایا اور کہا کہ اے لعین مین ہامان ابن
اسحاق سپہ سالار امام آل علی عمرانی دوستدار خاندان
اہلبیت رسالت علیہم السلام ہون جب یہ کلمات اوس
شقی نے سنے تو زندگی سے مایوس ہو کر ہامان سے کہنے لگا کہ اے شخص
تو میرے قتل سے باز رہ اور جو کچھ تجھکو منظور ہو وہ مجھ سے طلب کر مین
اوسے پیشکش کرون ہامان ابن اسحاق نے کہا اے بیدین تیرا
مال و خزانہ مال محبان جناب شبیر یزدان ہے مال و زر کی تو مجھے کیا طمع
دلاتا ہے اے ملعون اگر تمام مال و خزانہ عالم تیرے نہ قتل کرنیکے سبب
سے مجھے ملے تو کچھ حقیقت نہین رکھتا مگر میری نیت مین ہے کہ مین
جناب محمد حنفیہ علیہ السلام کے روبرو تجھکو زندہ لیجاؤن تا
وہ جو سزا تیرے لیے مناسب سمجھین وہ سزا دین اور اگر زندہ چھوڑ
دینے مین مصلحت سمجھین گے تو مجھے اسکا بھی ملال نہوگا یہ تقریر سنکے
ہیبت نام جناب محمد حنفیہ علیہ السلام سے یزید بدکردار کا
یہ حال ہو گیا کہ اگر اوسکا زہرہ آب ہو جاتا تو عجب نہ تھا اپنے دل مین

کہنے لگا کہ اب اجل آپہونچی القصہ یہ سونچ کے اوس ملعون نے غل مچانے
کا ارادہ کیا **ہامان** نے ایک گھونسا اوس کے منہ پر مارا کہ بدگہر بیہوش
ہوگیا اور بہزاد والبو الحارث سے فرمایا کہ جو اسباب طلائی و جواہرات
یہان موجود ہوا وٹھا کے چادرون مین باندہ لو یہ سُنکے سب عام اسباب
بیش قیمت گٹہرون مین باندہ لیا اور مسعود غزنوی یزید بدنہاد کو چادر مین
کس کر بارگاہ سے نکل جانے پر مستعد ہوا اتنے مین دربارگاہ سے مروان
لعین ریحان کو پکارنے لگا جب یہ آواز ہامان نے سُنی تو اپنے رفقا
سے کہا کہ اب نقب کی راہ سے چلنا مناسب ہے یہ کہہ کے نقب کے
طرف سے نکلنے کا ارادہ کیا پہلے سب ہمراہی نکل گئے بعد مسعود نے
یزید کو چادر سے کہول کے اوسکے ٹانگ پکڑ نقب سے گھسیٹا وہ یزید
وہین کو بار ہی نقب مین پھنس گیا ہر چند او گھسیٹتے رہے مگر وہ شقی کسیطرح نہ نکلا ناگاہ
زحمت کشاکش سے ہوش مین آیا اور اپنے قاتلون کو مثل ملک الموت
در پے حیات دیکھ کے حالت سکتے مین مبتلا ہو گیا مروان نے جب کئی مرتبہ
پکارا اور کسی نے جواب نہ دیا تو وہ مردود بارگاہ کے اندر گھسا اور یزید
بدنہاد کو یا ایہا الامیر کہکے پکارنے لگا بسبب تاریکی کے اوسے کچھ معلوم نہوتا
تہا ناگاہ اوس بدگہر کا پاؤن خون کشتگان مین بھر گیا او سوقت گھبرا کے
باہر جو لوگ کہڑے تھے اون سے کہنے لگا کہ جلد شمع و مشعل لاؤ دیکھو
کہ یہان خون کیسا پڑا ہے الغرض جب مشعل آئی تو بدکردار نے دیکھا کئی
غلام خون مین غرق پڑے ہین یہ بدگہر ہاتھ ملکر کہنے لگا کہ امیر الاشرار

یزید غدار کو تو دیکھا ہوا ایسا نہو کہ ادسے کسینے زحمت پہونچائی ہو سب اشقیا اوس
لعین کو دیکھنے لگے وہ شقی نظر نہ آیا لیکن اوس مردود کے آواز اس سبب سے
سنا دی کہ اوس لعین کو مار مار کے گھسیٹتے تھے کہ نقب سے نکال لیجائیں اور
وہ شقی بسبب فربہی نہ نکل سکتا تہا اور خوف جان سے چلا رہا تہا جب صدائے
نالہ و فریاد مروان نے سنی تو یہ بدکردار ہر طرف دیکھنے لگا مسعود قزوینی
نے کہا یہ حرامزادہ بسبب فربہی نقب سے نہین نکل سکتا ہامان نے کہا کہ اب
اس ملعون کا سر کاٹ لو ہامان نامور نے جھنجلا کے اوسے تاریکی مین ایک
چھری اوسکے ران پر لگائی وہ چھری دونون جوڑون کے درمیان نیز
پہلو سے مقعد پر لگی کہ چار او نکل اوتر گئی وہ لعین گلا پھاڑ کے چلانے لگا اور
ابوالسحار شطرانی نے ایک چھری پشت پا خبیث پر ایسی ماری کہ وہ پار
ہو گئی مسعود نے اوسے چھری سے اوس لعین کے ران کا گوشت کاٹ
لیا یزید بیدین رونے لگا مروان لعین نے شمع منگوا کے نقب کے برابر
آکے دیکھا جاہد بہت ولاوران اہل دین اوس لعین کو جہنم واصل نکر سکے
اور چند چھریان پے درپے مار کے نقب سے نکل گئے اور اوسے درخت
کے نیچے جاکر اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوئے مروان بن حکم نے نقب مین
گھسکے یزید کو باہر نکالا اور زخمون کو سلوایا بعد اوسکے احوال پوچھا اوس
بد گہر نے سب حال بیان کیا مروان نے بھی اپنی سرگذشت کہی تمام حاضرین
وقت رونے لگے چار طرف شور و غل برپا ہوا سب امرا و سردار اپنے خیمون
سے نکل کے خیمہ یزید کیطرف دوڑے بیٹے اور لوگون کے قتل کا حال کہنے لگے

اور اکثر اوس بیدین کے صورت دیکھکر متحیر ہو گئے یزید پلید بہادکے جب ذرا
ہوش بجا ہوے صفوان ابن بہلول سے کہنے لگا کہ اے بدبخت تو کیا
طلایہ پھرتا تھا ابوترابیون نے میرے لشکر مین آکر یہ ستم برپا کیا اور تجھے
خبر نہوئی صفوان ابن بہلول نے جواب دیا اے امیر تا مقدور ہوشیاری
مین قاصر نہین رہا مگر خواہش تقدیر سے میرا کیا چارہ ہے علاوہ اس کے
تیرے لشکر مین ابوترابیون سے عہدہ برا ہونے کا مین کسی شخص مین
مقدور نہین دیکھتا میری کیا حقیقت ہے یہ جواب سنکے یزید نے اس ارادے سے
تلوار اوٹھائے کہ اوسے ہلاک کرے مروان بن حکم مانع ہوا کہ اسکے گردن
مین ہاتھ دیکے میرے خیمہ سے نکال دو لوگون نے اوسے باہر نکال دیا وہ
عاقبت اندیش اپنے خیمہ مین آیا اور اپنے ہمراہیون سے کہنے لگا کہ سب
مال و اسباب مع خیام بار کر لو اور اس لعین کی رفاقت سے دست بردار
ہوکے محمد حنفیہ علیہ السلام کی خدمت مین چلو یہ سنکے اوسکے ہمراہیون
نے سب اپنا مال و اسباب بار کیا اور اوسکے ہمراہ لشکر محمد حنفیہ علیہ السلام
کیطرف روانہ ہوے جب یزید ملعون و مروان لعین با خاطر حزین
شکایت انصار کرنے لگے تو عبید اللہ زیاد و عمر سعد بھی با حال پریشان
آپہونچے اور کیفیت پوچھنے لگے اوس لعین نے کہا کہ ابوترابیون نے
گھونسا مارکے میرے چار دانت ناقص کر دے اور میرے ران کا
گوشت بھی کاٹ لے گئے مروان نے بیان کیا کہ مجھے چھری مارکے
زخمی کیا اور کان بھی کاٹ لیگئے یہ تقریر اون دونون کی سنکے عبید اللہ

زیاد نے بھی اپنا حال بیان کیا عمر سعد نے کہا کہ اے امیر خدا نے چاہی خیر کی
کہ وہ تجھکو محمد حنفیہ کے پاس نہ لیگئے اے امیر دیکھا ہوں ابو ترابیوں کے
ہاتھ سے کل مصیبت کا سامنا ہے یزید نے کہا کہ اگر وہ صبح کو لڑینگے تو مجھ میں
طاقت نہیں ہے میں بھاگ جاؤنگا فقط تم لوگ ان سے جنگ کرنا مروان
نے جواب دیا اے امیر اگر صبح کو ابو ترابیوں سے لڑنا پڑیگا تو ہمارے
بچنے میں مشکل ہوگی اس صورت سے تین روز لڑائی کو موقوف کرنا چاہیے
عمر سعد نے کہا اگر یہی رائے ہے تو جلد ایلچی بھیجکے تین روز کی مہلت سپہ
ابو تراب علیہ السلام سے مانگ لو کہ وہ شجاع ابن شجاع مہلت دینگے
میں تامل نہ کرینگے یزید بد نہاد نے کہا کہ علقمہ ابن اظہر کو بھیجو تا وہ
کسیطرح مہلت مانگ لائے راوی کہتا ہے جب صبح نمودار ہوئی اور وہ ملعون
نامور مع ہمراہیان پرجگر بارگاہ جناب محمد حنفیہ علیہ السلام
میں پہونچا تو دیکھا کہ حضرت نماز سے فارغ ہو کر سجادہ پر بیٹھے ہوئے مشغول
وظائف میں اس دینار نے سلام کرکے سب حال بیان کیا حضرت نے ان کے
حق میں دعائے خیر کی جب ان دیناروں نے وہ مال جو کہ ہمراہ لائے تھے
حضرت کے روبرو رکھدیا اور سرخیل ابن شمیط و زید ابن ورقہ و صفوان
ابن ہلال و خطامہ ابن اظہر اور گوش مروان و گوشت ران یزید پیش کیا
تو حضرت متبسم ہوئے اور فرمانے لگے کہ یہ سب مال جو تم لائے ہو آپس میں
تقسیم کرلو اور غلام و کنیزوں میں سے تمنے لوٹا مال ابن اسحاق
کو عطا کرکے اور انکو موافق انکے خواہش کی اختیار دیا القصہ جب وہ دلاور

دلاور

نامدار رمال نر بہشیار کہ ہزار من سے زیادہ تھا باہم تقسیم کر چکے تو علقمہ ابن اظہر ایلچی یزید پہنچا
ہمارے لشکر حضرت پر حاضر ہوا جسوقت سامنے آیا تو لب بسلام وا دا سے مدا سج محمد
گشتہ لگا اسے لسپہ شیار کرار یزید ابن معاویہ امیر ملک شام تین روز کے مہلت کا
طالبگار ہے یہ سنکے امیر ابراہیم سوری نے جواب دیا کہ یزید کو مہلت دیجائیگی
علقمہ نے حضرت محمد حنفیہ علیہ السلام کیطرف دیکھ کے عرض کیا کہ یا حضرت
آپکے والد عالی وقار جناب حیدر کرار کفار کو مہلت دیتے تہے کیا وجہ ہے
کہ یزید مسلمان ہو کر مہلت مانگتا ہے اور اوسے مہلت نہین ملتی غرضکہ اسیطرح
کی تقریر سے علقمہ نے مہلت حاصل کر کے جاکے یزید سے بیان کیا وہ بہید بن مسرور
ہوا جسوقت جناب محمد حنفیہ علیہ السلام وظایف سے فارغ ہو کے سرداران
لشکر سے باتین کرنے لگے تو ایک شخص نے آکر عرض کی کہ یا حضرت سپاہ یزید
سے ایک پہلوان صفوان ابن بہلول نامی اوس شقی سے منحرف ہو کے پانچہزار
آدمی کی جمعیت سے ہمارے لشکرگاہ کے کنارے کہ فوج کو ٹہرا کے آپ کے
جناب مین حاضر ہو کر اذن بار یابی چاہتا ہے یہ سنکے سرداران فوج ایک دوسرے
کیطرف دیکھنے لگے اوسوقت حضرت محمد حنفیہ علیہ السلام نے
مختار نامدار و ہامان ابن اسحاق سیرانی سے فرمایا کہ تم دونون کوہی
جا کے اوسے لے آؤ جب یہ دونون نامور اپنے ہمراہ اوسے حضرت محمد
حنفیہ علیہ السلام کی خدمت مین لائے اوسنے بعد شرفیابی حضوری
دست مبارک کو بوسہ دیا تو مسیب نے اوس سے پوچھا کہ اے صفوان
ابن بہلول بیان کر تو کس مطلب کے لیئے یہان آیا ہے وہ عرض کرنے لگا

کہ اے دینار میں نے مذہب یزید پلید ترک کرکے دوستی اہلبیت اطہار اختیار
کی ہی اور اپنے ہمراہیون کو بھی سمجھا کے راہ راست پر لایا ہون اور پانچ ہزار آدمیون کی
جمعیت سے بہ نیت جان نثاری خدمت مین حاضر ہوا ہون یہ سنکے مسیب نے
بایمائے حضرت محمد حنفیہ علیہ السلام ایک خلعت گران بہا منگوا کر اوسے
عطا کیا وہ دینار حمد و ثنائے بے انتہائے پسر جناب حیدر کرار مین
رطب اللسان ہوا اور حضرت نے اوس کے حق مین دعاے خیر فرما کے خاصہ
طلب کیا باجمعیت مومنین متوجہ تناول طعام ہوے بعد فراغ شکر انعامات ایزدی
بجالاے صفوان کے باب مین سب مومنین سے راحت رسانی کی سفارش
فرمائی اوس وقت صفوان نے لشکرگاہ مومنین مین خیمہ استادہ کراکے اپنے
ہمراہیون کو بھی مقیم دار النعیم کیا ان للمومنین مفازا۔

معرکہ بست و ہشتم

محرر دفتر مسرت اثر ابو مخنف صداقت سیر لکھتا ہی کہ جب وہ شب ابعد رنج
و الم یزید بانی ستم پر گذر گئے تو صبح کو خبر ترک رفاقت صفوان نے
اوس بے ایمان کو زیادہ پریشان و ہراسان کیا شقی نے اپنے لشکر کے
امراؤں کو خلعت ہاے بیش بہا دیکر کلمات خادع و مکر سے دام فریب مین لا کے
اونھین آمادہ جنگ کیا تین روز بعد نماز صبح طبل جنگی بجوا کے صف رزم کو
آراستہ کیا جناب محمد حنفیہ علیہ السلام بھی مع سپاہ دین نے رزمگاہ
مین تشریف لاے جب دونون لشکر صف آرا ہو چکے تو ایک دوسرے
کی طرف اس خیال سے نظر کرنے لگا کہ دیکھین آج کون نامہ اور سب سے

پہلے بازار حرب مین جنس کارزار کا خریدار ہوتا ہے یہ حال دیکھکے
سعید ابن محمد قعقاع خزاعی مسیب عالی ہمم کے بہائی
مرکب کوہ پیکر پر سوار ہوکر با لباس ملوکانہ جنگاہ مین نعرہ یا حیدر
کرار بہ بلند کرتے ہوے تشریف لاے اور مبارز طلب کرنے
لگے یزید بے دین اپنے سپاہ سے کہنے لگا کہ جو شخص اس ابوترابی
کو مارکر سر اسکا مجھے لادیگا مین دس ہزار دینار مع ایک اسپ
صبا رفتار اوسکو عطا کرونگا یہ سنکر فیل ابن شیر نامی ایک حرامی
چوالیس قسم کے اسلحہ سے آراستہ ہوکر میدان جنگ مین آیا
اور سعید پر حملہ آور ہوا اور اس زور سے گرز کا وار
اوس دیندار پر کیا کہ اگر وہ ضربت کسی دیو پر پڑتی تو یقین
ہے کہ وہ بھی پیوند زمین ہوجاتا مگر سعید نامور نے اوسکے
وار کو رد کیا اور ضربت گرز سے اوسے جواب دیکر مصروف
رد و بدل ہوے اوس لعین نے جھنجلا کے گرز کو پہینک دیا
اور قبضہ شمشیر پر ہاتھ رکھ کے کہا کہ اے ابوترابی خبردار
ہوکہ اب اس وار سے زنہار تجھکو پناہ نہ ملے گی یہ کہہ کے
اوس لعین نے ایک وار بکمال سرعت و قوت سے سعید نامور
پر کیا اوس نامور نے سپر پر روکا تلوار اوس بدکردار کے قبضہ
سپر مین چار اونگل اوتر گئی اوس وقت سعید نامور نے
اسی ترکان سے سپر کو گردش دی کہ اوس خارجی کی تلوار

دو ٹکڑے ہوگئے فیل ابن شیبہ یہ خوفناک ہو کے اسے تھوڑی
سے عنان مرکب کو پھیرا تا ہزیمت کو دست کیا اسے کشش ہوتا ہے فی الفور
سعید ناہور نے تیغی مرکب کو مہمیز کر کے ایک تلوار اوس
نابکار کے سر پر لگائی کہ سینے تک اوتر آئی سعید ناہور
نے مرکب کو نگاپو میں لا کے مبارز طلب کیا سنتے ہیں ایک
لعین فیل بیدین کا چچا بڑا زبردست و پرفن تھا چالیس آدمی ہمراہ
لیکے حرب گاہ میں آیا سعید دلاور کچھ اندیشناک نہ ہوا اور اولت یہ
سمجھ کر ان پہ حملہ آور ہوا اوس لعین کو مع ساتھ مردکون کے اوس گمراہ
کے بڑے مصاحب خاص و رفیق جانی سمیت ضرب تیغ آبدار سے
جانب دارالبوار روانہ کیا اور سوا اسکے سات شقی اور واصل جہنم
کیے باقی راہ جادہ فرار ہوگئے ہامان ابن اسحاق نے
اون سب کو روک کے ضرب شمشیر پارہ پارہ کر کے سب کے
سر کاٹ لیئے اور نیزوں پر نصب کیے ہیں اوس وقت یہ حالہ دیکھ کے
یزید ابن معاویہ غدار نے بدرستی تمام اپنے فوج کے عیاردان بلکہ
سب سرداروں سے کہا اگر اسے نامرد و تم سے کچھ بھی نہیں ہو سکتا ہے
مروان بن حکم علیہ اللعنۃ نے کہا کہ اے ابن معاویہ آج ہم میں سے جو شخص
ونسے لڑیگا وہ ضرور مارا جاوے گا بہتر یہ ہے کہ اس وقت طبل بازگشت
بجوا کے اپنے لشکرگاہ کا راستہ لے ورنہ آج بلا شبک شکست ہو جاویگی
یہ سنکر بدکردار طبل بازگشت بجوا اپنے لشکرگاہ کیطرف پھر گیا اور ادہر فوج اسلام نے بہ مقام

اور بارگاہ فلک پا بارگاہ محمد حنفیہ علیہ السلام مین جاکر سب سردار
نامدار حاضر ہوئے حضرت نے خاصہ طلب کرکے مع سب مومنین حیت
تناول فرمایا بعد اسکے عادل ابن سلطان سیرالی کو پانچ ہزار سوارکی
ونکے طلایہ پہر نیکے لیے روانہ کیا باقی سب لوگونکو رخصت کردیا اور
دوسرے دن صبح کو بزید پلید پہر سامان جنگ آراستگی لشکر مین
مصروف ہوا بعدہ رزمگاہ مین آیا اور فوج اسلام بہی اوسکے مقابل
مین جاکر صف آرا ہوئے تو بہرام شاہ ابن ماہو ہی سوری اپنی
پرے سے نکل کر راہی ہوا اور رزمگاہ مین آکر مبارز طلب کرنے لگا یزید
غدار نے اپنی فوج کے سردارون سے کہا کہ جو شخص بہرام شاہ
ابن ماہو ہی سوری کا سر یا اوسے زندہ میرے پاس لاویگا پچاس
ہزار دینار اور ایک ولایت کی حکومت اوسکو دونگا یہ سنکے نوفل ابن
حارث دمشقی مسلح و مکمل ہوکر آیا اور اوس دیندار سے مقابل ہوا
ایک خشت شاہی کہ وہ چھوٹا سا نیزہ ہوتا ہے بہرام شاہ پر لگایا بہرام
شاہ نے اسطرح سے کارزار کی کہ فوج عدو کو سوائے راہ فرار کچھ نظر نہ
آیا وقت نماز شام فوج طرفین اپنی لشکرگاہ کی سمت روانہ ہوئے اور
جناب محمد حنفیہ علیہ السلام خیمہ آسمان رفعت مین داخل ہوئے
اور حضرت نے طعام طلب فرماکے مع مومنین تناول کیا بعد اسکے
مجاہدین خیمون مین جاکے آرام فرما ہوئے وہ شب طاعت ایزدی
مین بسر ہوئی صبح کو پہر بعد ادائے نماز بحکم محمد حنفیہ علیہ السلام سپاہ

لشکر اسلام سیدان و تماشیں باکرمعت آرا ہوئے اور غوث بقا نزید نے آ کر
مقابلے میں کہڑی ہوئی ہامان ابن اسحاق سید انے جناب
محمد حنیفہ علیہ السلام سے اجازت حرب حاصل کی اور رزمگاہ میں
جاکر مقابل لشکر اعدا کہڑا ہوا اور ایک سنگ گران کفہ فلاخن میں رکہکر جانب
سپاہ یزید پہینکا اتفاقاً وہ پتہر ایک بدگہر کے چہرے پر لگا کہ اوس نابکار کا
نقشہ بدل گیا اور وہ ملعون اوس ضربت کے صدمے سے بیہوش ہوکے
گہوڑے سے گرا اور دو تین مرتبہ منہ کہولکر سوئے دوزخ روانہ ہوا ہامان
نامور نے اپنے لوگون سے کہا کہ جو تمہارا آمادہ سامان درست
کر دو انہوں نے دوڑ کر قلیت رزمگاہ مین سامنے جانب آیا ہامان اوس نے کہا
جانب دست چپ گاڑ دین اوسوقت ہامان نے یزید کو مخاطب کر کے
کہا کہ اے پسر معاویہ جلد کسی ہواخواہ کو رزمگاہ میں بہروغا بہیج دے والا
اب کی پتہر مار کے تجھے ہی ہلاک کر دونگا اے یزید مین وہی شخص ہون جسنے
تجھے نقب مین گہسیٹا تہا اور تیری بارگاہ کا مال لیگیا تہا یہ حرف جگرسوز
سنکے یزید نے مہلب ابن مراد سے کہا کہ اگر تو اس ابوترابی کا سر کاٹ لائیگا
تو تیرے ہموزن تجھے سونا دونگا والا تمام عمر تو اپنی صورت سوا سے روز قیامت
نہ دکہلانا یہ سنکے وہ شقی میدان رزم مین آیا ہامان نامدار نے ایک
مہرہ تفنگ اوسکی پیشانی پر اس ڈہنگ سے مارا کہ وہ بدکار چند سپاہ کر
گہوڑے سے گر پڑا اونہیں دلیر نے دوڑکر اوس بدگہر کا سر کاٹ لیا اور
ایک میخ پر نصب کر کے اوسکے مرکب کو دوسری میخ مین باندہکر بہر مبارز

طالب کیا یکبار عناد ابن ولید لشکر یزید سے نکلا ہامان نامدار نے اوسکو بھی ضربت سنگ سے بیجان کیا اور اوس کا بھی سر کاٹ کے ایک میخ پر رکھکر دوسری میخ مین اوسکے گھوڑے کو بھی باندھ دیا اوسکے بعد ایک اور خارجی حلوز یہا ہامان کے برابر آیا ہامان نامور نے اوسکے پہلو سے نکلکر پشت پر جا کے ایسا سنگ فلاخن اوسکی پشت پر مارا کہ اوس لعین کے سینہ کو توڑ کے نکل گیا اور وہ بھی گھوڑے سے گر کے سوے جہنم روانہ ہوا اوس بیدین کا بھی سر کاٹ کر ایک میخ پر رکھا اور دوسری میخ مین اوسکے گھوڑے کو باندھ دیا غرض اسیطرح یزید ایک ایک خارجی بھیجتا گیا اور ہامان نامور اون سب کو قتل کرتا رہا حتی کہ ستائیس خارجیون کو واصل جہنم کیا لکھا ہے کہ بعد اسکے ہامان دلاور جب بہر طالب مبارز ہوے اور کوئی لعین عازم رزمگاہ نہوا تو اوسوقت ہامان پکار کر کہنے لگا کہ اے یزید جلد کسیکو بھیجدے نہین تو آج تو ہے اور مین ہون یہ سنکے یزید نے اور ایک حرامی کو بھیجا وہ لعین بھی آکے پابند اجل ہو گیا اسیطرح جب ساٹھہ خارجی مارے گئے تو اوسوقت دس دلاور اور آکر ہامان کے شریک ہوئے اور فلاخن مین پتھر رکھکر لشکر یزید پر پتھر و نکا مینہ برسانے لگے یزید نے طبل بازگشت بجانے کے لئے حکم دیا لشکر طرفین اپنے اپنے لشکرگاہ کو پھر گئے جب حضرت محمد حنفیہ علیہ السلام خیمے مین داخل ہوئے ہامان ابن اسحاق نامدار حضرت کے روبرو آیا حضرت نے اوسکی پیشانی کا بوسہ لیا اور تحسین وآفرین بیحد فرمائے خاصہ

[illegible]

[illegible] ابھی (ابھی) آ [illegible]

ہوا اور [illegible] فراغت کر چکے تو ہامان [illegible] اسحاق

[illegible]

[illegible]

کر کے بعزم [illegible] لشکرگاہ [illegible] بارگاہ یزید

کے برابر پہنچ کر عقب خیمہ کے کھڑے ہو [illegible] ہامان نے یزید کی آواز

سنی کہ وہ اپنے مصاحبوں سے کچھ باتیں کر رہا ہے جب ابو تراب کا

نام یاد کر آجاتا ہے تو وہ شقی ان کو بحقارت یاد کرتا ہے سنتے ہی ہامان

کو یارا ے ضبط باقی نہ رہا [illegible] خیمہ چاک کر کے یزید سے کہنے لگا کہ اے

نابکار اپنے مقام پر بیٹھکر غلامان حیدر کرار کی غیبت کرتا ہے لعنت خدا

تجھ پر اور تیرے مذہب پر یہ کہہ کے ایک چھری مار کر اوسے مجروح کیا اور

وہاں سے روانہ ہوا یزید نے لوگوں سے کہا کہ اتنے لوگ بیٹھے ہوئے ہو

اور وہ دیکھو اس ابو ترابی کو پکڑتے نہیں اوس وقت محفل یزید میں

اٹھارہ ہزار سردار حاضر تھے کسی کا حوصلہ نہ پڑا کہ اپنی جگہ سے

حرکت کرکے ہامان کا سامنا کرتا جب وہ دلاور اپنا کام کر کے خیمہ سے

نکل گیا تو مروان بن حکم لعین و عمر سعد بے دین و عبید اللہ ابن زیاد و قیس

ابن اشعث بے پیر دو ہزار آدمیوں کی جمعیت سے گھوڑوں پر سوار ہو کے

تلاش ہامان میں چلے جب بارگاہ یزید میں یہ شور و غوغا بلند ہوا تو

ہامان نے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ اگر آج کی شب ایسی تدبیر ہوتی کہ
یہ لعین آپس مین لڑ مرتے تو خوب تہا یہ بات ہنوز سبنے کہا کہ اسکی فکر ضرور
چاہیے ہامان نے دیکہا کہ قیس ابن اشعر بدگہر دو سو سوارونکی جمعیت سے
مشعل کی روشنی مین چلا آتا ہے اوس دلاور نے مثل باد صرصر مشعلدار
کے سر پر جا کر وہ مشعل اوسکے ہاتہ سے چہین لی اور قیس کے منہہ مین
لگا دی اوس لعین کی ڈاڑہی اور پوشاک جلنے لگی وہ شقی گہوڑے سے
گر پڑا ہامان نے ایک چہرا اوس لعین کے مارا کہ وہ لعین مجروح
ہو گیا اور باقی دلاورون نے اشارہ ناریون کو چہریان مار کے ہلاک کیا اون
خارجیون نے ہر طرف سے ہجوم کر کے تلوارین کہینچ لین شب تار مین باہم تیغ زنی
ہونے لگی اور تارا ہوئے ہامان مع اپنے ہمراہیون کے مثل برق گروہ اشرار سے
نکل گیا جب یہ بدکردار آپس مین مصروف کارزار ہو چکے تو ہلال ابن ضیغم
اپنے خیمہ سے پکارا کہ جزدار ابوترابی جانے نپاوین مین بہی آتا ہون یہ
سنکے ہر سمت سے شامی گہوڑون پر سوار ہوکے یہ کہتے ہوئے ہوئے بارگاہ
یزید کیطرف آئی کہ اے ہوا داران یزید ہوشیار ہو جاؤ ابوترابی شبخون
مارنیکو آئے ہین جب یہ سب بدگہر بارگاہ یزید کے پاس مجتمع ہونے لگے تو ہامان
نامور نے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ اے دلاورو کوشش کر کے یہ دو سو
گہوڑے جو بارگاہ یزید مین بندہے ہین انکی اگاڑی پچہاڑی کاٹ دو تا وہ
بہی چہار طرف دوڑتے پہرین اور ان ستمگارون کو پریشان کرین یہ کہہ کے
بارگاہ یزید مین گہسکر سب گہوڑونکو زخمی کیا اور اگاڑی پچہاڑی کاٹکر

اونھین چھوڑ دیا وہ گھوڑے پر سے گر پڑا [illegible] اور اسی وقت [illegible]
قنات بارگاہ ہلال ابن [illegible] نے پھاڑ کر اندر گیا [illegible] دیکھا کہ وہ [illegible]
و کمل ہو کے سوار ہونے پر مستعد ہے اس ولد الزنا نے ایک چھری مار کر
کہ وہ بد سیر پکارا کہ اس ابوترابی نے مجھے ہلاک کیا یہ آواز سن کر
اوسکے ہمراہی دوڑے ہامان ولد الزنا دوڑے اور دو خارجیون نے بھی [illegible]
جہنم کیا پھر تو سب مال و اسباب جو اوسکی بارگاہ میں تھا لیکر اور [illegible]
گھوڑون کو بھی زخمی کر کے مع مسعود قرقوبی اپنے رفیقون کے پاس
پہونچا اور یہ غل مچایا کہ اے گروہ شام پسر ابوتراب مع جمعیت کثیر شبخون
مارنے کے لیے آ پہونچا کہ جیدر نے ہوشمر باش نکلے مروان بن حکم یزید
لعین سے کہنے لگا کہ اے ابن معاویہ [illegible] پسر ابوتراب مع فوج
شبخون مارنے کو آیا ہے کس لئے کہ بہت سے گھوڑون کے دوڑنے
کی آواز میرے کان میں آتی ہے یزید یہ سنکر گھبرایا پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا
اور عبید اللہ بن زیاد لعین سے کہنے لگا کہ تو میری بارگاہ کی پاس
کھڑا کیا کرتا ہے جا کر ابوترابیون کو قتل کر علاوہ اسکے اور لعینو نکو
بھی وعدہ مال و زر سے فریب میں لا کر لڑنے پر آمادہ کیا اشقیا
تیغ و سنان لیکر شب تار میں ادہر ادہر دوڑنے لگے اور آپس میں
مصروف کارزار ہوئے اتنے میں عمر سعد اپنے بیٹے کے برابر جا پہونچا
اور اوسے ایک تلوار ماری اوس بیدین نے خالی دیکے ایک
تلوار عمر سعد کی ران پر لگائی اوسوقت عمر سعد نے جھنجلا کر دو شمشیر

وار اوس کے گلے پر ماری کہ سر نجس تن سے جدا ہو گیا اسیطرح مروان
بن حکم نیزہ تانے ہوئے عبید اللہ بن زیاد کے برابر پہونچا دیکھا کہ وہ لعین
کرسیا اپنی ہاتھ مین لیے ہوئے لوگونکو قتل کر رہا ہے مروان نے گھوڑا دوڑا کر
ایک نیزہ کمربند عبید اللہ زیاد پر مارا اوس بد گہر نے خالی دیکر مروان لعین
کو حلقہ کمند مین گرفتار کر کے زور سے جھٹکا دیا کہ وہ شقی سر کے بھل گھوڑے
سے گرا سر اوسکا شگافتہ ہو گیا اوسی حال مین ابن زیاد نے ایک تلوار
سر مروان پر لگائی کہ خود کاٹ کے دو انگل فرق بد سیر مین در آئی جب
یہ ارادہ کیا کہ ایک اور تلوار مار کے اوس مردود کو بیجان کرے اتنے مین
یزید غدار مع زید ابن حارث مشعلونکی روشنی مین آپہونچا عبید اللہ
زیاد کو بیجان کے کہنے لگا یہ کون شخص ہے جو تیری قبضہ مین آگیا ہے اوسنے
کہا شاید محمد حنفیہ ہے یزید بد کردار نے خوش ہو کر کہا کہ ہان ایک اور
تلوار مار کے اسکا قصہ فیصل کر یہ سخن سنکر مروان بن حکم پکار کر کہنے
لگا اے امیر شام مین ابن حکم ہون مجھے اسکے ہاتھ سے بچا یزید نے
گھوڑا آگے بڑھا کے مشعل کی روشنی مین اوسکی صورت دیکھی اور منغض
ہو کے عبید اللہ زیاد سے کہا کہ واہ کیا خوب بہادری ہے کہ تم اپنے لوگونکو
آپ قتل کرتے ہو اے پسر زیاد اگر اسدم مین نہ آجاتا تو تو نے اس کا
کام تمام کیا تھا یہ کلام خشونت و ملامت انجام اوس ولد الحرام کا سن کے
عبید اللہ بن زیاد نے کہا کہ اے امیر پہلے تو اسی نے نیزہ مار کے مجھے
قتل کیا ہوتا اگر مین اسے گرفتار نکرتا تو اسکے ہاتھ سے نجات نہ ملتی اتنے

مین کچھ گھوڑے بے زین و لگام بہاگے ہوئے پہونچے ابن معاویہ نے
حکم دیا کہ انکو پکڑ کے دیکھو تو یہ کسکے گھوڑے ہین لوگون نے کئی گھوڑوں کو
پکڑ کے اونکا طمغہ دیکھا معلوم ہوا کہ بلال ابن ضیغم کے گھوڑے ہین یزید
نے کہا یہ کیونکر زخمی ہوئے لوگون نے جواب دیا کہ اے امیر معلوم ہوتا ہے
کہ ابوترابیون نے انکو زخمی کر کے چھوڑ دیا انکے دوڑنے سے ہمکو
آمدیہ ابوتراب کا دہوکا ہوا یہ سنکے یزید نے منادی کو حکم دیا تا جا کر
ندا کر دے کہ اب کوئی نہ لڑے جب منادی نے ندا کی تو وہ نابکار تیر و
تیغ جنگ سے دست بردار ہوئے اوسوقت ہامان نے اپنے ہمراہیون
سے کہا کہ اب اپنے لشکرگاہ کو پھر چلو لیکن ایک شخص آمادہ دریافت کر لے
کہ کتنے جفا جو واصل جہنم ہوئے یہ سنکے ابوالفراس و شباو جہر
نے کہا کہ ہم دونون آدمی یہان ٹہرتے ہین اس خبر کو دریافت کرنیکے
لیے یہ سخن سنکے ہامان تا مدار مع مسعود و ابوالحارث لشکرگاہ
یزید سے نکل آئے جب صبح صادق نمایان ہوئی تو عمر سعد یزید کے
روبرو حاضر ہوا تو جہکے باچشم اشکبار کہنے لگا کہ اے امیر ابوترابی
میرے پسر کو ہلاک کر گئے قیس ابن اشعر لعین ریش سوختہ کہنے لگا
کہ میری حویلی کو جلا دیا بلال ابن ضیغم نے آکر زخم پشت دیکھایا اور
عرض کیا کہ اے یزید میرے دو آدمیونکو مار کر میرے پانچ گھوڑے کہول
لیگئے جب یزید نے یہ حال سنا او ردیکھا کہنے لگا یہ تو دریافت کرو کہ
ہمارے لشکر کے لوگ کتنے ہلاک ہوئے نقیبون نے عرض کیا کہ آج

شب کو سات ہزار دوسو آدمی مارا گیا اور ایک لاوی کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ بیس ہزار آدمی ضائع ہوئے وہ بدکردار سرد ہنتا ہوا اپنے خیمہ کی سمت روانہ ہوا قریب صبح ہامان مع مسعود و ابوالحارث جناب محمد حنفیہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت کو سلام کرکے جو کچھ اسباب بارگاہ ہلال ابن ضیغم سے لائے تھے روبرو رکھدیا حضرت نے دعائے خیر اونکے حق میں کی ادہر کا حال سنیے کہ جب یزید اپنے خیمہ میں پہونچا تو شیر و صفوان و بزدل و نزرہ چاروں جاسوس ہاتھ باندہ کے عرض کرنے لگے کہ اے امیر آج شبکو ہم لوگ لشکرگاہ ابن ابوتراب میں جاکے ابوترابیوں سے وہ سلوک کرینگے کہ تاقیامت اوسکا چرچا رہیگا یہ سنکے یزید نے کہا کہ اگر ہامان ابن اسحاق کا سر میرے پاس لاؤ گے تو اوسکے ہموزن تمکو انعام میں سونا دیا جائیگا وہ سب لعین اس کام کے انصرام کا اقرار کرکے بارگاہ یزید سے نکلے اور اپنے مصاحبوں سے مشورہ کرکے خاموش ہو رہے شمعون ابن یوسف نامے ایک شخص کہ وہ دوستداران اہلبیت رسالت سے تھا یزید نے اوس سے یہ پیغام دیکے محمد حنفیہ علیہ السلام کے پاس بھیجا کہ اے نور دیدہ علی مرتضی علیہ السلام میرے لشکر کے اکثر سوار و پیادے مجروح ہیں تین روز کی مہلت دیجیے تاکہ طاقت حرب بہم پہونچا کے آپکی سپاہ سے مقابلہ کریں شمعون حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے

بعد ادائے سلام پیغام یزید عرض کیا حضرت نے [illegible] دیکھ کر فرمایا کہ
ایہا الناس [illegible]
اپنی [illegible]
ذوالفقار [illegible] وہ شخص [illegible]
یا علی [illegible] یقین ہوا حضرت نے فرمایا اے [illegible]
سوال سائل رد [illegible] کرتے ہمارا بے سر ہونا سائل کے محروم [illegible] سے
بہتر ہے [illegible] اوس کافر نے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
علی ولی اللہ وصی رسول اللہ زبان پر جاری کیا اور
[illegible] مسلمان ہوا پس مین بھی تجھے اجازت دیتا ہون کہ یزید سے
جاکر کہدے تاکہ اپنا سامان درست کرے یہ سنکر اوس پارہ جگر
شیر خدا المنن سے سنکر شمعون نے عرض کیا کہ اے نور عین وصی
رسول الثقلین مین غلام خاندان جناب شیر یزدان ہون مگر
اس خیال سے یزید بدنہاد کے لشکر مین حاضر رہتا ہون کہ اگر کوئی شخص
محبان جناب شاہ مردان مین گرفتار ہو جاوے تو مین اوسکی
مخلصی کرا دون اور یہ بھی عرض کئے دیتا ہون کہ آج رات کو شیرہ جا سو
مع یزید و صفوان و نزدہ آپکے لشکر مین بارادہ ایذا رسانی آوینگے لازم ہے
کہ تمام شب میان سب ہوشیار رہین اس اثنا مین ابوالفراس و شادو مہر
نے آکے جناب محمد حنیفہ علیہ السلام کو سلام کیا اور کہا یا حضرت سات
ہزار دو سو کفار لشکر یزید غدار کے آج شب کو قتل النار ہوئے اور جناب

جاسوس بے ننگ و ناموس آج راتکو ہمارے لشکرمین آوینگے تا فتنہ پردازی کرین یہ سنکے حضرت نے اون دونون کو خلعت گران بہا دیئے اور شمعون کو دس ہزار دینار عطا کرکے ارشاد فرمایا کہ اے شمعون مینے تجھے اس لئے خلعت نہین دیا کہ یزید کو تیرے شیعہ ہونیکا گمان نہو شمعون نے سلام کرکے عرض کیا کہ اے مولا فدا ہون مین آپ پر ایک اور بات عرض کرتا ہون امیدوار ہون شرف سماعت سے کامیاب ہو حضرت نے فرمایا کہ بیان کر اوسنے عرض کیا کہ ہزبر حسن میرا لڑکا محب آل عبا علیہم السلام ہے مین اوسکے ذریعہ سے تمام لشکر شام کہلا بھیجا کرونگا تا موافق مقتضائے مصلحت حضور عمل مین لایا کرین یہ کہکے شمعون حضرت سے رخصت ہوا جب یزید کے پاس گیا تو اوسے خبر حصول مہلت سے مطلع کیا جب شام ہوئے اور لشکر شام سے وہ چارون جاسوس جامہ سیاہ پہنکر لشکرگاہ جناب محمد حنفیہ علیہ السلام کیطرف روانہ ہوئے باوجودیکہ سب طلایہ داران و پاسبان اونکے ارادے سے مطلع تھے کسیکو اونکے آنیکی خبر نہوئی اور وہ بعین داخل اردوے معلا ہوکے پاسبانون مین ایک طور پر مل جل کے بیٹھے کسی شخص کو اونپر گمان بیگانگی کا نہوا جناب محمد حنفیہ علیہ السلام اپنے خیمہ فلک مرتبہ مین بیٹھے ہوئے بسبیل ذکر فضائل مین جناب شاہ ولایت علیہ السلام قصہ نصیری بیان فرمارہے تھے کہ جناب شیر خدا علیہ السلام تین ہزار صحابہ کی جمعیت سے فصل گرما مین ایک لڑائی پر جاتے تھے اوس سفر

مین تین منزل شب و روز پانی نہ ملا جو تھے وہ سب پیاس سے مارے لوگون کی زبانین
منہ سے باہر نکل پڑین اور کسی شخص کو گھوڑے پر چڑھنے کی طاقت نہ رہی
سلمان فارسی نے یہ حال دیکھکے حضرت سے کہا کہ اے مولا اب
کوئی پیاس کے مارے کسی مین گھوڑے پر چڑھنے کی طاقت نہین رہی یہ سنکے
حضرت متبسم ہوئے اور سلمان سے فرمایا کہ اے سلمان یہ پتھر جو سامنے نظر آتا
ہے اوسکو جاکے ہٹادو اوس پتھر کے نیچے سرداب مین حوض ہے آب سرد اور
مین سے جسقدر چاہو پانی لیلو سلمان باجمعیت تمام اوسطرف تشریف لیگئے اوس
پتھر کے گرداگرد سنگ کو کھدوایا وہان ستر آدمیون نے اوٹھانیکا ارادہ کیا مگر پتھر
کو جنبش نہ ہوئی یہ حال دیکھکر تینتیس آدمی اوس کے ہٹانے پر مستعد ہوئے
لیکن وہ جنبش پذیر نہوا پھر بہت سے آدمی ملکر اوسپر زور کرنے لگے حتی کہ
تین سو آدمیون نے زور کیا مگر وہ پتھر اپنی جگہ سے نہ ہٹا سلمان فارسی نے
حضرت سے آکر عرض کیا کہ اے حجت خدا وہ پتھر بھاری ہے کسی طرح
نہین سرکتا یہ سنکے حضرت تشریف لیگئے اور اوس پتھر پر کھڑے ہوکے
پاے مبارک سے ایک ٹھوکر ماری کہ وہ پتھر دو ٹکڑے ہوگیا اور اوسکے
نیچے تہ خانہ دربستہ ظاہر ہوا حضرت نے قنبر کو ارشاد کیا کہ جاکر قطرہ پانی سے
بھر لے اور سب لوگون کو پانی پلادے اوسنے دروازہ کھولکر چالیس
زینے طے کئے وہان ایک دوسرا دروازہ نظر آیا اوسے کھولکر دیکھا تو ایک
گنبد پاکیزہ نہایت خوش ترکیب مشاہدہ کیا اوسکے بیچ مین ایک حوض مثمن
نفیس آب صاف وخنک سے مملو پایا قنبر جسوقت کنارہ حوض پر اسلئے

گیا کہ مظفرہ کو پہرے اوسکو ایک پرچھائین سطح آب پر معلوم ہوئی جہانک کر
کچھہ متحیر سا ہوا اپنے دل مین کہنے لگا کہ یہہ پرچھائین کیسی ہے ناگاہ ایک حجرہ
نظر آیا اوسپر پردے پڑے ہوے تھے وہ ایک شخص کو مصروف نماز دیکھا یہہ حال دیکھہ کے
وہ ششدر ہو گیا اپنے دل مین کہنے لگا کہ خداوندا یہہ کیا ماجرا ہے دیکھون یہہ
کون شخص نماز پڑھ رہا ہے جب آگے بڑہا تو دیکھا کہ جناب شیر یزدان
نماز پڑھ رہے ہین متحیر ہو کے باہر نکل آیا اور حضرت کو یہان اوسیطرح سے
گھوڑے پر سوار دیکھا پھر سرداب مین اوترا اوس مظہر العجائب
کو مشغول نماز پایا حیرت مین مرتبہ تیسری سرداب مین گیا اور حضرت
کو نماز مین مصروف دیکھا تو باہر آکر حضرت کے قدم مبارک پر گر پڑا اور
عرض کرنے لگا کہ یا علی تم خدا ہو یہہ کلمہ کفر اوس ناداں سے سنکے
حضرت نے اوسے ایک تلوار ماری وہ بے سر ہو کر زمین پر گر پڑا اصحاب
نے عرض کی یا حجۃ اللہ نصیر سے کیا قصور ہوا جو آپنے اوسے قتل کیا
حضرت نے جواب دیا کہ اسکی زبان پر کلمہ کفر جاری ہوا تھا اس سبب سے
مینے اسے قتل کیا یہہ سنکے سلمان فارسی نے کہا یا حضرت نصیر آپ کے
شیعوں مین سے تھا اسکی تقصیر سے درگذر فرماکے خداوند عالم سے دعا
کیجیے تاکہ یہہ آپکی برکت دعا سے زندہ ہو جاوے حضرت نے ارشاد فرمایا
کہ اسکے سر و تن کو ملا کر رکھدو تا مین اسکے زندہ ہونے کے لیے دعا
کرون یہہ سنکے لوگون نے اوسکے تن و سر کو ایک جا کر دیا حضرت نے
سورہ فاتحہ پڑھ کے اشارہ کیا قدرت ایزدی سے وہ اوٹھہ کھڑا ہوا

رہے جب محمد حنفیہ علیہ السلام نے فرمایا کہ دو دو پاسبانون کو میرے پاس لاؤ سب نے موافق ارشاد دو دو آدمیونکو حضرت کے روبرو لیجانے لگا حضرت نے ایک ایک سے نام و نشان دریافت فرما کے رخصت کرنے لگے جب نوبت صفوان و بزدل کی آئی اور اون سے پوچھا کہ تمھارا کیا نام ہے یہ دونون مکار کہنے لگے ہم مسافر ہین فقط بخیال امن و حفظ جان یہان ٹھہر گئے ہین لوگون نے اونسے پوچھا کہ تم سچ بتاؤ کون ہو اور کہان سے آتے ہو ان حرامزادون نے سوائے حرف فریب ایک کلمہ بھی سچ نکہا جب مسعود کو غصہ آیا تو اوسنے جھنجلا کے مارنا شروع کیا مگر اون سنگدلون نے جب بھی امر واقع نہ کہا جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے فرمایا کہ انکے شانون سے پٹھے کھینچکر تیل گرم کرکے ڈالو یہ ابھی اقرار کردینگے جب یہ بھی ہو چکا اور نہ قبولی تو نا ہوسے مورخی نے حضرت سے عرض کیا کہ ای خلف ابو تراب معلوم ہوتا ہے کہ یہ فی الحقیقت مسافر ہین انکو چھوڑ دیجیے حضرت نے فرمایا جب تک یہ اقرار نکرینگے مین انکو نچھوڑونگا یہ کلام صداقت انجام سنکے صفوان و بزدل کو یقین ہوا کہ بے اقرار کئے رہائی دشوار ہے اوسوقت عرض کرنے لگے کہ یا حضرت ہم دونون جاسوس ہین یزید ابن معاویہ کے اور یہان فکر قتل ہامان ابن اسحاق مین آئے تھے یہ سنکے ایک مومن نے ہامان ابن اسحاق کو اس حال سے آگاہ کیا وہ دیندار آکے صفوان و بزدل سے کہنے لگا اے ملعونو اگر تمھین میرا قتل منظور تھا تو تم میرے خیمے مین کیون نہ آئے بزدل سنے

دیر کے بعد نوفل کے دل مین کچھ شک پیدا ہوا اوسنے ہامان کے پاس
تین آدمی روانہ کئے اور یہ حال کہلا بھیجا ہامان نے جواب دیا کہ مین نے
زنہار کسیکو نہین بھیجا تمنے میرے بے پوچھے کیون اونکے حوالہ کردیا معلوم ہوتا ہے
کہ اونکو فریب سے لشکر شام کے خارجی لیگئے اوسوقت اپنی ریش پر
ہاتھ پھیر کے کہنے لگا کہ انشاء اللہ تعالے یزید بد کردار و سرداران معاویہ
سے وہ سلوک کرونگا کہ تاقیامت یادگار رہے بعد اسکے خدمت جناب
محمد حنفیہ علیہ السلام مین جاکر عرض کرنے لگا کہ یا حضرت اون دونون
حرامزادونکو فریب سے رفیق اونکے چھوڑا لیگئے جب آثار صبح نمودار
ہونے لگے تو شیرہ اور نزرہ صفوان و بزول کو اوسی حالت سے یزید
کے پاس لیکے پہونچے اور سلام کرکے تمام روداد بیان کرنے لگے اوس
لعین کے تمام اندام مین لرزہ پڑگیا جب اون بد مالون کا حال سُن چکا
تو از روئے غداری و مکاری شیرہ و نزرہ کو تحسین و آفرین کرکے کہا
کہ یہ تمھارا ہی کام تھا جو تم ان دونون کو زندہ وہان سے نکال لائی یہ
کہکے بدکردار نے جراحونکو طلب کیا اور حکم دیا کہ ان دونونکا اچھی طرح سے
علاج کرو شیرہ لعین بامید حصول انعام پھر یزید سے کہنے لگا اے امیر شام
قسم بروح معاویہ و ابو سفیان مین ہرگز بآرام و راحت نہ سوؤنگا جب
تک ہامان سے تیرا اور انکا بدلہ نہ لیلونگا اور سوا اس کے بہت
سے خوشامد کی باتین کین مگر یزید نے ایک حبہ بھی نہ دیا لعنت اللہ
علیہ و علے اتباعہ

مجھے تجھ پر رحم آتا ہے اگر بچنا ہے تو یہ عہد کر کہ اب میدان جنگ میں کبھی نہ آؤنگا تو البتہ
میں تجھ کو قتل سے دست بردار ہوں نہیں تو زندہ رو برو سے جناب
حضرت امام حسین علیہ السلام کے لیجاؤنگا حضرت مختار ہیں جو چاہیں گے وہ تجھ سے سلوک
کرینگے یہ سنکے عمر قل نے کہا اے دلاور قسم ہے خدا و رسول خدا
کی اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی کہ اب کبھی رزمگاہ میں نہ آؤنگا ہامان
نامور نے یہ سنکے ہاتھ اوسکے کھولدیے عمر قل دست ہامان کو بوسہ
دیکے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اوس وقت ہامان کو اوسکے حال پر کچھ
رحم آیا اوسے پھر بلا کے اوسکے گھوڑے سے اوتر کر کہا کہ اپنے مرکب
پر سوار ہو عمر قل ہامان کو دعائیں دیتا ہوا گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے
لشکر میں چلا گیا بد اختر یزید نے جب اوسے سلامت دیکھا تو کہنے لگا کہ
فی الحقیقت یہ شخص بڑا دلاور و شجاع ہے کوئی نامور حریف سے مروت کیے
بغیر رہ سکتا نہیں دیکھا القصہ ہامان نامور نے پھر پکار کے کہا کہ اے یزید
جلد کسی اور مبارز کو بھیج یا تو ہی میدان میں آ اوس وقت یزید اپنی فوج
سے کہنے لگا کیا بیشرمی ہے کہ کوئی شخص اس جوان کے مقابلہ کو نہیں
جاتا یہ سنکر ایک شقی عازم میدان قتال ہوا جب بیس قدم کے فاصلہ
پر پہونچا تو ہامان نامور نے ایک تیر قضا تاثیر اوسکے سینہ پر مارا کہ وہ
تیر پشت لعین بے پیر سے گذر گیا اور وہ بچیا واصل جہنم ہوا ہامان نے
پھر مبارز طلب کیا یزید نے چار و ناچار اور ایک خارجی کو فریب دیکر
بھیجا ہامان نامدار نے اوسے بھی واصل جہنم کیا یزید بدکردار نے ایک

اون نابکار کو بھیجا ہامان نے اوسکا بھی کام تمام کردیا غرض یزید اسیطرح
لوگونکو بھیجتا گیا اور ہامان ایک ایک کو قتل کرتا رہا یہان تک کہ اونیس نفر جو
راہی دار البوار ہوئے اوسوقت یزید نے بیس کمند انداز چالاک و کامل روانہ
کیے اون لعینون نے کمندون کو حلقہ کرکے ہامان پر پھینکا ہامان نے
خالی دیا لیکن ایک کمند کا حلقہ گردن مین قائم ہوگیا جب وہ کمند انداز
عنان مرکب کو پھیر کر اپنے لشکرگاہ کی طرف چلا تو ہامان جست کرکے اوسکے
گھوڑے کی پیٹھ پر جا بیٹھا اور ایک چھری اس زور سے شانہ بدگہر پر مارے
کہ دو دست سینہ لعین سے باہر نکل آئے جب وہ لعین بیجان ہوکر گھوڑے سے
گرا تو ہامان نامور اوسکے گھوڑے پر سوار ہوکر مبارز طلب کرنے لگا ناگاہ
دونون لشکرون کے پہلو سے گرد عظیم بلند ہوئی سپاہ طرفین اوس گرد
کی طرف دیکھنے لگی یکبارگی نشان سرخ و زرد و کبود نمایان ہوئے
دیکھا کہ اون نشانون کے حلقہ مین سرجوف سعدے نامے ایک شخص
رستم پیکر تازی نژاد پر سوار چتر پر زر کے سایہ مین اسی کوس جنگی بجاتا ہوا چلا
آتا ہو جب میدان مصاف مین پہونچا دونون لشکرونکی طرف دیکھکے لشکر یزید
کی سمت روانہ ہوا کہ اوسکے پدر نے اوس بدگہر کو مدد پسر معاویہ کے لیے
بھیجا تھا لکھا ہو کہ یزید عنید نے سرجوف سعدی کو اس فوج کثیر سے آتا دیکھا
تو دوڑکر اوس سے پرسش احوال کرنے لگا اتنے مین آفتاب کی تمازت زیادہ
ہوئی یزید طبل بازگشت بجواکے مع سپاہ جانب لشکرگاہ روانہ ہوا اور
سرجوف سعدی کو اپنے خیمہ مین لیجا کر اوتارا اوس لعین نے وہ اسباب

جو ہمراہ لایا تھا اونکو اگرچہ پیش کش یزید کیا یزید اوسے خلعت گران بہا دیکر متوجہ
مہانداری ہوا محمد حنفیہ علیہ السلام بھی جنگاہ سے پھرے اور اپنے خیمہ مین
جاکر سرداران لشکر سے فرمانے لگے کہ آج فوج معقول امداد یزید کے لیے آئی
ہے دیکھئے کیا معاملہ درپیش ہوتا ہے یہ سنکے مسیب نے کہا کہ اے پسر شیر خدا
اگر اس سے دس گنی فوج اوسکی مدد کو آئیگی تو ہمکو کیا اندیشہ ہے ہم لوگ حق پر ہین
اور وہ باطل پر ہے ای نور عین وصی رسول الثقلین انشاء اللہ تعالیٰ
ہم ان سب جفا شعار ونکو تہ تیغ کرکے راہی جہنم کرینگے یہ کلام اوس نیک انجام
کا سنکے جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے مسیب کے حق مین دعاے
خیر کی بعدہ خوان سالار نے طعام حاضر کیا حضرت نے مع مومنین تناول
فرمایا اور بدستور طلایہ روانہ کرکے مومنین کو رخصت کردیا سب لوگ اپنے
اپنے خیموں مین جاکے آرام پذیر ہوئے لکھا ہے کہ جب یزید وہ شب و روز
غنا و شراب خواری مین بسر کرچکا تو دوسرے دن صبح کو طبل جنگ بجواکے
صف آرا ہوا جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے بھی اپنی فوج دریا موج
کو مقابلہ سپاہ یزید مین صف آرا کیا اوسدن لشکر محمد حنفیہ علیہ السلام
مین ڈیڑھ لاکھ آدمی تھے پہلے مسعود شاہ خوارزمی حضرت سے رخصت
حربگاہ حاصل کرکے سوے جنگاہ آیا اور بعد مدح جناب شاہ ولایت
علیہ السلام مبارز طلب کرنے لگا لشکر شام مین چار لاکھ پانچ سو نامرد تھے
ایک خارجی مسلح و مکمل ہوکر رزمگاہ مین آیا اور مسعود شاہ سے مقابل ہوا
مسعود شاہ نے اوس نابکار کو ضربت شمشیر آبدار سے مع جوشن و زرہ

کیسی سزا دیتا ہون کہ یہ کبھی یاد کرے گا لیکن اسپ مسعود شاہ چونکہ
اوس شعلہ سے مجروح ہوگیا تھا اس سبب سے وہ دلاور کھڑا ہوا ہر
طرف دیکھ رہا تھا جناب محمد حنیفہ علیہ السلام نے اپنے خاص مرکبون
مین سے ایک اسپ مسعود شاہ کی سواری کے لیے روانہ کیا اور
مسعود شاہ کو اپنے پاس بلوا بھیجا الغرض وہ نامور مرکب فرستادہ
جناب محمد حنیفہ علیہ السلام پر سوار ہو کر جانب لشکر اسلام چلا
مبارک قدم نے پکار کے کہا کہ اے ابوترابی کہان جاتا ہے یہ سنکے
ابوالعلا نے کہا اے لعین مین تیرے ہلاک کرنے کے لیے موجود ہون
یہ سنکے سر نفنگ ابوالعلا کی طرف پھیرا ابوالعلا نے مانند برق جاکے
ایک چھری اوسکے شکم پر ماری کہ پشت بدگہر سے پار ہوگئی بعد اس کے
اوس شقی کا سر تن سے قلم کرکے سپاہ اسلام مین جاکر کھڑا ہو رہا
یزید اپنے لوگون سے کہنے لگا کہ ہم اسطرح ان ابوترابیون سے عہدہ
برآ نہون گے لازم ہے کہ تمام اہل لشکر یکبار حملہ کرکے جہانتک دست
رس ہو انکے قتل مین کوتاہی نکرین یہ کلام اوس بدانجام کا سنکے سب
یکبارگی سپاہ یزید حملہ آور ہوئی فوج اسلام نے بھی اپنے مقام سے
بڑھی اور مانند قہر الہی اثنائے راہ مین اون بیدینون پر ٹوٹ
پڑے اور تا شام ہنگامہ کارزار گرم رہا راوی لکھتا ہے اوس دن
مقتولون اور مجروحون کے شمار مین جو کوشش کی تو کچھ احوال
مفصل احوال نہ معلوم ہوا جب وقت شام لشکر طرفین اپنی لشکرگاہ کو پھرا

تو جناب محمد حنفیہ علیہ السّلام اپنے بارگاہ فلک بارگاہ مین تشریف لیگئے اور کئی خلعت منگوا کے مسعود شاہ خوارزمی و ابوالعلا ے طبرستانی وابوالفراس رازی و ہامان ابن اسحاق سیرانی کو عطا کئے بعد ادا ے نماز شام حضرت نے مع مومنین طعام تناول فرماکے بعد روانگی طلایہ لوگونکو رخصت کیا اور خود عبادت کبریا مین مصروف ہوے یزید بھی اپنے خیمے مین جاکر کھانا کھا کر سو رہا جب شب تمام ہوگئی اور آثار صبح نمودار ہوے تو دونون طرف کی سپاہ امورات ضروری سے فارغ ہو کے جنگاہ مین موجود ہوے جب دونو لشکرونکی صفین درست ہوچکین تو لشکر اسلام سے مسعود قسز وینی خلعت عنایت کردہ جناب محمد حنفیہ علیہ السّلام پہنکے خود مرصع پر از جواہر سر پر رکھکر بعد حصول اجازت ابلق گھوڑے پر سوار ہو کے میدان قتال مین آئی اور مبارز طلب کرنے لگے ناگاہ غبار عظیم ایک جانب سے پیدا ہوا سپاہ طرفین کی نظر اوس غبار کیطرف لڑی رہی یکایک دس علم دس ہزار آدمیون کی جمعیت کے نشان ظاہر ہوے اور اون نشانون کے حلقے مین ہلال ابن نافع نامے ایک جوان بلند و بالا و قوی ہیکل کہ آثار شہامت و دلیری اوسکی پیشانی سے ہویدا تھے مرکب صبا رفتار پر سوار پا کر درسکندر ی دونون لشکرونکے بیچ مین ہو بچکر صف آرا ہوا بعد اسکے پھر گرد و غبار نظر آیا ہیبت صباتے اوسکے حال سے بھی آگاہی بخشتی کہ دس ہزار آدمیونکے غول سے دس نشانونکے حلقے مین

سعد الرجال نامی [illegible] خوش [illegible] رفتار پر سوار اسی
شان و شوکت سے [illegible] آتے [illegible] قاری خوش الحانی سورہ
انا فتحنا و آیہ نصر من اللہ پڑھتے [illegible] عجب وہ گروہ حق
پژوہ بھی دونوں فوجوں کے بیچ میں پہونچا تو بعد اسکے پھر غبار نمایاں ہوا جب
دیکھا تو بیس نشان ہمراہ لیے ہوئے [illegible] بیس ہزار سرداران آزمودہ کار کی جمعیت
سے مرد نامور اور صاحب ہیبت و جلالت لشکر ابن سمیع خزاعی آیا ہے
اور وہ بھی ان لوگوں کے برابر آ کھڑا ہو گیا پھر دیکھا کہ بیس ہزار آدمیوں کی
جمعیت سے بیس علموں کو جلوہ پذیر کیے ہوئے ایک جوان میانہ
قامت مسمی ابن علا بھی آ پہونچا بعد اسکے ابو یوسف خزاعی
بیس نشانوں کے برابر ایک بڑے اژدہا پیکر نشان کے سایہ میں باکروفر
غول کے ہمراہ میدان وغا میں آ کر کھڑا ہوا بعد تھوڑے عرصہ کے پھر گرد و غبار
دکھائی دیا بیس علم بیس ہزار آدمیوں کی جمعیت سے اور وارد ہوئے دیکھا کہ
ابراہیم ابن مالک اشتر ایک چتر مرصع کے سایہ میں کہ گرد اوس
چتر کے [illegible] لگی ہوئی تھی اور دوسرے چتر میں نصر من اللہ و فتح
قریب [illegible] قبائے سفید پہنے ہوئے تھا سیاہ ماتم جناب
سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا میں سر پر باندھے ہوئے مشکی گھوڑے پر
سوار چلا آتا ہے اور کوئی شخص قاری خوش الحان سورہ انا فتحنا لک فتحا
مبینا پڑھتے ہوئے اور درود محمد و آل محمد علیہ الصلوات والسلام
پڑھتے ہوئے اوسکے گھوڑے کے آگے آگے چلے آتے ہیں اور تمام سفید

ہوا خواہ آل طہٰ و یٰسین تازی نژاد مرکبون پر سوار لباس نفیس پہنے ہوئے
زرہ و جوشن سے آراستہ اوس ماہ آسمان جرأت و شجاعت کے جیب و
راست مثل سیارہ کواکب حلقہ زمین مین وہ دلاور اس شان سے آکے
دونون لشکرون کے درمیان مین کہڑا ہوا نشان لشکر جناب محمد حنفیہ
علیہ السلام دیکھکر جانب لشکر اسلام چلا اوسوقت خلف حیدر کرار علیہ السلام
چتر و علم ابراہیم کو ملاحظہ فرما کے مع سرداران نامدار اوسکے استقبال کے
لیئے دوانہ ہوے جب پچاس قدم کا فاصلہ رہگیا تو ابراہیم اپنے گھوڑے
سے اوترکر قدمبوسی حضرت کے لئے دوڑا یہ حال اوس نیک خصال کا
دیکھکے خلف شیر ذوالجلال بھی مرکب سے اوترے ابراہیم ابن
مالک اشتر نے حضرت کے پیرون پر گرنے کا ارادہ کیا جناب محمد حنفیہ
علیہ السلام نے منع فرمایا ابراہیم نامور دست مبارک جناب
محمد حنفیہ علیہ السلام کو چوم کر کلمات تعزیت امام حسین علیہ السلام
مین زبان پر لایا محمد حنفیہ علیہ السلام اوس دلاور کو اپنے ہمراہ لیکر
قلب لشکر مین کہڑے ہوے بعد اسکے ابراہیم نامور نے محمد حنفیہ
علیہ السلام سے پرسش احوال کی وہ دلاور مصیبت جناب سید الشہدا
علیہ السلام پر با آہ و نالہ رونے لگا لکھا ہے کہ جسدن سے جناب
امام حسین علیہ السلام شہید ہوے تھے اوس روز سے جادہ دیدار
شب و روز مصیبت خلف شاہ ولایت مین اشکبار اور گریہ و زاری

رہتا تھا جب یزید کو معلوم ہوا کہ ابراہیم ابن مالک اشتر نصرت پیالا کہہ
آوریزنکی جمعیت سے مدد حاصل شیر خدا کے بیٹے آیا ہے وہ خوف ان شدت
خوف سے مثل بید کانپ کے اپنے متوالیوں سے کہنے لگا کہ صفین میں اسکا
باپ میرے باپ سے ایسا لڑا ہے کہ وہ صدمہ میرے باپ کے دل سے
تا دم مرگ نہیں زائل ہوا ہے وہ دلیری اپنے باپ کی طرح شیر دل ہے اور
اسکو محبت علی و آل علی علیہ السلام اور نونکی نسبت زیادہ ہے
کہ ابو تراب علیہ السلام اسکے باپ کو بھائی کہہ کہکر پکارتے تھے یہ ہی
باعث ہے کہ محمد حنفیہ علیہ السلام اسکی عزت و حرمت زیادہ کرتے ہیں یہ
کہکے وہ ملعون متردد ہوئے عمر ابن سعد و مروان بن حکم نے خوشامد کہنی
لگے کہ اے امیر تو خاطر جمع رکھ تیرے اقبال سے ہم ان سب کو مار لینگے
اے یزید کیا ابراہیم ابن مالک اشتر شجاعت ابو تراب سے بھی بہت
بڑھکر شجاعت میں زیادہ ہے یہ سنکے ابن سعد و یہ سب کہا دیکھیں کیا ہوتا ہے اس
اثنا میں ابراہیم ابن مالک اشتر جناب محمد حنفیہ علیہ السلام سے
اجازت کارزار حاصل کرکے رزمگاہ کیطرف چلا اور میدان حرب میں پہنچکر
مناقب شاہ ولایت میں اس قسم کے اشعار پڑھنے لگا - اے داوہ
غنائم الٰہی بہ جہان کائنات شاہی وے یافتہ از جبین تو نور شب بردہ ز
گیسوئے سیاہی وے یار نعت و تو سر فرازیت وادریس چو یوسف است چاہی
دانند مقدسان علوی در تو نبود تا بجاہی وے اے قدوۂ انبیا ہے عالم بدایہ
چشمہ و چراغ نسل آدم وے جان داد بمردہ چون خضر یافت وے از مقدم تو مسیح مریم

کر بقدم تو موخر افتاد + شد نور تو بر ہمہ تقدم + ابیات + مرا بے حب تو یکدم سرہم
نیست + جز تو اندر جہان کس رہبرم نیست + بر قامت تو قبائے لولاک +
زیبا تو مناسب ست و چالاک + بعد اوسکے مدح شبیر و مخالفان یزید ابن
معاویہ و مروان بن حکم و عبید اللہ بن زیاد وعمر سعد و شمر و قاتلان امام حسین پر
لعنت کر کے مبارز طلب کیا یزید نے حارث ابن یزید کو وہ شداد زبردست
جوان اور دشمن اولاد پیغمبر و شیعیان جناب حیدر صفدر علیہم السلام تھا
اپنے پاس بلا کر کہا کہ اگر تو اس ابو ترابی کا سر کاٹ لاوے تو تجھے ہم زر
تجھے طلائے خالص دونگا یہ سنکے وہ لعین ابراہیم نامور سے لڑنے کو چلا جب
حارث لعین نیزہ ہاتھ میں لیکے ابراہیم نامور پر حملہ آور ہوا ابراہیم والا قدر
نے بھی نیزہ تان کے اوس شقی پر حملہ کیا دونوں طرف سے رد و بدل ساٹھہ
یا ایک سو ساٹھہ وار کے رد و بدل ہوئے حارث ابن یزید نے نیزہ کو پھینک دیا
تلوار کھینچکر ابراہیم نامور پر حملہ کیا پسر مالک بھی تیغ علم کر کے اوس لعین
پر حملہ آور ہوئے اور باہم ایسے وار چلے کہ تلواروں کی دھاریں مثل آرہ بیکار
ہو گئیں شمشیر زنی سے دست بردار ہو کے نوبت بہ گرز پہونچی دونوں
شخص آپس میں ایک دوسرے کی ضربت رد کرنے سے عاجز ہو گئے
اوسوقت ابراہیم نامور نعرہ تکبیر بلند کر کے اوس شقی پر حملہ آور ہوئے
اور مثل شیر بیشہ کر کمر بند حارث ابن یزید میں ہاتھ ڈالدیا اور اوسے زین
کو خانہ زین سے اوٹھا لیا اور بالائے سر لیجا کر جانب آسمان پھینکا اور
تلوار کھینچ لی اوسطرف دیکھتے رہے جب وہ بدکردار اوپر سے نیچے آیا

کہا کہ اے منتقمان خون ناحق جناب امام حسین علیہ السلام اب
اس وقت کے منتظر کھڑے ہو لازم ہے کہ تم بھی مع سپاہ مدد ابراہیم
کے لیے چلو یہ کہکے حضرت مع سپاہ حق آگاہ تشریف لے چلے اوس
اوقت غبار ایسا بلند ہوے رہواران صبا رفتار سے چشم خورشید مین تیرگی چھا گئی اور
دشت میران بیشہ ہیجا نے بزدلان شام کو زیر تیغ و سنان دو ہر لیا ایکدم بھر مین
عرصۂ میدان مقتولان لشکر ستم سے گلرنگ ہو گیا القصہ مومنین نے اسپ کارزار
کیا کہ چشم فلک نے کسی معرکہ مین یہہ کیفیت نہ دیکھی ہوگی جب وقت نماز شام آیا
تو محمد حنفیہ علیہ السلام بفتح و فیروزی تمام متوجہ آرام گاہ ہوے حضرت
نے ہر ایک وضیع و شریف خلعت تحسین و آفرین سے سرفراز فرما کے طلایہ
بہر حفاظت روانہ کیا بعد اسکے ہر ایک مومن و موحد کو رخصت فرمایا اور
آپ بھی بستر استراحت پر رونق افزا ہوے لیکن یزید بدنہاد جب اپنی
بارگاہ مین جا کے بیٹھا اور سرداران لشکر اوس لعین کے دربار مین حاضر
ہوے تو وہ ستمگر ذکر شجاعت شیعیان شیر یزدان درمیان مین
لا کے کہنے لگا کہ فی الحقیقت بقول پسر زیاد و ابن سعد اگر یہ لوگ کربلا مین
جناب امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ ہوتے تو ہماری سپاہ
مین سے ایک بھی زندہ نہ بچتا القصہ جب وہ شب اختتام کو پہونچی
تو وقت صبح لشکر اسلام مین صداے اذان بلند ہوئی جناب محمد حنفیہ
علیہ السلام با جماعت مومنین نماز سحر ادا کر کے مع سپاہ میدان
وغا مین تشریف لائے یزید بھی چار و ناچار با جمعیت منافقین رزمگاہ مین

نے صفوان کو ہم آغوش اجل کر دیا ابو العلا نے بزدل کا سر کاٹکرا دسے بھی
بستر مرگ پر سولایا سعید با جمعیت کثیر مشعل ہمراہ لئے ہوئے پھر رہا تھا جب
اوس مقام پر پہونچا تو ان دلاوروں کو دیکھکر پکارا کہ تم کون ہو یہ کلام اوس
ولد الحرام کا سنتے ہا مان نے مشعلچی کے ہاتھ سے مشعل چھین لیا اور
العین کے موںھہ پر پھینک ماری پھر اوس شقی کو واصل جہنم کر کے باقی مردودوں
کے قتل پر مستعد ہوا عوض جو سامنے آیا اوسے بیجان کیا جب ان دلاوروں
نے ایک ایک کو راہی دوزخ کرنا شروع تو وہ اشقیا بھی تیغ بکف ہو کے
ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے یکایک شور و غوغا لشکر یزید میں برپا
ہوا ہر طرف سے شامی تیغ و سنان لیکر روانہ ہوئے اور آپسمیں ایک
دوسرے کو قتل کرنے لگا یہ پانچوں خوش کردار لشکر کفار سے مثل باد صرصر
نکل کر اپنی لشکرگاہ کیطرف روانہ ہوئے اور وہ اشقیا تا طلوع آفتاب
باہمدیگر لڑا کیے جب روز روشن ہوا تو وہ بیدین خواب غفلت سے
چونکے اور لڑائی موقوف کر کے مقتولونکی لاشونکو بعد حسرت دیکھنے لگے
جب یزید کو اس حال کی اطلاع ہوئی کہ شب کو پانچ ابو ترابی صفوان
و بزدل و شبیرہ و سعید کو قتل کر کے آپ سلامت نکل گئے اور تا دم
صبح مردم طلایہ آپس میں دہوکے سے ایسے لڑے کہ باپ نے بیٹے اور
غلام نے آقا اور بھائی نے بھائی کو قتل کیا چنانچہ بیس ہزار آدمی داخل
جہنم ہوے اس روداد کو سنتے وہ بدکردار تخت سے موںھہ کے بھل زمین
پر گر پڑا اور اوس ملعون کی ناک ٹوٹ گئی اور پیشانی مجروح ہوگئی

اتفاقاً مروان علیہ اللعنہ وہاں آگیا اوس نے منھ پیٹ لیا اور ڈاڑھی نوچ
کے کہنے لگا کہ اے پسر معاویہ یہ کیا غضب ہوا اس بلا مین کس نے تجھے مبتلا کیا وہ
بیہوش صدائے مروان سن کے ہوش مین آیا اور کہنے لگا کہ آیا تو نے نہین سنا کہ آج
شب کو ابو ترابیون نے آکے میرے لشکر مین بیس ہزار آدمیون کا خون کیا
وہ بد نہاد سر جھکا کر کہنے لگا کہ اے پسر معاویہ خدا خیر کرے تیرا اختر اقبال رو بزوال
معلوم ہوتا ہے مورخین لکھتے ہین کہ ہامان و بہزاد و ابو العلا و قاسم و ہاشم
جب وقت صبح آلودہ بخون اپنے لشکرگاہ مین پہونچے تو جناب محمد حنفیہ علیہ السلام
نے بہادر اوسی حال سے تو پہنچے گئے حضرت نماز صبح پڑھ کے بیٹھے تھے ان دلاورون
نے سلام کیا حضرت نے اونکو اس حال سے دیکھ کے فرمایا کہ آیا تمکو کسی نے
مجروح کیا ہے اونہون نے دست ادب باندھ کے جواب دیا کہ آپکے اقبال سے
ہم پانچون آدمیون نے آج شب کو لشکر یزید مین شبخون مارا اور صفوان و بزدل
و شبیرہ و نزرہ کو مع سعید بدکردار قتل کیا اور فوج یزید کو آپس مین لڑوا دیا
بعد اس خبر فرحت اثر سننے کے جناب محمد حنفیہ علیہ السلام نے اپنی سپاہ کو
آراستہ کیا اور اسپ صبا رفتار پر سوار ہوکر رزمگاہ تشریف لاے اور
ابراہیم ابن مالک اشتر سے بلاکر کہا کہ تو بجستہ سیر اہل لشکر کو آگاہ کردو
کہ آج وقت جنگ سب کے سب یکبار حملہ آور ہوکر سپاہ یزید پر جا پڑین القصہ
جب سپاہین میدان وغا مین صف آرا ہوئے تو یزید نے بھی حکم صف آرائی دیا
اور آپ قلب لشکر مین کھڑے ہوکر تدبیر جنگ کرنے لگا یکبار فوج اسلام
کو ہمراہ لیکر محمد حنفیہ علیہ السلام حملہ آور ہوئے اور سپاہ مومنین نے تمام

بیدینون کو گھیر لیا مسیب نامدار مروان بن حکم کے برابر جا پہونچا اور اوس
دلاور نے ایک گرز کا وار اوس بدکردار پر کیا اوس لعین نے اپنی تین گھوڑے
سے گرادیا ابراہیم ابن مالک اشتر نے عبیداللہ ابن زیاد کو ایک
گرز مارا وہ لعین بھی خالی دیکر بھاگ گیا جب یزید کے پاس پہونچا تو اوس
شقی سے کہنے لگا کہ تو کس فکر مین کھڑا ہی پسر ابوتراب عمر عاص کو حضرت
گرز سے واصل جہنم کرکے تیری فکر مین چلا آتا ہی یہ سنکے یزید مع رفقا عازم فرار
ہوا تمامی سپاہ اوس نابکار کی رزمگاہ سے بھاگ کر آوارہ دشت ادبار ہوگئی
لیکن مومنین اونکے تعاقب سے باز نرہے وہ شب و روز یا بروایت دیگر
دس دن تک اون اشقیا کا تعاقب کیا تیسری یا گیارہوین دن جناب محمد
حنفیہ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے محبان شیر خدا اب ان خارجیون
کے تعاقب سے باز رہو اور انکے مقتولونکو شمار کرو کہ اس معرکہ مین کتنے
ناری واصل جہنم ہوے جب مومنین مقتولان سپاہ یزید کو شمار کرتے ہوے
تا لشکرگاہ یزید پہونچے تو معلوم ہوا کہ اسی ہزار خارجی اس حملہ آخر مین
ہمنشین معاویہ ہوے مجاہدین نے اسباب غنیمت خدمت جناب محمد
حنفیہ علیہ السلام حاضر کیا حضرت نے وہ سب نقد وجنس مومنین کو موافق
دستور تقسیم کردیا اور فرمایا کہ ایہا الناس آج تک جہاد کرنیکے لئی میرے
پدر عالی وقار نے مجھ سے ارشاد فرمایا تھا اب مین اس سے زیادہ سعی و
کوشش نکرونگا کس لیئے کہ اب زمانہ خروج سلیمان ابن صرد خزاعی
و مختار ابن ابو عبیدہ ثقفی کا ہے خداوند عالم تمکو اجر نیک عطا کرے

اگر ... انتقام خون امام حسین علیہ السلام مین کوتاہی ہوئی تو ...
اگر ... لاکھ آدمی بعوض خون امام حسین مظلوم مین ہم قتل کرینگے
تو بھی ایک سر موے فرزند فاطمہ زہرا کا بدلہ نہو سکیگا تم نے اپنی طرف
سے خوب کوشش کی اب اپنے اپنے گھرونکو جاؤ اور مین بھی مکہ معظمہ مین
جاکر گوشہ نشینی اختیار کرتا ہون خداوند عالم تمہارا ... دیگا ... اور
تمہارے ستر پشت تک آتش دوزخ سے نجات پاویگی ... راوی لکھتا ہے
کہ جب جناب محمد حنفیہ علیہ السلام جانب بیت اللہ روانہ ہوئے بعد اسکے
کے تمام اہل عجم نے وہان سے کوچ کیا اور اوسیدان اپنے اپنے وطن کی طرف
روانہ ہوگئے مسیب ابن قعقاع خزاعی بھی بسبب قلت رفقا و
حکم جناب محمد حنفیہ علیہ السلام ادعاے ملک گیری و ہمت جدال وقتال
سے دست خواہش کو تاہ کرکے اپنی قوم و قبیلہ مین چلا گیا اور ابراہیم
ابن مالک اشتر بھی اپنے گھر چلا گیا اور مختار نامدار بھی بسبب قلت
انصار اپنے گھر مین جاکر گوشہ نشین رہا یزید جب اس حال سے مطلع ہوا کہ محمد حنفیہ
علیہ السلام مکہ معظمہ کیطرف تشریف لیگئے اور مختار و مسیب و
ابراہیم بھی اونکے فرمانے سے خانہ نشین ہوئے تو اوس لعین نے
ابن زیاد کو باجمعیت کثیر تسخیر شہر کوفہ وغیرہ کے لیے جانب عراق روانہ کیا
جب وہ لعین قریب شہر کوفہ پہنچا تو دشمنان آل محمد علیہم السلام حکم
مسیب سے منحرف ہوکر ابن زیاد سے جا ملے اور اوس لعین کو بعزت
و توقیر تمام شہر کوفہ مین لاکر داخل دارالامارہ کیا وہ شہر کوفہ پر متصرف

ہوگیا یہ حال دیکھہ کے جابجا حکام جو کہ مسیب نیکنام کیطرف سے معین ستھے اکثر حکومت سے کنارہ کش ہو کے اپنے گھرون مین بیٹھہ رہے بعضون نے بسر زیادت رجوع کی جب پسر مرجانہ ملک عراق پر قابض ہوچکا تو وہ بدکردار بہہ شیعیان علی علیہ السلام کو ستانے لگا چنانچہ مثل مختار وغیرہ بہت سی رئیسون کو بمکر و فریب قید کرلیا اور مسیب و ابراہیم نامور کی گرفتاری بہی فکر کی لیکن وہ بفضل خدا و ائمہ ہدی علیہم السلام سے اوسکے شر سے محفوظ رہے اِنَّ اللّٰہَ حَفِیْظٌ لِمَا یَشَاءُ وَ ہُوَ خَیْرُ الْحَافِظِیْنَ ؏

معرکہ سی ام

ناقلان راست مقال و مورخان صداقت خصال نے تحریر کیا ہو کہ جبدن سے جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہوے تمام روساے اہل کوفہ اپنے بدعہدی پر نہایت نادم تہے اور اپنے دلون مین کہتے تہے کہ افسوس ہمنے یہ کیا کہ ابن زیاد کے خوف سے اپنا دین و ایمان کہو دیا اور فرزند احمد مختار علیہ السلام کو خط بہیجکے بلایا اور اوسکی مدد نکی یہانتک کے وہ امام زمان شہید ہوگیا اور شب و روز وہ قتل کفار مین مشغول رہتے تہے کوئی تدبیر بن نہ پڑتی تہی حتی کہ ایک روز عبید اللہ بن زیاد بعد رفع شورش جہاد زر بریک نہاد و مسیب ابن نجبہ قعقاع خوش اعتقاد و جناب محمد حنفیہ علیہ السلام سے غافل و رفتہ لشکر ی زمانہ سے مطمئن ہوکے مسجد جامع مین آکر بیٹھا اور منادی کو حکم دیا

کہ کوچہ و بازار کوفہ مین ندا کرے کہ تمام رعیت مسجد جامع مین حاضر ہو
جب منادی نے ندا کی اور لوگ مجتمع ہوے تو موذن نے اذان و اقامت
کو ادا کیا اور ابن زیاد بعد نماز منبر پر گیا خطبہ طولانی ادا کرکے فضائل یزید
و معاویہ بیان کرنے لگا بعد اسکے کہا کہ شکر مخصوص ہے اوس خدا کے
لیے کہ جو زائل کرنے والا کار باطل اور ظاہر کنندہ امر حق کا ہے اوس نے
ہمکو اپنی تائید سے آل علی ابن ابیطالب پر فتحیاب کرکے تمام جہانکو
تابع فرمان یزید ابن معاویہ کردیا یہ کہکے وہ بد نہاد منبر سے اوترنے
لگا عبید اللہ عفیف ازدی کو ضبط و تحمل کا یارا نرہا اوسیوقت وہ
دیندار اپنی جا سے اوٹھکر نالہ و احسینا بلند کرکے اعداے دین پر
لعنت کرنے لگا مشہور ہے کہ اوس نامور کا سن سو برس کا تہا اور احکام
خدا و رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے خوب ماہر و شب و روز
حصول دولت احادیث نبوی و مرتضوی علیہ الصلواۃ والسلام مین
مصروف رہتا تھا مگر بسبب کبر سن مرض ضعف بصارت لاحق ہوتا
تا جار اوسی مقام سے پکار کے کہنے لگا کہ اے پسر مرجانہ اپنے قول و فعل
سے تخجل و منفعل ہوکے ذرا دل مین دہیان کر کہ تو نے کس شخص کو
بجور و ستم شہید کیا ہے کہ وہ اس جہان مین اپنا مثل سواے اپنے
جد نامدار جناب رسول مختار علیہ الصلواۃ والسلام کے نرکہتا
تہا اور اے لعین تو نے ایسے شخص کو شہید کیا ہے کہ وہ میوہ باغ
رسول و گل گلشن فاطمہ زہرا و علی مرتضی علیہم السلام اور امام زمان

دیکھو سوا سے اہل جہان و بادشاہ دین و ایمان تہا تو نے یزید کی خوشی کے
لئے روح رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے سے ناراض کیا قیامت
کے دن جناب رسولخدا و علی مرتضی و فاطمۃ الزہرا و مجتبی علیہ
الصلواۃ والسلام جسدم تجہہ سے سبب قتل حضرت امام
حسین علیہ السلام پوچہینگے تو کیا جواب دیگا عبداللہ عفیف نے
جب اس قسم کے کلمات زبان پر جاری کئی تو جتنے اہل دین ساکن کوفہ
اوس محفل مین حاضر تہے بے اختیار ڈاڑہین مار کے رونے لگے اور ابن
زیاد یہ حال دیکہہ کے اپنے لوگون سے کہنے لگا کہ پکڑ لو اس بے بصیرت کو
شاید اسکے تئین بہی دعوائے مخاصمت ہو یہ سنکے تابعین عبداللہ ابن زیاد
عبداللہ عفیف کے پکڑنے کو چلے اوس دیندار نے پکار کے کہا کہ اے محرم
قبیلہ تمہین لازم ہے کہ میری امداد کرو کہ مین تمہارا سردار قوم ہون یہ
سنکے سات سو جوان آدمی تلوارین لیکر اوٹہہ کہڑے ہوئے اور مسجد
کے درونکی راہ آمد شد بند کرکے آمادہ جنگ ہو گئے ابن زیاد نے یہ حال
دیکہکے اپنے لوگونکو حکم دیا کہ خبردار ایک آدمی بہی ان آدمیون مین سے زندہ
نہ بچنے پائے اوس گروہ شقاوت انبوہ نے ان آدمیون پر حملہ کیا جانبین سے
تلوار چلنے لگی ابن زیاد اسی حالت مین مسجد سے نکلکر جو لوگ اوسکے ہمراہی
باہر کہڑے تہے اونمین جا ملا اور یہان مسجد مین اوسکے کچھ ملازم مارے
گئے باقی خوف پرشد تیغ بہی ازدہ سے بہاگ کر بیرون مسجد چلے گئے ابن زیاد
نے جب یہ حال دیکہا تو اپنے لوگون سے پکار کر کہنے لگا کہ اس مرد نابینا کو

جسطرح ہوسکے پکڑ لاؤ اسی نے یہ فتنہ برپا کیا ہے غرض اوسکے فرمانبردار
پھر حملہ آور ہوکے چلے ازدیون نے شمشیر زنی پر کمر ہمت باندہ کے چار ہزار
آدمی تابعین ابن مرجانہ سے تہ تیغ کئی اور اسی حالت دار و گیر زد و خورد
مین کمند اندازون نے کمندین پہینک کے عبداللہ عفیف کو پکڑ لیا اوس
سعادتمند کی قوم یہ حال دیکہکر جو زندہ بچے تہے اپنے گہر نکل چلے گئے لکہا ہے
کہ قبیلہ ازد کے لوگون مین سے تین سو آدمی اوس معرکہ مین ہلاک ہوئے
[illegible] عبداللہ عفیف کو گرفتار کرکے بحکم ابن زیاد قید خانہ
مین بند کیا [illegible] اوس مردود ازلی [illegible] حاکم دربار عام کئے
[illegible] لشکر کے سردار [illegible] ہوکے حاضر
[illegible] دربار مین موجود ہوئے تو آواز بلند
کہنے لگا کہ [illegible] کا حال کچہ تمہین معلوم ہوا انہین کل کیسی
[illegible] عبداللہ عفیف کی حمایت کرکے سپاہ شام
کو قتل کیا اور تم لوگون نے [illegible] میری اہانت سے بھی چہوڑا یا مین تم سے
پوچہتا ہون کہ جب یزید ابن معاویہ یہ حال سنیگا تو کہو تم لوگون سے کیا
سلوک کریگا ہر کہ یزید کو تمہاری کیفیت لکہ بہیجون یہ سنکر روسا کوفہ
و سرداران لشکر یک زبان ہو گئے اوس بدبخت سے کہنے لگے کہ اے امیر ہم
تیرے تابعدار ہین ہم سے تو بدگمان نہو ہمکو اس حال کی کیا اطلاع تھی
ازدیون نے در حقیقت یہ حرکت نہایت نامناسب کی مگر اسے پسر زیاد
انکی پیر کے ملازم و غلام سواے مردم قبیلہ بہت سے لوگ ہین اگرچہ

شخص ضعف بصارت سے عاجز نہوتا تو اسکو کوئی گرفتار نکر سکتا امیر بخدا یہ مرد
بزرگ قبیلہ بنی ازد مین نہایت معظم و محترم ہو اگر اسکی حال کی قبائل بنی ازد
مین خبر ہو جائیگی تو ایک فتنہ عظیم برپا ہوگا ابن زیاد اون لوگونکی یہ تقریر سنکے
کہنے لگا پہر اب اس مقدمہ مین کیا کہتے ہو اس کا قتل کرنا بہر صورت لازم
ہے کس لئے کہ خلیفہ یزید کی مخالفت اسکی گفتگو اور طبیعت سے ثابت
ہوتی ہے یہ سنکے بالاتفاق سب نے جوابدیا کہ امیر خبردار اسکو قتل نکرنا
ورنہ فساد عظیم برپا ہوگا اے پسر زیاد تو نے ہماری بات کا کچہہ خیال نکیا
مسلم ابن عقیل علیہ السّلام و ہانی ابن عروہ کو شہید کرکے
انجام کار دیکہا یا نہین اے امیر کوفہ بخدا ہمارے نزدیک تیرے حق مین
یہی بہتر ہے کہ اسکو قیدخانے مین پڑا رہنے دے تاکہ اسکے لوگونکو
تسلی رہے کہ ابن عفیف زندہ ہے بموجب صلاح و مشورت روسائے
شہر کوفہ پسر زیاد قتل ابن عفیف سے باز رہا اور یہ حکم دیا کہ عبداللہ عفیف
کو میرے روبرو لے آؤ مین اوس سے کچہہ پوچہون وہ دیندار پسر زیاد کے
سامنے آیا تو اہل مجلس مین ہر طرف سے شور گریہ بلند ہوا یہ حال دیکہہ کے
ابن زیاد خوف فتنہ و فساد سے اندیشہ ناک ہو کر کہنے لگا کہ اسکو پابزنجیر
کرکے زندان مین لیجاؤ اوس سالک راہ رضا کو جب پابند سلسلہ زنجیر
کر چکے تو اسوقت وہ دیندار پکار کے کہنے لگا کہ اے ابن زیاد مین ان
اذیتون سے نہین ڈرتا بخدا جب سے حضرت امام حسین علیہ السّلام
کو تو نے شہید کیا ہے مین اپنی زندگی سے بیزار ہون اے ابن مرجانہ

دیکھنا آئین کسطرح تجھسے یہ نہیں آتا ہوا نالہ اس بات کا چرچا قیامت تک
زمانے مین رہیگا اے بیحیا تو نے اولاد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے ایسا
سلوک نہین کیا ہے کہ تجھسے کوئی شخص نیکی کرے مشہور ہے کہ ابن زیاد
اس گفتگو سے بہت ذلیل ہوا لیکن بپاس روساے کوفہ اور بسبب
خوف شمشیر ہای ازد قتل کا ارادہ نکیا مگر ابن عفیف کے ہاتھ سے عصا چھین کر
اوس نابینا کے چہرہ انور پر مارا کہ اوسکے صدمہ سے اونکا رنگ زرد
ہوگیا اور اوس دلیر نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہا کہ اے بدبخت
بے بصارت تیری خباثت کی نسبت کچھہ شبہ نہین معلوم ہوتی تو نے تو
ہمارے امام ہی کو بضرب تیغ و سنان سے شہید کروایا ہے اے بیدین
جب فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہید کرنے سے تجھے باک
نہوا تو میری کیا حقیقت ہے مین تو ایک کمترین امت جناب خیر الوریٰ
ہون ماشاءاللہ اہل مجلس اس کیفیت کے دیکھنے سے نہایت پریشان ہوئے
مگر کیا کرسکتے تھے ناچار آنکھون مین آنسو بھر کے رہگئے القصہ ابن زیاد
نے عبد اللہ عفیف کو ایک تہ خانے تاریک مین حبس کیا اس روداد کی
خبر قوم عبد اللہ عفیف کو پہونچی دس ہزار آدمی مجتمع ہوکے بعزم جنگ ابن
زیاد کے گھر پر چڑھ آئے یہ سنکر ابن زیاد نے بھی لوگون کو بلوا کے اونکے
مقابلہ کو بھیجا صبح سے تا شام فوج طرفین ایک دوسرے کے مقابلے مین
لڑتے رہے مگر جنگ مین اسوجہ سے کسی نے سبقت نکی شامی تو
ازدیون کی تلوار کے خوف سے اپنے دل مین تصور کرتے تھے کہ ہم لوگ

انسے کسطرح عہدہ بر ہو سکینگے اور ازدی اس خیال سے توقف کئی
ہوے تھے کہ شاید پسر زیاد خوفناک ہو کے عبداللہ عفیف کو چھوڑ دے
اگر ہم جنگ مین سبقت کرین گے اور وہ مغلوب ہو گا تو شل ابن کثیر
کے عبداللہ عفیف کو مار بھی ڈالے گا جب شام ہونے لگی تو وہ لوگ پھر کے
اپنے مقام پر چلے گئے لیکن عبدالرحمن ابن سعید اور طارق اور عبدالرحمن
ابن ظبیہ اسباب پر متفق ہوے کہ ہم ابن زیاد کے محل پر کمند ڈال کے
عبداللہ عفیف کو بہر صورت نکال لائینگے چنانچہ یہ تینون جوانمرد اوسی
شب کو کمند ڈال کے ابن زیاد کے محل پر چڑھ گئے دیکھا کہ بام قصر پر تین
آدمی بے خبر سو رہے ہین اون دینداروں نے ضرب تیغ سے اونہین
واصل جہنم کیا بعد ازان بام قصر سے نیچے اوتر کر عبداللہ عفیف کو ڈھونڈنے
لگے یکبارگی یہ دلیر خلوت گاہ ابن زیاد مین پہونچے دیکھا کہ نگہبان گرد
خلوت گاہ پسر زیاد سو رہے ہین یہ حال دیکھکے عبدالرحمن سعید اس
ارادے سے خلوتگاہ ابن زیاد مین گھسا کہ اوس بیحیا کو قتل کرے وہاں
جاکر دیکھا کہ پسر زیاد بیخبر سو رہا ہے اور ایک کنیز اوسکے پہلو مین مع
خنجر برہنہ کبھی ہوئی ہے اوس دلاور نے شمشیر و خنجر اوٹھا کے ارادہ کیا
کہ اسکو بستر خواب مرگ پر استراحت پذیر کردون مگر تقاضائے
دلاوری سے اوس شقی کا اسطرح قتل کرنا شجاعت سے بعید جانا
اور اپنے دل مین کہا کہ دلیران عرب یہ کیفیت سنکے مجھہ پر طعنہ زن
ہونگے کہ ابن سعید نے پسر زیاد کو غفلت مین بستر خواب پر ہلاک کیا

جب وہ دیکھے زماد قتل پسر زیاد سے کنارہ کرکے شخص ابن عفیف بن ہر طرف
پھرنے لگا ناگاہ ایک سمت سے ایک آواز مانند صدائے پسر عفیف سنی
جب غور خیال کیا تو معلوم ہوا کہ عبداللہ عفیف قرآن پڑھ رہا ہے یہ دلاور
اوسکی آواز پہچانکر اوس طرف روانہ ہوا اور تہ خانے کا دروازہ توڑکر ابن
عفیف کو اپنے رفیقوں کے پاس لے آیا وہ دو نوجوان عبداللہ عفیف کو دیکھکر
بہت خوش ہوئے اور طارق نامور اپنی پشت پر چڑھا کے مثل باد صبا روانہ
ہوا اور اوسکے گھر پر پہونچا دیا بعد اسکے وہ تینوں جرار اپنے گھروں کی طرف
روانہ ہوئے صبح کو سلیمان ابن صرد خزاعی نے عبدالرحمن سعید کو بلا کر حقیقت
حال دریافت کی ابن سعید نے سب احوال مفصل بیان کرنا شروع کیا ناگاہ ایک
فوج کثیر جانب صحرا سے نمایاں ہوئے مومنین کو آمد لشکر ابن زیاد کا خیال ہوا
ابن سعید نے جب وہ بیان کرکے دیکھا تو اپنے پدر نامور کے نشان کو جلوہ گر پایا
جب سعید ابن مخنف پر نظر پڑی تو اپنے دل میں کہنے لگا کہ شاید میرا پدر نامدار طرف
عراق سے یہ لوگ جمع کرکے لایا ہے القصہ اوس دلاور نے اپنے پدر عالی گہر
کو پہچانا اور اوسکے رکاب پر بوسہ دیا جب سعید ابن مخنف نے اپنے نور دیدہ
کو دیکھا تو اوسکی پیشانی کو چوم کر کہنے لگا کہ اے فرزند ارجمند دلبند رسول
جناب امام حسین علیہ السلام کا حال بیان کر کہ وہ خلف شیر کردگار ان
دنوں کہاں تشریف رکھتا ہے اوسنے جواب دیا کہ اے پدر عالی قدر جناب
امام حسین علیہ السلام بالب تشنہ و شکم گرسنہ مع خویش و فرزند
صحرائے کربلا میں درجہ شہادت پر فائز ہوئے اور اہلبیت اونکے مع جناب

سید الساجدین علیہ السلام شام مخنت انجام مین تا مدت دراز محبوس رہے
اب چند روز سے مدینہ منورہ کیطرف تشریف لیگئے ہین اور تمام احوال خروج زید
ومسیب ابن محمد قعقاع خزاعی وجناب محمد حنفیہ علیہ السلام
بیان کیا سعید ابن مخنف دینغرآ یہ کیفیت سنکے بہت رویا لکھا ہے کہ سعید
ابن مخنف نامور جرآمد جناب امام حسین علیہ السلام جانب کوفہ سنکر
قبائل عرب مین ہر ایک کو امداد پسر شہر گردگار پر آمادہ کرنے چلا گیا تھا جب مومن
پاک سنتا تہا کہ خلف شیر یزدان ابن زیاد و یزید سے معروف جنگ وجدال ہے
تو یہ نامور اپنے دل مین سمجہتا تھا کہ جناب امام حسین علیہ السلام ان
بیدینون سے لڑ رہے ہین اور نہ یہ معلوم تھا کہ جان وجگر جناب فاطمۃ الزہرا
علیہا السلام شہید ہو چکے اور محمد حنفیہ علیہ السلام لڑ رہے ہین غرض سعید
ابن مخنف نیک خصال جون جون خبر جنگ وجدال سنتا تھا زیادہ تر لوگون کے
مجتمع کرنیکی کوشش کرتا تھا اور جس قبیلہ مین اسکے سمجہانے سے جو کوئی اقرار
رفاقت کرتا تہا اوس سے عہد و پیمان لیکر اپنے ہمراہ لے لیتا تھا حتی کہ تمام
ملک عراق مین اوس سعید ازلی نے چار ہزار مرد و ہنیار قبائل عرب سے مانند
عبد اللہ کلبی و وہب وغیرہ مجتمع کرکے جانب شہر کوفہ توجہ کی تہی لیکن جب
یہان پہونچکے اپنے پسر سے خبر شہادت جناب امام حسین علیہ
السلام سنی تو اپنے گہر مین اگر صف ماتم فرزند رسول بچہائی اور
تین روز تک مجلس تعزیت برپا رکہی اور جس جس نے سنا کہ سعید ابن
مخنف پہر کر اپنے گہر آیا ہے وہ اوسکی ملاقات کے لیے آتا تہا اور شریک

محفل عزا ہوتا تھا۔ راوی لکھتا ہے کہ جب ابن زیاد بدنہاد خواب غفلت سے چونکا اور مسلح ہو کر باہر نکلنے کا ارادہ کیا دیکھا کہ جو ہتھیار پہلو مین رکھے تھے وہ نہین ہین ہر ایک سے پوچھنے لگا کہ یہان کون شخص آیا تھا جو میری تلوار مع خنجر اوٹھا لیگیا یہ کلام اوس کا سنتے سب نے جواب دیا کہ اے امیر ہم نے کسی شخص کو یہان آتے نہین دیکھا اسی اثنا مین ایک دربان نے آکر کہا کہ اے امیر زیاد عبداللہ عفیف کو قیدخانے سے کوئی شخص نکال لیگیا یہ سنکے اوسکے ہوش و حواس پراگندہ ہوئے اپنے دل مین کہنے لگا کہ یقین ہے کچھ فتنہ برپا ہو اور ہتھیار منگوا کے مسلح ہو کر باہر آیا اور تھوڑی دیر تک سر بزانو فکر مین غوطہ زن رہا کچھ سوچکر کہنے لگا کہ ہماری فوج کے سردار ونکو حکم پہونچا دو کہ سب لوگ حاضر ہون القصہ حکم پسر زیاد سنکے سب افسران فوج حاضر ہوئے ہر ایک سے کہنے لگا کہ تم لوگون کے درمیان مین کچھ آتا ہے کہ عبداللہ عفیف کسطرح زندان سے نکل گیا یہ سنکے وہ سب بیعقل و بیشعور اپنی فہم ناقص کے موافق کچھ ہذیان بکنے لگے جب قبائل عرب شیعیان جناب حیدر کرار علیہ السلام مین خبر مشہور ہوئی کہ عبداللہ عفیف زندان پسر زیاد سے چھوٹ کر اپنے قبیلہ مین آگیا ہے اور سعید ابن مخنف بھی بہت سی سپاہ ہمراہ لیکے اپنے گھر پر اس خیال سے آیا ہو کہ ابن زیاد پر خروج کرے تو اس خبر سے مطلع ہو کر قبائل عرب گروہ گروہ سوار و پیادہ اوسکے پاس آنے لگے اور عبداللہ عفیف بھی سعید کی ملاقات کے لیے آگئے اور اوس دیندار سے تمام سرگذشت بیان کی ابن مخنف

نے بعد حمد خدا و نعت سرور جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پکار کے کہا کہ ایہاالناس مین نے جب سنا کہ جناب امام حسین علیہ السلام
کوفہ کیطرف آتے ہین اور حکم یسیر زیاد سے فوج کوفہ و شام سد راہ ہونے کے لئے
جاتی ہی تو اپنے گہر سے نکلکر متوجہ عراق ہوا تاکہ محبان جناب شیر یزدان
علیہ السلام کو اپنا رفیق کرکے خدمت فرزند جناب خیر البشر صلعم
مین بعزم جان نثاری حاضر ہون لیکن شومی طالع سے مولاے دوجہان کی
خدمت مین نہ پہونچ سکا ایہاالناس جبسے مین نے سنا ہے کہ میرا آقا
شہید ہوگیا تو جہان روشن میری آنکہون مین تیرہ و تار معلوم ہوتا ہی بخدا
مین جب تک خون ناحق فرزند رسول کا عوض نلونگا ایک جا بیٹہ چین
وآرام سے نہ بیٹہونگا جب گروہ مومنین نے یہ کلام اوس نیک انجام سے
سنا تو ہر متنفس باچشم اشکبار اوس عالیوقار سے کہنے لگا کہ اے ابن مخنف
ہم اپنا گہر بار اس راہ مین نثار کرنیکے لیے موجود ہین اور جب تک ہماری
جان قفس تن مین باقی ہی ہم تیری رفاقت سے دست بردار نہونگے اے
سعید ابن مخنف انشاءاللہ تعالے ابن زیاد کو مار کر دمشق مین یزید کو بہی
جہنم واصل کرین گے جب اوس مہم سے فراغت پائینگے تو جناب امام
زین العابدین علیہ السلام کیخدمت مین جاکر بعد حصول شرف بیعت
موافق ارشاد حضرت عمل مین لائینگے یہ سنکے سعید کہنے لگا کہ ایہاالناس
اب یہ بتاؤ کہ فی الحال سزاوار مرتبہ امیری کون شخص ہے کہ جس کی بیعت
کرکے اس کار خیر مین مصروف ہون سبنے بالاتفاق یہی جواب دیا کہ اے

دیکھا تو اوسکی نشان و شوکت دیکھکے لوگون کو حیرت ہوگئی وہ دلیر کمان کاندہے پر
لٹکائے ہوئے نیزہ ہاتھہ مین لیے ہوئے سمند گھوڑے پر سوار کمند تابدار فتراک زین سے
باندھے ہوئے دو ہزار سوار کے غول مین کھڑا تھا عبداللہ نام اور ایک اسپ
صبا رفتار پر سوار سعید ابن مخنف کو برابر لیے ہوئے قلب سپاہ مین عجب
شان و شوکت سے رونق افزا تھا چار ہزار آدمی پیر و جوان باشان و شکوہ
رستمی گرز آہنی ہاتھہ مین لیے ہوئے حلقہ زن تھے القصہ سعید ابن مخنف مع
سپاہ نصرت پناہ شہر کوفہ مین گھسا پہلے شمر کے دروازے پر پہونچکر لوگون
سے کہنے لگا کہ ایہا الناس اسکے گھر کو جلا کر سب مال و اسباب لوٹ لو جب
اوسکا گھر جلا چکے تو عمر سعد کے بھی گھر کو اسیطرح لوٹ کر آگ سے جلا دیا اس
حال کو دیکھکر شہر کوفہ مین زلزلہ پڑ گیا جب یہ خبر ابن زیاد کو پہونچی تو اوس نے
عمر ابن الحجاج کو بلا کر کہا کہ تو دنکے مقابلے کے لیے روانہ ہو اور خبردار تا مقدور
موہنہ نہ پھیرنا بعد اسکے محمد ابن اشعث کے ہمراہ بھی کچھ لوگ معین کرکے
اوسکو دمشق کو محافظت قلعہ کے لیے روانہ کیا تاکہ اہل و عیال و مال و
منال تباہی و تاراجی سے محفوظ رہے اور آپ بھی خود و زرہ و چار آئینہ سے
آراستہ ہو کر اون دلیرونکے مقابلے کے لیے چلا راوی کہتا ہے کہ جسدم دونون
فوجین ایک دوسرے کے مقابلے مین کھڑی ہوئین تو عبدالرحمن سعید گھوڑے
کو تھکا کر رجز پڑہتا ہوا میدان مصاف مین آیا اور نعت جناب رسولخدا
و مدح آل عبا ادا کرکے یزید ابن معاویہ و تمامی بنی امیہ پر لعنت کرنے لگا
اور ابن زیاد کو مخاطب کرکے باواز بلند کہنے لگا کہ اے قاتل جناب امام حسین

ظالما اے شقی تو خود بدنیا بات کرتا ہے کوئی گبر و ترسا بھی یہ کام نہ کرتا جو شنیع دنیا
مین تجھسے وہ امر ظہور مین آیا کہ جسکے سبب سے تو لعنت خدا و رسول
مین گرفتار ہوگیا اے پسر زیاد ہر چند کہ تو کسیطرح میرے مقابل نہین ہو سکتا
مگر مجھے عوض خون ناحق امام مظلوم تجھ سے لینا منظور ہے اس سبب سے
تجھسے مقابل ہونا گوارہ کرتا ہون اگر تجھے دعوے دلاوری ہے تو میدان
جنگ مین آکر مجھ سے مقابل ہو جب یہ کلمات طعن و تشنیع آمیز پسر زیاد
نے سنے تو گھوڑے کو چھیڑکر عبد الرحمن کے مقابلے کو چلا ہر چند اوسکے
انصاروں نے منع کیا لیکن کسی کا کہنا قبول کیا نہ معرکہ مین پہنچکر
شقی الصدور پسر سعید پر نیزے کا وار کیا اوس دلاور نے خالی دیکے جواب
مین ایک نیزہ مارا تیس وار نیزونکے باہم دیگر خالی گئے عبد الرحمن نے
تیغ نیام سے کہینچکر اوس شقی پر مثل شیر نر حملہ کیا پسر زیاد تاب مقاومت
دلاسکا روبہ صفت میدان کارزار سے بھاگا ابن سعید اوسکے تعاقب مین
تا بہ لشکر شقاوت اثر چلا گیا اکثر بیدین سد راہ ہوئے اس دلیر نے مثل
شیر غضبناک حملہ کیا اور صفوف لشکر ضلالت اثر کو درہم و برہم کردیا آخر
کار وہ گروہ اشرار مجتمع ہوکے حملہ آور ہوئے یہ حال دیکھکر دوسو سواران جرار
اوس دلیر کی امداد کے لیے گئے اور قتل سپاہ کفار مین مصروف ہوئے
پسر زیاد نے جب یہ حال دیکھا کہ سپاہ شام ضرب حسام غازیان اسلام سے
پسپا ہوکر دل و جان آمادہ فرار ہوا چاہتی ہے تو وہ شقی اپنے لوگون سے پکارکر
کہنے لگا کہ اے دلیران کوفہ حیف ہے کہ تم اس فوج قلیل کے مقابلے سے اپنا دست

ہمت کوتاہ کرتے ہو تمھین چاہیی کہ میدان رزم سے جمعیت اعداکو پریشان کرو و
پست کے وہ اشقیا صف بصف کہڑے ہوئے شیعیان جناب حیدر کرار مثل
قہر خداوند قہار اوس گروہ اشقیا پر جا پڑے اور اون بزدلون کو قتل کرنے
لگے اوسوقت میدان قتال کا یہ حال ہو گیا تھا کہ بقول شاعر میدان رزم
مین چمنستان کی تھی بہار ۔ بلقمۂ سم ستور سے میدان تھا لالہ زار ۔ ہر سمت جو ے
خون تھی روان حرب گاہ مین ۔ تختے برگ گل سے لاشے ہر ایک جا پہ بیشمار
عبدالرحمن شیردل ضرب شمشیر سے بزدلان قوم شمر کو لقمۂ گرگ اجل
اور صفہاے فوج ظلم کو درہم و برہم کرتا ہوا ابن زیاد کے برابر جا پہونچا اور ایک
وار تلوار کا اوس کے سر پر کیا اگر وہ شقی سپر کو پناہ سر نہ کر لیتا تو بے شبہہ
مثل خیار تر مع مرکب چار ہو کر فی النار ہو جاتا مگر شمشیر آبدار نے اپنا اثر ظاہر
کرنے کے لیے سپر و خود آہنین کو کاٹکر و اونگلی کا گہرا زخم کہوپری مین ڈالکے
اوسکے سر پر بخس سے دریاے خون جاری کر دیا وہ زخم کاری کہا کر بہاگ
گیا ابن سعید نے اوس روز تمام دن شامیون کے قتل سے ہاتھہ نہ روکا اور تمام
فوج کو بہگا دیا جب آفتاب غروب ہوا تو شہسوار عرصۂ ولاوری عبدالرحمن سعید
مانند ماہ تابان سپاہ انجم سیرت ہمراہ لیکے اپنے مقام پر آیا اور سجدۂ شکر
بارگاہ ایزد منان مین بجالایا جب لشکر ابن زیاد کو شکست مین پہونچا تو سب
یہ حال دیکھکر وہ شقی جراح سے اپنا علاج کروا رہا ہے نہایت ندامت زدہ
ہو کے کہا کہ اے لوگو دیکھنا کل ان ابوترابیون سے ہم کسطرح پیش آتے
ہین کہ قرداے قیامت تک اونکو ہمارا اسلوک یاد رہیگا القصہ جب دوسرے

بسر ہو گئی اور صبح نمودار ہوئی تو فوج طرفین ایک دوسرے کے مقابل ہو کر
تمام دن مصروف جدال رہی وقت شام روا ے طلایت شب سے چہرہ شاہد
روز کو نقاب پوشی دیکھکر سپاہ جانبین لڑنے سے اپنے مقام پر جا کے مانند نجوم
سیارہ ہر طرف سے طلایہ روانہ کیا اور تیسرے دن بھی صبح سے تا شام وہ
لڑائی در پیش رہی کہ فوج طرفین کے لوگ اکثر زخمی ہوے اور بیشتر مارے
گئے خصوصاً لشکر شام کے لوگ بہت ہلاک ہوئے جب چوتھے دن لشکر
طرفین نے رزم گاہ میں نشان سیہ و سفید لا کے استادہ کئیے تو تگاپوے
سمندان صبا رفتار سے ایسا غبار عظیم بلند ہوا کہ چشم خورشید کی نظر میں
... روشن تیرہ و تار ہو گیا لکھا ہے کہ ایک سمت عبداللہ ... اپنی
... لیئے ہوئے اور ایک طرف سعد ابن مخنف اور ایک جانب
اپنے لوگوں کے ہمراہ جنگاہ میں صف آرا تھے اور ایک
طرف علی ابن ... و ابوبکر مخنف با جمعیت مومنین میدان وغا میں
بے رونق فزا تھے پسر زیاد نے بھی اپنی فوج کی صفیں آراستہ کیں میمنہ
لشکر کا سردار عمر سعد کو اور میسرہ کا عمر ابن الحجاج کو کرکے ہراولی لشکر
محمد ابن اشعث کو دی اور خود قلب لشکر میں کھڑے ہو کر آمادہ کارزار
ہوا فوج طرفین سے جب تیر و شمشیر نے اپنا جوہر دکہا کر جنگاہ میں کشتوں
کے پشتے لگا دیئے تو عبداللہ عفیف نے اپنے حبشی غلاموں کو کہ وہ دو
سو جوان تھے بلایا اور کہا کہ تم گھوڑوں پر چڑھ کر اس گروہ ناری پر
ایسی آگ برساؤ کہ یہ اشقیا ذائقہ آتش دوزخ سے آگاہ ہو جائیں

یہ سنکے وہ غلامان حبشی گھوڑون پر چڑہ گئے اور سپاہ کفار پر ایسی آگ برسانے لگے کہ وہ گمراہ جنگاہ سے منہ پھیر کر اپنے نشانون کی طرف چلے جانبازان مومنین اونکے سد راہ ہوئے اور اون اشقیا کو غرق بحر ہلاکت کر کے ملحد لشکر ابن زیاد کو واصل جہنم کیا اور وہ شقاوت بنیان توڑ ڈالا سپاہ بیسر مردانہ اپنے نشان لشکر کو سرنگون کر کے معرکہ قتال سے بہاگ گئی جب ابن زیاد مع سپاہ رزم گاہ سے بہاگ کر کوشک مین جا بیٹھا تو عبدالرحمن سعید نے محاصرہ کوشک کا ارادہ کیا اور اہل دین اس گروہ قوم مومنین کو اس سبب سے بعید سنت سمجھا کے اوس مکان پر پھیر لائے کہ تین زخم کاری اوس برگزیدہ باری کے جسم پر لگے تھے اور ہر چند بارہ سو آدمی شیعیان جناب ابو تراب علیہ السلام اوس دن گلچینی گلزار شہادت سے کامیاب ہو گئے تھے مگر چھ ہزار آدمی لشکر ابن زیاد بد نہاد کے بھی بہم ضرب تیغ مومنین سے گوشۂ غار نیستی مین جا کر مقام اسفل ار[illegible] پہنچے اور عبیداللہ زیاد لعین بھی جب زخم [illegible] مجروح ہو کر کوشک مین محصور ہو کے بیٹھا تو اپنے رفیقون [illegible] سے لگا کہ اے یاران دلاور [illegible] کی شجاعت کا حال بھی کچھ تمنے دیکھا [illegible] خصوصًا عبدالرحمن سعید کا کہ تنہا ہماری فوج مین گہسکے سپاہ [illegible] بہادر ونکو اپنی زور دستی سے تہہ تیغ کر کے بسلامت نکل جاتا تھا [illegible] سے یارو اب تو میرے دہیان مین یہ بات آتی ہے کہ جب تک فوج [illegible] از بصرہ و کعبے سے نہ بلواؤنگا تمہارا اوسد قائم [illegible] اس بہاگ [illegible] جدال و قتال سنونگا اور یہہ

تعاقب میں چلے گئے اور پسر مرجانہ لعین نے جب گھوڑوںکے دوڑنے کی
آواز سنی تو خادموں سے پوچھنے لگا کہ یہ کیسی آواز آتی ہے لوگوں نے جواب
دیا کہ اے امیر کوفہ سنتے ہیں کہ ابن [illegible] نے شبخون کے ارادے سے آکر
سپاہ طلایہ والوں سے دو چار [illegible] ہوکے بہت سے لوگوں کو مار ڈالا ہے اور
چنانچہ عمر ابن الحجاج تاب مقابلہ سپاہ ازو نہ لا کے بھاگ کر در کوشک
میں آگئے شہر لیے پس اے پور زیاد بدنہاد کچھ سپاہ اون سے لڑنے کے
لیے بھیجدے ورنہ لا ازدی حملہ کرکے دار الامارہ میں گھسکر بڑی خرابی
ڈالینگے یہ سنکر ابن زیاد سراپا فساد نے پانچہزار آدمیوں کو حکم دیا کہ
تم لوگ ازدیوں سے اسطرح پر جا کر لڑو کہ کوٹھوں پر چڑھ کے تیر مار کے
اونکو ہلاک کرو وہ بانی ستم حسیدم جنگ مومنین کے لیے آکر موافق حکم پسر زیاد
بیدین عمل میں لانے لگے تو بارش بیحساب تیر و سنگ سے بہت سے
مومنین تباہ و ہلاک ہوگئے ولیکن دینداروں نے اوسکا اندیشہ نکر کے اپنے
غلاموں کو بھی جب اوسی شب تار میں بام و دیوار خانہ مردم پر چڑھا کے حکم
نفط اندازی دیا تو اون دلاوروں نے بھی جا کر بارش قارورہ اندازی
نفط سے آگ برسا کر منکران دین حق کے لیے جہان کو مثل دار النیران
کر دیا اور لشکر کفار بد آتش غضبناک تدبیر مومنین کے شرارے دیکھکر بیتاب
ہوکے جب بھاگنے لگا تو پسر زیاد بیدین بام قلعہ سے یہ حال دیکھکے بغیظ
تمام [illegible] غلام ترکی [illegible] نماز کامل و بہادر پیشین ہمراہ لیکے قلعہ سے باہر نکل کے
اوسے [illegible] لگا کہ [illegible] بے بہادرو بارش تیر سے کاخ وجود غلامان

خبث بانی ازدلکو مسمار کروا لوا ورده بد نہاد سب تارمین دور سے
جب اونکو تیر مار کے ہلاک و مجروح کرنے لگے تو تیس غلام حبشی دم شہرت
ضائع ہو گئے اور حسید مرده غلام حبشی قاؤن سے طالب امداد ہوئے
تو عبدالرحمن سعید نے اون سے پکار کہا کہ اے دلاورو تم ان ترکی
غلامون سے اندیشناک نہوکہ خدا و ائمہ تمہارا یار و مددگار ہے اور
اے جانبازو دیکھو کہ یقین تم لوگ اخیر فتحیاب ہوکر دولت خوشنودی خدا و
رسول خدا علیہ الصلوات والسلام حاصل کرتے ہو الا اے یارو تم لوگ آتشبازی
شیشہ ہاے نفط سے باز نہ رہو کہ مین تیغ و سنان سے انکی جان کو قبضہ
ملک الموت مین کئے دیتا ہون اور یہ کہکے جب ہزار آدمیون کو ہمراہ لیکر ابن
سعید مامور لشکر شور و شر ابن زیاد بد گہر پر حملہ ور ہوا تو سپاہ عبید اللہ زیاد
دین تباہ بھی ہر طرف سے ہجوم کرکے چلے مگر عبدالرحمن سعید نے تمام لشکر
ابن زیاد عنید کو ضرب شمشیر و نیزہ سے درہم و برہم کرکے ترکی غلامون
سے مقابل ہو جا کر حسید مرتیغ زنی کرنی شروع کی تو دم بھر مین دو سو اسی غلام
ترک کو بیجان کرڈالا اور ہیبت سے بیدینون کو بسبب جراحات بیشمار کار
جنگ سے جب بیکار کردیا تو ابن زیاد فتنہ پرداز کینہ سمیع لشکر بیم جان سے
تہ و بالا ہو کر ہراسان و پریشان سمت قلعہ بھاگ کر جا لکھا ہے کہ سعید
ابن مخنف دلاور نے حسید مرد یہ خبر پائی کہ پسر زیاد بد نہاد غلامان ترک کو
ہمراہ لیکر بعزم جنگ قلعہ سے باہر نکلا ہے یہ دو سو سپاہی جو حسینی جمعیت سے
کو مع سپاہ و ہمراہ لیکے اس خیال سے اشتا درا و قلعہ مین گر کہ کھڑا ہوا

کمین گاہ سے نکلکر اسکو پکڑ لینا اور بعد اسکے قلعہ
دو گہڑی لیں یہ تدبیر کرکے وہ عورت قلعے مین گئی اور باقی لشکر
پیغام سے مطلع ہو چکا تہا شہر پر متفق ہو کے چلا اور علقمہ جو کہ ان لوگون
سے بیخبر تہا یہ حیلہ ان لوگون کا دیکہتے ہی اپنے فرزندون کو اپنے ہمراہ لے
قلعے سے باہر نکلا اسکا نکلنا تہا کہ وہ پانچسو سوار جو کمین گاہ مین بیٹہے تہے
دوڑ پڑے اور علقمہ کو گہیر کے پکڑ لیا اور تمام زن و مرد اہل قلعہ کو اس عورت
کے لوگون نے گرفتار کر لیا اور دروازہ قلعہ کا بہی کہولدیا فوج یزید نے شہر مین
گہس کے تمام شہر کے چہوٹے بڑون کو قتل کرنا شروع کیا اور جو شخص شہر مین
سے جو ہاتہ آیا اسے بہی مقید کر لیا راوی کہتا ہے کہ جب وہ لوگ اہل
شہر کے قتل و غارت سے فارغ ہوے تو علقمہ کو مع بزرگان شہر پابستہ
قید ستم کرکے رسی گلے مین ڈال کے اس عورت کے روبرو لا کہڑا کیا اور وہ
عورت یہ حال ان سب کا دیکہہ کے خوش ہوئی اور کہنے لگی کہ ان سبکو
گدہون پر سوار کرکے میرے محافے کے آگے لے چلو القصہ وہ عورت
لوٹ کا تمام مال و متاع اور اسیرون کو ہمراہ لیکے روانہ دمشق ہوئی
راوی کہتا ہے کہ لشکر علقمہ مین ایک رکابدار تہا وہ مخالفین کے ہاتہ سے
اپنی جان بچا کے مسیب کے پاس پہونچا اور کہنے لگا کہ اے مسیب
شہر عسقلان مین تجہسے کیا کہون کہ کیا فتنہ برپا ہوا ہے سچ تو یون ہے
کہ گروہ مخالفین نے نام و نشان مومنین کا زمین شہر عسقلان سے
مٹا دیا اور لیکر گیا سب حال ابتدا سے انتہا تک اس رکابدار نے